۲۵۰۰ اور ۵۰۰۰ برس قبل مسیح کے درمیان وہ کلٹ (Kelt.) آرمینی (Armenians.) ایرانی Irenians
یونانی (Greeks.) سلیو (Slave) اور جرمن (German) کی شاخوں میں منقسم ہو گئے (صفحہ ۱۴۹) اور سندھ پر
۴۰۰۰ برس قبل مسیح کے قریب پہنچے اور نصف صدی بعد باختریہ میں زرتشت کی شاخ نکلی۔ انکی رائے میں (صفحہ ۱۵۸) آریوں
کی سلطنت وسط ایشیا شمالی میڈیا کابل اور قندھار تک ۵۰۰۰ ۔ اور ۴۰۰۰ برس قبل مسیح میں قائم تھی۔" اس رائے سے
اگر یکے عیسائی متفق نہ ہوں تو کچھ حیرت کی بات نہیں حالانکہ ہمارے حساب میں یہ بھی دریا میں سے قطرہ بھی نہیں ہے۔
۔ ڈاکٹر طامس پین Thomas Paine. اپنی کتاب "ایج آف ریزن" Age of Reason میں
لکھتے ہیں کہ الہام کا سلسلہ ۲۰۰۰ قبل مسیح سے شروع کرکے ۱۸۰۰ قبل مسیح میں ختم ہو جاتا ہے۔ مگر ایشور نے
۱۸۰۰ برس قبل مسیح کے بعد کوئی الہام کیوں نہیں دیا؟ اس کی وجہ پادریوں ہی کو معلوم ہو گی (صفحہ ۱۸۴)۔

(۱۵) فعل کا [illegible] زمانے کا الہام کبھی [illegible] نہیں ہو سکتا کیونکہ علم و عقل کا دفتر ہمیشہ سے موجود ہے آریہ ورت
[illegible] حروف کا بد [illegible] وہی اس زمانہ میں [illegible] کی آب و تاب سے چمک رہی تھی جبکہ باقی تمام ملکوں اور قوموں میں جہالت
[illegible] تھا چنانچہ اس بات کو سر مونیر ولیمس [illegible] اپنی کتاب انڈین وزڈم کی تمہید کے شروع میں تسلیم کرتے ہیں پس
ممکن ہے کہ اُس زمانہ میں جو تھوڑے بہت علم والے بھی [illegible] اس ملک سے دوسرے ملکوں میں بذریعہ جسمانی یا روحانی نقل مکان کے
چلے گئے۔ بڑی آسانی سے پیغمبر بن گئے ہوں۔ کیونکہ وح [illegible] کی قوموں کے درمیان پیغمبری کا درجہ پالینا کچھ مشکل نہیں ہے۔

۸۔ الغرض ان زمانہ حال کے عالموں کی مختلف راؤں [illegible] کو دیکھ کر یہ یقین ہوتا ہے کہ جب تاریخی معاملہ ہی میں ان کے درمیان

اختلاف رائے کا نتیجہ

اس قدر اختلاف ہے تو پھر انکی باقی رائیں [illegible] کیا وقعت رکھ سکتی ہیں۔ اس اختلاف رائے سے یہ بات بھی
بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ انجیل پر دیانت اور سچائی کو تصدق [illegible] کر دینا اُن کا دین ایمان ہے۔ اس موقع پر سوامی دیانند سرسوتی
جی کے مندرجہ ذیل الفاظ موزوں آتے ہیں:۔
"اور جس ایک ایک کے برخلاف نو سو ننانوے شہادت [illegible] دیتے ہوں تو وہ ہزار کے ہزار جھوٹے ہیں۔ اُن میں سے ایک
بھی سچا نہیں ہو سکتا۔ سچی بات وہی ہے جو ایک ہو اور [illegible]"
[illegible] ستیارتھ پرکاش [illegible] سوامی دیانند سرسوتی]

پس اہالیان یوروپ کی رائیں ویدوں کی نسبت گیارہ ہزار [illegible] ۴ برس قبل مسیح تک شاید ہزار کے لگ بھگ
ہونگی اور ہر ایک کی رائے دوسرے کے خلاف ہے۔ پس سوامی [illegible] مطابق یہ سب نامعتبر اور ناقابل یقین ہیں

۹۔ پنڈت لیکھرام جی مرحوم نے تاریخ دنیا حصہ اول [illegible] کے زمانے اور مختلف ملکوں کی سمتوں

پنڈت لیکھرام جی کی تحقیقات

کی نسبت عمدہ تحقیقات کی [illegible]

۵ کرشن شاستری نے ایک بار تھیوسوفسٹ میں ایک لمبا چوڑا مضمون [illegible] اُسی کتاب میں "ویدک زمانہ کی تحقیقات"
بیس یا تیس ہزار برس قبل مسیح میں بنائے گئے تھے دیکھو تھیوسوفسٹ [illegible] جیوتش کے حساب سے یہ ثابت کیا تھا کہ وید
[illegible] ۱۸۸۲ء تا فروری ۱۸۸۲ء +

اور "آریہ ورت میں لکھنا کب چلا" یہ دو مضمون بھی قابل غور ہیں۔

۱۰۔ یہ دُنیا اور وید ہمعصر ہیں۔ اس بات کو آجکل کے عالم بھی عموماً تسلیم کرتے ہیں مگر اُنکی مذہبی پابندی اُنکو

وید اور دُنیا کی صحیح تاریخ

سچائی کے قبول کرنے سے روکتی ہے۔ دُنیا کا زمانہ سُوریہ سدھانت وغیرہ جیوتش کی کتابوں کے
مطابق سوامی جی نے اس "تمہید تفسیر وید" میں بیان کر دیا ہے پس خود اہالیان یوروپ کے بموجب
ویدوں کا بھی وہی زمانہ سمجھنا چاہیئے جب وید اپنا زمانہ آپ بتلاتے ہیں تو پھر دوسری شہادت کا تلاش کرنا
فضول ہے۔ چنانچہ اتھر وید میں لکھا ہے کہ

शतं तेऽयुतं हायनान् द्वे युगे त्रीणि चत्वारि कृण्मः। अथर्व० म० ८ अनु० १ मं० २१

دُنیا کے قائم رہنے کا زمانہ اس طرح حاصل ہوتا ہے کہ "دس ہزار سینکڑوں (یعنی دس لاکھ کے درجے [illegible]
اس پر ۳-۲ اور ۴ کو ترتیب وار ایزاد کرنا چاہیئے" [اتھر وید [illegible] پاٹھ [illegible] انوواک ۱ منتر [illegible]
اس طرح دُنیا کے قائم رہنے کا زمانہ چار ارب بتیس کروڑ سال [illegible] ہوتا ہے جس میں سے [illegible]
نوے کروڑ اٹھاون لاکھ چوراسی ہزار نو سو ننانوے سال [illegible] گذر چکے اور ۲۳۶۴۱۱۵۰۰۱ [illegible] ہیں۔

۱۱۔ جب ویدوں کی نسبت یہ ثابت ہے کہ وہ اتنی پرانی کتابیں [illegible] ہیں جتنی پرانی یہ دُنیا ہے تو اِس سے اُنکا ایشور کیطرف

الہام پر بحث

سے ہونا خود بخود ثابت ہے۔ کیونکہ آغاز آفرینش میں بجز [illegible] آدی گرو (معلم اول) پرمیشور کے اور کوئی دوسرا
ہدایت دینے والا نہیں تھا۔ مگر الہام کے متعلق بہت کچھ غلط خیالی ہے جس کا مسو قیہ صاف کر دینا مناسب ہو گا

۱۲۔ سر مونیر ولیمس (Sir Monier Williams) "انڈین وزڈم" (Indian Wisdom.) میں

الہام کی مختلف صورتیں

لکھتے ہیں کہ:۔ (۱) مسلمانوں کا قرآن ایک ہی بار جلد اور ایک مصنف کا کام ہے۔ اور اُس کی نسبت
مسلمان یہ مانتے ہیں کہ وہ ماہ رمضان میں شب قدر کو سالم آسمان سے اُترا۔
(۲) اوستا کو (جس کے معنی کتاب مستند ہیں) زوروسٹر Z-raster نے (جو عام طور پر زردشت کے نام سے مشہور ہے) بنایا
(۳) عبرانی عہد عتیق معہ خالدی ترجموں اور شرحوں کے [illegible] ترگم [illegible] کہتے ہیں دیا گیا تھا۔
(۴) مگر وید کے معنی علم ہیں اور اُن سے وہ غیر مکتوب علم [illegible] مراد ہے جو سُوئمبھو (قائم بالذات) پرمیشور سے
سانس کی طرح ظاہر ہوا۔ اُس کا رشیوں کو الہام ہوا اور [illegible] ہیں۔ بڑھتے بڑھتے موجودہ ضخامت کو پہنچ گیا ویدوں
کو مختلف شاعروں یا مصنفوں نے باوقات مختلف کئی گدیوں میں تصنیف کیا"

۱۳۔ الہام اُس علم کو کہتے ہیں جو ایشور کیطرف سے دل میں پیدا ہو۔ پس جو علم ابتدائے آفرینش میں ایشور کی طرف سے

۵ جیوتش شاستر کے مطابق یہ عدد ٹھیک ہے۔ سوامی جی نے زمانہ وید کے مضمون میں جو دنیا کی عمر ۱۸۷۶ء تک ایک ارب چھیانوے کروڑ آٹھ لاکھ باون ہزار
نو سو چھہتر برس لکھی ہے اُس میں سات سندھیوں کا زمانہ یعنی ۱۲۰۹۶۰۰۰ برس جو منیسر رہتے ہیں۔ اسلئے فرق رہا۔ علاوہ ازیں سوریہ سدھانت
مدھیا دھکار شلوک ۲۴ اور ۲۴ کے مطابق ۴۰۰۰ ۴۷ دیویہ برس گھٹا کر سرشٹی کال نکالنا چاہیئے چنانچہ جو زمانہ ہمنے بیان کیا ہے وہ اسی طرح سوریہ سدھانت کے مطابق نکالا گیا ہے۔

رشیوں کی آتما میں ہُوا اُسی کو وید کہتے ہیں۔ مگر مسٹر مُونیر ولیمس کا یہ طعنہ کہ وید غیر مکتوب علم مانا جاتا ہے عجیب لطف سے پُر ہے۔ انجیل کی پابندی نے اُن کو اس درجہ تک صداقت کا مخالف بنا دیا ہے کہ وہ اس سیدھی سادی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے کہ علم ہمیشہ ہی غیر مکتوب ہوتا ہے۔ آتما اُس علم کو حاصل و معلوم کرتی ہے نہ کہ کاغذ۔ اگر کاغذ پر لکھی ہوئی نوشت کا نازل ہونا مانیں تو اُس نوشت کے سمجھنے کا علم مقدم مطلوب ہوگا۔ پس اس صورت میں اُس کتاب کے سمجھنے کا علم جو کتاب سے مقدم ہے الہام ہوا نہ کہ کتاب اور اگر کتاب کے سمجھنے کا علم مقدم نہو تو حصول الہام قطعی ناممکن ہے اور چونکہ حضرت محمدؐ کو اُمّی[1] کہا جاتا ہے اسلئے وہ مُلہم نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ جب تک آتما الہام کو قبول نہ کرے (کاغذی تحریر اُن سے کچھ علاقہ نہیں رکھ سکتی نہ وہ اُس سے الہام پانے والے ثابت ہو سکتے ہیں۔ الہام ہونیکا مقدّم الہام کا براہ راست دل میں علم و آگاہی [illegible] ہونا ہے پس جو لوگ یہ مانتے ہیں کہ الہام وہ ہے جو کتاب کی

(۱۵) فعل کا [illegible] سے اُترے [illegible] بالکل غلطی پر ہیں۔ اوّل تو آسمان کی چھت یا مکان کا نام نہیں ہے کہ وہاں حروف کا بد[illegible] لوح و قلم اور عرش یا کرسی وغیرہ کا ماننا ایشور کو انسان کی طرح ایک جگہ محدود و غیر ساری [illegible] اور مجسم [illegible] ماننا ہے۔ سوم جو چیز بہت اونچے سے گرتی ہے تو آکاش کے اندر سے گذرتی ہوئی گرم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ گینوز فزکس میں لکھا ہے کہ شہابہ (جسے تارا ٹوٹنا کہتے ہیں) چند مرکب دھاتوں کا مرد پنڈا ہے جو تیزی سے گرنیکی وجہ سے گرم ہو کر شعلہ کی طرح بھڑک اُٹھتا ہے۔ اس قسم کا مادہ کسی ایک ستارے سے دوسرے ستارہ کی کشش غالب آجانے پر ٹوٹ پڑتا ہے۔ مکہ کا کالا پتھر جسے حجر الاسود کہتے ہیں اسی قسم کا شہابہ ہے جو آسمان سے گرا ہوگا مگر مسلمان لوگ اُس کو خدا کی طرف سے آیا ہوا سمجھتے ہیں۔ اس میں پتھر کا جُزو زیادہ ہوتا ہے۔ اسی قسم کا ایک پتھر فرانس میں پیرس کے عجائب خانہ میں موجود ہے" پس علم طبعیات کے بموجب مسلمانوں کا الہام شہابہ ہو تو ہو۔ کتاب نہیں۔ کیونکہ کوئی کتاب اتنے اونچے سے گرے تو ضرور ہے کہ راستے ہی میں کام آوے۔ زمین تک پہنچنے بھی نہ پائے۔ علم طبعیات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ۲۳ ہزار فیٹ کی بلندی پر کاغذ بھُر جاتا ہے۔ چنانچہ گینوز فزکس میں غبارے کے بیان میں لکھا ہے کہ "جب غبارہ ۲۳۰۰۰ فیٹ سطح سمندر سے اونچا پہنچ گیا تو اُس مقام پر اس درجہ خُشکی تھی کہ کاغذ اور پارچمنٹ (چرمی وصلی) بالکل سوکھ گئے اور اس طرح بھُر بھُر کر گر پڑے کہ جیسے انھیں آگ لگ[illegible] کٹ جر گئی ہو" پس سالم کتاب کا آسمان سے گرنا جہالت کی بات نہیں تو کیا ہے۔ کبھی کسی نے آسمان سے کتابیں برستی دیکھی ہیں؟ اسی طرح جو پارسی اور عیسائی وغیرہ ایسے لوگوں کی تصنیف کی ہوئی کتابوں کو الہام مانتے ہیں جو ابھی ایک ہی دو ہزار برس کے اندر گذرے ہیں وہ ہرگز الہام نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ اوّل تو یہ اعتراض ہے کہ دو ہزار برس سے پیشتر کے لوگ کس

[1] اس امر کی شہادت موجود ہے کہ حضرت محمدؐ در اصل اُمّی نہیں تھے۔ علاوہ ازیں وہ عرب کے ایک ایسے خاندان سے تھے کہ یقین نہیں ہو سکتا کہ اُن کو تعلیم سے محروم رکھا گیا ہو +

الہام کی ہدایت پر چلتے تھے؟ اور اگر اُس سے پیشتر الہام ہی نہیں تھا تو یہ بات ایشور کے انصاف سے بعید ہے کہ اُن لوگوں کو اپنے الہام سے محروم رکھا۔ دوم انسان کا علم کبھی بیخطا نہیں ہوتا اسلئے وہ قابل تسلیم نہیں لہذا ثابت ہوا کہ سچا الہام در اصل وہی ہے جو ایشور کی طرف سے کسی کے دل میں ہو اور وہ شخص جس کو الہام دیا جاوے اُس [illegible]

الہام وید کی نسبت غلط بیانی

۱۴۔ اگنی۔ وایو۔ آدتیہ اور انگرس چار رشیوں کی آتما میں ویدوں کا گیان ہونا بالفاظ مختلف جگہ جگہ بیان کیا گیا ہے جس کو مسٹر مونیر ولیمس صاحب اختلاف بیان سمجھتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ "ویدوں کے الہام کی نسبت حسب ذیل مختلف رائیں ہیں:-

(۱) وید سویمبھو (قایم بالذات) پرمیشور سے مثل سانس پیدا ہوئے (۲) وید برہم سے اس طرح نکلے جیسے ایندھن میں سے دھواں (۳) وید اگنی (آگ) وایو (ہوا) وغیرہ عناصر سے پیدا ہوئے۔ (۴) وید گا[illegible] میں سے نکلے۔ (۵) اتھرو وید۔ کانڈ ۱۹۔ انوواک ۴ میں اُن کی پیدائش کال سے [illegible] (۶) شتپتھ براہمن میں اگنی (آگ)۔ وایو (ہوا) اور [illegible] دیوی (سورج) سے ترتیب[illegible] سام وید کی پیدائش لکھی ہے اور منوسمرتی ادھیائے ۱ شلوک ۲۳ میں بھی یہی [illegible] سوکت (یجر وید ادھیائے ۳۱) کے بموجب پُرش سے وید پیدا ہوئے (۸) [illegible] سمرتی یا اپنشد بتایا ہے (۹) پھر منتروں کے ساتھ اُن کے مصنف رشیوں کے نام لکھے ہیں"

اُس کی تردید

۱۵۔ مونیر ولیمس کو صرف دھوکا ہوا ہے ورنہ اِن نو [illegible] نو فقروں کا ایک ہی منشا ہے۔ واضح رہے کہ جس طرح انسان محدود العقل اور کم علم ہونے کی وجہ سے بڑی دماغ سوزی اور فکر و غور سے کسی علمی بات کو بیان کرتا ہے ایشور میں یہ بات نہیں [illegible] ہے۔ چونکہ وہ علیم کُل ہے اسلئے وہ ہر علم کو بآسانی بلا فکر و تامل بیان کرتا ہے۔ پس شاستروں میں ہر جگہ اس [illegible] بات کو ظاہر کیا ہے کہ ایشور نے ویدوں کو اس طرح بلا پس و پیش بہ کمال آسانی رشیوں کے دلوں میں ظاہر کیا۔ جس طرح انسان کے جسم میں سے بلا جد و جہد خود بخود سانس جاری رہتا ہے یا جس طرح آگ میں [illegible] سے بلا کوشش اپنے آپ دھواں اُٹھتا رہتا ہے تیسرے اور چھٹے فقروں میں اگنی۔ وایو۔ روی [illegible] اُن رشیوں کے نام ہیں جن کو ویدوں کا الہام ہوا [illegible] ہے۔ ان سے لو سائن ہی اچھارنا۔ جوان سے اسم معرفہ کا ترجمہ کرنا۔ انگریزوں کی لیاقت کا اعلیٰ [illegible] جیو و شیش[1] (انسان) مراد لیتا ہے چوتھے۔ پانچویں اور ساتویں فقروں میں گایتری۔ کال اور پُرش سے پرمیشور مُراد ہے۔ گایتری۔ گایتی (गायति) سے بنتا ہے۔ اور گایتی۔ ارچتی अर्चति بمعنی "پوجا کرنا" کا مترادف ہے (دیکھو نگھنٹو۔ ادھیائے ۳۔ کھنڈ ۱۴)۔ پس گایتری سے معبود کُل مراد ہے (دیکھو نرکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۶)۔ اسی طرح کال بھی ایشور کا نام ہے۔ کیونکہ کالیتی (कालयति) کو نگھنٹو۔

[1] دیکھو ہمارا نوٹ [2] اسی کتاب صفحہ [illegible]

ادھیائے ۲۔ کھنڈ ۱۴ میں گتی गति کا مترادف بتایا ہے اور خود گتی गति مصدر کے معنی گیان (علم) گمن (رفتار یا حرکت) اور پراپتی (سرائیت) ہیں۔ پس کال سے علیم کل و محیط کل پرمیشور مراد ہے پرش کے متعلق بھومکا میں پُرش سوکت کا ترجمہ کرتے ہوئے سوامی جی نے کئی حوالے درج کئے ہیں (دیکھو صفحہ ۶) جن سے اس امر میں ذرا شک نہیں رہتا کہ پُرش سے پرمیشور ہی مراد ہے میمانسا شاستر کے مُوجب ویدوں کا نتیہ (یعنی ہمیشہ سے اور ہمیشہ کے لئے موجود رہنا یا بالفاظ دیگر غیر فانی ہونا) اُن کے ایشوری گیان (الہام الہی) ہونیکا اور بھی پختہ ثبوت ہے۔ کیونکہ جب ایشور غیر فانی ہے تو اُس کا کلام بھی غیر فانی ہونا چاہیئے۔ کلام کے غیر فانی ہونے سے اُس کا راست مطلق ہونا مفہوم ہوتا ہے۔ اسلئے راست مطلق کلام کے سوائے کسی انسان وغیرہ کا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ چھاندوگیہ اُپنشد پرپاٹھک ۷۔ کھنڈ ۱۷ میں (۵) विज्ञानन्नेव सत्यं वदति "علم کو وگیان (علم کامل) ہے وہی سچ بولتا ہے"۔ پس چونکہ انسان [illegible] حروف کا بدرا راست مطلق نہیں ہو سکتا اسلئے انسانوں کی بنائی ہوئی کتابیں کبھی الہام کے [illegible] اور معیار [illegible]یں۔ آخر میں رشیوں کو منتروں کا مصنف بتانا ایک بڑی بھاری غلطی ہے منتروں کے شروع میں دیوتا۔ رشی۔ چھند۔ اور سور دیئے ہوئے ہیں۔ سوامی جی نے دلیلوں اور حوالوں سے ثابت کر دیا ہے کہ اُن سے ترتیب وار منتر کا مضمون۔ اُن کا مستند مفسر۔ بحر اور سُر مراد ہے۔ اگر رشی کو مصنف کہا جاتا ہے تو دیوتا کو مصنف کیوں نہیں بتلاتے؟ واضح رہے کہ ویدوں کے منتروں کو الہام مانا جاتا ہے نہ کہ اُن کے عنوان کو بھی۔ یہ عنوان بعد میں صرف یادداشت کے لئے طیار کیا گیا ہے۔

۱۶۔ ویدوں میں چھند۔ بھاگ اور منتر بھاگ قائم کرنا اہل یورپ کی ایک بڑی بھاری غلطی ہے جو اُن کے ترجموں کی غلطی سے پیدا ہوئی ہے۔ علاوہ ازیں چار مختلف مضمونوں (یعنی علم۔ عمل۔ عبادت اور عرفان) کے لحاظ سے ویدوں کا چار جلدوں پر تقسیم کیا جانا یہ ہرگز ثابت نہیں کر سکتا کہ اُن کو مختلف وقتوں میں مختلف مصنفوں نے بنایا۔ انسان کی بنائی ہوئی کتابوں میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ کہیں دقیق مضمون ہوتا ہے کہیں آسان اور خصوصاً جبکہ ویدوں سے تمام علوم کا بیان کرنا مقصود ہے تو اُس کے مضامین کا بلحاظ اُس علم کے جس کا بیان کیا جاوے آسان یا مشکل ہونا ایک امر ظاہر ہے۔ پھر میکسمولر وغیرہ کا مضمون کی دقاقت اور سلاست کے لحاظ سے ویدوں کا دو حصوں میں تقسیم کرنا اور اُن میں سے ہر حصہ کو ایک مختلف زمانہ سے منسوب کرنا بالکل فضول اور بےمعنی ہے۔ اسی طرح براہمنوں اور اُپنشدوں کو ویدوں کا بھاگ بتانا بھی سخت غلطی ہے۔ یہ سب بعد کی کتابیں ہیں کیونکہ اُن میں اتہاس پائے جاتے ہیں۔ جو لوگ براہمنوں اور اُپنشدوں کو وید بتاتے ہیں وہ اُپ ویدوں اور چھ شاستروں کو

وید میں کوئی بھاگ نہیں ہے

۱؎ اور اگر چھند اور منتر بھیدوں کے دو مختلف نام ہونے سے وید کے بھاگ بانٹے جاتے ہیں تو شرتی۔ نگم۔ برہم۔ آمنایہ۔ تری ودیا۔ شاستر اور منتر بھی مختلف بھاگ ہونے چاہئیں کیونکہ وہ بھی ویدوں کے نام ہیں۔

بھی وید کیوں نہیں کہتے کیونکہ اُن میں بھی ویدوں کا حوالہ آتا ہے۔ براہمن ویدوں کی عام شرح ہیں اور شاستر ایک ایک مضمون کو بیان کرتے ہیں۔

۱۷۔ ویدوں کے کہیں تین اور کہیں چار کہنے سے صرف مضمونوں کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ کتابوں کی طرف نہیں کیونکہ وید کے معنی علم ہیں۔ اسلئے جب ترئی ودیا (تین علوم) کہیں تو اُس سے چاروں وید مراد ہونگے۔ کیونکہ اُن میں تین علموں کا بیان ہے۔ اگرچہ علم بیشمار ہیں مگر اُن کی سب سے بڑی تقسیم تین میں ہو جاتی ہے علم عمل اور عبادت اور اِن تینوں کے نتیجے کا نام عرفان یا معرفت ہے اس لئے اسکو چاہے الگ گناؤ یا نہ گناؤ کچھ ہرج نہیں ہے۔ ا[illegible]ون پر آریہ سدھانت میں بہت لمبی بحث کی گئی ہے (دیکھو آریہ سدھانت بھاگ ۱۔ انک ۱ تا ۱۲۔ اور بھاگ ۲۔ انک ۱ تا ۱۲ میں ترئی ودیا کا مضمون)[1]

وید چار ہی ہیں

۱۸۔ اب ہم الہام کی معیار یا شرائط بیان کرتے ہیں تا کہ س[illegible] کو اس کے تحقیق کرنیکا مو[illegible] اصلی الہام کونسا ہے۔ انجیل و قرآن وغیرہ [illegible] یا وید؟ شرائط مذکورہ [illegible]

الہام کی معیار اور شرائط

(۱) الہام کا ابتدائے عالم میں ہونا لازم [illegible] ہے۔

(۲) الہام وہ علم ہے جو ایشور کی طرف سے کسی انسان [illegible] دل میں آوے۔ اور جس علم کو اُس [illegible] انسان سے نہ پایا ہو اور نہ کسی کتاب کے مطالعہ وغیرہ [illegible] سے حاصل کیا ہو۔

(۳) ایشور کا اصلی یا سچا الہام وہی ہو سکتا ہے جسمیں کوئی [illegible]بات ایشور کے قائم کئے ہوئے قوانین قدرت کے خلاف نہو اور اُس میں اُن طبعی اور روحانی علوم کا بیان ہو جو انسان اپنی محدود قوت ذہن یا عقل سے تعلیم پانے کے بغیر از خود حاصل نہیں کر سکتا۔

(۴) الہامی کتاب میں کسی خاص انسان چیز یا جگہ کا بیان یعنی کوئی قصہ یا کہانی نہیں ہونی چاہیئے۔

(۵) الہام میں وہ ہدایتیں ہونی چاہئیں جن سے س[illegible] کی اعلےٰ بہبودی مقصود ہو اور جو انسان کے لئے نہائت ضروری ہوں وہ کسی خاص گروہ یا متنفس [illegible] کی طرفداری۔ رو رعایت یا حمایت سے پاک اور سب کے لئے یکساں اور پُر انصاف ہونا چاہیئے۔

(۶) اُس کی سب باتیں دوامی یعنی سب زمانوں میں یکساں [illegible] اثر رکھنے والی اور کبھی منسوخ رد یا بے اثر نہ ہونے والی ہونی چاہئیں۔

(۷) اُس کی صنعت اور الفاظ و معنی کی بندش ایسی ہونی چاہیئے جو شان ایزدی کے شایاں ہو اور انسان کی

[1] بعض پنڈت اور پروفیسر ولیمس وغیرہ اہل یورپ تیتریہ سہنتا یا کرشن یجروید کے نام سے پانچواں وید بھی مانتے ہیں۔ مگر یہ مثل اُس گپ کے جو اسکی پیدائش کی نسبت مشہور کی جاتی ہے بالکل لغو ہے۔ بات یہ ہے کہ جس کو تیتریہ سہنتا کہتے ہیں وہ بقول پنڈت گورودت صرف ایک براہمن ہے اور جسے شکل یجروید کہتے ہیں وہی اصلی یجروید ہے۔

۴۔ قانون قدرت کے خلاف نہ ہو

میں تمام طبعی اور روحانی علم بدرجۂ کمال بیان کیا گیا ہے۔ اوّل اس وید بھاشیہ بھومکا کے مطالعہ سے ہی ظاہر ہو جائیگی اور نیز جب تمام و کمال تفسیر وید کو پڑھا جائیگا تو یہ بات ضرور ہی درجہ وثوق کو پہنچ جائیگی۔ ویدوں کے سوائے دیگر تمام الہامی کتب خود قانون قدرت کے خلاف پیدا ہوئی ہیں اور اُن میں اکثر عقل و قیاس سے باہر باتیں بنام نہاد معجزہ[۵۱] بیان کی گئی ہیں جن کا کوئی علمی ثبوت نہیں ملتا۔ ویدوں کی نسبت منوجی کہتے ہیں کہ پرمیشور نے پیدائش عالم کے وقت وید کے الفاظ کے مطابق سب چیزوں کے نام۔ اُن کے کام اور صورتیں قائم کیں (منو ۱-۲۱) پس جب کہ قانون قدرت جو [ویدوں] کے مطابق ہے تو پھر وید قانون قدرت کے خلاف کس طرح ہو سکتے ہیں۔ وید دراصل علم الٰہی ہے [illegible] کائنات کو اپنے علم (وید) کے مطابق بناتا ہے۔ اسلئے وید اور قانون قدرت دونو دراصل ایک ہی ہیں [illegible] مستند اور غیر مستند کتابوں کے مضمون سے ثابت ہو جائیگا کہ اس بات [illegible] کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ انجیل اور قرآن وغیرہ میں کہانیاں بھری ہیں اور ویدوں میں فسانے بتانا گویا روئے آفتاب کو مشت خاک سے مکدر کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ آج کے دن ویدوں کے سوائے جن کتابوں کو الہامی مانا جاتا ہے اُن کا بڑا جزو قصہ کہانیاں ہیں۔ اور کہانیوں کا ہونا صاف ثابت کرتا ہے کہ وہ ابتدائے عالم سے بہت مدت بعد تصنیف کی گئیں۔ کیونکہ جن انسانوں چیزوں یا جگہوں کا اُن میں ذکر ہے۔ وہ خود اُن سے پرانی نہیں ہو سکتیں +

۱۔ ابتدائے [illegible] اگر [illegible] ہی آتی [illegible] (۱۵) عالم انسان [illegible] حروف کا بدلنا [illegible]

۲۳۔ ویدوں کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اُن میں خصوصاً اُن باتوں کا بیان ہے جو انسان کے لئے نہایت ضروری ہیں یعنی ویدوں میں زندگی کے ہر مرحلے کے لئے ہدایتیں اور روزانہ فرائض بیان کئے گئے ہیں بلکہ سائن آچاریہ وغیرہ اور نیز اہالیان یوروپ کی تو یہی رائے ہے کہ ویدوں میں محض یگیہ کا بیان ہے پس یگیہ سے پنچ مہا یگیہ (پانچ روزانہ فرائض) اور اشومیدھ (انتظام سلطنت) وغیرہ اور نیز وہ تمام رفاہ عام کے نیک کام مراد ہیں جن سے سب کی بہبودی اور بہتری مقصود ہو۔ اس کے خلاف دیگر الہامی کتابوں میں بیگناہ جانوروں کے مارنے اور جہاد وغیرہ سے دنیا کو دکھ پہنچانے کی ہدایت بھی پائی جاتی ہے۔

۵۔ اسمیں مفید کار آمد ہدایتیں ہوں

۲۴۔ ویدوں کی سب باتیں دوامی یعنی سب زمانوں کے لئے یکساں اثر رکھنے والی ہیں۔ ابتدائے آفرینش سے لیکر یدھشٹر کے زمانہ تک اُن کی ہدایت پر عمل ہوتا رہا اور یہ زمانہ دنیا میں

۶۔ سب زمانوں میں یکساں اثر پذیر ہوں

۵۱ شق القمر ہونا۔ ہنومان کا سورج نگلنا۔ موسیٰ کے لئے دریا کا ٹھیر جانا اور عیسیٰ کا مُردوں کو زندہ کرنا وغیرہ تمام باتیں ایشور کے باندھے ہوئے قانون قدرت کے خلاف ہیں۔ ایشور کسی خاص انسان کی رعایت کے لئے اپنے قانون کو نہیں بدلتا۔ اُس کا قانون سب کے لئے یکساں ہے اور یہی اُس کے عادل و منصف ہونیکا ثبوت ہے +

امن و امان۔ علوم کی ترقی اور دھرم کے عروج کا زمانہ تھا۔ مگر مہابھارت کے بعد جب سے ویدوں کا رواج بند ہوا تب سے اب تک برابر دنیا پر آفتیں نازل ہو رہی ہیں اور آگے بھی جب تک وید کی ہدایت پر عمل شروع نہ ہوگا دنیا کو امن یا راحت نصیب ہونا مشکل ہے۔ مہابھارت کو جیسا کہ ہم ابھی اوپر ذکر کر چکے ہیں پانچ ہزار برس کے قریب گذرتے ہیں۔ عام طور پر اس سے پیشتر کا کوئی الہام تسلیم نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ دنیا کی عمر اس وقت دو ارب سے کچھ قریب ہے پس ظاہر ہوا کہ اس سے پیشتر دو ارب سال کے قریب تک برابر وید ہی کا رواج تھا۔ اور اس عرصہ میں برابر اُس کی تعمیل ہوتی رہی کبھی اُس کی ہدایتوں کو منسوخ وغیرہ کرنے کی ضرورت نہ پڑی۔ نہ ابتک وید کا ایک حرف تک بدل سکا۔ یہ بات دوسری ہے کہ اب [illegible] اُس پر عمل نہیں ہے۔ مگر سوامی جی فرماتے ہیں کہ جس قدر سچا علم و معرفت روئے زمین پر کسی کتاب [illegible] سینے میں پایا جاتا ہو وہ سب وید ہی سے نکلا ہے۔ یہ بالکل سچ ہے [illegible] کیونکہ وید دنیا کی [illegible] دیکھا جاوے تو جو نیک اصول دنیا میں اس وقت جاری ہیں [illegible] جن پر عمل کیا جاتا ہے [illegible] جہاں دیگر ایسی کتابوں میں جو الہامی مانی جاتی ہیں ہزاروں [illegible] اختلافات ہیں اور ایک دوسرے کو رد کرنے والے اصول و احکام پائے جاتے ہیں۔ وہاں ویدوں میں ایک بات بھی ایسی نہیں جس کے خلاف کہیں دوسری جگہ کچھ اور لکھا ہو یا جو صرف ایک خاص زمانہ تک اثر رکھ کر بعد [illegible] بے اثر ہو گئی ہو۔ ویدوں [illegible] ہونے پر سوامی جی نے اس بھومکا میں بڑی عالمانہ بحث کی ہے جو قابل دید ہے۔ قرآن اور انجیل وغیرہ میں جو باہمی اختلافات ہیں وہ اس قدر مشہور ہیں کہ اُنکے بیان کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ اس مختصر دیباچہ ہی میں انکی تفصیل کی گنجائش ہے۔

۲۵۔ ویدوں میں عروض کا کمال۔ الفاظ کا کثیر المعانی ہونا۔ لفظوں کا مصدری یا لغوی معنی رکھنا اور الفاظ کی بندش اُن کے الہامی ہونے کا اعلیٰ ثبوت ہیں۔ یہ بات کمال انسانی کے احاطہ سے باہر ہے جس کا سب سے بڑا ثبوت یہی ہے کہ اگرچہ آج کے دن سنسکرت زبان میں کوئی پرانی کتاب ایسی نہیں ملتی جس کے مقابلہ میں اسی طرز پر نئی کتاب نہ لکھی گئی ہو یا خود اُس کتاب کے اندر کچھ تحریف نہ کی گئی ہو۔ مگر وید اس سے بری ہیں۔ براہمنوں کے مقابلہ میں جعلی براہمن۔ اپنشدوں کے مقابلے میں فرضی اپنشد شاستروں کے مقابلہ میں جھوٹے شاستر۔ الغرض ہر قسم کی کتابیں پرانی کتابوں کے مقابلہ میں سمپردائیوں نے

۷۔ انسانی تصانیف سے تمیز ہو سکے

۵۱ دیکھو صفحہ ۱۹۸ و ۱۹۹۔

۵۲ کرشن یجروید کی نسبت پنڈت گورودت بھی لکھتے ہیں کہ وہ صرف براہمن ہے وید نہیں ہے ہم دیکھتے ہیں کہ براہمنوں کی عبارت پر بھی اکثر سور لگا دئے جاتے ہیں۔ مثلاً جرمنی کے چھپے ہوئے شتپتھ براہمن میں سور لگے ہوئے ہیں۔ مگر اس سے براہمن وید نہیں بن سکتے کیونکہ سور تو سنسکرت کی ہر کتاب پر لگائے جا سکتے ہیں۔ ۱۲

لکھیں[۵] اور منوسمرتی وغیرہ کتابوں میں تحریف بھی کی۔ مگر ویدوں کے مقابلہ میں کوئی نیا وید بنانے یا اُس کے اندر تحریف کرنیکی کسی کو مجال نہیں ہوئی۔ یہ وجہ نہیں ہے کہ اُن کی عزت و تعظیم کے خیال سے ایسا نہیں کیا گیا کیونکہ چارواک جیسے بہادر بھی ہندوستان میں ہو چکے ہیں جو ویدوں کو بھانڈوں کی گپ بتا گئے ہیں مگر اُن کی یہ مجال نہ ہوئی کہ جہاں اپنے آگم اور تنتر کے شاستر بنائے۔ ایک وید بھی اپنے خیالات کا بنا جاتے بلکہ اصلی وجہ یہی ہے کہ عروض کا وہ کمال اور الفاظ کا لغوی معنی میں قائم رکھنا انسان کی طاقت سے باہر ہے اور ویدوں کی حفاظت کا انتظام ایشور کی قدرت سے ہر زمانہ میں قائم رہتا ہے۔ تمام علوم جو ساڑھے [illegible] ہزار سے کم منتروں میں بیان کر دئے گئے۔ اُسکی وجہ یہی ہے کہ لفظوں کو لغوی معنی میں رکھا گیا اور [illegible] ہی اَلنکار (صنعت کثیر المعانی) کے ذریعہ سے ایک ہی لفظ سے دس دس علمی باتوں کو بیان کیا گیا ہے (۵) عالم الکیمیا [illegible] کہ اگر ایسا نہ کیا جاتا (یعنی صنعت کثیر المعانی کو استعمال نہ کیا جاتا) تو کروڑوں شلوک [illegible] حروف کا [illegible] کتابیں بنا دیتے تب بھی علم کا [illegible] آنا ممکن نہ تھا۔ واضح رہے کہ ویدوں میں اکثر نہایت باریک علمی اصول کو اُن کاروں یعنی ایسے قدرتی واقعوں کی تمثیل سے جو روزمرہ ہماری آنکھوں کے سامنے واقع ہوتے رہتے ہیں بیان کر دیا ہے جو علم کا درجۂ کمال ہے۔ کیونکہ جب انسان کسی علمی اصول کی تہ کو پہنچ جاتا ہے تب اُس کو یہ ملکہ حاصل ہوتا ہے کہ اُس کو تمثیلوں اور استعاروں میں بیان کر سکے۔ تمثیل یا تلازمہ کا یہ فائدہ ہے کہ اُس کے ذریعہ سے معمولی عقل کا انسان بھی باریک سے باریک علمی بات کو بآسانی سمجھ لیتا ہے۔ چنانچہ نیائے شاستر میں درشٹانت (تمثیل) کی تعریف یہی کی ہے کہ جس سے دُنیا کے عام لوگوں اور متبحر یعنی دلیل و عقل سے باریک علمی باتوں کو دریافت کرنے یا سمجھنے والوں کی عقل ایک سطح پر آجائے اُسے درشٹانت کہتے ہیں۔ (دیکھو نیائے شاستر۔ ادھیائے ۱۔ آہنک ۱۔ سوتر ۲۵) گویا جسکے ذریعہ سے اعلیٰ سے اعلیٰ علمی اصول عوام الناس کی سمجھ میں آسکیں وہ درشٹانت ہے اور ویدک اَلنکار اور اُپما النکار بھی محض درشٹانت ہیں۔ اس سے ایشور کے رحیم کامل ہونیکا بھی ثبوت ملتا ہے۔ ویدوں میں تمام علمی اصول کا آسان عبارت اور مختصر الفاظ کے اندر مکمل بیان ہونا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ اُن کا صانع ایشور ہے نہ کہ انسان۔ ویدوں کے سوائے اور کسی کتاب میں یہ نشان نہیں پایا جاتا۔ کس انسان کی مجال ہے کہ صنعت لفظی کے کمال کے ساتھ صنعت معنوی کو نباہ سکے۔ قرآن وغیرہ میں صرف مسجع اور مقفّےٰ عبارت ہے۔ عروض کا کچھ تعلق نہیں اور نہ انجیل میں عروض کو دخل ہے۔ پس جس صورت میں ہم عروض کو زبان کا کمال تصور کرتے ہیں تو الہامی کتاب

[۵] دیکھا جاتا ہے کہ زمانہ حال میں عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لئے بہت سے لوگوں نے اپنی اپنی کتابیں بنائیں اور اُن کو پرانی کتابوں کے نام سے مشہور کر دیا۔ مثلاً جینیوں کے ہاں اپنی قسم کے پُران، رامائن اور سوتر گیتا وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ ۱۲

[۵] دیکھو صفحہ ۲۱۴ +

میں اُسکی عدم موجودگی کب گوارا ہو سکتی ہے۔ کہتے ہیں کہ مروجہ قرآن کے مقابلہ پر فیضی نے بے نقط قرآن لکھا تھا مگر اس کو کسی نے الہام نہ مانا۔ انجیل کی بابت تمام دُنیا جانتی ہے کہ اُس میں ہزاروں ترمیمیں کی گئیں اور سدھانت کچھ کے کچھ بدل گئے۔ انجیلوں کے تحریف اور سدھانتوں کے بدل جانے سے رومن کیتھلک اور پروٹسٹنٹ دو بڑے اور سینکڑوں چھوٹے چھوٹے فرقے بن گئے۔ اس کے خلاف آغاز دُنیا سے لیکر ابتک ویدوں میں ایک نقطہ تک کا فرق نہیں ہوا ہے[۶]۔ کیونکہ ویدوں کے سینہ بسینہ چلے آنے کے علاوہ چھند (عروض) بھی اُن کی حفاظت کا باعث ہیں۔ پس جب ان تمام باتوں پر غور کیا جاتا ہے تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ویدوں کے سوا اور کوئی کتاب الہامی نہیں ہو سکتی۔

۲۶۔ ویدوں میں اصول کے طور پر تمام علوم کا بیان ہے۔ اکثر لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ سوامی جی کی [illegible] ہے۔ مگر بات یہ ہے کہ جو لوگ سوامی جی کی باتوں [illegible] کو انوکھی [illegible] کیا [illegible] کرتے [illegible] شاستروں سے واقف نہیں ہوتے۔ آجکل [illegible] اس [illegible] ملک میں ویدوں کا [illegible] یوروپ ویدوں پر کچھ لکھتے ہیں تو اُن کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی [illegible] ہے کہ اس ملک کی موجودہ جہالت [illegible] اور خصوصاً مذہبی کتابوں کی بے خبری سے ناواجب فائدہ اُٹھایا جاوے [illegible]۔ جب سوامی جی نے ویدوں کے سچے مطالب کو ظاہر کرنا شروع کیا تو ان کی بات بھیکی پڑنے لگی جس پر غصہ [illegible] آنا ایک قدرتی نتیجہ تھا۔ پس اگر وہ سوامی جی کو جھٹلانے کی کوشش کریں تو سمجھو کہ اُنہیں اپنی بات کی [illegible] ہے۔ جھوٹے قرار پانیکا خیال اور خصوصاً اپنے ملک و مذہب کی بیجا حمایت کب گوارا کر سکتی ہے کہ وہ سچ [illegible] کو مان سکیں۔ ویدوں میں تمام علوم کا موجود ہونا گوتم مُنی۔ واتسیاین رشی اور منو مہاراج کے مندرجہ ذیل حوالوں سے ثابت ہے۔

۸۔ بہمہ وجوہ مکمل اور مستند بالذات ہو

(۱) "وید اسی طرح مستند ہیں جس طرح آیُروید (علم طب وغیرہ کی علمی کتابیں) مستند ہیں۔"

[نیائے شاستر ادھیائے ۲۔ آہنک ۱۔ سوتر ۶۷]

(۲) جو لوگ ویدوں کے مطالب کو کما حقہٗ سمجھنے والے رشی یا درشٹا ہوئے ہیں وہی تمام علوم کو ایجاد یا بیان کرنے والے (پرورکتا) ہوئے ہیں۔" [واتسیاین رشی کی شرح سوتر مذکور پر]

گویا بالفاظ دیگر رشیوں نے تمام علوم کو ویدوں سے نکالا ہے۔

(۳) ویدوں میں اننت (بے پایاں) گیان ہے۔ یعنی اگرچہ وید کے الفاظ محدود ہیں۔ مگر بصورتِ معنی وید بے پایاں ہیں۔" [تیتریہ براہمن]

[۶] اس ملک کے لوگ کہتے ہیں کہ سوامی جی نے وید کے منتروں کو بدل ڈالا ہے۔ مگر یہ اُن کی ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ ویدوں کے بدلنے کی ابتک کسی کو مجال نہیں ہوئی۔ بلکہ یورپ کے سنسکرت دان عالموں نے کچھ گڑبڑ کرنے کی کوشش کی تھی مگر پیش نہ چلی۔ چنانچہ میکس مولر صاحب اس بات کا ذکر اپنی رگوید سنہتا کی جلد اوّل کے دیباچہ میں صفحہ ۴۴ پر کرتے ہیں۔

(۴) چاروں ورنوں کے اُصول تینوں لوکوں (یعنی لطیف۔ کثیف اور روشن عالم) کا علم۔ چاروں آشرم کے قواعد۔ ماضی۔ حال اور مستقبل کا حال الغرض سب باتیں ویدوں ہی سے نکلی ہیں"

[منوسمرتی۔ ادھیائے ۱۲۔ شلوک ۹۷]

پس جب آریاورت کے تمام اعلیٰ درجہ کے عالم اور خصوصاً ویدوں کے مطالب سمجھنے والے رشی متفق اللفظ اس بات کو مانتے ہیں کہ تمام علوم ویدوں سے نکلے ہیں[۵۱]۔ تو پھر اُنکے سامنے ویدوں کے بدخواہوں کی رائے کیا وقعت رکھ سکتی ہے۔ اسلئے ثابت ہوا کہ وید بذاتِ خود مکمل ہیں اور تمام دُنیا میں جس قدر علم مشہور جاری ہے وہ سب انہیں سے نکلا ہے۔ یہ بات اسی سے ظاہر ہے کہ آیُروید وغیرہ چار اُپ وید اور شِکشا وغیرہ چھ ویدانگ اور نیائے شاستر وغیرہ چھ اُپانگ سب ویدوں کے حوالے دیتے ہیں۔ (۱۵) [illegible] فرماتے ہیں کہ "اگرچہ ویدوں کے مطالب کی تفصیل کے لئے پانِنی وغیرہ عالموں نے دیا کرن [illegible] حروف کا [illegible] ب) بنائے۔ مگر ویدوں میں اس سے بھی زیادہ گیان کا ذخیرہ ہے"[۵۲] ویدوں میں قرآن وغیرہ کی طرح کسی علمی زمری کتابوں کا حوالہ نہیں ہے اور نہ اُن میں کوئی بات کسی کتاب سے نقل کیگئی ہے۔ دُنیا کی کوئی الہامی یا دیگر کتاب ویدوں کی طرح اس قدر مکمل نہیں ہے کہ اُس سے تمام علوم پیدا ہو سکیں۔ بلکہ[۶۶] انجیلیں اپنے ترجموں اور قرآن اپنی حدیثوں اور روایتوں سمیت بھی دُنیا کے تمام علم چھوڑ کسی ایک شاخ کے مخزن ہونے کا دعوےٰ نہیں کر سکتے۔

۲۷۔ ویدوں کو بامعنی پڑھنے کی تاکید خود ویدوں میں کیگئی ہے۔ اور نِرُکت[۵۳] وغیرہ میں بھی اس امر کی تاکید[۵۴] ہے۔ چونکہ ویدوں میں تمام علوم کو اصول کے طور پر بیان کیا ہے۔ اور پھر اُنہیں علوم کی تشریح مفصل طور پر وید کے انگوں اور اُپانگوں وغیرہ میں کیگئی ہے۔ اسلئے اُن کو کماحقہٗ سمجھنے کے لئے لازم ہے کہ اول وید کے انگ اور اُپانگ پڑھے جاویں تاکہ اُن کے پڑھنے کے بعد وید کے مطالب بخوبی ذہن میں آ سکیں۔ ویدوں کے پڑھنے کے لئے جن کتابوں کا اول پڑھنا ضروری ہے اُنکو سوامی جی نے "پڑھنے پڑھانے" کے مضمون کے اخیر میں بیان کر دیا ہے۔ اگر انسان اول ان کتابوں کو عبور کر لیوے تو اُس کو ویدوں کے سمجھنے کا مادہ حاصل ہو سکتا ہے سنسکرت کی مروجہ کتابیں پڑھنے سے وید

> **ویدوں کو بامعنی پڑھنے کی ضرورت**

[۵۱] اہل یورپ اگرچہ ویدوں میں تمام علوم کو نہیں مانتے مگر سنسکرت زبان میں تمام علوم کا موجود ہونا تسلیم کرتے ہیں۔ مگر ایک بات کے ماننے سے دوسری بات بھی اُسی میں آ جاتی ہے۔ کیونکہ رشیوں نے تمام علوم کو ویدوں سے ظاہر کیا ہے۔

[۵۲] دیکھو شنکر آچاریہ کی شرح ویدانت درشن ادھیائے ۱ پاد ۱۔ سُوتر ۳ پر۔ نیز دیکھو صفحہ ۲۳ ترجمہ ہذا۔

[۵۳] دیکھو صفحہ ۱۹۶ لغایت ۱۹۸ ترجمہ بھومکا۔

[۵۴] نیز دیکھو منوسمرتی ادھیایہ ۲ شلوک ۱۶۸۔ جہاں لکھا ہے کہ جو شخص وید کو نہ پڑھے اور دوسری جگہ محنت کرے وہ جلد اپنے خاندان سمیت شودر کے درجہ کو پاتا ہے۔

سمجھ میں نہیں آ سکتے۔ جو لوگ انگریزی ترجموں کے بھروسے پر رہتے ہیں وہ سخت خطا کرتے ہیں کیونکہ اول تو اہلِ یورپ اپنے مذہب یعنی انجیل پر کسی کو سبقت دینا گوارا نہیں کر سکتے۔ دوم وہ اس قدر لیاقت نہیں رکھتے کہ ویدوں کے مطالب صحیح صحیح سمجھ سکیں۔ چنانچہ جرمنی کے مشہور فلاسفر شوپن ہائر صاحب [illegible] فرماتے ہیں کہ "سنسکرت کتابوں کے اُن ترجموں کو دیکھ کر جو انگریزوں نے کئے ہیں مجھے یقین پڑتا ہے کہ انگریز سنسکرت زبان کو اچھی طرح نہیں سمجھتے۔ بلکہ اُن کو سنسکرت زبان کا صرف اتنا ہی علم ہوتا ہے جتنا کہ ایک کالج کے طالبعلم کو یونانی زبان کا"۔ یعنی مراد یہ ہے کہ سنسکرت کو سمجھنے کے لئے تمام عمر اُسی کے مطالعہ میں صرف کرنیکی ضرورت ہے۔ معمولی طور پر یا اختیاری مضمون کی حیثیت میں سنسکرت کو پڑھنے سے اُس میں مہارت پیدا نہیں ہو سکتی۔ سوامی جی ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں۔ کہ "جس قدر سنسکرت زبان کا رواج اور [illegible] ترقی آریاورت [illegible] ہے اُتنی کسی دوسرے ملک میں نہیں۔ جو لوگ [illegible] ملکِ جرمنی میں علم [illegible] ہے اور جس قدر سنسکرت میکس میولر صاحب نے پڑھی ہے [illegible] اتنی کسی نے نہیں پڑھی [illegible] صرف [illegible] کی ہے۔ کیونکہ جہاں کوئی بڑا درخت نہیں ہوتا وہاں ارنڈ (بیدانجیر) ہی درخت بن جاتا ہے۔ پس ملک یورپ میں سنسکرت کا رواج نہ ہونیکی وجہ سے اہالیانِ جرمنی اور میکس [illegible] نے تھوڑا سا پڑھا ہوا بھی اُس ملک کے باشندوں کو بہت بڑا نظر آتا ہے۔ مگر آریاورت کی طرف نگاہ کی جاوے تو وہ ادنےٰ درجہ میں بھی شمار نہیں ہو سکتے کیونکہ ملک جرمنی کے ایک پرنسپل صاحب کی چٹھی سے مجھے معلوم ہوا کہ وہاں زبان سنسکرت کی چٹھی کا مطلب سمجھنے والے بھی کم ہیں اور میکس میولر صاحب کی سنسکرت ساہتیہ اور تھوڑا سا وید کا ترجمہ دیکھ کر مجھے معلوم ہوا کہ میکس میولر صاحب نے ادھر ادھر سے آریہ ورت کے لوگوں کی بنائی ہوئی شرحیں دیکھکر کچھ تھوڑا بہت لکھا ہے" (دیکھو ستیارتھ پرکاش باب ۱۱ کے شروع میں)۔ پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو معمولی چٹھی کے مطلب کو نہیں سمجھ سکتے وہ ویدوں کو کیا خاک سمجھ سکتے ہیں۔

۲۸۔ کسی عبارت کو مطلب سمجھنے کے بغیر پڑھنا کچھ فائدہ نہیں دیتا اور یہی وجہ ہے کہ اگرچہ بعض پنڈت ویدوں کے منتر طوطے کی طرح پڑھ لیتے ہیں مگر اُن کا مطلب سمجھنے کی وجہ سے اُن پر عمل نہیں کرتے اور جب تک منتروں کے مطلب کو نہ سمجھا جائے تب تک دل میں اثر ہونا یا اُن پر عمل ہونا محال ہے۔ اسی وجہ سے آجکل کے لوگ دھرم سے گرے ہوئے ہیں اور وید پاٹھی از بسے "چارپائے بروکتابے چند" ہیں۔ چنانچہ کہا ہے کہ مطلب سمجھے بغیر کتاب پڑھنا ایسا ہے جیسے گدھے کی پیٹھ پر چندن کا بوجھ یا درختوں کا خوشبودار پھولوں سے لدا ہونا۔

> **بنا مطلب سمجھے پڑھنا بے سود ہے**

۲۹۔ ہمارے ملک کے لوگوں کا اب کچھ ایسا حال ہو گیا ہے کہ اپنے دھرم سے بالکل بیخبر ہیں اور نہ یہ ہمت

صحیح ومعتبر ترجمہ کی ضرورت

ہے کہ محنت کرکے اپنے دھرم کی کتابوں کو اُن کی اصلی زبان میں مطالعہ کریں۔ پنڈت اپنے ٹکے کی فکر میں غلطان وپیچان ہیں۔ اُنہیں اس بات کی فرصت ہی کب ہے کہ اس طرف توجہ دیں۔ بہت زور مارا تو ویاکرن میں سارسوت۔ چندرکا پڑھ لی شیگھر بودھ اور ہورا چکر پڑھ کر کمانیکا کافی سامان ہو ہی جاتا ہے۔ بہت شوق ہوا ایک آدھ پُران پڑھ لیا۔ اور بھاگوتی پنڈت کہلانے لگے سخت حیرانی کی بات ہے کہ اس ٹوٹی حالت میں ویدوں کے مطالب کا رواج ہو تو کس طرح ہو۔ آخر کار سوامی جی نے سوچا کہ اس زمانہ کی کمزور اولاد کی طاقت اور دماغ کہاں جو ویدوں کے پڑھنے کی ہمت [illegible] بہتر ہوگا کہ ان کے لئے ویدوں کے مطالب کو آسان سنسکرت میں بیان کر دیا جاوے۔ تاکہ [illegible] کو ویدوں کے اصلی سدھانت کے سمجھنے کا موقع مل جاوے۔ اور یہ بات روشن ہو جاوے کہ [illegible] ٹیکشا وغیرہ [illegible] ترجمے ہمیں کس قدر دھوکے میں ڈال رہے ہیں۔ سوامی جی آریاورت [illegible] حروف کا رفہ باتے کے ترجموں کی تردید کرتے ہیں جو اُس زمانہ کی پیدائش ہیں جبکہ موجودہ بناوٹی پران رواج پا چکے۔ وید منتروں کی قدیم تفسیر میں جو شتپتھ وغیرہ براہمنوں اور ویدوں کی ایک ہزار ایک سو ستائیس شاکھاؤں میں موجود ہیں اُن کی سوامی جی تردید نہیں کرتے[1] بلکہ اُن کی صرف یہ کوشش ہے کہ موجودہ غلط ترجموں کا رواج بند ہو کر اُن قدیم تفسیروں کو دوبارہ از سر نو رواج دیا جاوے۔ پس آجکل کی کمزور آریہ نسل جو روٹی کمانے کے علم یعنی انگریزی وغیرہ کی تعلیم کے بعد اپنے دماغ میں اسقدر گنجائش نہیں دیکھتی کہ قدیم رشیوں کی کتابوں کو پڑھ کر ویدوں کے مطالب سمجھنے کی محنت کرے[2]۔ وہ سوامی جی کی تفسیر سے جو نہایت سلیس اور آسان سنسکرت میں لکھی گئی ہے فائدہ اُٹھا سکتی ہے۔ اُن کو واجب ہے کہ معمولی سنسکرت پڑھیں اور اسقدر لیاقت حاصل کریں کہ سوامی جی کی سنسکرت کو جو نہایت آسان اور فصیح ہے سمجھ سکیں۔ سوامی جی فرماتے ہیں کہ "اوّل تو باقاعدہ براہمنوں اور ویدوں کے انگوں اور اُپانگوں کو پڑھ کر وید پڑھنے کی لیاقت حاصل کرنی چاہیئے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ایسی تفسیر کو پڑھ کر جسے ان تمام کتابوں کے پڑھے ہوئے عالم نے بنایا ہو ویدوں کے معنی کا علم حاصل کرنا چاہیئے"[3]۔ پس جہاں ایک طرف ہمیں یہ معلوم ہے کہ مروجہ تفسیریں یا تو اُن دنیادار اور خود غرض پنڈتوں نے لکھی ہیں جن کے دماغ میں پُرانوں کی کہانیاں سمائی ہوئی تھیں اور جو وام مارگ وغیرہ متوں کے پیرو تھے یا اُن اہالیان یورپ نے بنائی ہیں جو صریح سائن مہی دھر وغیرہ کا جھوٹا کھانے والے۔ ویدوں کے سخت بدخواہ دشمن اور اپنے مذہب اور کہانیوں سے بھری

۱ دیکھو صفحہ ۲۰۰ ترجمہ بھومکا۔ ۲ منوجی شاستروں کے مطالعہ اور ویدوں کے پڑھنے کو سب کا فرض بتاتے ہیں۔ دیکھو منوسمرتی ادھیایہ ۴ شلوک ۱۹ و ۲۰۔ ۳ دیکھو صفحہ ۱۹۸ ترجمہ بھومکا +

انجیل کے لئے دین اور ایمان کو تصدق کر دینے والے ہیں۔ وہاں دوسری طرف ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ شتپتھ وغیرہ براہمن قدیم راستی شعار۔ بےغرض اور حق پرست رشیوں کی بنائی ہوئی کتابیں ہیں اور سوامی دیانند سرستی جی جو اُنکی تفسیروں کو اس زمانہ میں سرسبز کرنے والے ہوئے ہیں خود سچے رشی۔ پاک باطن۔ عالم اور قدیم تفسیروں کے اس زمانہ میں ایک ہی یکتا ماہر تھے۔ علاوہ ازیں جس نے سنسکرت کی بڑی بڑی تین ہزار سے زیادہ کتابیں پڑھی ہوں۔ اُس کے مقابلہ میں چند پُرانوں یا کاویہ وغیرہ کے پڑھے ہوئے پنڈت یا انگریز کیا حقیقت رکھ سکتے ہیں اسلئے سوامی جی کی بنائی ہوئی تفسیر ہی سچی تفسیر ہو سکتی ہے اور ہم اسی اعتقاد سے اُس کو اُردو زبان میں شہرت دینا چاہتے ہیں +

ویدک دھرم

۳۰۔ چونکہ وید دنیا کی سب سے پرانی کتابیں ہیں۔ اسی وجہ سے اُن میں حال کی کتابوں کی طرح مذہب [illegible] نہیں ہے۔ ویدوں میں تمام عالمگیر سچائیاں پائی جاتی ہیں کسی خاص مذہب کے [illegible] مت۔ سمپردایہ۔ فرقہ۔ مذہب وغیرہ لفظ اور ان کی [illegible] ضد و تعصب کا نتیجہ [illegible] میں شامل ہے۔ ویدوں میں صرف علم اور سچی باتیں ہیں [illegible] سچا علم حاصل کرنا۔ [illegible] کی ہدایت کرنا اور خود راستی پر چلنا ویدک دھرم[1] ہے۔ وہ سچائی [illegible] کیا ہے؟ اس کا جواب ویدوں کے مطالعہ اور کائنات کا مشاہدہ کرنے سے بخوبی ملیگا۔ اس میں ہر شئے کی اصلی حقیقت بیان کی ہے دنیا کے اندر جس قدر چیزیں نظر آتی ہیں ویدوں میں اُنکی صحیح صحیح ماہیت بیان کی ہے۔ کیونکہ صنائع ایزدی کے علم سے صانع قدرت کا علم ہوتا ہے۔ جبتک ہمیں کسی انسان کے کام یا کلام کے دیکھنے یا سُننے کا موقع نہیں ملتا۔ ہم اُسکی نسبت کچھ نہیں جان سکتے اور نہ اُس کی نسبت رائے دے سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر دھرم کا سب سے بڑا مقصد ایشور کو جاننا اور اُس سے ملنا مانا جائے تو لازم ہے کہ ہم اُس کے بنائے ہوئے سامان عالم کا علم حاصل کریں۔ کیونکہ اُسکی غیر متناہی طاقت علم اور صفات کا صحیح علم صرف اسی طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں منوجی فرماتے ہیں کہ جو سچے دل سے دھرم کو جاننے اور اس پر عمل کرنے کی خواہش رکھتے ہیں اُنکے لئے وید پرم پرمان (سچے رہبر اور صراط المستقیم) ہیں اُن سے بڑھ کر کوئی سند نہیں"۔ [منو ادھیایہ ۲ شلوک ۱۳] +

۳۱۔ یہ بھی واضح رہے کہ جو لوگ یہ مانتے ہیں کہ دھرم میں عقل و دلیل کا کچھ کام نہیں ہے۔ وہ سخت غلطی پر ہیں کیونکہ جس بات کی بنا عقل و دلیل پر نہیں وہ لازمی طور پر جنون و جہالت پر مبنی ہوگی اسی وجہ سے رشی لوگ کہہ گئے ہیں کہ "جو شخص ترک (دلیل و معقولات) سے تحقیقات کرتا ہے وہی دھرم کا علم حاصل کرتا ہے (منوسمرتی ادھیایہ ۱۲ شلوک ۱۰۶) جو شخص دھرم کو قرار واقعی جاننا چاہتا ہے اس کو چاہیئے کہ پہلے پرتیکش (علم الیقین عین الیقین اور حق الیقین) انومان

۱ دیکھو دھرم کی تعریف منوسمرتی ادھیایہ ۲ شلوک ۱۱-۱۲ و ادھیایہ ۱ شلوک ۱۰۸ و ادھیایہ ۴ شلوک ۹۱ و ۹۲ و ۷۵ و ۶۰ و ۴۲ و ادھیایہ ۲ شلوک [illegible] و ادھیایہ ۲ شلوک ۱۳۸ و ۱۳۹ و ۱۷۵ و ۲۳۸ تا ۲۴۰ و ۲۴۲ و ۲۴۳ وغیرہ۔ نیز دیکھو ویدوکت دھرم کا بیان صفحہ ۶۴ لغایت ۷۴ پر +

(قیاس)، اور ہر قسم کے شاستروں (علمی کُتب) کا علم اچھی طرح حاصل کرے"۔ (منوسمرتی ادھیایہ ۱۲ اشلوک ۱۰۵)

۴۲۔ آجکل ایک بڑا دھوکا یہ دیا جاتا ہے کہ ویدوں میں ایک ایشور کی پُوجا نہیں لکھی بلکہ کئی دیوتاؤں کی پُوجا

ویدوں میں ایشور کی پُوجا لکھی ہے

یا عناصر پرستی لکھی ہے۔ یہ دھوکا صرف لفظ دیوتا سے واقع ہوا ہے۔ ورنہ ویدوں میں کہیں بھی عناصر پرستی یا انوِرتی یا دیوتاؤں کی پوجا نہیں ہے۔ ویدوں میں منتر کے مضمون کو دیوتا کہتے ہیں۔ دیوتا منتر کے معنی کو دیپن (ظاہر، عیاں یا روشن) اور دیُوتن (واضح اور مشرح) کرنیوالے ہیں۔ ویدوں میں ۳۳ دیوتاؤں کا بیان ہے۔ ایشور بیدا و بغیر بڑی بڑی کار آمد و پُرفیض و فائدہ مادی اشیاء مثلاً آگ ہوا۔ پانی سورج وغیرہ بلحاظ صفت رہنے کے دیوتا ہیں یعنی ویدوں میں ان کی تعریف بیان کیگئی ہے۔ منتروں میں لفظ دیو۔ یگیہ وغیرہ الفاظ کی ہے وہ سب اتی لفظ ہے۔ اس کو ہر ایسے جاندار یا بیجان شے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس میں عمدہ گُن (۱۵) یعنی دیکشا دیکھنیک۔ اعمال اور عادات حسنہ یا روشنی پائی جاوے۔ اس وید بھاشیہ بھومکا میں سوامی جی نے حروف کا زیر با تاکہ درگت نگھنٹو وغیرہ کے حوالے سے بالکل صاف کر دیئے ہیں اور شتپتھ براہمن کے حوالے سے یہ بھی واضح و مرتبہ سمجھا اُپاسیہ دیو (معبود مطلق) صرف ایک پرمیشور ہی ہے کیونکہ پرمیشور کو بھی دیو کہتے ہیں جو حوالے سوامی جی نے اس بھومکا میں دیئے ہیں[۵۱] اُن کے مطابق لفظ دیو کے معنی ایشور۔ عالم۔ حواس۔ عناصر وغیرہ ہوتے ہیں۔ ایک ہی لفظ کے کئی معنے ہونا ویدوں سے خصوصیت رکھتا ہے۔ اس کو شلیش النکار یعنی صنعت کثیر المعانی کہتے ہیں اور مضامین وسیع کو مختصر الفاظ میں بیان کرنے کے لئے اس صنعت کا استعمال کرنا نہایت لازمی ہے۔ اسی طرح الفاظ اگنی۔ وایو۔ اندر۔ برہسپتی۔ مِتر۔ ورن۔ یم۔ کال۔ پُرش۔ یگیہ۔ برہم۔ سوم وغیرہ بھی کثیر المعانی الفاظ ہیں۔ چونکہ ویدوں میں ظاہری یا مادی (ویوہارک) اور باطنی یا روحانی (پرمارتھک) دونوں مضامین کا بیان ہے اور اُن میں بھی پرمارتھک (باطنی یا روحانی علم) مقدم ہے۔ اس لئے ان سب الفاظ سے اول ایشور مُراد ہے اور دوم درجہ پر آگ وغیرہ دُنیوی اشیاء۔ سوامی جی نے قدیم تفسیروں اور شاستروں کے حوالے سے ان الفاظ کے معنے پرمیشور ثابت کر دیئے ہیں اسلئے ہمیں اُن کی نسبت یہاں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے +

۴۳۔ مگر اس امر کا بیان کرنا ضروریات سے ہے کہ جو ترجمے ویدوں کے آجکل مروج ہیں اُن میں مترجموں کے

ویدوں کی تفسیر میں ذاتی اعتقاد کا دخل

اپنے ذاتی خیالات اور اُنکے مذہبی عقاید کا بہت کچھ دخل پایا جاتا ہے[۵۲]

---

[۵۱] ویدوں میں بیجان اشیاء کے لئے ضمیر حاضر کا آنا ایک قاعدہ استثنائی ہے جو ویدوں سے مخصوص ہے۔ اس بات کو ہم فقرہ ۱۵ میں قدیم کتب کے حوالوں سے بیان کرینگے۔ [۵۱] دیکھو صفحہ ۳۹ تا ۵۰ ترجمہ بھومکا

[۵۲] ویدوں کے ترجمہ میں ذاتی عقائد یا اعتقاد کا دخل مہابھارت کے بعد سے چلا ہے۔ چنانچہ مہابھارت میں بھی ایک کتھا آتی ہے جس میں ویدک لفظ اَن پر بحث ہوئی تھی اُسکے معنی آن (غلہ یا اناج) بتاتے تھے اور دوسرا گروہ بکرا۔ راجہ تبسو نے رعایت سے گروہ ثانی کے حق میں فیصلہ دیا اور اس جھوٹ کی سزا میں وہ زمین کھا کچھ پونڈ ہو گیا۔ (دیکھو شانتی پرب۔ موکش دھرم۔ ادھیائے ۱۶۳)

مثلاً عیسائی جب کبھی یگیہ کا ترجمہ کرتے ہیں تو قُربانی ہی کرتے ہیں اور مُسلمان بھی یگیہ کا مطلب قربانی ہی سمجھتے ہیں اور کیوں نہ ہو اُن کے دماغ میں اپنے مذہب کی باتیں بھری ہوئی ہیں۔ یگیہ کی نسبت سوامی جی نے اس بھاشیہ بھومکا اور نیز تفسیر وید کے اندر دلایل اور حوالوں سے بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ یگیہ سے محض رِفاہ عام کے نیک کام مراد ہیں۔ مثلاً روزانہ پانچ فرائض کا نام پنچ مہا یگیہ ہے اور اُن سے ویدوں کا پڑھنا۔ ایشور کا دھیان کرنا۔ ہَوَن یعنی ہوا وغیرہ کی صفائی کے لئے خوشبودار مقوی شیریں اور دافع مرض اشیاء کو آگ میں ڈالنا۔ گھر آئے مہمان۔ عالم۔ بزرگ اور دھرم کی تعلیم دینے والوں کی خاطر تواضع کرنا۔ ماں باپ کی خدمت اور اُن کی تا حیات روٹی کپڑے سے تواضع اور خبرگیری رکھنا۔ غریبوں، مردہ، جانوروں اور پرندوں وغیرہ کی امداد و پرورش کرنا مراد ہے اسی طرح اشومیدھ سے انتظام سلطنت

۴۴۔ سو دور کیوں جاتے ہو۔ ویدوں کی قدیم تفسیروں کو دیکھو جیسا کہ شتپتھ براہمن میں [illegible]

یگیہ قُربانی نہیں ہے

اِس قدر معنی لکھے ہیں :۔

نمبر شمار	سنسکرت معنی	اُردو معنی	حوالہ: کانڈ	حوالہ: پرپاٹھک	حوالہ: براہمن	حوالہ: کنڈکا	نمبر شمار	سنسکرت معنی	اُردو معنی	کانڈ	پرپاٹھک	براہمن	کنڈکا
۱	وِراٹ	محیط کل ایشور	۱	۱	۱	۲۲	۱۰	وِشو	عالَم	۱	۵	۴	۹
۲	کرم	عمل یا فعل	۱	۱	۲	۱	۱۱	نمہ	اناج یا بجر	۲	۵	۱	۴۲
۳	واک	زبان یا کلام	۱	۱	۲	۲	۱۲	وات	ہَوا	۳	۱	۳	۲۶
۴	اَن	اناج۔ غذا	۱	۱	۲	۶	۱۳	آپ	پانی	۳	۷	۱	۱
۵	وِشنو	محیط کل ایشور	۱	۱	۲	۱۳	۱۴	آہُوتی	ہَون کا سامان	۶	۲	۳	۲
۶	تریِ وِدیا	چاروں وید	۱	۱	۴	۲	۱۵	مہا	عظمت	۶	۲	۳	۱۷
۷	میرو	ریڑھ کی ہڈی	۱	۱	۶	۱۸	۱۶	آجیہ	گھی	۱۲	۳	۵	۱۸
۸	سَموتسر	سال	۱	۲	۳	۱۳	۱۷	مکھ	ہَوَن	۱۴	۱	۲	۹
۹	پُرش	جیو یا پرمیشور	۱	۲	۵	۱	۱۸	سوم	ایک رسدار بیل	۱۴	۱	۳	۱۲

پس ویدوں کے صحیح ترجمہ کرنے کے لئے لازم ہے کہ لفظ یگیہ کے موقع موقع کے مناسب اِن اٹھارہ معنوں میں سے کوئی معنی کئے جاویں۔ اب عیسائیوں اور مسلمانوں سے پوچھنا چاہیئے کہ تم قربانی کہاں سے کھینچ لائے؟ یگیہ سے قربانی ہرگز مراد نہیں ہے اور نہ اُس کے کسی معنی میں ایسی بات پائی جاتی ہے جس سے قربانی کا خیال پیدا ہو سکے۔ قُربانی جیسی کریہہ اور بے رحم رسم کا ویدوں کے سر منڈھنا اُنکے ذاتی عقیدے کا اثر نہیں ہے تو کیا ہے اور اُسپر خوبی یہ ہے کہ ویدوں کے قدیم مفسر صاف صاف کہہ رہے ہیں کہ

वनस्पतयोहि यज्ञिया नहि मनुष्या यज्ञेरन्यद्वनस्पतयो न स्युस्तस्मादाहु वनस्पतिर्यज्ञिय इति ॥ शतपथ० कां० ३ प्र० २ ब्रा० १ कं० ८ ॥

"یگیہ میں صرف نباتات پڑتی ہیں۔ انسان ہرگز اُس چیز سے یگیہ نکرے جو ونسپتی یعنی از قسم نباتات نہ ہو اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ نباتات ہی یگیہ کرنیکی چیز ہے"

(شت پتھ براہمن۔ کانڈ ۳۔ پرپاٹھک ۲۔ براہمن ۱۔ کنڈکا ۷۹)

اسی طرح آشولائن گرہیہ سوتروں میں لکھا ہے کہ سوم्यं च मांसवर्जम् ॥ यानी ہوم کیا وصرنے کے لایق سب چیزیں ہیں مگر مانس (گوشت) ہوم کی چیز نہیں ہے۔

یہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ پُرانے زمانہ میں یگیہ کے موقع پر جانور مارے جاتے تھے وہ دکھائیں کہ پرانی (۵) ٹیکسال لکھا ہے کہ اسی طرح کیا تھا۔ یہ صرف اُن کے ذاتی اعتقاد کی جھلک ہے۔ ورنہ ویدوں میں جانوروں کو مار کر قربانی کرنیکا ذکر نہیں ہے *

۵ [illegible] ویدوں میں لفظ سوم کو دیکھ کر لٹھ مارتے ہیں کہ ویدوں میں شراب کا ذکر ہے۔ کوئی اُن سے پوچھے کہ سوم کے معنی شراب کہاں لکھے ہیں؟ تو چپ ہیں کوئی حوالہ نہیں دے سکتے

سوم شراب نہیں ہے

وجہ یہ ہے کہ خود شراب پیتے ہیں تو یہ کب گوارا ہے کہ پڑوسی خالی رہیں۔ مگر اُن کے ایسے ایسے گندے چھینٹے اُڑانے سے کیا ہوتا ہے۔ سچے علوم کا سورج ذاتی عیوب کی دُھول سے نہیں ڈھک سکتا۔ آیُروید یعنی سُشرت (علم طب کی مستند کتاب) کو کھولکر دیکھو کہ اُس کے چکتساستھان ادھیائے ۲۹ میں کیا لکھا ہے سوم۔ دراصل ایک رسائنک (کیمیائی) اثر رکھنے والی بیل ہوتی ہے جس کے رس کو سونے کی سوئی سے چھید کر پیا جاتا تھا۔ اُس کے پینے سے لکھا ہے کہ جسم کی کھال اُتر جاتی تھی اور نیا گوشت اور پوست آکر انسان کی شکل بالکل بدل جاتی تھی۔ گویا انسان کا جسم از سر نو تیار ہوتا تھا اور اُس کی عمر نہایت دراز ہو جاتی تھی۔ اُسکے پیدا ہونے کے مقامات اکثر پہاڑ یا پہاڑی جھیلیں اور دریا بتائے ہیں۔ اور اُنکا پتہ بھی دیا ہے۔ ہم نے پتر یگیہ کے مضمون میں لفظ سوم پر ایک مختصر سا حاشیہ صفحہ ۱۶۳ کے تحت میں دیا ہے اُسمیں ان مقامات کے نام اور بیل کی شکل کا بیان بھی درج ہے۔ شاید آجکل یہ بیل نہیں ہوتی یا اگر ہوتی ہے تو اُس کا پہچاننا اور دستیاب ہونا مشکل ہے۔ مگر کچھ ہو اُسکے استعمال کی جو شرائط لکھی ہیں اُن کو پڑھ کر ہی خوب معلوم

ہے۔ آریہ ورت میں شراب پینے کو ہمیشہ بُرا سمجھتے رہے ہیں سنسکرت کی علم طب میں تمام منشی چیزوں کو مضر لکھا ہے چنانچہ شارنگدھر سنہتا کھنڈ اول ادھیایہ ۴ شلوک ۲۱ میں لکھا ہے کہ

"बुद्धिं लुम्पति यद्द्रव्यं मदकारि तदुच्यते । तमोगुण प्रधानं च यथा मद्य सुरादिकम्"

یعنی جو شے عقل کو زائل کرتی ہے اُسے منشی کہتے ہیں وہ تموگن (جہالت) کو بڑھاتے ہیں مثلاً مسکرات و شراب وغیرہ۔

ہوتا ہے پھر اُن پر عمل کرنے کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

۳۶ - اہالیان یوروپ کا سوم کی نسبت اسی قدر اختلاف بیان ہے جس قدر ویدوں کی تاریخ کی نسبت

سوم کی نسبت اہالیان یوروپ کی رائے

چنانچہ مسٹر جارج واٹ (George Watt.) صاحب اپنی کتاب ڈکشنری آف ایکانامیکل پروڈکٹس آف انڈیا Dictionary of Economical Products of India. کی جلد ۳ صفحہ ۲۴۶ تا ۲۵۱ میں لفظ (Ephedra.) کے نیچے لکھتے ہیں کہ یہ ایک مستقیم القامت چھوٹی جھاڑی ہوتی ہے جو یوروپ۔ ایشیا کے منطقہ معتدلہ اور جنوبی امریکہ میں پائی جاتی ہے۔ اُسکی آٹھ وس قسمیں ہیں۔ ہندوستان میں اس کی ایک قسم ہمالیہ پر پائی جاتی ہے۔ اور دو قسمیں گڑھوال افغانستان و ایران تک اور پنجاب۔ راجپوتانہ اور سندھ میں [illegible] ہیں۔ پارسی لوگ اسے [illegible] لاتے ہیں اور اُسے ہوم کہتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے اُس کو [illegible] سنسکرت کے لفظ سوم [illegible] میکس میولر صاحب لکھتے ہیں کہ اس پودے کو بھگو کر عرق نکالا جاتا تھا اور اُس میں [illegible] جوش دیا جاتا تھا جس سے وہ نشیلا عرق بن جاتا تھا۔ عموماً خیال کیا جاتا ہے کہ آجکل سوم نہیں ملتا چنانچہ گرہیہ سوتروں اور براہمنوں میں بھی لکھا ہے کہ اصلی سوم کا [illegible] ملنا مشکل ہے اور اُسکی بجائے کوئی اور پودا استعمال کرنا چاہیئے۔ روکس برگ (Rox Burgh) صاحب اُسکو "Sarcostemma brevistigma" بتاتے ہیں اور ڈتھی (Duthie.) صاحب اُسکو "Seteria Glan[illegible]" (گھاس) بتاتے ہیں۔ ڈاکٹر ایچیسن (Dr Aitchison.) صاحب [illegible] ہیں کہ شمالی بلوچستان میں اسے اُم یا اُما کہتے ہیں۔ کشمیر میں ایک جنگلی انگور کی قسم کو اُم یا اُمبر کہتے ہیں۔ مگر اُس [illegible] کو انگور سمجھنا غلطی ہے۔ ڈاکٹر ڈائی موک (Dymock.) صاحب اسے (Periploca Aphylla) بتلاتے ہیں۔ میں نے (Ephydra Vulgaris.) نام کا پودا منگوا کر امتحان کیا تو معلوم ہوا کہ اُس کا تلخ ذائقہ تھا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ عرق کشی میں اسی طرح کام آتا ہوگا جس طرح کہ آجکل شراب کشی میں کیکر کا کس کام آتا ہے (شاباش) مگر جیسا کہ میکس میولر صاحب اس پودے کو بیان کرتے ہیں ویسا کوئی پودا نہیں۔ انگور کیوں ملتا ہے! انگور بھی جسے سنسکرت میں ارک اور عربی میں عشر کہتے ہیں منشی اثر رکھتا ہے اور شاید افغانستان کے انگور ہی سوم ہوں" آخر میں واٹ صاحب لکھتے ہیں کہ "میں نے کئی عالموں سے سوم کی بابت دریافت کیا تو اُنہوں نے حسب ذیل رائیں دیں :-

(۱) ڈاکٹر ڈائی موک نے زند اوستا پڑھ کر رائے دی کہ ہوم یا سوم صرف عرق کا جزو تھا۔ پارسی کہتے ہیں کہ ہوم کبھی نہیں مرجھاتا۔

(۲) ڈاکٹر رائس (Dr Rice.) صاحب جو سنسکرت کے عالم بیان کئے جاتے ہیں رائے دیتے ہیں کہ میں اس کوشش میں ہوں کہ سوم کو معمولی نیشکر (گنا) ثابت کروں لیکن میں اُن اعتراضوں کا جواب نہیں دے سکتا جو میری اس رائے کے خلاف ہیں۔ تاہم جو ہیئت اس پودے کی بیان کی جاتی ہے۔ اُس سے وہ نیشکر یا کوئی جوار کی قسم پائی جاتی ہے۔

(۳) ڈاکٹر راجیندر لعل مِتر نے ایکبار گورنمنٹ ہند کو لکھا کہ سوم عرق بنانے میں ایک ایسا ہی جزو تھا جیسا کہ ولایت میں Hops کے پودے Beer بوزہ شراب کے جزو ہوتے ہیں۔ ویدوں کے براہمنی زمانہ میں سوم بطور الکحل کے صرف نشہ کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔

[illegible] انگور سے لیکر جوار تک سوم سمجھا جاتا ہے جو آجکل کے عالموں کے نزدیک شاید کوئی بڑا فرق [illegible] مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اِن اٹکل پچو رایوں اور مضحکوں کا نشانہ ویدوں ہی کو کیوں [illegible] اتنی بات کہنے میں شرم آتی ہے کہ سوم کی نسبت ہم کو صحیح علم نہیں ہے۔ [illegible] کہ آجکل یہ بیل پیدا ہی نہ ہوتی ہو۔

سوم کے اصلی معنی

۳۸ - شتپتھ براہمن میں لفظ سوم کے ۱۶ معنی لکھے ہیں جو نقشہ مندرجہ ذیل سے عیاں ہیں +

نمبر شمار	سنسکرت معنی	اردو معنی	حوالہ شتپتھ براہمن: کانڈ	پرپاٹھک	براہمن	کنڈکا	نمبر شمار	سنسکرت معنی	اردو معنی	حوالہ شتپتھ براہمن: کانڈ	پرپاٹھک	براہمن	کنڈکا
۱	بھراٹ	شان و شوکت [illegible]	۳	۲	۳	۹	۹	شری	اقبال و حشمت	۴	۱	۳	۹
۲	ریت	دم (طاقت) وغیرہ	۳	۲	۵	۱	۱۰	یش	ناموری شہرت	۴	۲	۳	۹
۳	کشتر	بلوان یا شترو درن	۳	۲	۵	۸	۱۱	پرجاپتی	محافظ مخلوق یا پرمیشور	۵	۱	۵	۲۶
۴	کت	ایک بیل جو [illegible] میں ہوتی ہے	۳	۳	۱	۶	۱۲	اگنی	آگ	۱۱	۳	۱	۷
۵	ان	اناج - غلہ	۳	۳	۱	۲۰	۱۳	چندرما	چاند	۱۲	۱	۱	۲
۶	دیو	عالم	۳	۳	۴	۱۴	۱۱	اوشدھی	نباتات	۱۲	۱	۱	۲
۷	ورتر	بادل	۳	۳	۴	۱۳	۱۵	[illegible]	[illegible]	۱۴	۱	۳	۲۳
۸	ساوتری	رات	۲	۳	۵	۱۰	۱۶	راجا	بادشاہ	۱۴	۱	۳	۱۲

[۵۱] اہل یورپ ہمیشہ ویدوں کی تمام باتوں میں اٹکل سے کام لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ گرفتھ صاحب کو بھی جو ہست رگوید طبع کراتے ہوئے اپنے دیباچہ انگریزی کے صفحہ ۲ کے فٹ نوٹ کے اخیر میں مجبوراً یہ لکھنا پڑا کہ مفروضی دعوے اور بناوٹی اٹکلوں نے ویدوں کے مطالعہ کا بازار کاسد کر دیا اور افسوس ہے کہ ویدوں کے متعلق بڑی بھاری تعداد اٹکل پچو رایوں کی چھاپے میں آچکی ہے +

پس ویدوں میں لفظ سوم کے معنی محل و موقعہ کے مناسب اِن سولہ[۱۶] میں سے کوئی ایک لئے جائینگے۔ جائے غور ہے کہ ویدوں کی قدیم تفسیروں میں سوم کے معنی ایشور۔ عالم۔ چاند اور نباتات وغیرہ لکھے ہیں۔ مگر زمانہ حال کی زبردست تحقیقات سے جس میں ذاتی عقیدہ۔ اور اٹکل اور تخمینہ کا غائت درجہ دخل ہے۔ سوم کے معنی شراب انگور۔ نیشکر اور جوار وغیرہ ہوتے ہیں (ع) ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؟

مہی دھر کے گندہ خیالات

۳۹ - اسی طرح مہی دھر نے اپنے وام مارگی اعتقاد کے مطابق جو ویدوں کے منتروں کا ترجمہ کیا ہے وہ اسقدر ناشائستہ ہے کہ ہمیں بھی اُس کو اُردو زبان میں لکھنے سے عار آئی۔ اُس کا نمونہ سوامی جی نے "تفسیر ہذا کی ضرورت پر بحث" کے مضمون میں دیا ہے۔ ہم نے اس مقام پر مہی دھر کی سنسکرت تفسیر کو فارسی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ اگر اُس میں کوئی شرم کی بات ہے تو اُس کے ذمہ وار ہندو ہیں نہ کہ آریہ۔ کیونکہ مہی دھر ہندو مذہب کا حامی ہے۔

سائن کی غلط فہمیاں

۴۰ - اسی طرح سائن وغیرہ زمانہ حال کے پورانک [illegible] پُران کی کتھائیں [illegible] سمائی ہوئی تھیں جگہ جگہ ویدوں میں داخل کر دیا ہے ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں وید کے النکاروں کو فسانہ اور ناٹک نویسی کی مشق کے لئے زمین بنا لیا گیا ہو۔ مگر زمانہ حال میں اُن ناٹک اور کتھاؤں کی کتابوں نے ہمارے ملک کے پنڈتوں کے دلوں میں اس درجہ گھر کر لیا ہے کہ اُنہیں مرض یرقان کے بیمار کی طرح ہر طرف کتھائیں ہی کتھائیں نظر آتی ہیں۔ چنانچہ سائن وغیرہ نے جہاں کہیں کسی منتر میں اندر گوتم۔ اہلیا۔ اُشا۔ اہی۔ ورترائُر۔ گندھرو اور اپسرا وغیرہ لفظ دیکھے۔ فوراً پُران کی کتھا کو نقل کر دیا حالانکہ اُنکے ترجمہ کے بموجب بھی خاص منتروں کے لفظوں سے وہ کتھا نہیں نکلتی۔ مگر اُنہیں اِس سے کیا مطلب۔ اپنے اظہار علم و واقفیت کے شوق میں پُران کی جو کتھا اُس لفظ سے بال برابر بھی تعلق رکھتی نظر آئی فوراً اُس کو دھر گھسیٹا۔ اِندر۔ اہلیا۔ گوتم۔ اُشا۔ اہی۔ ورترائُر۔ توشٹا وغیرہ کی نسبت سوامی جی نے "مستند و غیر مستند کتابوں" کے مضمون میں قدیم تفسیروں کے حوالوں سے ثابت کر دیا ہے کہ ان سے سورج۔ رات چاند شفق۔ بادل وغیرہ مراد ہیں[۵۲]۔ لفظ اگنی۔ وایو۔ سرسوتی۔ اشو وغیرہ کی نسبت بھی سوامی جی نے معاملہ کو صاف کر دیا ہے[۵۳]

یم۔ گندھرو اور اپسرا کیا ہیں؟

۴۱ - یم۔ گندھرو۔ اور اپسرا کی نسبت ذیل میں چند حوالے درج کئے جاتے ہیں۔

یم کے معنی حسب ذیل ہیں :-

(۱) رِتو (فصل) رگوید۔ منڈل ۱۔ سوکت ۱۶۴۔ منتر ۱۵۔

(۲) وایو (پرمیشور) رگوید ۲۔ ۵۔ ۱ (۳) اگنی (آگ) رگوید۔ ۱۰۔ ۱۴۔ ۱۳

[۵۱] دیکھو صفحہ ۲۰۲ لغایت ۲۰۸ - [۵۲] دیکھو صفحہ ۱۷۵ لغایت ۱۸۹ - [۵۳] دیکھو صفحہ ۲۱۳ لغایت ۲۱۵

(۴) وایو (ہوا) یجروید ادھیائے ۸ منتر ۵۷ (۵) ودیت (بجلی) یجروید ۸ - ۵۷

(۶) سوریہ (سورج) یجروید ۸ - ۵۷ (۷) واجن (بیگوان تیز رو یعنی ہوا وغیرہ) رگوید ۲-۲۴-۴۲

(۸) ماترشوا (ایشور) رگوید ۱-۱۶۴-۴۶

لفظ گندھرو کے معنی شتپتھ براہمن میں حسب ذیل لکھے ہیں :-

نمبر شمار	معنی سنسکرت	اردو معنی	حوالہ شتپتھ براہمن: کانڈ	پرپاٹھک	براہمن	کنڈکا	نمبر شمار	معنی سنسکرت	اردو معنی	حوالہ شتپتھ براہمن: کانڈ	پرپاٹھک	براہمن	کنڈکا
۱	وات	ہوا	۹	۳	۳	۱۰	۴	اگنی	آگ	۹	۳	۳	۷
۲	من	دل	۹	۳	۳	۱۲	۵	سوریہ	سورج	۹	۳	۳	۸
(۱۵)	[illegible]	اسکے معنے اوپر لکھے جاچکے ہیں	۵	۳	۳	۱۱	۶	چندرما	چاند	۹	۳	۳	۹

[illegible] حروف کا [illegible] معنی شتپتھ براہمن [illegible] بموجب یہ ہیں :-

نمبر شمار	معنی سنسکرت	اردو معنی	کانڈ	پرپاٹھک	براہمن	کنڈکا	نمبر شمار	معنی سنسکرت	اردو معنی	کانڈ	پرپاٹھک	براہمن	کنڈکا
۱	[illegible]	نباتات	۹	۳	۳	۷	۴	آپ	پانی یا بخارات آبی	۹	۳	۳	۱۰
۲	مرچی	کرنیں	۹	۳	۳	۸	۵	رک سام	رگ وید اور سام وید	۹	۳	۳	۱۲
۳	نکشتر	ستارے	۹	۳	۳	۹							

گندھرو اور اپسرا کے ان معنوں کا مروجہ معنوں سے مقابلہ کیجئے۔ آجکل ناٹکوں اور پرانوں میں گندھرو اور اپسرا سے اندر سبھا کے دیو اور پری مراد لیتے ہیں۔ پس اگر آجکل کے پنڈت کا دیوں۔ ناٹکوں اور پرانوں کو پڑھ کر ویدوں میں بھی ان لفظوں کے ایسے ہی معنی لیں تو کچھ تعجب نہیں۔ کیونکہ اُن کے سر میں یہی باتیں بھری ہیں۔ براہمنوں وغیرہ قدیم کتابوں کا اُنہوں نے کبھی خواب میں بھی مطالعہ نہیں کیا۔ اسی طرح اور بہت سے الفاظ کے معنوں کی نسبت غلط فہمی ہے۔ یہاں صرف مثال کے طور پر چند لفظ لکھے گئے کیونکہ تمام متنازعہ الفاظ پر بحث کرنیکی یہاں گنجایش نہیں ہے +

۴۲۔ اسلئے اگر ویدوں کے صحیح معنی تک پہنچنا مطلوب ہے تو لازم ہے کہ

صحت معنی کس طرح ہو؟

(۱) انسان کو اپنے ذاتی عقیدے ویدوں کا ترجمہ کرتے وقت دور رکھدینے چاہئیں۔

(۲) پران کی کتھاؤں کو دل سے بھلا دینا چاہئے۔ اور

(۳) ویدوں کی قدیم تفسیروں۔ اشٹادھیائی۔ نرکت اور نگھنٹو وغیرہ لغتوں سے مدد لیکر ترجمہ کرنا چاہئے۔ جب تک ایسا نہ کیا جاویگا ویدوں کا صحیح صحیح منشا و مطلب ہرگز سمجھ میں نہ آسکے گا +

اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ساین آچاریہ وغیرہ پنڈتوں اور میکس مُولر وغیرہ انگریزوں کی تفسیریں

بالکل غلط ہیں۔ کیونکہ وہ شرائط بالا کو پورا نہیں کرتیں۔

۴۳۔ اب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں کہ ویدوں کے سمجھنے کے لئے کس کس بات کی ضرورت ہے ؟

ویدوں کے سمجھنے کیلئے ضروری شرائط

یاسک آچاریہ جی نرکت میں لکھتے ہیں کہ "منتروں کے الفاظ کے معنی پر غور کرنا چنتا کہلاتا ہے۔ ویدوں کا صحیح منشا سمجھنے کیلئے ترک (دلیل) کرنی چاہیئے۔ دلیل کے ساتھ منتروں کے معنی پر غور کرنیکا نام اُوہا ہے۔ منتر کو ایک بار سُنتے ہی معنی کر دینا یا محض دلیل پر حصر کرنا کافی نہیں ہے۔ بلکہ محل و موقع کے مناسب آگے اور پیچھے کے ربط کو دیکھ کر معنی کرنے چاہئیں۔ صرف تپ (محنت و ریاضت) کرنیوالے رشیوں کو ویدوں کے معنی کا علم ہو سکتا ہے جن میں تپ یا رشی کی صفت نہیں اور جو بدنہاد جاہل [illegible] اُن کو ویدوں کے مطالب کا قرار واقعی علم [illegible] ہوتا جب تک انسان کو مقدم و مؤخر کے سمجھنے کی لیاقت حاصل نہ ہو جائے اور منتروں [illegible] ذہن میں صاف نہ کرلیوے یا جب تک انسان اپنے سمجھنے [illegible] میں بلحاظ طہارت [illegible] اعلےٰ درجہ کا عالم نہ ہو جائے تب تک وہ اچھی طرح اُوہا کر کے [illegible] دلیل کے ساتھ ویدوں [illegible] بیان نہیں کرسکتا۔ رشی وہی ہے جو ترک (دلیل) کے ذریعہ سے سچ اور جھوٹ کی تمیز کر سکے۔ ترک ہی رشی ہونے کا نشان ہے اور منتروں کے معنی کی چنتا (غور) اور اُوہا (خوض و فکر) کرنے ہی کو ترک (دلیل) کہتے ہیں۔ پس جو صاحب عقل و تمیز اور علم و فضل سے ماہر انسان ویدوں کے معنی پر فکر و خوض کرتا ہے اُسی پر آرش ویاکھیان یعنی رشیوں کی کی ہوئی تفسیر وید کا منشا عیاں [illegible] روشن ہوتا ہے۔ مگر کم علم۔ کوتاہ عقل۔ پر تعصب انسان کی سوچی ہوئی بات اَنارش یعنی جھوٹ ہوتی ہے کسی کو اُسے نہ ماننا چاہئے۔ کیونکہ انرتھ یعنی اصل سے گمراہ ہونے کی وجہ سے اُن کی قدر کرنا بھی لوگوں کو گمراہی کا باعث ہوگا"[1] [نرکت ادھیائے ۱۳ کھنڈ ۱۲]

یاسک آچاریہ کا یہ قول بالکل ٹھیک ہے۔ در اصل جس کسی نے ویدوں کی تفسیر شرائط بالا کو پورا کئے بغیر کرنیکی جرأت کی ہے وہ ہمیشہ گمراہی میں پڑ کر دوسروں کی گمراہی کا باعث ہوا ہے۔ آج کے دن ویدوں کی نسبت جو غلط فہمیاں ہو رہی ہیں وہ انہیں حضرات کی کوشش کا نتیجہ ہے۔

۴۴۔ یاسک آچاریہ کے مندرجہ بالا حوالے کے بموجب ویدوں کے صحیح منشاء سمجھنے کے لئے حسب ذیل

اُن کا خلاصہ

شرائط کا پورا کرنا لازمی ہے :-

(۱) تفسیر کرنے والا رشی ہو۔

(۲) وہ تپ (ریاضت الٰہی) کرنے والا ہو۔

(۳) چنتا (غور) اُوہا (خوض و فکر) اور دلیل سے کام لے۔

[1] دیکھو صفحہ ۵۲ و ۵۳ ترجمہ بھومکا

(۴) مقدم و مؤخر سمجھنے کی لیاقت رکھتا ہو۔

(۵) منتروں کے معنی اوّل اُسکے اپنے ذہن نشین ہو جائیں۔

(۶) اعلیٰ درجہ کا عالم اور ویدوں کے علم میں سب پر سبقت رکھتا ہو۔

(۷) کم علم۔ کوتاہ عقل اور متعصب نہ ہو۔

(۸) سچ اور جھوٹ کی تمیز کر سکتا ہو۔

۴۵۔ ان آٹھوں شرائط پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمانۂ حال کے عالم عموماً ان شرائط کو پورا نہیں کر سکتے۔ وہ اپنے پیٹ کے غلام بن رہے ہیں اور تپ کے نام سے اُنکو تپ چڑھتی ہے۔ دلیل اور فکر و خوض کو تو اُنہوں [illegible] نے اُسی دن بالائے طاق رکھدیا تھا۔ جس دن اُنکی عقل [illegible] لئے بناوٹی [illegible] بن گئے تھے [illegible] اور پُرانوں میں ہزاروں ورودھ (اختلافات) اور اجتماع [illegible] و تجربہ نے اُن کی عقلوں کو اس درجہ بگاڑ دیا ہے کہ اب اُن میں مقدم و مؤخر یا سچ اور جھوٹ تمیز کرنے کی طاقت ہی نہیں ہے۔ کم علمی اور کوتاہ عقلی اُن کی پیشانی سے ٹپکتی ہے۔ اہل یوروپ کی سب سے بڑی لیاقت تعصب کرنا اور سچ کو جھوٹ بنا دینا ہے۔ منتروں کے معنی کو سمجھنے کے بجائے وہ خود دانستہ بگاڑنا اور بے معنی بنانا چاہتے ہیں تاکہ لوگوں کا اعتقاد ویدوں سے پھر کر انجیلی کہانیوں میں پھنس جائے۔ تپ اور یوگ کے تو وہ معنی ہی نہیں سمجھتے۔ بلکہ اُن کے نزدیک ایسی باتیں عقل کا فتور اور ناشائستگی کا نشان ہیں۔ اُنکا بڑا غور و فکر اور دلیل اس بات پر خرچ ہوتی ہے کہ انجیل کی کہانیوں کو کسی طرح ابھار کر پہاڑ کی چوٹی پر چڑھایا جاوے اور وید کی علمی باتوں کو پہاڑ کی چوٹی پر سے اس بیدردی کے ساتھ نیچے پٹکا جاوے کہ وہ نیچے گر کر چور چور ہو جاویں اور اُس ملک کے بھولے بھالے لوگ اُن کو اپنے پاؤں میں روندیں اور اُنکی گری ہوئی حالت پر ہنسیں اور ناک چڑھائیں۔ خیر یہ بھی زمانہ آنا تھا۔ مگر خوش قسمتی کی بات ہو کہ ویدوں کو اپنے اصلی درجے پر پہنچانے کے لئے اس زمانے میں پھر ایک رشی نے جنم لیا+

ایسے مفسروں [illegible]

۴۶۔ سوامی دیانند سرسوتی جی اس زمانے میں ویدک ودیا (علم وید) کے ایک ہی بےمثیل عالم ہوئے ہیں۔

سوامی دیانند کی قابلیت بلحاظ صداقت

وہ اعلیٰ درجے کے سچے تھے۔ سچائی اُن کی ذات سے خاص نسبت رکھتی تھی۔ وہ دنیادار نہ تھے اور اسی وجہ سے اُنہوں نے دنیادار عالموں کی طرح خوشامد کرنا پسند نہ کیا۔ اپنی راست گوئی کی بدولت ایک جہان کو اپنا دشمن بنالیا۔ سچائی کے سامنے اُنہوں نے اپنی جان کو عزیز نہ سمجھا۔ وہ اس مقولہ کے بڑے پکے پابند تھے کہ (सत्यमेव जयति नानृतं सत्येन पन्था विततो देवयानः ॥) سچ ہی کی فتح ہے نہ کہ جھوٹ کی۔ سچے دھرماتما اور گیانی لوگ سچائی کے راستے پر چلتے ہیں اور کبھی سچائی سے

باہر پاؤں نہیں رکھتے"۔ جب آپنے پرم ودوان اور ویاکرن کے سورج شری سوامی ورجانند سرسوتی جی سے اشٹادھیائی۔ مہابھاشیہ اور ویدانت سُوتروں کی تعلیم پاکر ویدوں کی کنجی حاصل کی تو گروجی نے آپ سے بطریق گرو دکشنا یہ عہد لیا کہ

"(۱) دیش کا اُپکار (ملک کی بہبودی) کرو۔

(۲) ستیہ شاستروں (سچی علمی کتابوں) کا اُدّھار کرو۔ یعنی اُنہیں از سر نو رواج دو۔

(۳) مت متانتر۔ یعنی مختلف فرقوں کی جہالت کو دور کرکے ویدک دھرم کو پھیلاؤ"۔

اس عہد کو جس دیانتداری سے سوامی دیانند سرسوتی جی نے جان پر کھیل کر پورا کیا۔ اس کو ایک عالم جانتا ہے۔ ہمارے بیان کرنیکی ضرورت نہیں۔ اس سے بڑھ کر عہدہ وفائی اور سچائی کا خیال اور کیا ہو [illegible] ہے۔ پس شتپتھ براہمن کے بموجب وہ دیو یعنی دیوتا [illegible] تھے۔ کیونکہ دیوتا کی صفت سچائی بتائی ہے۔ جو جھوٹ اور خوشامد کو چھوڑ کر سچائی [illegible] پیار کرتا ہے وہی دیوتا ہے [illegible]

۴۷۔ سوامی دیانند سرسوتی جی نے قدیم شاستروں کا بہت [illegible] مطالعہ کیا تھا۔ وید [illegible]

۲۔ بلحاظ علمیت

اس کے علاوہ وہ لکھتے ہیں کہ "میں تین ہزار کتابوں کو پڑھنے کے لائق سمجھتا ہوں"۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ اُنہوں نے خود تین ہزار سے کئی گُنی زیادہ کتابیں پڑھی تھیں۔ اس زمانہ میں جبکہ صرف ایک شاستر یا معمولی کتاب کے پڑھ لینے پر انسان بڑا بھاری پنڈت مشہور ہو جاتا ہے تو سوامی جی کیسے عالم کا کیا درجہ ہونا چاہیئے؟ اُنہوں نے علم کے شوق میں تمام دُنیوی راحت کو ترک کیا۔ بیس اکیس (۲۱) برس کی عمر میں عین اُس وقت جبکہ آپکے بیاہ کا سامان ہو رہا تھا۔ سامانِ عشرت۔ خاندانی دولت۔ اور موروثی حکومت پر لات مار کر گھر سے چل نکلے اور موکش کی لگن میں سنیاس لیا۔ اور شیر اور ریچھوں سے بھرے ہوئے لق و دق جنگلوں۔ اونچی گھاٹیوں اور برفانی پہاڑوں پر یوگیوں کو تلاش کرتے پھرے اور یوگ سیکھا۔ اور جہاں ودیا (علم) اور دھرم کی بات دیکھی وہیں سے حاصل کی۔ تمام عمر گیان (علم و معرفت) کے حصول میں صرف کی۔ ایک بار اَتی ویراگ کی حالت میں ارادہ ہُوا کہ برف میں گل کر قیدِ جسم سے آزادی پاویں۔ مگر پھر دل سے آواز آئی کہ اس طرح مرنے سے کیا حاصل ہے۔ دُنیا میں آئے تو گیان کی تکمیل کرنی چاہیئے۔ کیونکہ تلوکار اُپنشد میں کہا ہے

(इह चेदवेदीदथ सत्यमस्ति न चेदिहावेदीन्महती विनष्टिः ॥ केनोप० खं० २।५॥)

"اسی جنم میں اُس ایشور کا گیان حاصل کر لیا تو سمجھو جنم سپھل کر لیا۔ نہیں تو جنم اکارتھ ہے"۔

چنانچہ آپ نے سچ مچ گیان کی تکمیل کی اور یوگ سمادھی میں ایشور کا درشن بھی کیا۔

۴۸۔ راجپوتانہ میں آپ کو ایک بڑی بھاری آمدنی کی گدّی ملتی تھی۔ مگر دھرم اور موکش کے پیاسے کی

۴۳ - دُنیوی تعلق - عزت و دولت سے استغنائی کی وجہ سے

دھن سے کیا مطلب برآری ہوتی ہے۔ اُسکے نزدیک[1]

नैव ब्रह्मानन्दविनेनवुल्यं लोकवित्तं यदाचिद्भवितुमर्हति ।

"وصالِ برہم کے سرور کے مقابلہ میں دُنیوی دولت و حشمت ہیچ دنا چیز ہے"۔ ایک گدّی کیا اگر سات اقلیم کا راج بھی اُن کو ملتا تو وہ نچکیتا کی طرح اُسپر بھی لات مارتے۔ اُن کو دنیوی عزت کی خواہش[2] نہ تھی۔ کیونکہ وہ اپنی آتما میں اچھی طرح سے جانتے تھے کہ[3]
यस्य परमेश्वरे प्रतिष्ठास्ति तस्यान्याः सर्वाः प्रतिष्ठा नैव रुचिता भवन्ति ॥
"جسکی عزت پرمیشور کی نظر میں ہے پھر اُس کو دُنیوی عزت کی ضرورت نہیں"۔ نہ اُن کو اولاد کی تمنا تھی بلکہ تمام عمر برہمچریہ کا عہد قائم رکھنا خصوصاً اس زمانے میں حد کے درجہ کا کمال ہے شتپتھ براہمن میں لکھا ہے کہ ایشور کی لگن میں سنیاس لینے والے اعلےٰ درجہ کے عارف یعنی ایشور کو جاننے والے برہمن اور تمام شکوک کو مٹانے والے [illegible] دوسرے آشرم یعنی اولاد کی خواہش نہیں کرتے۔ وہ علم کے حروف کا سُرور میں مست ہو کر کہتے ہیں کہ ہم اولاد کو کیا کرینگے؟ آتما اور پرمیشور ہی ہمارا منزل مقصود یعنی دلی مطلوب ہے۔ [illegible] گیانی لوگ اولاد کی خواہش، دولت و حشمت کے لالچ اور دُنیوی عزت کی تمنا چھوڑ کر ویراگ (ماپ سے نفرت) کرکے سنیاس لے لیتے ہیں جس کو صرف پرمیشور کو پانے یعنی موکش حاصل کرنیکی خواہش ہوتی ہے۔ اُس کی یہ تینوں خواہشیں مٹ جاتی ہیں[4]" (کانڈ ۱۴۔ ادھیائے ۷۔ براہمن ۲) (۱۵) پس وہ سچے سنیاسی۔ گیانی۔ برہم کے جاننے والے اور موکش کی راہ پر چلنے والے تھے۔

۴۴ - بلحاظ قوت و صحت دلیل

۴۹ جس طرح وہ دراز قامت۔ قوی ہیکل اور توانا تھے۔ اُسی طرح دلیل اور بحث کے بھی دھنی تھے۔ اُنکی زبردست دلیل کے سامنے اچھے اچھے پنڈتوں کے مُنہ بند ہو جاتے تھے۔ کیسا ہی زبردست بولنے والا کیوں نہ ہو اُن کے سامنے پھیکا پڑ جاتا تھا گویا وہ سچ مچ زمانۂ قدیم کے مہرشیوں کے نمونہ تھے۔ رگ وید میں لکھا ہے کہ "جو شخص ویدوں کو معنی کے علم کے ساتھ پڑھا ہوتا ہے اُس کو کوئی شخص خواہ کیسا ہی سخت حجت کے سوال جواب کرنیوالا فتنہ انگیز۔ سخت مخالف۔ نکتہ چین اور معترض حریف کیوں نہ ہو تنگ یا لاجواب نہیں کرسکتا۔ کیونکہ اُس کی زبان سچے علم سے آراستہ۔ حاضر جواب اور نیک اوصاف سے پیراستہ ہوتی ہے"۔ (منڈل ۱۰۔ سُوکت ۷۱۔ منتر ۵)[5]

پس سوامی جی کا دلیل میں زبردست ہونا اور سب کو لاجواب کرنا ثابت کرتا ہے کہ وہ سچے مہرشی یعنی ویدوں کے مطالب کو صحیح صحیح سمجھنے والے تھے۔ الغرض ویدوں کی صحیح تفسیر کرنیوالے کے لئے جن شرائط کا پورا کرنا لازمی ہے وہ سب سوامی جی میں یکجا موجود تھیں۔ اسلئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اُن کی تفسیر صحیح اور مستند ہے۔

[1] سچے براہمنوں کو دنیوی عزت کی ضرورت نہیں ہوتی دیکھو منوسمرتی ادھیایہ ۲ شلوک ۱۶۲۔ [2] دیکھو صفحہ ۱۵۴ ترجمہ بھومکا [3] دیکھو صفحہ ۱۵۲۔ ترجمہ بھومکا۔ [4] دیکھو صفحہ ۱۹۸ ترجمہ بھومکا۔

سائن مہیدھر وغیرہ ایفائے شرائط میں قاصر ہیں

۵۰۔ اُسکے مقابلہ میں جب ہم سائن۔ مہی دھر وغیرہ کی طرف دیکھتے ہیں تو اُن میں ایک بات بھی رشی پن کی نہیں پائی جاتی۔ سائن کی نسبت لکھا ہے کہ وہ پندرھویں یا چودھویں صدی میں گذرا ہے مادھو اُس کا بڑا بھائی وجے نگر کے مہاراجہ بُکّ اوّل کے دربار میں وزیر اعظم تھا۔ کہتے ہیں کہ سائن اور مادھو نے مل کر رگ وید کی تفسیر لکھی تھی۔ مادھو نے سَرو دَرشن سنگرہ تصنیف کیا تھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ناستک (ایشور کی ہستی سے منکر) تھا۔ چنانچہ اُس نے کتاب مذکور میں چارواک مت کا سب سے اوّل اور بُدھ اور جَین مت کا دوم اور سوم درجے پر بیان کیا ہے۔ پس جس تفسیر میں ایشور کے نہ ماننے والے اور خوشامد کی عادت اور دُنیوی عزت کے پابند شخص کا دخل ہو اُس کے بالکل صحیح ہونے کی کب اُمید ہو سکتی ہے۔ مانا کہ سائن اچھا پنڈت تھا مگر اعتقاد کو کیا کیجئے۔ اور ہم ابھی کہہ آئے ہیں ہر تصنیف یا ترجمہ میں مصنف کے ذاتی اعتقاد کا بہت کچھ دخل ہوتا ہے۔ اسی طرح مہی دھر کی کچھ پتہ نہیں مگر اُس کی تفسیر اُس کے خیالات کا عمدہ عکس ہے۔ مہی دھر نے یجروید کے بعض منتروں کا جو ترجمہ کیا ہے اُس سے اُس کا رند اور عیاش ہونا بالکل ظاہر ہے [illegible] ترجمہ بھی صحت اور صداقت کی امید رکھنا بالکل فضول ہے اور یورپ کے فرضی سنسکرت دان عالموں یعنی انجیل کے مقلدوں اور اُس کی خاطر وید کی مذمت کرنے والوں اور اپنے ملک کی خیر خواہی میں تمام دُنیا کو وحشی بتلانے والوں سے صحیح ترجمہ کی امید رکھنا ایسی بات ہے جیسے شیر سے گایوں کی حفاظت کرنیکی امید رکھنا اسلئے بقول یاسک آچاریہ قدیم رشیوں مُنیوں یا زمانۂ حال کے سچے رشی یعنی سوامی دیانند سرسوتی جی کی تفسیر ہی صحیح اور درست ہے۔ اُن کے علاوہ باقی سب تفسیریں آنارش یعنی غلط ہیں۔

وید ویاکرن کے تابع نہیں

۵۱ جب یہ ثابت ہو چکا کہ ایشور نے ویدوں کو دُنیا کے شروع میں چار رشیوں کی آتما کے اندر ظاہر کیا اور اُن میں تمام علوم موجود ہیں۔ تو اُس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بعد میں جس قدر علم دُنیا میں جاری ہُوا اُس کا مخزن وید ہی ہیں۔ پس دیکھا جاتا ہے کہ ویاکرن (علم صرف و نحو) بھی ویدوں سے لیا گیا۔ پانِنی مُنی کے سُوتروں سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ویدوں کو ویاکرن کے تابع نہیں سمجھتے بلکہ ویاکرن کو ویدوں کے تابع سمجھتے ہیں۔ اسی وجہ سے اُنہوں نے لَوکک (دُنیوی استعمال میں آنے والے) الفاظ کے لئے قواعد لکھنے کے علاوہ چند ایسے قواعد بھی لکھے ہیں جو ویدوں کے الفاظ سے خصوصیت رکھتے ہیں۔ یاسک آچاریہ نے بھی نِرُکت اور نگھنٹو میں ویدوں کی چند خصوصیتوں کا بیان کیا ہے جن کو آجکل کے انگریزی سنسکرت دان وید منتروں کا ترجمہ کرتے ہوئے بالکل بھلا دیتے ہیں۔ یا تو یہ بات ہے کہ وہ ان قواعد کو جانتے نہیں یا یہ کہ وہ دانستہ اُن کی طرف سے آنکھ بند کر لیتے ہیں۔ بظاہر قیاس ثانی غالب ہے

عام پنڈت بھی ویدوں کے الفاظ کے متعلق ان خاص قواعد کا خیال نہ کر کے لَوکِک (دُنیوی استعمال میں آنے والے) الفاظ کے مطابق ویدوں کے الفاظ کا بھی ترجمہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ منتروں کا اصلی منشاء بالکُل فوت ہو جاتا ہے۔ ویدک الفاظ کے معنی معمولی ویاکرنوں کے ذریعہ سے ہرگز نہیں ہو سکتے۔ پس لازم ہے کہ اوّل ہم اُن خاص قواعد کا علم حاصل کریں جو ویدوں سے خصوصیت رکھتے ہیں تا کہ ہمیں ویدوں کے معنی کو صحیح صحیح سمجھنے کی طاقت حاصل ہو۔

۵۲۔ سوامی جی نے اِس بھومکا میں اس قسم کے بہت سے قواعد لکھے ہیں۔ اُن میں سے چند بڑے بڑے قواعد کا خلاصہ یہاں درج کیا جاتا ہے تا کہ وید پڑھنے کے شائقین اُن سے آگاہ ہو کر غلط ترجموں کے دھوکے میں نہ پڑیں اور اُن کو صحیح تفسیر کے پہچاننے کی کسوٹی حاصل ہو۔ قواعد مذکور مختصر طور پر

ویدک الفاظ کی خصوصیتیں

(۱) وید کے ہر جملہ میں برابر اُسی برہم کا بیان ہے۔ کہیں صراحتاً اور کہیں کنایتاً (ویدانت درشن ۱۔۱۔ [illegible]) [illegible] حروف کا جن [illegible] یعنی اگنی ہوتر سے لیکر اشومیدھ تک تمام یگیوں اور نیز علم صنعت کا بیان ہوتا ہے اُس منتر کا [illegible] ہے۔ وید میں اعمال کے اعلےٰ نتیجے یعنی موکش کا بیان ہے (نرُکت ادھیائے ۱ کھنڈ ۲)[ف۱]

(۲) منتر سے جس مضمون کو واضح کیا جاتا ہے وہی اُس منتر کا دیوتا ہے۔ منتر تین قسم کے ہوتے ہیں۔ پروکش کرتا۔ پرتیکش کرتا۔ اور ادھیاتمکیہ۔ پروکش کرتا وہ منتر ہیں جن کا مضمون کوئی غیر محسوس شے ہو۔ پرتیکش کرتا وہ ہے جس کا مضمون محسوس یا ظاہر نظر آتا ہو۔ اور اَدھیاتمکیہ ایشور یا جیو کے بیان کرنے والے منتروں کو کہتے ہیں[ف۲] (نرکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۱)

(۴) جہاں کوئی خاص دیوتا نظر نہ آتا ہو وہاں یگیہ دیوتا ہوتا ہے[ف۳] یا یگیہ کا کوئی جزو مگر اہلِ لُغت عالموں کی رائے میں ایسے منتروں کا دیوتا انسان ہوتا ہے۔ بعض منتر کام دیوتا والے ہوتے ہیں یعنی اُن میں دُنیوی مرادات کا مضمون ہے۔ کہیں دیو (ایشور) دیوتا (مضمون) ہوتا ہے۔ کہیں کرم (عمل) کہیں۔ ماں کہیں باپ۔ کہیں عالم۔ کہیں اتتھی۔ کیونکہ ان سب میں دُنیا کی بہبودی وغیرہ کرنا دیوتا پن ہے (نرکت ۷۔ ۴)

(۵) جس قدر دیوتا دُنیوی کاروبار کے سرانجام کیلئے مفید یا کارآمد ہیں اُن میں سے آتما مقدم و افضل دیوتا ہے باقی سب دیوتا اُسی ایک آتما (پرمیشور) کے پرتی انگ (مظہراتِ جزو قدرت) ہیں یعنی وہ اُس کی جزوی قدرت کو ظاہر کرتے ہیں[ف۴] (نرکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۴)

(۶) صرف منتر سُن کر یا محض ترک (حُجت و دلیل) سے منتروں کا ترجمہ نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ محل و موقع کے

[ف۱] دیکھو صفحہ ۲۹ و ۳۰ ترجمہ بھومکا

[ف۲] ،، ۳۹ ترجمہ بھومکا

[ف۳] ،، ۴۰ و ۲۱۶ ترجمہ بھومکا

[ف۴] دیکھو لفظ یگیہ کے معنی جو پیچھے فقرہ ۳۳ میں دیئے گئے۔

[ف۵] دیکھو صفحہ ۴۰ و ۴۱ ترجمہ بھومکا۔

مناسب مقدم و مؤخر کا ربط دیکھ کر معنی کرنے چاہئیں جو رِشی اور تپ کرنیوالے نہیں ہیں اُن ناپاک باطن جاہلوں کو منتروں کا اصلی منشاء معلوم نہیں ہو سکتا۔ جب تک انسان مقدم و مؤخر کو سمجھنے کی لیاقت حاصل نکرے اور منتروں کے معنی کو اپنے ذہن میں اچھی طرح صاف نہ کر لے اور بلحاظ کمال علم اپنے ہمجنسوں پر شرف و سبقت حاصل نہ کر لے تب تک وہ اچھی طرح اُوہا (غوض و فکر) اور معقول ترک (دلیل) سے وید کے معنی بیان نہیں کر سکتا[ف۱] (نرُکت ادھیائے ۱۳۔ کھنڈ ۱۲)

(۷) اِندر۔ مِتر۔ ورُن۔ اگنی۔ دِویہ۔ سُپرن۔ گرُتمان۔ یم۔ ماترشوا۔ پرمیشور کے نام ہیں[ف۲]۔ (رِگوید۔ منڈل ۱۔ سُوکت ۱۶۴۔ منتر [illegible])

مگر اہلِ یورپ جن کے دماغ میں یونانی دیوتاؤں کی کہا[illegible] [illegible] بھری ہوتی ہیں۔ اُن کو آگ [illegible] دیوتا کہتے ہیں جو سخت غلطی ہے۔ اور یہی کیفیت اُن [illegible] [illegible]توں کی ہے جن کے دماغ [illegible] پُرانوں کی کہانیاں سمائی رہتی ہیں۔

(۸) اُسی اگنی کو بزرگ و جلیل آتما (پرمیشور) کہتے ہیں۔ اُسی ایک آتما (پرمیشور) کو دانشمند۔ اِندر۔ مِتر ورُن وغیرہ ناموں سے پکارتے ہیں[ف۳] (نرکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۱۸)

(۹) پروکش (غیر محسوس) اشیاء کے لئے ضمیر غائب۔ پرتیکش (محسوس و ظاہر) کے لئے ضمیر حاضر اور اَدھیاتمکیہ (روحانی مضامین یعنی جیو یا ایشور) کے لئے ضمیر متکلم آتی ہے۔ اور جہاں بیان کی جانے والی شے ظاہر و محسوس ہوتی ہے۔ وہاں اور جہاں تشریح طلب شے غیر محسوس یا غائب اور بیان یا تعریف کرنیوالا ظاہر و محسوس ہو وہاں بھی ضمیر حاضر آ جاتی ہے۔ بیجان اشیاء کے لئے ضمیر غائب آتی ہے اور جاندار یا ذی شعور کے لئے ضمیر حاضر و متکلم آتی ہے۔ ویدوں میں ایک خاص بات یہ ہے کہ ظاہر و محسوس بیجان یا غیر ذی شعور اشیا کے لئے بھی ضمیر حاضر آتی ہے[ف۴] (نرکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۱ و ۲)

(۱۰) معنی لیتے میں وِبھکتی کا خیال نہیں کیا جاتا بلکہ جس وِبھکتی کو مان کر معنی ٹھیک بیٹھ سکتے ہوں۔ وہی وِبھکتی لی جاتی ہے (مہا بھاشیہ۔ اشٹادھیائی۔ ادھیائے ۱۔ پاد ۱۔ سُوتر ۵)[ف۵]

واضح رہے کہ اِس قسم کے قاعدوں پر اہل فرنگ سوامی جی سے بہت جلتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایسے قاعدوں سے فائدہ اُٹھا کر سوامی جی نے ویدوں کے بہت کچھ معنی بدل ڈالے۔ مگر سوال یہ ہے کہ جب ان قاعدوں کو قدیم اور مستند رشی اور مُنی بیان کر چکے ہیں تو اُن سے فائدہ کیوں نہ اُٹھایا جاوے؟ اور فائدہ اُٹھانے والے بُرے کیوں بنتے ہیں؟

[ف۱] دیکھو صفحہ ۵۲ و ۵۳ ترجمہ بھومکا۔ [ف۲] دیکھو صفحہ ۴۹ ترجمہ بھومکا۔ [ف۳] دیکھو صفحہ ۴۹ و ۲۰۱ ترجمہ بھومکا

[ف۴] ،، ،، ۲۱۶ ،، ،، [ف۵] ،، ،، ۲۱۹ ،، ،،

(۱۱) ایک ہی لفظ کے کئی معنی اور کئی الفاظ ہم معنی ہوتے ہیں[1] (مہابھاشیہ اشٹادھیائی ۱-۲-۴۵ پر)

(۱۲) اُپ سَرگ (علامت ماقبل فعل) اور فعل میں فاصلہ بھی ہوجاتا ہے۔ اُپ سَرگ آگے یا پیچھے دور فاصلہ پر بھی آجاتی ہے[2] (وارتک اشٹادھیائی ۱-۴-۸۰ پر)

(۱۳) شَشٹھی (مضاف الیہ) چترتھی (مفعول لہٗ) کے معنی دیتی ہے اور چترتھی ششٹھی کے[2]
(اشٹادھیائی ۲-۳-۶۲ معہ وارتک)

(۱۴) وبھکتیوں میں تغیر و تبدل ہوجاتا ہے یعنی کسی وبھکتی کو کسی وبھکتی کے معنی میں لے سکتے ہیں[3]
(اشٹادھیائی ۷-۱-۳۹)

(۱۵) [illegible] تغیر و تبدل ہوجاتا ہے یعنی فعل واحد کی جگہ جمع اور جمع کی بجائے واحد وغیرہ ہوجاتا ہے

(۱۶) [illegible] حرف کا [illegible] ہوجاتا ہے یعنی کسی حرف کو [illegible] حرف سے بدل لیتے ہیں۔

(۱۷) تذکیر و تانیث کا بدل ہوجاتا ہے یعنی مذکر کی جگہ مونث اور مونث کی جگہ مذکر آجاتا ہے۔

(۱۸) ضمیروں کا ادل بدل ہوجاتا ہے یعنی غائب کی جگہ حاضر اور حاضر کی جگہ متکلم وغیرہ ہوجاتا ہے۔

(۱۹) زمانہ کا تغیر و تبدل ہوجاتا ہے مثلاً حال کی جگہ ماضی اور ماضی کی جگہ حال کا آجانا وغیرہ

(۲۰) فعل لازمی کی جگہ متعدی آجاتا ہے

(۲۱) فعل متعدی کی جگہ لازمی آجاتا ہے

(۲۲) سُوَر (حرکات یا سُر) بدل جاتے ہیں

(۲۳) کرتری (فاعل) کا تغیر و تبدل ہوجاتا ہے۔

(۲۴) علامت [illegible] کا تغیر تبدل ہوجاتا ہے

(مہابھاشیہ اشٹادھیائی ۳-۱-۸۵ پر)[4]

(۲۵) ویدوں میں ماضی سب زمانوں کے لئے استعمال کی جاتی ہے (اشٹادھیائی ۳-۴-۶)[5]

(۲۶) ویدوں میں مستقبل مضارع کے معنی دیتا ہے اُس میں مضارع کی طرح حکم اور شرط اور جزا بھی پائی جاتی ہے[5]
(اشٹادھیائی ۳-۴-۷)

(۲۷) ویدوں میں فعل مستقبل عہد و اقرار اور شک و احتمال کو بھی ظاہر کرتا ہے (اشٹادھیائی ۳-۴-۸)

(۲۸) مصدروں کے کئی کئی معنی ہوتے ہیں یعنی جو معنی دھاتو پاٹھ میں لکھے ہیں اُن سے بھی زیادہ معنی ہوتے ہیں[6] (مہابھاشیہ۔ اشٹادھیائی ۱-۱-۹-پر)

[1] دیکھو صفحہ ۲۱۹ ترجمہ بھومکا [2] دیکھو صفحہ ۲۲۰ ترجمہ بھومکا [3] دیکھو صفحہ ۲۲۸ ترجمہ بھومکا۔ نیز دیکھو صفحہ ۲۲۱ وبھکتیوں کی تفصیل میں [4] دیکھو صفحہ ۲۲۱ و ۲۲۲ ترجمہ بھومکا۔ [5] دیکھو صفحہ ۲۲۴۔ ترجمہ بھومکا۔
[6] دیکھو صفحہ ۲۲۷۔ ترجمہ بھومکا

(۲۹) لفظ مقدم نہیں ہے بلکہ معنی مقدم ہیں[1] (اشٹادھیائی ۱-۱-۴۴ پر)

(۳۰) اُنادی کوش وغیرہ میں تمام سنسکرت علامتوں کا مکمل مجموعہ نہیں ہے۔

(۳۱) دھاتو پاٹھ وغیرہ میں تمام مصدر مکمل درج نہیں ہیں۔

(۳۲) اشٹادھیائی وغیرہ میں مختلف الفاظ بنانے کے متعلق جس قدر قاعدے درج ہیں اُنہیں پر قواعد کا خاتمہ نہیں ہے۔

(۳۳) تمام الفاظ مصدر سے نکلے ہیں اور شاکٹاین رشی بھی ایسا ہی مانتے ہیں اسلئے تمام الفاظ کو اُنکے لغوی یا مصدری معنی میں لینا چاہیئے (یہ قاعدہ بھی آجکل اکثر نظر انداز کیا جاتا ہے)۔

(۳۴) اگر کسی مشہور لفظ میں علامت یا مصدر معلوم نہ ہوتا ہو تو نئی علامتیں اور نئے مصدر بنا لینے چاہئیں یعنی مصدر کو دیکھ کر علامت کا اور علامت کو دیکھ کر مصدر کا [illegible] کر لینا چاہیئے[3]

(۳۵) ہر لفظ کے پہلے جزو میں مصدر اور آخری جزو میں علامت ہوتی ہے۔

(مہابھاشیہ اشٹادھیائی ۳-۱-۸۴ پر)

اس کے علاوہ علامتوں وغیرہ کے متعلق بہت سی استثنائیں اشٹادھیائی میں لکھی ہیں جو [illegible] مخصوص ہیں

۵۳۔ میں یقین کرتا ہوں کہ جو شخص ان ۳۵ قواعد کی پوری پوری پابندی کے ساتھ ویدوں کا ترجمہ کریگا وہ کبھی غلطی میں[4] نہ پڑیگا۔ سوامی جی نے ویدوں کی تفسیر میں اِن سب باتوں کا پورا پورا خیال رکھا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ جب کسی منتر کی تفسیر کرتے ہیں تو ایک ایک لفظ کی تشریح کئی کئی فقروں میں کرتے ہیں۔ مگر اُن میں سے کوئی بات اُس لفظ کے معنی سے باہر نہیں ہوتی۔ جس مصدر (دھاتو) سے وہ لفظ بنا ہے اُس کے ایک ایک معنی کو اکثر ایک ایک فقرہ سے ظاہر کیا ہے۔ بعض ناواقف لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ سوامی جی نے اپنی طرف سے بات بڑھا دی۔ مگر اُنکا یہ خیال غلط ہے۔ اِس لئے اُن کی تفسیر بالکل صحیح ہے۔ مگر ساین۔ مہی دھر یا میکس مولر وغیرہ ان قواعد کی پرواہ نہیں کرتے۔ اہل یورپ تو اِن قواعد کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹانا چاہتے ہیں۔ ویدوں کو لغو ٹھیرانے کے لئے اُن کا ہمیشہ یہی شیوہ ہے کہ ان قواعد کو دیدہ و دانستہ نظر انداز کر دیتے ہیں اور پرانوں اور دیگر کتابوں کی طرح ویدوں کا ترجمہ کرنے

اور اُن کی پابندی کی ضرورت

[1] دیکھو صفحہ ۲۱۹۔ ترجمہ بھومکا [2] دیکھو صفحہ ۲۳۱ لغایت ۲۳۳۔ ترجمہ بھومکا۔
[3] اگر اس قاعدہ پر غور کیا جائے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دُنیا بھر کی زبانیں سنسکرت میں شامل ہو سکتی ہیں۔ مثلاً سوامی جی اکثر سنسکرت زبان میں تقریر کرتے ہوئے لفظ گپ استعمال کیا کرتے تھے۔ ایک بار کسی شخص نے اعتراض کیا کہ گپ سنسکرت کے کون سے مصدر سے بنتا ہے۔ اس پر آپ نے جواب دیا کہ गपि अनृतभाषणे گپ مصدر یعنی جھوٹ بولنا سے گپ بنتا ہے
[4] میرا تجربہ ہے کہ اگر اول ہر لفظ کے معنی نست بھ۔ ایتریہ۔ کوبتھ۔ اور سام۔ براہمن اور نرکت۔ نگھنٹو۔ اُنادی کوش دھاتو پاٹھ۔ گن پاٹھ وغیرہ کے بموجب لکھ لئے جاویں تو منتروں کے صحیح ترجمہ کرنے اور اُنکے علمی مطالب کے سمجھنے میں بڑی آسانی ہوجاتی ہے۔

بیٹھ جاتے ہیں۔ اِسی وجہ سے اُن کا ترجمہ بالکل غلط ہے۔

۵۴۔ ویدوں کے قدیم ثابت ہونے سے سنسکرت زبان کا قدیم ہونا خود بخود ثابت ہے۔ اس کے علاوہ سنسکرت زبان کا مکمل اور شائستہ ہونا اُسکے نام ہی سے ظاہر ہے۔ کیونکہ لفظ "سنسکرت" کے معنی مانجھی ہوئی یا شُستہ و باقاعدہ زبان ہیں۔ اِس زبان میں جو کمال و خوبی ہے تمام دُنیا اُس کی شاہد ہے۔ سب قوم کے عالم اُس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ چنانچہ سر ڈبلیو جونز لکھتے ہیں کہ "سنسکرت زبان نہایت شُستہ۔ یُونانی سے زیادہ مکمل۔ لاطینی سے زیادہ وسیع اور دونو سے عمدہ نفیس اور ہر دو سے تعلق رکھنے والی ہے۔ مگر بمصداق آنکہ (رع) "اُے روشنی طبع تو بر من بلا شدی" اُس کی خوبیاں اُسی کی تباہی کا باعث بنگئیں۔ سچ ہے جب کسی قوم پر زوال آتا ہے تو مُلک کی زبان کا بگڑ جانا اُس کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ دوسری کی تو [illegible] ہی کیا ہے [illegible] اپنے ہی ملک کے لوگ اس زبان سے نا آشنا اور اُسکے قدیم لغوی معنوں سے [illegible] قدر نا واقف [illegible] اب اُن کو ظاہر کیا جاتا ہے تو اُنہیں یقین نہیں آتا۔ میکسمیولر وغیرہ اہل یوروپ سنسکرت کو اگرچہ [illegible] زبانوں کی ماں نہیں مانتے تاہم یونانی و لاطینی وغیرہ زبانوں کی بڑی بہن مانتے ہیں مگر ماں کا اُنہیں بھی پتہ نہیں۔ اسلئے ماں کی عدم موجودگی میں بڑی بہن ماں کی برابر ہے۔ اس دلیل سے سنسکرت زبان ہی کو سب پر سبقت ہے۔

سنسکرت زبان کی دیگر زبانوں پر فوقیت

۵۵۔ ڈارون ہنسلی۔ ویج وُڈ وغیرہ زبانوں کو انسانی ایجاد مانتے ہیں۔ اور یہ خیال کرتے ہیں کہ "معمولی چیخوں اور ہُوہا وغیرہ سے ترقی کرتے کراتے زبانیں بن گئیں"۔ مگر اُن کی یہ رائے مثل اُنکی اس رائے کے کہ "بندر سے ترقی کرتے کرتے اِنسان بن گیا" بالکل بیہودہ ہے۔ چنانچہ آر۔ سی۔ ٹرینچ۔ نائر۔ اور پاٹ وغیرہ اس کی بالکل تردید کرتے ہیں۔ موخر الذکر گروہ زبان کی جڑوں (دھاتوؤں) کو قدرتی مانتا ہے۔ اُسکا خیال ہے کہ کوئی نئی روٹ .Root یعنی دھاتو پیدا نہیں ہو سکتی۔ میکسمیولر اس بات کو مانتا ہے کہ دُنیا میں اوّل سب اِنسانوں کی ایک ہی زبان تھی مگر وہ یہ نہیں بتا سکتا کہ وہ کیا زبان تھی؟ اہلِ یوروپ عموماً یہ خیال کرتے ہیں کہ "انسان کی اصلی قدیم زبان اب معدوم ہوگئی صرف اُس کی اولادیں یادگار رہ گئی ہیں جن میں سے سنسکرت سب سے بڑی بہن ہے"۔ مگر یہ اُن کی سخت غلطی ہے۔ کیونکہ ویدوں کی زبان جو کسی قدر عام سنسکرت زبان سے مختلف ہے سب زبانوں کی ماں یا مخرج ہے۔ کیونکہ پروفیسر میکسمیولر صاحب بھی سیمیٹک وغیرہ زبانوں کو سنسکرت سے جُدا مانتے ہوئے ایک مقام پر تسلیم کرتے ہیں کہ آرین زبان کی دھاتو بلحاظ شکل و معنی سیمیٹک وغیرہ زبانوں سے ملتی جلتی ہیں پس سنسکرت کے سب سے قدیم ماننے میں کوئی بھی اعتراض نظر نہیں آتا۔

زبان کی اصلیت

میکسمیولر صاحب نے اب مُدتوں کی تحقیقات کے بعد مان لیا ہے کہ ہر لفظ میں دھاتو مقدم ہے اور معنی میں دھاتو یعنی مصدر کا پورا پورا تعلق رہتا ہے۔ در اصل لفظ کا اُسکے معنی کے ساتھ ویسا ہی قُدرتی تعلق ہے۔ جیسا کہ آگ کو حرارت یا روشنی کے ساتھ۔ اس امر کی مفصل بحث نرکت اور مہابھاشیہ میں دیکھنی چاہیئے۔

۵۶۔ سنسکرت زبان کو اہل یوروپ نہایت مشکل سمجھتے ہیں۔ ہم اوپر دکھا چکے ہیں کہ اہالیان یوروپ سنسکرت کے پورے چھوڑ ادھورے بھی عالم نہیں ہیں۔ خصوصاً ویدوں کے منتر سمجھنے کے لئے جس قدر علم درکار ہے اُن میں اُس کا ہزارواں حصہ بھی نہیں ہے۔ اسکی دو وجہ ہیں۔ اوّل تو وہ اس علم کو حاصل نہیں کر سکتے۔ دوم۔ اگر حاصل بھی کر سکیں تو وہ دیدہ و دانستہ خصوصاً اُن قواعد کی طرف سے آنکھ پھیر لیتے ہیں جو ویدوں کے معنی پر روشنی ڈال سکتے ہیں۔ وید تو درکنار اہل یوروپ معمولی سنسکرت کو دیکھ کر گھبرا اُٹھتے ہیں اور اُس کو پڑھنا پہاڑ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ سر مونیر ولیمس لکھتے ہیں [illegible] "سنسکرت زبان کی ویاکرن (علم صرف و نحو) کو زباندانی کے کمال کا وسیلہ ہونے کے بجائے پنڈتوں نے [illegible] بجائے خود کمال بنا دیا۔ [illegible]س میں اِس قدر نُکات اور باریکیاں رکھی ہیں کہ سخت پیچیدہ علم بن گیا اور اصطلاحات کی وہ خار دار باڑ لگا دی کہ اُس میں داخل ہونا مشکل ہے۔ نہ صرف قواعد بلکہ زبان بھی اس قدر سخت بنائی گئی کہ اُس کا نام بھی سنسکرت یعنی کلام بہمہ وجوہ مکمل رکھا گیا" (دیکھو انڈین وزڈم کا دیباچہ) سنسکرت پر یہ بہت اچھا طعنہ ہے کہ زبان کو سخت بنا کر اُس کا نام سنسکرت رکھ دیا۔ اتنی عقل نہیں کہ زبان کا نام اُس کی خوبی یا صفت کو ظاہر کیا کرتا ہے۔ سنسکرت در اصل مکمل اور شائستہ زبان ہے۔ بڑائی کے لئے سنسکرت نام نہیں رکھا۔ کول بروک صاحب لکھتے ہیں کہ "استثناؤں کا بے انتہا سلسلہ قواعد کلیہ کو اتنی دُور پھینک دیتا ہے کہ طالب علم اُن کے تعلق اور باہمی لگاؤ کو یاد نہیں رکھ سکتا۔ وہ ایک بے [illegible] پیچ بھول بھلیاں میں بھٹکتا پھرتا ہے اور جہاں ذرا پتہ چلنے لگتا ہے تو اصلی بات فوراً دل سے [illegible]اتی ہے۔ الغرض ہمیشہ اِسی سراسیمگی میں غلطاں و پیچاں رہتا ہے"۔ اِسی پر سنسکرت کا دعویٰ!۔ ویدوں کا ترجمہ کرنے کے لئے یُوں ہی لپک پڑے! افسوس ہے کہ اہل یوروپ سنسکرت زبان کے سمجھنے کی نسبت اپنی کمزوری و ناقابلیت کو ایسے صاف لفظوں میں تعلیم کرتے ہوئے پھر بھی ویدوں کے مترجم بننے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔

اہل یوروپ کے لئے سنسکرت سیکھنا آفت ہے

یہ بھی واضح رہے کہ پُرانے زمانے میں اسی ویاکرن اور مہابھاشیہ کو زبانی یاد کیا جاتا تھا کیونکہ جب تک یہ کتابیں زبانی یاد نہ ہوں تب تک کام نہیں چل سکتا۔

۵۷۔ پروفیسر گولڈسٹکر صاحب پانِنی رِشی کی ویاکرن کو زبانِ سنسکرت کا علم اشیا بتلاتے ہیں اور پروفیسر ولیمس تسلیم کرتے ہیں کہ پانِنی رِشی کی اشٹادھیائی ایسی دقیق اور عجیب

سنسکرت زبان کے صرف و نحو کا کمال

د غریب علمی تصنیف ہے کہ دُنیا بھر میں کوئی کتاب اُس کی ہمسری نہیں کر سکتی اور کسی مُلک کی صرف و نحو اُس سے لگا نہیں کھا سکتی۔ وہ پانِنی دیاکرن کو علم صرف و نحو کا جبر و مقابلہ بتاتے ہیں۔

سنسکرت کے مکمل ہونے کا ثبوت

۵۸۔ زبان کا کمال یہ ہے کہ اُس میں سب علم موجود ہوں۔ پس اس لحاظ سے سنسکرت دُنیا بھر کی زبانوں سے زیادہ مکمّل ہے۔ کیونکہ اس میں تمام علوم موجود ہیں۔ مگر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ جس صورت میں تمام علوم سنسکرت زبان میں موجود تھے تو پھر زمانۂ حال کی ایجادیں کہاں جائینگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دُنیا میں کوئی بات بھی کبھی ایجاد نہیں ہوتی۔ اب جو کچھ ہوتا ہے وہ وہی ہے جو ہوتا رہا ہے اور آگے بھی وہی ہوگا۔ علم کو انسانی ایجاد بتانا بڑی سخت غلطی ہے جس شے کو ہم علم کہتے ہیں وہ ایشور کے بنائے ہوئے قوانین کا بیان ہے۔ یہ بات نہیں ہے کہ جب نیوٹن نے کششِ ثقل کا اصول دریافت کیا تو کششِ ثقل ایجاد ہو گئی۔ بلکہ کششِ ثقل ہمیشہ سے موجود تھی اور اس کا علم قدیم سے موجود تھا۔ ویدوں سے لیکر رشیوں نے اسے جیوتش شاستروں میں بیان کیا۔ ریل۔ جہاز۔ غباروں اور تار کے متعلق سوامی جی نے بھی وید منترارتھ بھاشیہ بھومکا میں دئے ہیں۔ دِمان (غبارہ) اور جہاز وغیرہ کا ذکر سنسکرت کی کتابوں میں لاکھوں جگہ آتا ہے۔ منوسمرتی میں جہاز کے محصول کا قانون ہے۔ مہابھارت میں ذکر ہے کہ راجہ اوپری چر ہمیشہ دِمان (غبارہ) میں سفر کیا کرتا تھا۔

بھوج پربندھ میں لکھا ہے کہ

घट्यैकया क्रोशदशैकमश्वः सुकृत्रिमो गच्छति चारुगत्या।
वायुं ददाति व्यजनं सुपुष्कलं बिना मनुष्येण चलत्यजस्रम्॥ भोजप्रब०

"ایک اشویان (دُخانی گاڑی) کلوں اور پیچوں والی ایسی بنائی گئی تھی جو ایک گھڑی میں گیارہ کوس (گویا ایک گھنٹہ میں ساڑھے ستائیس کوس یا ۲۷ میل) چلتی تھی۔ اس کے علاوہ ایک پنکھا بنایا گیا تھا جو کل کے ذریعہ سے خود بخود چلتا تھا اور خوب زور سے ہوا دیتا تھا۔" کیا کوئی راستی پسند انسان اس حوالے کے موجود ہونے پر کہہ سکتا ہے کہ اس مُلک میں کبھی ریل یا کلیں نہ تھیں۔

اکثر لوگ سوامی جی پر اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں کہ سوامی جی نے زمانۂ حال کی ایجادیں دیکھ کر تُک ملا دی ورنہ سنسکرت زبان کی پُرانی کتابوں میں صنعت و ہنر کی باتوں کا نام و نشان ہی کہاں ہے۔ جو لوگ توپ اور بندوق کو سوامی جی کی من مانی گھڑت خیال کرتے ہیں۔ وہ ذرا آنکھیں کھول کر شکر نیتی کے چوتھے ادھیائے میں شلوک ۱۰۲۴ لغایت ۱۰۴۴ میں بندوق اور توپ کا بیان اور اُن کے بنانے کی ترکیب

۵۰ دیکھو صفحہ ۳۲۱ ستیارتھ پرکاش بار پنجم یا صفحہ ۴۰۰ بار چہارم۔

پڑھیں اور نیز تیر۔ تلوار۔ گرز۔ گولہ۔ بارود۔ زرہ بکتر وغیرہ دیگر سامانِ حرب کا بیان اور جنگ کے قواعد اُسی ادھیائے کے شلوک ۱۰۴۵ لغایت ۱۲۴۰ میں پڑھ کر دیکھیں کہ اس زمانہ میں زمانۂ حال سے زیادہ ترقی تھی یا کم۔ مجھے تو یقین ہے کہ اُس زمانہ میں ہر قسم کا سامان اب سے بھی عمدہ موجود تھا چنانچہ شکر نیتی ادھیائے ۴ کے شلوک ۲۶۴ وغیرہ میں ۳۲ وِدیاؤں (علوم) اور ۶۴ کلاؤں (صنعتوں یا ہنروں) کا ذکر موجود ہے صرف زمانہ کا ہیر پھیر ہے کہ وہی ملک جس کی نسبت منوجی لکھتے ہیں کہ "دُنیا کے تمام لوگ ہر قسم کا علم و ہنر اس مُلک کے برہمنوں سے آکر سیکھیں"۔ (منوسمرتی ادھیائے ۲ شلوک ۲۰) اب اپنے باپ دادا کے علم کو بھلا کر دوسری قوموں کا دست نگر ہو رہا ہے۔ نہ معلوم آجکل کے براہمن بڑوں کی چال کیا سمجھتے ہیں میں نہیں سمجھتا اُن کے بزرگ اُن کی طرح مکر و فریب سے لوگوں کو ٹھگ کر اپنا پیٹ بھرتے تھے۔ یا اپنا وقت علم و ہنر میں لگاتے تھے۔ پُرانی کتابوں میں اُن کے علم و ہنر کا بیان دیکھنے سے تو یہی یقین ہوتا ہے کہ وہ علم و ہنر دوست تھے اُن کی طرح سُست و کاہل بیٹھ کر دوسروں کا مال کھانا اُن کا شیوہ نہ تھا۔ پس اس زمانہ کے براہمنوں کو شرم آنی چاہئے کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ اُنکے بزرگ دُنیا بھر کو علم و ہنر کی تعلیم دیتے تھے یا اب یہ زمانہ ہے کہ اُن کی اولاد دھرم کرم سے محروم اور علم و ہنر کی دشمن ہو کر صرف باپ دادا کے نام پر مانگ کر پیٹ بھرتی ہے۔ لوگوں کا زمانۂ قدیم کی طرح اب بھی اُن پر ویسا ہی اعتقاد چلا آتا ہے ورنہ اُن میں اُن کے بزرگوں کا ایک بھی نشان نہیں ہے۔ عزت اور دان کا مستحق بننے کے لئے اُنہیں اپنے بزرگوں کی طرح علم و ہنر بھی سیکھنا چاہئے۔ کیونکہ (ع) میراثِ پدر خواہی علمِ پدر آموز۔ اپنے مُلک کے بھائیوں کو اس طرح طعنہ دینے سے ہمیں اُنہیں کا سُدھار مقصود ہے۔ کاش کہ اُنہیں بھی اپنے بزرگوں کی میراثِ علمی کا خیال آوے اور وہ ہمارے سر سے اس کلنک کو اُتارنے کے لئے آمادہ ہوں کہ ہم صرف بزرگوں کی بڑائی پر شیخی مارتے ہیں خود کچھ بھی کر کے نہیں دکھا سکتے۔ دراصل ہم اپنی موجودہ حالت میں غیر مُلک والوں کی زبان سے اپنی تعریف سُن کر سرنگوں ہو جاتے ہیں۔ اہلِ یورپ اور یونان وغیرہ کے مورخ ہمارے بزرگوں کے علم و ہنر اور شائستگی کی بابت شہادت دیتے ہیں اور ہم اسے پڑھ پڑھ کر شرم کھاتے ہیں۔

ایشور سے دعا ہے کہ اس مُلک میں پھر علم و ہنر کی روشنی پھیلے اور پُرانے علمی دفینوں کے دریافت کرنیوالے آریہ پھر اس ملک میں پیدا ہوں۔

۵۹۔ پروفیسر میکسمولر صاحب اپنے ترجمہ رگوید کے دیباچہ میں صفحہ ۱۳ پر لکھتے ہیں کہ "ویدوں کے یورپین

۵۱ دیکھو منوسمرتی ادھیایہ ۲ شلوک ۲۸ و ادھیایہ ۱ شلوک ۸۸ و بھگود گیتا۔ ادھیایہ ۱۸۔ شلوک ۴۲
۵۲ منوجی کہتے ہیں کہ جاہل (براہمن) کو دنیا پتھر کی ناؤ میں بیٹھ کر ڈوبتا ہے (منوسمرتی ادھیایہ ۴ شلوک ۱۹۴)
۵۳ دیکھو منوسمرتی ادھیایہ ۴ شلوک ۱۷۸۔

وغریب علمی تصنیف ہے کہ دُنیا بھر میں کوئی کتاب اُس کی ہمسری نہیں کرسکتی اور کسی ملک کی صرف ونحو اُس سے لگا نہیں کھا سکتی۔ وہ پانینی دیاکرن کو علم صرف ونحو کا جبر ومقابلہ بتاتے ہیں۔

۸۵۔ زبان کا کمال یہ ہے کہ اُس میں سب علم موجود ہوں۔ پس اس لحاظ سے سنسکرت دُنیا بھر کی زبانوں سے زیادہ مکمل ہے۔ کیونکہ اس میں تمام علوم موجود ہیں۔ مگر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ جس صورت میں تمام علوم سنسکرت زبان میں موجود تھے تو پھر زمانۂ حال کی ایجادیں کہاں جائینگی؟

سنسکرت کے مکمل ہونے کا ثبوت

اس کا جواب یہ ہے کہ دُنیا میں کوئی بات بھی کبھی ایجاد نہیں ہوتی۔ اب جو کچھ ہوتا ہے وہ وہی ہے جو ہوتا رہا ہے اور آگے بھی وہی ہوگا۔ علم کو انسانی ایجاد بتانا بڑی سخت غلطی ہے جس شے کو ہم علم کہتے ہیں وہ ایشور کے بنائے ہوئے قوانین کا بیان ہے۔ یہ بات نہیں ہے کہ جب نیوٹن نے کششِ ثقل کا اصول دریافت کیا تو کشش ثقل ایجاد ہوگئی۔ بلکہ کشش ثقل ہمیشہ سے موجود تھی اور اس کا علم قدیم سے موجود تھا۔ ویدوں سے لیکر رشیوں نے اسے جیوتش شاستروں میں بیان کیا۔ ریل۔ جہاز۔ غباروں اور تار کے متعلق سوامی جی نے کئی وید منتر اُس بھاشیہ بھومکا میں دئیے ہیں۔ وِمان (غبارہ) اور جہاز وغیرہ کا ذکر سنسکرت کی کتابوں میں لاکھوں جگہ آتا ہے۔ مَنوسمرتی میں جہاز کے محصول کا قانون ہے۔ مہابھارت میں ذکر ہے کہ راجہ اوپری چر ہمیشہ وِمان (غبارہ) میں سفر کیا کرتا تھا۔

بھوج پربندھ میں لکھا ہے کہ

घट्यैकया क्रोशदशैकमश्वः सुकृत्रिमो गच्छति चारुगत्या।
वायुं ददाति व्यजनं सुपुष्कलं विना मनुष्येण चलत्यजस्रम्॥ भोजप्रब०

"ایک اشویان (دُخانی گاڑی) کلوں اور پہیوں والی ایسی بنائی گئی تھی جو ایک گھڑی میں گیارہ کوس (گویا ایک گھنٹہ میں ساڑھے ستائیس کوس یا ۵۵ میل) چلتی تھی۔ اس کے علاوہ ایک پنکھا بنایا گیا تھا جو کل کے ذریعہ سے خود بخود چلتا تھا اور خوب زور سے ہوا دیتا تھا۔" کیا کوئی راستی پسند انسان اس حوالے کے موجود ہونے پر کہہ سکتا ہے کہ اس ملک میں کبھی ریل یا کلیں نہ تھیں۔

اکثر لوگ سوامی جی پر اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں کہ سوامی جی نے زمانۂ حال کی ایجادیں دیکھ کر رنگ ملا دیا ورنہ سنسکرت زبان کی پرانی کتابوں میں صنعت وہنر کی باتوں کا نام ونشان ہی کہاں ہے۔ جو لوگ توپ اور بندوق کو سوامی جی کی من مانی گھڑت خیال کرتے ہیں۔ وہ ذرا آنکھیں کھول کر شکر نیتی کے چوتھے ادھیائے میں شلوک ۱۰۲۴ لغایت ۱۰۴۴ میں بندوق اور توپ کا بیان اور اُن کے بنانے کی ترکیب

۵ دیکھو صفحہ ۳۲۱ ستیارتھ پرکاش بار پنجم یا صفحہ ۴۰۰ بار چہارم۔

پڑھیں اور منیز نیتی ، تلوار ۔ گرز ۔ گولہ ۔ بارود ۔ زرہ بکتر وغیرہ دیگر سامان حرب کا بیان اور جنگ کے قواعد ایسی ادھیائے کے شلوک ۵ ۔ ۴۵ ۔ الغائت ۲۴۰ ۔ ۱۲ میں پڑھ کر دیکھیں کہ اُس زمانہ میں زمانہ حال سے زیادہ ترقی تھی یا کم ؟ مجھے تو یقین ہے کہ اُس زمانہ میں ہر قسم کا سامان اب سے بھی عمدہ موجود تھا چنانچہ شکر نیتی ادھیائے ۴ کے شلوک ۲۶۴ وغیرہ میں ۳۲ ودیاؤں (علوم) اور ۶۴ کلاؤں (صنعتوں یا ہنروں) کا ذکر موجود ہے صرف زمانہ کا ہیر پھیر ہے کہ وہی ملک جس کی نسبت منوجی لکھتے ہیں کہ "دُنیا کے تمام لوگ ہر قسم کا علم و ہنر اس ملک کے برہمنوں سے آکر سیکھیں" (منوسمرتی ادھیائے ۲ شلوک ۲۰) اب اپنے باپ دادا کے علم کو بھلا کر دوسری قوموں کا دست نگر ہو رہا ہے ۔ نہ معلوم آجکل کے براہمن بڑوں کی چال کیا سمجھتے ہیں میں نہیں سمجھتا اُن کے بزرگ اُن کی طرح مکر و فریب سے لوگوں کو [illegible] کر اپنا پیٹ بھرتے تھے [illegible] اپنا وقت علم و ہنر میں لگاتے تھے پرانی کتابوں میں اُن کے علم و ہنر کا بیان دیکھنے سے تو یہی یقین ہوتا ہے کہ وہ علم و ہنر دوست تھے اُن کی طرح سست و کاہل بیٹھ کر دوسروں کا مال کھانا اُن کا شیوہ نہ تھا ۔ پس اس زمانہ کے براہمنوں کو شرم آنی چاہئے کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ اُنکے بزرگ دُنیا بھر کو علم و ہنر کی تعلیم دیتے تھے یا اب یہ زمانہ ہے کہ اُن کی اولاد دھرم کرم سے محروم اور علم و ہنر کی دشمن ہو کر صرف باپ دادا کے نام پر مانگ کر پیٹ بھرتی ہے ۔ لوگوں کا زمانۂ قدیم کی طرح اب بھی اُن پر ویسا ہی اعتقاد چلا آتا ہے ورنہ اُن میں اُن کے بزرگوں کا ایک بھی نشان نہیں ہے ۔ عزت اور دان کا مستحق بننے کے لئے اُنہیں اپنے بزرگوں کی طرح علم و ہنر بھی سیکھنا چاہئے ۔ کیونکہ (ع) میراث پدر خواہی علم پدر آموز ۔ اپنے ملک کے بھائیوں کو اس طرح طعنہ دینے سے ہمیں اُنہیں کا سُدھار مقصود ہے ۔ کاش کہ اُنہیں بھی اپنے بزرگوں کی میراث علمی کا خیال آوے اور وہ ہمارے سر سے اس کلنک کو اُتارنے کے لئے آمادہ ہوں کہ ہم صرف بزرگوں کی بڑائی پر شیخی مارتے ہیں خود کچھ بھی کر کے نہیں دکھا سکتے ۔ در اصل ہم اپنی موجودہ حالت میں غیر ملک والوں کی زبان سے اپنی تعریف سُن کر سرنگوں ہو جاتے ہیں ۔ اہل یوروپ اور یونان وغیرہ کے مورخ ہمارے بزرگوں کے علم و ہنر اور شائستگی کی بابت شہادت دیتے ہیں اور ہم اُسے پڑھ پڑھ کر شرم کھاتے ہیں ۔

ایشور سے دعا ہے کہ اس ملک میں پھر علم و ہنر کی روشنی پھیلے اور پرانے علمی دفینوں کے دریافت کرنیوالے آریہ پھر اس ملک میں پیدا ہوں ۔

۵۹ ۔ پروفیسر میکسمولر صاحب اپنے ترجمہ رگوید کے دیباچہ میں صفحہ ۱۲ پر لکھتے ہیں کہ "ویدوں کے اُوپنیشن

۵۱ دیکھو منوسمرتی ادھیایہ ۲ شلوک ۲۰ و ادھیایہ ۱ شلوک ۸۸ و بھگود گیتا ۔ ادھیایہ ۱۸ ۔ شلوک ۴۲

۵۲ منوجی کہتے ہیں کہ جاہل (براہمن) کو دنیا پتھر کی ناؤ میں بیٹھ کر ڈوبتا ہے (منوسمرتی ادھیایہ ۴ شلوک ۱۹۴)

۵۳ دیکھو منوسمرتی ادھیایہ ۴ شلوک ۱۷۸ ۔

یورپ کے عالموں کا ویدوں کی نسبت لاعلمی کا اقرار

عالم جانتے ہیں کہ منتر کے منتر ایسے موجود ہیں جن کا مطلب اب تک ٹھیک سمجھ میں نہیں آتا اور اکثر الفاظ ایسے ہیں جن کے معنی لگانے میں ہم صرف اٹکل سے کام لے سکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اگر عرصۂ دراز تک ویدوں کا مطالعہ لگاتار جاری رہا تو کسی زمانہ آیندہ میں اُنکا مطلب نکل سکیگا"۔ پھر صفحہ ۱۴۴ پر یورپ کے ویدک عالموں کی شکایت کرتے ہوئے پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ "اکثر خود غرضی۔ کینہ بلکہ جھوٹ سے کام لیا جاتا ہے اور اسی طرح علمی ترقی رُک جاتی ہے"۔ معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر میکس میولر صاحب دیگر یوروپین سنسکرت دانوں کے مقابلے میں لایق اور ایماندار ہیں کیونکہ وہ اپنے ترجمہ کے صحیح ہونیکا دعوے نہیں کرتے بلکہ خود اپنی لاعلمی کے مقر ہیں اور صحیح ترجمے کے لئے مزید تحقیقات اور مطالعہ کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہیں۔

ویدک مروجہ ترجموں کے نا معتبر

۶۰۔ آگے صفحہ ۱۵ پر پروفیسر صاحب رقمطراز ہیں کہ "ویدوں کے کئی ترجمے موجود ہیں (۱) سائن کا ترجمہ جو ہندوستانی روایت کا نمونہ ہے (۲) لینگ لوئے (Langlois.) کا پُر لیاقت ترجمہ جس میں صحت کا بالکل خیال نہیں ہے۔ بلکہ صرف طبع آزمائی کی گئی ہے اور اٹکل سے کام لیا ہے (۳) بینفی (Benfey) صاحب کا عالمانہ ترجمہ جس میں بعض الفاظ کا بڑی محنت سے پتہ لگایا گیا ہے مگر باقی الفاظ کا ترجمہ یا تو سائن کے مطابق کیا گیا ہے یا اپنی طرف سے معنی گھڑے گئے ہیں۔ اسکے علاوہ (۴) پروفیسر ولسن Wilson. (۵) سٹیون سن Stevenson. (۶) پروفیسر روتھ (Roth.) (۷) پروفیسر بولین سن Bollenson. صاحب کے ترجمے بھی ہیں"۔ جن میں سے کوئی بھی صحیح ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا کیونکہ پروفیسر میکس میولر صاحب خود فرماتے ہیں کہ "ان ترجموں میں مترجموں کی ذاتی رایوں کا بہت کچھ دخل ہے اور اکثر لفظوں کے معنی صرف اٹکل پچو کئے گئے ہیں"۔ بعض ایسے متعصب عیسائی بھی ہیں جو ویدوں کے لفظ نگرس (انگرس) کو انجیل (Angel) یعنی فرشتہ بتاتے ہیں (دیکھو صفحہ ۱۹۔ دیباچہ میکس میولر)

سوامی دیانند کی فتح کے آثار

۶۱۔ آگے صفحہ ۱۶ پر پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ ویدوں کے بہت سے الفاظ ابھی تک حل طلب ہیں اور یہ ایسے لفظ نہیں ہیں جو کبھی کبھی آتے ہوں بلکہ اکثر ایسے لفظ ہیں جو بالکل معمولی ہیں اور بار بار آتے ہیں۔ شاید پروفیسر صاحب کا اشارہ۔ دیو۔ یگیہ۔ اندر۔ اگنی۔ وایو وغیرہ کی طرف ہے جس کی نسبت ہم ابھی مفصل بحث کر چکے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یورپ کے سنسکرت دانوں کو ابھی ویدوں کی معمولی ابتدائی باتوں پر بھی عبور حاصل نہیں ہوا ہے۔ پروفیسر صاحب صفحہ ۱۹ پر لکھتے ہیں کہ "اب اسقدر ترقی ہو گئی ہے کہ اس بات کے پوچھنے کی ضرورت نہیں کہ کس شخص نے اول مرتبہ یہ دریافت کیا تھا کہ

لفظ دیو کے معنی صرف ڈِوائن (Divine) (الٰہی) نہیں ہیں بلکہ روشن و چمکدار بھی ہیں"۔ بے شک یہ سوامی دیانند سرسوتی جی کی فتح کا نشان ہے کہ اب اہلیان یورپ کی آنکھیں بھی کھلنے لگیں اور چھپے چھپے کئی باتیں کو مانتے چلے جاتے ہیں۔

٦٢۔ اب ہم وید کے مروّجہ ترجموں کا سوامی دیانند سرسوتی کے ترجمے کے ساتھ مقابلہ کر کے دکھاتے ہیں۔

مختلف ترجموں کا مقابلہ

ہم یہ نہیں چاہتے کہ خود اپنی طرف سے کوئی منتر مثال کے لئے تلاش کریں بلکہ رگوید کے جن دو منتروں کا مقابلہ پروفیسر میکس میولر صاحب نے اپنے دیباچہ کے صفحہ ۲۲ تا ۲٦ پر کیا ہے اور جن کے مروّجہ ترجموں کا پروفیسر صاحب نے خود مقابلہ کر کے دکھایا ہے اُن میں سے بوجہ عدم گنجایش صرف پہلے ایک منتر کو نمونہ کے طور پر لیتے ہیں۔ صرف اس قدر ایزادی کی جاویگی کہ اخیر میں ہم سوامی دیانند سرسوتی جی کے سنسکرت ترجمے کا جو اُن کے رگوید بھاشیہ میں درج ہے اُردو میں لفظ بلفظ ترجمہ کر کے دکھائینگے تاکہ ناظرین خود اس بات کا انصاف کریں کہ کونسا ترجمہ [illegible] تفسیروں اور دیاکرن کے مطابق مدلل صحیح اور قرین عقل ہے۔

٦٣۔ منتر مذکور رگوید منڈل ۱۔ ادھیائے ۲۔ سوکت ۲ کا پانچواں منتر ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

نمونہ کا منتر

उत ब्रुवन्तु नो निदो निरन्यतश्चिदारत । दधाना इन्द्र इद्दुवः । ऋ० १,२,४,५

اس سنہتا پاٹھ کی سندھی کھول کر یعنی ایک ایک لفظ کو جُدا جُدا کر کے پد پاٹھ بنایا جاوے تو اس طرح ہوتا ہے

उत । ब्रुवन्तु । नः । निदः । निः । अन्यतः । चित् । आरत । दधानाः । इन्द्रे । इत् । दुवः ।

٦٤۔ اگرچہ اس منتر کا ترجمہ اوّل پروفیسر میکس میولر صاحب نے خود کر کے دکھایا ہے اور اس کے بعد سائن کا ترجمہ دیا ہے۔ مگر چونکہ ہم سائن کو یورپ کے سنسکرت دانوں کا گرو سمجھتے ہیں۔ اسلئے اوّل اُسی کا ترجمہ درج کرینگے میکس میولر صاحب نے سائن کا ترجمہ مختصر طور پر لکھا ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ اہل یورپ معمولی کتابوں کی طرح وید کے منتروں کا ترجمہ فقرہ کا فقرہ میں کرتے ہیں یعنی منتر کے ایک ایک لفظ کے مقابلہ میں ایک ہی ایک انگریزی لفظ رکھدیتے ہیں۔ خواہ وہ لفظ منتر کے اصلی لفظ کے معنی کو پورا پورا ادا کرتا ہو یا نہ کرتا ہو۔ اس کے خلاف آریہ ورت کے پنڈت ہر لفظ کی تشریح اکثر ایک ایک فقرہ سے کرتے ہیں تاکہ مطلب کے پورا پورا ادا ہونے میں کمی نہ رہے۔ اسلئے ہم سائن کا ترجمہ بھی سوامی جی کے ترجمہ کی طرح ان کے اصلی سنسکرت سے لفظ بلفظ کرینگے۔

ترجمہ کرنے کے مختلف طریقے

٦٥۔ (۱) سائن نے اس کا ترجمہ اس طرح کیا ہے:۔

۱۔ سائن کا ترجمہ

नो ہمارے متعلقین یعنی رتوج (جو محذوف ہے) ब्रुवन्तु بولیں اور इन्द्रे

اِندر کی (स्तुवन्त تعریف کریں[۳]) उत नیز اے[۴] निदो نِندا (مذمّت) کرنے والے لوگو!
اس جگہ سے निरारत چلے جاؤ۔ अन्यतश्चित दوسرے مقام سے بھی چلے جاؤ۔ کیسے ہیں
وہ رِتوج دधानाः दुवः इन्द्रे اِندر میں پرچریا کرتے ہوئے لفظ इत् یقین یا تحقیق کے لئے ہے
یعنی ہمیشہ اِندر کی پرچریا (خدمت یا عبادت) کرتے ہوئے (نिष्ठवन्त قائم ہوں[۵]) "

۶۶- مناسب ہوگا کہ لگے ہاتھ ہم ہر ترجمے کی نسبت چند کیفیت طلب باتوں کو بھی ظاہر کردیں۔ چنانچہ اس ترجمے

[اور اُس پر اعتراض] میں حسب ذیل باتیں قابل اعتراض ہیں (۱) لفظ नो سے رِتوِج کس طرح مفہوم ہوتے ہیں؟
اس کی بابت سائن نے کوئی حوالہ درج نہیں کیا (۲) اِندر لفظ کا کچھ ترجمہ نہیں کیا۔ حالانکہ یاسک آچاریہ
کے بموجب ویدوں کے تمام الفاظ یوگک ہیں یعنی اُن کے اپنے اپنے مصدر کے مطابق معنے کرنے چاہئیں۔ کوئی
لفظ رُوڑھی یعنی (۳) اسم معرفہ نہیں ہے پس ہر کسی انسان یا دیوتا کا نام سمجھ کر اسم معرفہ خیال کرنا غلطی
ہے (۴) منتر میں स्तुवन्त (تعریف کریں) کہیں نہیں ہے۔ یہ کہاں سے آیا؟ کیا اس کی یہ وجہ
نہیں ہے کہ سائن اِندر کو ایک دیوتا سمجھتا ہے اور اُس کے لئے स्तुवन्त اپنی طرف سے ڈالا گیا ہے۔ سائن
کی کھینچا تانی اسی سے ظاہر ہے کہ اُسے اندر کو دیوتا قرار دینے کے لئے ایک لفظ اپنی طرف سے گھڑنا پڑا۔
(۴) لفظ निदः (نِندا کرنیوالے) ندا میں نہیں ہے۔ بلکہ یہ پرتھما (حالتِ فاعلی) میں ہے۔ (۵) لفظ
निष्ठवन्त (قائم ہوں) بھی سائن آچاریہ نے اپنی طرف سے ڈالا ہے۔ اصل منتر میں نہیں ہے۔ پس
سائن آچاریہ کا ترجمہ صریح بناوٹی معلوم ہوتا ہے۔

۶۷- اِس سے آگے ہم پروفیسر میکسمیولر اور دیگر یورپین سنسکرت دانوں کا ترجمہ لکھتے ہیں۔

[۲- پروفیسر میکسمیولر کا ترجمہ] (۲) پروفیسر میکس میولر صاحب کا ترجمہ:-

"خواہ ہمارے دشمن کہیں، تم جو صرف اِندر کی پوجا کرتے ہو دوسری جگہ چلے جاؤ"۔ گویا میکس میولر صاحب
کے خیال میں اس منتر کے اندر بات پوری نہیں ہوئی ہے۔ اور وہ اُس کی تکمیل اگلے منتر سے کرتے ہیں
جس کا ترجمہ اُنہوں نے اس طرح کیا ہے "یا خواہ اے زبردست! سب لوگ ہم کو مبارک کہیں۔ ہم
ہمیشہ اِندر کی حفاظت میں رہیں"۔ مگر اُن کا خیال غلط ہے۔ کیونکہ یہ منتر بجائے خود مکمل ہے۔ جسکی
یہ دلیل ہے کہ اس منتر پر ورگ ختم ہوتا ہے اور اس سے اگلے منتر سے نیا ورگ چلتا ہے۔ میکس میولر صاحب
کا ترجمہ دیکھکر بڑا سخت تعجب آتا ہے۔ ترجمہ میں منتر کے پورے الفاظ بھی نہیں آتے۔ قطع نظر اس کے ترجمہ
کچھ اس طرح پر کیا ہے کہ کچھ پتہ نہیں لگتا کہ کس لفظ کا کیا ترجمہ ہوا؟ ہم نہیں جانتے کہ "تم جو صرف اِندر کی
پوجا کرتے ہو" کہاں سے آگیا؟ ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ الفاظ "تم جو صرف" پروفیسر صاحب نے فقرہ بنانیکے

لئے اپنی طرف سے ڈالے ہیں۔ اور: इन्द्रे दुवः दधानाः جس کا ترجمہ سائن آچاریہ نے "اندر کی پرچریا (پوجا) کرتے ہوئے" کیا ہے۔ اُسکا ترجمہ آپ "تم جو صرف اندر کی پوجا کرتے ہو" کرتے ہیں۔ اور لفظ अन्यतः: (دوسری جگہ سے) کا جو پنچمی (مفعول منہ) ہے آپ "دوسری جگہ کو" یعنی مفعول میں ترجمہ کرتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یُوروپ کے سنسکرت دان ویدوں کی سنسکرت تو درکنار معمولی سنسکرت بھی نہیں سمجھ سکتے۔ اِن سے تو سائن آچاریہ ہی اچھا ہے۔ کیونکہ وہ معمولی فعل فاعل مفعول وغیرہ کی تو غلطیاں نہیں کرتا۔ اگر اُس کے ترجمے میں کوئی غلطی ہے تو یہی ہے کہ وہ اندر وغیرہ الفاظ کا دیوتاؤں کے نام سمجھ کر ترجمہ نہیں کرتا اور منتر کے ترجمے میں اپنے خیالات کے مطابق ایک آدھ لفظ بڑھا کر بات پوری کر دیتا ہے۔ مگر یوروپ کے سنسکرت دانوں کی کچھ اَور ہی کیفیت نظر آتی ہے وہ سائن کی غلطیوں پر اَور بھی ترقی کرتے ہیں اور اپنے زعم میں [illegible] خیال کرتے ہیں کہ چلو ہمیں بھی سائن کو اصلاح دینے کی لیاقت ہوگئی۔ مگر اس میں ذرا شبہ نہیں کہ یہ لوگ [illegible] سائن [illegible] زبان کے معنی کو بگاڑتے ہیں اول سائن کو آگے رکھ کر ویدوں میں دیوتاؤں کی پوجا اور [illegible] کے معدے ثابت [illegible] چاہتے ہیں۔

۶۸ یہی کیا ہے آگے دیکھیئے! پروفیسر میکس میولر صاحب سے بھی بڑھ کر منتروں کے بوجھ بجھکڑ موجود ہیں

۳۔ پروفیسر ولسن کا ترجمہ

چنانچہ (۳) پروفیسر ولسن صاحب اسی منتر کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:۔

ہمارے کارپرداز (= ریتوِج ؛) اندر کی پوجا کرتے ہوئے کہیں کہ اے مذمت کرنے والو! اِس جگہ سے اور نیز دوسری جگہوں سے (جہاں اندر پوجا جاتا ہے) دور ہو"

یہ ترجمہ سائن کی نقل ہے جہاں ایک آدھ ترمیم کی ہے وہ چنداں قابلِ لحاظ نہیں۔ اسلئے اسپر بھی وہی کیفیت عاید سمجھنی چاہیئے جو ہم اوپر سائن کی نسبت کہہ چکے ہیں۔

۶۹۔ (۴) پروفیسر لینگ لوئے[1] نے اس منتر کا ترجمہ فرنچ (French. فرانسیسی) زبان میں اس طرح

۴۔ پروفیسر لینگ لوئے کا ترجمہ

کیا ہے:۔ "وہ (جو ہمارے دوست ہیں) اندر کو مناتے ہوئے یہہ کہیں کہ تم جو ہمارے دشمن ہو یہاں سے چلے جاؤ"

یہہ ترجمہ بھی سائن کے قدم بقدم ہے اور میکس میولر صاحب خود ہی تصدیق کرتے ہیں کہ لینگ لوئے کا ترجمہ عموماً اصل سے دور اور صرف طبع آزمائی کا نتیجہ ہوتا ہے۔

۷۰۔ (۵) سٹیونسن صاحب کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

۵۔ سٹیونسن صاحب کا ترجمہ

سب لوگ مل کر پھر اندر کی تعریف (ستُتی) کریں۔ اے ناپاک ہنسنے والو! جب تک

[1] ریورنڈ ہیگ صاحب ایم۔ اے۔ ایس۔ پی۔ جی مشن کرنال کی عنایت سے یہ ترجمہ براہ راست فرنچ زبان سے کیا گیا ہے۔

ہم اِندر کی رسمیں پوری کریں تم یہاں سے اور دوسری جگہ سے چلے جاؤ۔"
یہ سب سے بڑھ کر ہے وہ سب مل کر پھر اِندر کی تعریف کریں۔" یہ الفاظ سٹیونسن صاحب اپنے گھر سے لائے ہونگے
کیونکہ وید منتر میں ان الفاظ کے مقابل سوائے اِندر کے اور کوئی لفظ نظر نہیں آتا۔ "جب تک ہم اِندر
کی رسمیں پوری کریں"۔ بہت عمدہ ترجمہ ہے جس میں نہ دیا کرن کا خیال ہے نہ مطلب کا۔ یہاں سب کام
اٹکل سے ہی چلتے ہیں۔ منتر کے دو لفظ لئے اور باقی عبارت اپنی طرف سے گھڑ دی۔ پس مندرجہ بالا فقرہ ۲
و فقرہ ۵ا (۶) کے مطابق ایسے لوگ کبھی منتروں کے مطلب کو نہیں سمجھ سکتے۔

۷۔(۶) پروفیسر ہنفی صاحب اِس منتر کا ترجمہ اِس طرح کرتے ہیں :-

۶۔ پروفیسر ہنفی کا ترجمہ

"نند اکرنے والے کہیں۔ ان کو ہر کسی نے خارج کر دیا ہے۔ اسلئے یہ صرف اندر کو منا تے یا پوجتے ہیں۔"

اہا! کیا خوب! ترجمہ [illegible] سے خارج ہو کر اندر کی پوجا کرنے کے کچھ گھڑے معنی معلوم ہوتے ہیں۔ جو شاید ہنفی صاحب ہی کو معلوم ہیں۔ [illegible] دیوتاؤں کی پوجا کے جھگڑے میں پڑ کر لڑائیاں ہونگی تو اُن کا کیا بگڑتا ہے۔ اسی ملک کے لوگوں کا نقصان ہوگا۔ ایک دیوتا کو چھوڑ کر دوسرا دیوتا پوجنا شروع کر دینا نئی ایجاد ہے۔ گویا مترجم صاحب کی کوشش ہے کہ ایسی بیہودہ باتوں کو کسی نہ کسی طرح ویدوں میں ثابت کیا جاوے۔ ہم نہیں جانتے کہ ویدوں کے اندر بیہودہ باتیں بھرنے کی اس سے بڑھ کر اور کیا کوشش ہو سکتی ہے ؟

جائے غور ہے کہ "ہر کسی نے خارج کر دیا ہے" کہاں سے آن کودا؟ بظاہر ہنفی صاحب اِن الفاظ [illegible] سے کا ترجمہ کرتے ہیں۔ جس کے صحیح معنی "چلے جاؤ" (فعل امر) ہیں۔ جس شخص کو سنسکرت کے علم صرف و نحو کا اتنا بھی علم نہیں کہ امر و ماضی قریب میں تمیز کر سکے اُس سے کب امید ہو سکتی ہے کہ ویدوں کا صحیح ترجمہ کر سکے۔

۷۔(۷) میکس میولر صاحب لکھتے ہیں کہ "پروفیسر روتھ نے اس منتر میں لفظ अन्यतः کا ترجمہ "کسی دوسری جگہ کو" کیا ہے۔ اِسلئے اُن کا اس لفظ کا ترجمہ میرے ترجمے سے ملتا ہے۔ مگر بعد میں دوسری جگہ روتھ صاحب نے اس لفظ کا ترجمہ "تم کسی اور چیز کو نظر انداز کرتے ہو" کیا ہے"۔

۷۔ پروفیسر روتھ کا ترجمہ

میکسمیولر صاحب کی باتوں پر ہنسی آتی ہے کہ اپنی تائید دوسرے یورپین عالموں سے کرانا چاہتے ہیں۔ اور خوبی یہ ہے کہ لفظ : [illegible] میں دونوں غلطی کھاتے ہیں۔ دراصل अन्यतः : پنچمی (مفعول منہ) ہے اور اسکے صحیح معنی "دوسری جگہ سے" ہیں۔ "کسی دوسری جگہ کو" ترجمہ کریں تو دوتیا (مفعول بہ) بن جاتا ہے جو سنسکرت زبان کے لحاظ سے بالکل غلط ہے۔ مگر کمال یہ ہے کہ روتھ صاحب اِسی لفظ کا ترجمہ کہیں "تم کسی اور چیز کو نظر انداز کرتے ہو" کرتے ہیں ۔

گرہمیں مکتب است وایں مُلّا　　کارِ طفلاں تمام خواہد شد

۷۳۔(۸) پروفیسر کولنس صاحب کی نسبت میکس مُیولر صاحب لکھتے ہیں کہ:-

۸۔ پروفیسر کولنس کا ترجمہ

Orient Und Occident.

"پروفیسر کولنس (اپنی کتاب اورینٹ انڈاوکسیڈینٹل کی جلد ۲ صفحہ ۴۶۲ پر) پروفیسر روتھ صاحب کے دوسرے ترجمے کو لیکر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ کچھ اور چیز جو نظر انداز کی جاتی ہے۔ اُس سے اندر کو چھوڑ کر باقی سب دیوتاؤں کی پُوجا مراد ہے"

یہ سب سے بڑھ کر بُوجھ بجھکڑ نکلے۔ اس قسم کے ترجموں کو دیکھ کر دل پر بڑا سخت صدمہ گذرتا ہے۔ نہ معلوم یورپ کے سنسکرت دان ویدوں کو کھیل سمجھتے ہیں کہ جدھر چاہی اُدھر کل گھمادی۔ اس میں ذرا شبہ نہیں کہ وید کے متعلق اُن کی تحقیقات اور رائیں بالکل فرضی۔ بناوٹی۔ اور پُر تعصب ہیں۔ ایشور ان سے پناہ میں رکھے۔ یہ لوگ اپنی آتما کا خون کر کے ویدوں کے صحیح اور معقول [illegible] کو بگاڑنا چاہتے ہیں۔

اہالیان یورپ کی ترجموں پر عام رائے

۷۴۔ یورپ کے سنسکرت دان اور خصوصاً ویدک عالم [illegible] حال کے چاروں اک [illegible] ویدوں کی بے قدری اور بدنامی اُن کا دلی مقصود ہے اور اس مقصد کے پورا کرنے میں اُنہ[illegible] سے بُرے ذریعہ کو استعمال کرنے سے دریغ نہیں۔ خرابی یہ ہے کہ ان سنسکرت زبان اور خصوصاً ویدک سنسکرت سے ناواقف۔ وید کے سخت دشمن اور متعصب لوگوں کے ترجمے کو ہمارے ملک کے بھولے بھالے بھائی جو خود سنسکرت سے ناآشنا ہیں صحیح سمجھتے ہیں۔ اُنہیں خود تحقیقات کا مادہ نہیں۔ انگریزی ترجمے دیکھ کر یقین کر لیتے ہیں کہ سچ مُچ ویدوں میں دیوتاؤں کی کہانیاں لکھی ہیں۔ مگر وہ ذرا آنکھ کھولکر دیکھیں کہ دیوتاؤں کی کہانیاں کس طرح گھڑی جاتی ہیں۔ ایک شخص غلط ترجمہ کرتا ہے۔ دوسرا اُس سے فائدہ اُٹھا کر فوراً ایک نئی تاویل نکالتا ہے۔ یہانتک کہ ایک لمبی چوڑی کہانی طیار ہو جاتی ہے۔ دیکھو یہاں پروفیسر کولنس صاحب نے روتھ صاحب کے لفظ अन्यत. کے غلط ترجمے سے کس طرح فائدہ اُٹھایا ہے۔ ہم ابھی کہہ چکے ہیں کہ اس لفظ کے معنی صرف "دوسرے سے" "یا دوسری جگہ سے" ہیں۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ اس پر روتھ صاحب نے کھینچ کھانچ کر "تم کسی اور چیز کو نظر انداز کرتے ہو" بنایا۔ اس پر کولنس صاحب نے ترقی کر کے یہ بات گھڑدی کہ अन्यतः کے معنی "تم اندر کو چھوڑ کر باقی سب دیوتاؤں کی پُوجا کو نظر انداز کرتے ہو" ہیں۔ نہ معلوم ان لوگوں نے آپس میں صلاح کر رکھی ہے کہ میں یہ گھڑونگا اور تم اُس پر یہ بات گھڑنا۔ یا یہ انکی لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ مگر کچھ ہو ہمیں اس بات پر سخت افسوس آتا ہے کہ ان کے ہاتھ میں ویدوں کی شامت آگئی۔ نہ معلوم یہ کیا کچھ کر کے رہینگے۔ دراصل یہ سب باتیں ہمیں جاہل اور وحشی بنانے کی ہیں *

۷۵۔ ناظرین کو مندرجہ بالا آٹھ ترجموں کے دیکھنے سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ وہ ایک دوسرے سے کس قدر

مندرجہ بالا ترجموں کا سوامی جی کے ترجمہ سے مقابلہ

مختلف ہیں۔ اور ایک مترجم دوسرے مترجم کو کس طرح مات کرتا ہے۔ اوّل تو ان ترجموں کے نامعتبر اور غلط ہونے کی بابت اسی قدر ثبوت کافی ہے۔ مگر سوامی دیانند سرسوتی جی کے ترجمے کے ساتھ مقابلہ کرنے سے اُن کا بالکل ناقص، بیہودہ اور غلط ہونا اور بھی اچھی طرح ظاہر ہو جائیگا

۷۶۔ (۹) سوامی دیانند سرسوتی جی اسی منتر کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:۔

۹۔ مہرشی دیانند کا ترجمہ

(۱) پدارتھ (لفظی ترجمہ) " उत بالتحقیق ब्रुवन्तु تمام علوم کا اُپدیش کریں۔ नः ہم کو निदः نندا (مذمت) کرنے والے निः ہمیشہ अन्यतः کسی ایک مقام سے चित् دوسری جگہ आरत چلے جاویں دधानाः دھارن (قائم) کرنے والے इन्द्रे اعلی حشمت و دولت کے مالک پرمیشور میں इत् (یعنی इतः) پہنچاتے ہیں दुवः پرچریا (عبادت) کو"

(ب) اَنْ وَیارتھ (بامحاورہ ترجمہ) "جو [illegible] اندر یعنی پرمیشور میں پرچریا (عبادت) کو قائم کرتے ہیں اور جو تمام علوم [illegible] اور پُرشارتھ (محنت و تدبیر) میں قائم ہیں وہ بالتحقیق ہمیں تمام علوم کا اُپدیش کریں اور جو دوسرے [illegible] (ایشور کی ذات سے منکر) نندا کرنے والے جاہل اور مکار ہیں وہ سب اس جگہ سے کسی دوسری جگہ دور چلے جاویں اور اُس دوسرے مقام سے بھی کسی دوسری جگہ چلے جاویں یعنی اَدھرمی (پاپی) لوگ کہیں بھی نہ رہنے پاویں۔"

ناظرین ذرا انصاف سے دیکھیں کہ یہ ترجمہ معقول اور صحیح ہے یا اوپر کے ترجمے؟ لفظ इन्द्रे کا ترجمہ سوامی جی نے اُس کے مصدری معنی کے لحاظ سے "ایشور میں" یا علوم۔ دھرم اور پُرشارتھ میں" کیا ہے اور अन्यतः کا ترجمہ "کسی دوسرے مقام سے" کیا ہے۔

ہم نے اس ترجمہ میں ویاکرن کے حوالے نہیں دیئے۔ کیونکہ ویاکرن کے لحاظ سے سوامی جی اور ساین کا ترجمہ تقریباً مطابق ہے۔ زیادہ تر "اِندر" لفظ پر جھگڑا ہے۔ ساین اِندر کو دیوتا سمجھتا ہے اور سوامی جی اُس سے ایشور یا صاحب دولت و حشمت یا اہل علم و محنت وغیرہ مُراد لیتے ہیں جو حسب ذیل قدیم کتابوں کے حوالوں سے ثابت ہے۔

(۱) اُنادی کوش پاد ۲۔ سُوتر ۲۸ میں لکھا ہے کہ "جو پرم اَیشورِیہ وان (اعلیٰ دولت حشمت۔ اقبال و علم کا مالک) ہو اُسے "اِندر" کہتے ہیں اور اُس کے معنی طاقتور۔ صاحب اقتدار۔ انتر آتما (پرمیشور) اور سورج اور یوگی بھی ہیں۔

(۲) نِگھنٹو ادھیائے ۵ کھنڈ ۳ میں لفظ "اِندر" کے معنی عالم۔ جیو۔ یا ایشور بتائے ہیں۔

۵ منوسمرتی میں وید کی نندا کرنے والے کو ناسِتک بتایا ہے۔ नास्तिको वेद निन्दकः। २। ११॥

(۳) نرکت ادھیائے ۱۰۔ کھنڈ ۸ میں لکھا ہے کہ " इन्दतेवैश्वर्य्यं कर्मणे " لفظ " اندر "
کے معنی صاحب حشمت و اقتدار یا اہل علم و دولت ہیں پس اس سے صاحب اقتدار و علم انسان یا قادر مطلق
پرمیشور مراد ہے۔

(۴) نرکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۲ میں "اندر" لفظ کے معنی ایشور بتائے ہیں۔

اب ہم اس مقابلہ کو یہیں ختم کرتے ہیں اور اس بات کو ناظرین کے انصاف پر چھوڑتے ہیں کہ ان تو
ترجموں میں سب سے زیادہ معقول صحیح۔ مدلل اور معتبر کونسا ترجمہ ہے اور ہم ان میں سے کس پر بھروسہ کرنے سے
بہبودی کی توقع رکھ سکتے ہیں؟ ہم اُمید کرتے ہیں کہ حق پسند اور منصف مزاج ناظرین ضرور ہمارے ساتھ
اس امر میں متفق ہونگے کہ مروجہ ترجموں میں فتح سوامی جی کے نام ہے۔

سوامی جی کے وید بھاشیہ پر اعتراض

۷۷۔ قاعدہ کی بات ہے کہ چمگادڑ کو روشنی بُری معلوم ہوتی ہے حالانکہ روشنی بنفسہٖ قابل نفرت چیز نہیں ہے
عرصہ دراز کے تعلق یا عادت سے انسان چین کے ۸۰ سال کے بوڑھے قیدی [illegible]
بُری چیز کے ساتھ بھی مانوس ہو جاتا ہے جس طرح آریہ ورت کے لوگ عرصہ دراز سے رواج کے
باعث ہندو کہلانے کے اس قدر عادی ہو گئے ہیں کہ اب انہیں یہ لفظ باوجود مذموم اور غیر ملک و زبان کا ہونے
کے قابل نفرت یا مکروہ معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے خلاف آریہ جیسے بزرگ۔ شریف اور پُرفخر و عزت نام سے
پکارا جانا انہیں مکروہ اور قابل نفرت معلوم ہوتا ہے۔ ویسی طرح یہاں کے لوگ تقریباً پانچ ہزار برس کے
عرصہ سے ویدوں کا رواج بند ہو جانے کے باعث اپنے قدیم دھرم کو اس قدر بھول گئے ہیں کہ اب وہ انہیں
اوپرا معلوم ہوتا ہے۔ اُسے سن یا دیکھ کر نہ صرف طبیعت نفرت کرتی ہے بلکہ اُس کا اصلی اور سچی ہیئت میں پیش
کرنیوالا دشمن نظر آتا ہے۔ بدرسوم۔ وہمی خیالات اور غلامی کا طوق عرصہ دراز کے اُنس و تعلق سے انہیں پیارا
معلوم ہوتا ہے جس طرح عادی جھوٹ بولنے والا جس کی جھوٹ کی بدولت روزی چلتی ہو جھوٹ کو اپنا عزیز بلکہ
محسن سمجھتا ہے۔ اور ہزار سچی نصیحت کرنے پر بھی اُسے چھوڑنے اور سچ کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا
من وعن وہی کیفیت آجکل کے عالموں کی ہوئی ہے جب سوامی جی کیسے سچے مہرشی نے پانچہزار برس کے
بعد پھر ویدوں کے اصلی سدھانتوں کو پھیلانا شروع کیا تو لوگوں کی آنکھیں اندھیرے کی عادی ہو جانے کے
باعث ویدوں کی پُر آب و تاب سچائی سے چندھیا گئیں اور انہیں وہ سچائیاں ایسی بُری معلوم ہونے لگیں
کہ وہ اُس روشنی کو روکنے کے لئے پردے تاننے اور دروازے بند کرنے لگے چنانچہ سوامی جی کے وید بھاشیہ
پر کئی لوگوں نے اعتراض کر کے اس بات کا ثبوت دیا کہ وہ زمانۂ حال کی گری ہوئی حالت سے نکل کر
یک لخت ویدوں کی سچائیوں کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

۷۸- ہم یہاں مختصر طور پر ان اعتراضوں اور نیز اُن کے جوابوں کو جو سوامی جی اپنی حیات میں دے چکے تھے درج کرتے ہیں۔ ان اعتراضوں کے پیدا ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ سوامی جی نے اپنا وید بھاشیہ گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں بدیں غرض ارسال کیا تھا کہ اُسے محکمہ تعلیم کے کورس میں داخل کیا جاوے گورنمنٹ پنجاب نے اُس پر سینٹ کی رائے طلب کی سینٹ نے سنسکرت کے پروفیسروں اور پنڈتوں سے رائے مانگی۔ ظاہر ہے کہ وہ کب حق میں رائے دینے والے تھے۔ سوامی جی نے خود انہیں کے وہمی خیالات کی جڑ کاٹنے کے لئے ویدوں کا بھاشیہ کیا تھا۔ پنڈت اور پروفیسر جن کے دماغ روزمرہ کا ؤیوں، ناٹکوں اور اسی قسم کے گندہ مضامین کے مطالعہ اور درس و تدریس سے خراب ہو جاتے ہیں۔ وہ ایسے پاک خیالات اور علمی سچائیوں کی کتاب کو کب سمجھ سکتے ہیں۔ گورنمنٹ نے بھی "بلی دودھ کی رکھوالی" کی مثل کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پروفیسروں اور پنڈتوں نے اُس پر اعتراض کئے جن سے اُنکی ویدوں کی طرف سے قطعی لاعلمی اور تعصب و ظاہر ہوتا : ۱۵

اعتراضوں کی وجہ

Griffith.

۷۹- مسٹر گرفتھ صاحب ایم اے پرنسپل بنارس کالج کے اعتراضوں کا جواب دیتے ہوئے۔ سوامی جی لکھتے ہیں کہ "اگر مسٹر گرفتھ صاحب کے پاس وہ پُرانے بھاشیہ (شرح) یا پرمان (حوالے) جو میں نے دیئے ہیں ہوتے تو وہ اپنی موجودہ رائے کے خلاف رائے دیتے۔ ساین۔ مہی دھر اور اُوٹ کے بھاشیہ زمانہ قدیم کی تفسیروں سے مختلف ہیں۔ میکس میولر اور ولسن صاحب نے تقریباً انہیں کا ترجمہ کیا ہے اسلئے وہ بھی مستند نہیں۔ گرفتھ صاحب وغیرہ بھی انہیں کو مستند مانتے ہیں۔ اسلئے اُن کو مغالطہ ہوا ہے۔ آپ الزام دیتے ہیں کہ میں نے لفظوں کے وہ معنی لئے ہیں جن سے میرا مطلب نکلتا ہے۔ یہ اعتراض ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ میں نے ہر جگہ ایتریہ۔ شتپتھ براہمن۔ نرکت اور اشٹادھیائی وغیرہ کے حوالے دیئے ہیں۔ میرے خیال میں مسٹر گرفتھ صاحب نے میری کتابوں کو پورا پڑھنے کے بغیر ہی رائے دی ہے ورنہ وہ میری محنت کو رائیگاں نہ سمجھتے۔ آخر میں گرفتھ صاحب نے لکھا ہے کہ منتروں میں بہت سے دیوتاؤں کا ذکر ہے۔ ایک ایشور کا ذکر نہیں"۔ اس کی تردید میں کولبروک (Colebrook.) چارلس کولمین Charles Coleman. ریورنڈ گیرٹ Revd. Garrett. اور میکس میولر کے مفصلہ ذیل حوالے کافی ہیں:-

مسٹر گرفتھ صاحب کے اعتراضوں کا جواب

(۱) ہندوستان کا پُرانا مذہب جو ہندوستان کی مقدس کتاب وید پر مبنی ہے۔ صرف ایک ہی خدا کو مانتا ہے"۔ (کولبروک صاحب کی کتاب "ویداز")

(۲) ویدوں کا مذہب ایک خدا پر اعتقاد رکھنا اور اُس کی اُپاسنا کرنا ہے (ہندو مائیتھولوجی مصنفہ چارلس کولمین)

Hindu Mythology.

(۳) وید صرف ایک ہی ایشور کو مانتا ہے جو قادرِ مطلق بے انتہا و ابتدا۔ قایم بالذّات اور مالکِ جہاں ہے (بھگوَد گیتا مترجمہ ریورنڈ گیرٹ)

(۴) "اسی سُوکت میں ایک منتر ہے جو کھُلے طور پر ایشور کی ہستی کو ظاہر کرتا ہے۔ وہ ایشور کئی ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ اُس کو اِندر۔ اگنی۔ مِتر۔ وَرن کہتے ہیں"۔ ہسٹری آف این شنٹ سنسکرت لٹریچر History of Ancient Sanscrit Literature. "مصنفہ میکس میولر صفحہ ۵۶۷)

۲۔ مسٹر ٹانی صاحب کے اعتراضوں کا جواب

۸۰۔ مسٹر ٹانی صاحب ایم۔ اے۔ پرنسپل ریزیڈنسی کالج کلکتہ کے اعتراضوں کے جواب میں سوامی جی لکھتے ہیں کہ "رگوید کے پہلے منتر میں لفظ "اگنی" کا ترجمہ ٹانی صاحب آگ کرتے ہیں لیکن وہ اپنی پہلے سے قائم کی ہوئی رائے سے دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔ آگ کبھی کسی رشی نے نہیں پوجی۔ جہاں دُنیوی کاروبار کا ذکر ہے وہاں اس سے آگ مراد ہے۔ پرارتھنا اور اُپاسنا کے موقع پر اُس سے ایشور ہی مراد ہوتی ہے۔ یہ میری گھڑت نہیں بلکہ یہ دونوں معنی برہمنوں (آتما گرنتھوں) میں صاف صاف لکھے ہیں۔

۳۔ پنڈت گورپرساد کے اعتراضوں کا جواب

۸۱۔ پنڈت گورپرساد ہیڈ پنڈت اورینٹل کالج لاہور کا جواب سوامی جی نے اس طرح دیا تھا:۔ "مجھ پر الزام لگایا جاتا ہے کہ میں اپنا نیا مت گھڑتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ اِس بات سے اُس کی ویدوں کے بارہ میں ناواقفیت ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر اُسنے پرانے بھاشیہ پڑھے ہوتے تو جو حوالے میں درج کر چکا ہوں اُنکے مقابلہ میں کبھی ایسا نہ کہتے۔ مجھ پر پرتسمئی پد کی جگہ آتمنے پد کے استعمال کرنے کا الزام لگایا ہے۔ حالانکہ میں نے اپنے विद्धाम है پد ا ہے کے صحیح استعمال کی بابت اشٹا دھیائی ادھیائے ۱ پاد ۳۔ سُوتر ۲۸ کا حوالہ دیدیا ہے"۔

۴۔ پنڈت رکھی کیش کے اعتراضوں کا جواب

۸۲۔ پنڈت رکھی کیش سیکنڈ ٹیچر اورینٹل کالج لاہور کے اعتراض کی نسبت سوامی جی لکھتے ہیں کہ "معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت رکھی کیش نے پنڈت گورپرساد کی پیروی کی ہے۔ اِس لئے اُسکے اعتراضوں کا جواب بھی آچکا۔ لفظ उपचरात کے صحیح استعمال کی بابت میں اُس کو صرف اشٹا دھیائی ادھیائے ۱۔ پاد ۳۔ سُوتر ۳۲ کا حوالہ دیتا ہوں"۔

۵۔ پنڈت بھگوانداس کے اعتراضوں کا جواب

۸۳۔ پنڈت بھگوانداس اسسٹنٹ پروفیسر سنسکرت گورنمنٹ کالج لاہور کے اعتراضوں کے جواب میں سوامی جی لکھتے ہیں کہ "پنڈت بھگوانداس کسی نئی بات کا ذکر نہیں کرتا۔ اِس لئے میں جو کچھ پہلے لکھ چکا ہوں اُسی کی طرف توجہ دلاتا ہوں"۔

ان اعتراضوں کا جواب ختم کرکے اخیر میں سوامی جی نے گورنمنٹ کو یہ بھی لکھا تھا کہ "ان تمام اعتراضوں کا

زور میرے وید بھاشیہ کے سکولوں میں جاری نہ ہونے کے لئے لگایا گیا ہے۔ مگر رائے دہندگان غلطی پر ہیں۔ میرا بھاشیہ مہابھارت سے پہلے بھاشیوں کی مدد سے یوروپین سنسکرت والوں کے خلاف تحقیقات کا ایک زبردست مادہ پیدا کریگا۔ مگر نقارخانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔ پنڈتوں کو اپنے ٹکے کی اور اہالیان یوروپ کو اپنی انجیل کی عزت مدنظر تھی۔ وہ سچائی کیسی تلخ شے کو کب گوارا کر سکتے تھے۔ اسلئے کچھ نتیجہ نہ نکلا۔

۸۴۔ اخبار انڈین مرر مورخہ ۴۔ نومبر ۱۸۸۰ء میں انہیں اعتراضوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اخبار مذکور کے ایڈیٹر اخیر میں لکھتا ہے کہ "بہرحال پرانی وحدانیت کے زمانہ کی باتوں کو از سر نو قائم کرنے کی اُن (سوامی دیانندجی) کی کوشش کچھ نہ کچھ نیک نتیجہ ضرور پیدا کریگی۔ اور اس مباحثہ کی رگڑ سے نکلی ہوئی سچائی کی چنگاڑی سینکڑوں موجودہ تحریکوں کے مقابلہ میں پرانی وضع کے ہندوؤں کے مذہبی اعتقادوں کو ہلانے کے ... بڑا کام دیگی"

انڈین مرر کی رائے

۸۵۔ تھیوسوفسٹ مارچ ۱۸۸۳ء میں مسٹر اے او ہیوم (A. O. Hume.) صاحب نے حسب ذیل اعتراضات کئے:۔

۶۱۔ مسٹر ہیوم کے اعتراضات

(۱) وید کلام الٰہی و بے خطا نہیں ہیں۔

(۲) ویدوں میں اختلافات کیوں ہیں؟

(۳) سوامی دیانند کا وید بھاشیہ تب بے خطا ہو سکتا ہے جب دیانندجی خود ایشور کے برابر ہوں"

ان اعتراضوں کا جواب سوامی جی نے اس طرح دیا تھا:۔

"(۱) مسٹر ہیوم صاحب نے اپنے دعوے کی تائید میں کوئی خاص دلیل یا ثبوت نہیں دیا۔ اگر کوئی غلطی نکالکر پیش کی جاتی تو جواب دیا جاتا۔ اگر کوئی ہزار روپیہ کی تھیلی بالکل کھوٹی بتا دے تو دوسرا کب مان سکتا ہے تاوقتیکہ اُس میں سے ایک روپیہ بھی کھوٹا نکالکر نہ دکھایا جاوے۔ اُن کو واجب تھا کہ کوئی منتر نکال کر دکھلاتے تاکہ اُس کا جواب دیا جاتا +

(۲) آپ نے کوئی اختلافات نہیں بتائے۔ اگر مختلف علوم کا بیان ہونے سے اختلاف نظر آتا ہے تو وہ اختلاف نہیں ہوتا۔ مثلاً صرف و نحو، لغت۔ عروض، ہیئت۔ ہندسہ۔ اصول جہانداری۔ موسیقی۔ صنعت و ہنر وغیرہ۔ الغرض مٹی سے لیکر ایشور تک تمام باطل کا علم ویدوں میں بشکل اصول موجود ہے۔ اس لئے مختلف منتر مختلف علوم کو بیان کرتے ہیں۔ اگر اس کے سوائے اور کسی اختلاف سے مراد ہے تو وہ بیان کرنا چاہیئے۔

(۳) میں ایشور نہیں۔ بلکہ ایشور کا اُپاسک (عبادت کرنیوالا) ہوں۔ ایشور نے ویدوں کو جگت کی بھلائی کے لئے ظاہر کیا ہے۔ اسلئے میں بے رورعایت اُن کے صحیح معنی کو بیان کرتا ہوں۔ اگر کہیں مجھ سے غلطی ہوئی ہو تو ہیوم صاحب ظاہر کریں۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آجتک کوئی بھی ایک غلطی وید بھاشیہ کی نہ نکال سکا۔ فضول تضیع اوقات کے لئے بے بُنیاد و بلا حوالہ اعتراض کر دیتے ہیں"۔ اخیر میں سوامی جی نے یہ بھی لکھا کہ اگر تھیوسوفی کے مُہتم ایسی باتیں کریں تو کیا تعجب ہے کیونکہ وہ ایشور سے منکر بودھ مت کے پَیرو۔ اور بھوت پریت۔ چڑیلوں کو ماننے والے ہیں۔ افسوس! کہ پرمیشور کو جو ہر طرح علم و عقل سے ثابت ہے نہ مان کر بھوت پریت اور مُردوں کے جھگڑے میں پھنسکر بھولے بھالے آدمیوں کو پھنسانا اور اپنے تئیں سُدھارنیوالا سمجھنا کتنی بڑی بعقلی کی بات ہے"۔

۸۶- اخیر میں پنڈت مہیش چندر نیایہ رتن قائم مقام پرنسپل سنسکرت کالج کلکتہ نے سوامی جی کے بھاشیہ پر اعتراض کئے۔ ان اعتراضوں کا جواب سوامی جی نے بھرانتی [illegible] نام کی کتاب کے ذریعہ سے سموت ۱۹۳۷ بکرمی میں دیا تھا۔ جو اُس کتاب کے [illegible] سے معلوم ہوگا۔

۷- پنڈت مہیش چندر کے اعتراضات

کتاب مذکور کے دیباچہ میں سوامی جی فرماتے ہیں کہ "اس وید بھاشیہ پر پہلے آر۔ گرفتھ۔ سی۔ ایچ۔ ٹانی اور پنڈت گورپرساد وغیرہ نے اپنے اپنے زعم میں اعتراض کئے جن کا جواب اچھی طرح دیا جا چکا ہے۔ اب پنڈت مہیش چندر نیایہ رتن نے خالی سَن کے گوٹے پھلائے ہیں۔ اگرچہ ایسے اعتراضوں کا جواب دینا اوقات عزیز کو ضایع کرنا ہے۔ مگر چونکہ اُن کے جواب دینے میں دو فایدے ہیں یعنی اول یہہ بات ثابت ہوجائیگی کہ ایشور کے بنائے ہوئے علوم حقیقی کے مخزن ویدوں میں کئی پرمیشوروں کی پوجا نہیں ہے اور دوسرے آئندہ کے لئے لوگوں کو معلوم ہوجائیگا کہ ایسے فضول اعتراضوں سے بیش بہا وقت کو ضایع کرنے کے سوائے دوسرا فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اسلئے اُن کا جواب دیا جاتا ہے .... میں نے دُنیا کی بھلائی کے لئے وید بھاشیہ کو بنانا شروع کیا ہے جو قدیم رشیوں کی شرح اور دیگر سچی کتابوں کے حوالوں سے کیا جاتا ہے۔ اس بات کی تصدیق کے لئے وہ کتابیں موجود ہیں۔ مگر دُنیا میں یہ اُلٹی ریت ہے کہ جس نے کوئی نیک کام کیا ہو۔ یا جو نیک کام کرتا ہو اُسے دیکھ کر ایسے خوش نہیں ہوتے جیسے کہ بُرائی کے کام یا نقصان کو دیکھکر خوش ہوتے ہیں۔ اگر میں صرف دُنیا کا خوف کرتا اور اُس علیم کُل پرمیشور کا جس کے ہاتھ میں کُل اِنسانوں کی موت اور زندگی اور سُکھ دُکھ ہے کچھ خوف نہ کرتا تو میں بھی ایسے ہی جھگڑوں میں پھنس جاتا۔ میں تو اپنا تن من اور دھن سب سچائی کے ظاہر کرنے کیلئے نذر کر چکا ہوں۔ مجھ سے خوشامد کر کے خودغرضی کا کام نہیں ہو سکتا۔ دُنیا کو فائدہ پہنچانا ہی مجھے دُنیا کی شہنشاہی کے برابر ہے۔ میں نے اُس

قادر مطلق ـ سب سچائیوں کے جاننے والے ـ عادل مطلق پرمیشور کے آگے سر جھکا کر اور اس کی مدد کے سہارے اور بھروسے پر یہ نیک کام شروع کیا ہے"۔

ناظرین مذکورہ بالا تحریر سے خود نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ یہ باتیں کیسی گہری سچائی سے بھرے ہوئے دل سے نکل رہی ہیں۔

دیگر متفرق اعتراضات

۸۷۔ اس کے علاوہ سوامی جی کے بعد بھی اکثر اعتراض ہوتے رہے جن کے جواب اکثر آریہ پنڈت دیتے رہے ہیں۔ دیکھو بھاشیہ بھومکیندو پر اگے پرتھمو۔ دیتیو انشہ اور آریہ سدھانت وغیرہ۔ ان سب اعتراضوں اور ان کے جوابوں کو ہم یہاں بوجہ عدم گنجایش درج نہیں کر سکتے۔

میرے خیال میں ابتک کوئی اعتراض ایسا نہیں کیا گیا ہے۔ جس کا جواب سوامی جی نے وید بھاشیہ یا اس کی بھومکا میں پیشتر سے نہ دیا ہو۔ بات صرف یہ ہے کہ تعصب اور ضد کی وجہ سے اعتراض کرنے والے اعتراض کے [illegible] والے سوامی جی کی کتابوں کو غور سے نہیں پڑھتے یا اگر پڑھتے ہیں تو خود غرضی میں پھنس کر سنسکرت زبان اور خصوصاً ویدک سدھانتوں سے ناواقف لوگوں کو اپنی غلط بیانی سے یا جھوٹی اور غیر مستند کتابوں کے حوالے دیکر دھوکے میں ڈالتے ہیں۔

وید بھاشیہ بھومکا اور اسکے ترجمہ کی ضرورت

۸۸۔ سوامی دیانند جی نے اپنی عمر کے آخری ۱۰، ۱۲ برس کے اندر بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں سے ان کا سب سے بڑا کام وید بھاشیہ (تفسیر وید) ہے جس کی بھومکا (تمہید) کا دیباچہ ہم اب لکھ رہے ہیں۔ یہ رگویدادی بھاشیہ بھومکا بجائے خود پونے چار سو صفحہ کی کتاب ہے۔ مگر کتاب کا تقریباً نصف حصہ اس کے آریہ (ہندی) بھاشا کے ترجمہ میں آجاتا ہے اسلئے اصلی کتاب کی ضخامت صرف پونے دو سو صفحہ کے قریب رہ جاتی ہے۔ اس کتاب میں ویدوں کے سدھانتوں کو سنسکرت زبان میں بڑی خوبی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور خصوصاً ان سدھانتوں کو جن کی نسبت آجکل کے عالموں کے درمیان تنازعہ ہے۔ قدیم کتابوں کے حوالوں اور عقلی دلائل سے اچھی طرح ثابت کیا گیا ہے۔ مگر بڑے افسوس کے ساتھ دیکھا جاتا ہے کہ اگرچہ سوامی جی نے اپنی کتابوں میں بڑی بڑی عقلی دلیلوں اور قدیم مستند کتابوں کے حوالوں سے ویدک سدھانتوں کو بڑی تفصیل و خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ مگر لوگ ان کو مطالعہ نہیں کرتے۔ اکثر معترض لوگ سنی سنائی بات پر یقین کر کے مخالفانہ بحث کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور آریہ لوگ بھی زیادہ تر سنسکرت اور آریہ (ہندی) بھاشا سے ناآشنا ہونے کے سبب مطالعہ سے محروم رہتے ہیں۔ پس اس امر کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ سوامی جی کی کتابوں کو بامحاورہ سلیس اردو زبان میں ترجمہ کیا جاوے۔ اور چونکہ سوامی جی کی تصنیفات میں

وید بھاشیہ بھومکا بلحاظ توضیح سدھانت نہایت مفید اور ضروری کتاب ہے اسلئے ہم یقین کرتے ہیں کہ اس کتاب کا اُردو زبان میں ترجمہ کرنا نہایت فائدہ مند ہوگا +

۸۹ - در اصل یہ کتاب سوامی جی نے سنسکرت زبان میں لکھی تھی مگر اُس کا ترجمہ آریہ (ہندی) بھاشا میں بھی ساتھ ساتھ دیا ہوا ہے۔ یہ بھاشا کا ترجمہ اصلی سنسکرت کا پُورا پُورا ترجمہ نہیں ہے کیونکہ اکثر سنسکرت کی عبارت کا مختصر مطلب بیان کر دیا ہے اور بعض جگہ عبارت کی شرح اصل سے زیادہ بھی کر دی ہے اور چند مقامات پر ترجمہ اصل کے خلاف بھی پایا جاتا ہے مثلاً پُرش سُوکت یعنی یجروید کے اکتیسویں ادھیایہ کے منتر ۱۶ کا ترجمہ کرتے ہوئے (دیکھو صفحہ ۸۲ ترجمہ بھومکا) سوامی جی نے یہ الفاظ لکھے ہیں کہ "وہ اُس درجہ اعلےٰ یعنی موکش کو حاصل کر کے سکھی رہتے ہیں اور اُس سے نئو برہما کے برسوں تک ہرگز واپس نہیں آتے بلکہ اُس عرصہ تک برابر اُسی پرمیشور کے ساتھ رہتے ہیں" بھاشا کے ترجمہ میں اِن الفاظ کو بالکل چھوڑ دیا گیا ہے اور اُس کی بجائے یہ لکھا ہے کہ "آرام کو [illegible] حاصل کر کے راحت میں رہتے ہیں۔ اُسی کو موکش کہتے ہیں۔ کیونکہ اُس سے چھوٹ کر دُنیا کے دُکھ [illegible] جی ہیں گے" یہ ترجمہ نہ صرف اصل کے خلاف ہے بلکہ اس سے بالکل سدھانت ہی بدل جاتا ہے۔ البتہ ایک دو مقام پر سوامی جی نے اُپنشدوں یا شاستروں وغیرہ کے حوالے دیکر اُن کے آسان ہونے کی وجہ سے یہ لکھ دیا ہے کہ اُن کا ترجمہ پراکرت (ہندی) بھاشا میں دیکھ لینا چاہئے [1]

الغرض ترجمہ اصل سے بہت کم مختصر اور نامکمل ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھاشا کا ترجمہ سوامی جی نے خود نہیں کیا تھا بلکہ پنڈت بھیم سین پنڈت [illegible] الادت وغیرہ نے تیار کیا تھا۔[2]

اصلی کتاب سنسکرت میں ہے

۹۰ - بوجوہات بالا ہم نے یہی مناسب سمجھا کہ براہ راست سوامی جی کی سنسکرت سے ترجمہ کیا جاوے تاکہ عوام الناس کو سوامی جی کی تحریر اُنہیں کے الفاظ و محاورہ میں پڑھنے کا موقعہ مل سکے - ایک طرح ہمارا ترجمہ بالکل ایک نئی کتاب ہوگی۔ کیونکہ ہمارے خیال میں اِس کتاب کو شاید ہی کسی نے اصل سنسکرت میں پڑھا ہوگا۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ اوّل تو آجکل سنسکرت دان بہت کم ہیں اور پھر اُن میں بھی بھاشا کا ترجمہ موجود ہونے پر اصل کو پڑھنے کی تکلیف اُٹھانے والے بہت کم نظر آتے ہیں۔ اِسلئے ہم اُمید کرتے ہیں کہ عوام الناس اِس ترجمہ کو جو براہِ راست سوامی جی کی سنسکرت سے اُنہیں کی عبارت اور محاورہ میں کیا گیا ہے بڑے شوق سے پڑھینگے۔

اسلئے سنسکرت سے ترجمہ کیا گیا۔

۹۱ - ترجموں اور خصوصاً سنسکرت زبان کے ترجموں میں صحیح مطلب کو ادا کرنیکے لئے لفظ کی جگہ لفظ رکھ دینا کافی نہیں ہے۔ بلکہ یاسک آچاریہ کے قول مندرجہ فقرہ ۵۱ (۶) کے بموجب اس

مترجم کی مشکلات

[1] دیکھو ہمارے نوٹ صفحہ ۱۱۶ و ۱۱۷ ترجمہ بھومکا پر۔ [2] دیکھو پنڈت تُلسی رام سوامی کی تحریر مندرجہ اخبار ویدپرکاش بابت ماہ نومبر ۱۸۹۷ء۔

امر کی ضرورت ہے کہ اول مطلب کو خود مترجم اپنے ذہن میں صاف کرلے اور پھر اُس کو دوسری زبان میں اس طرح بیان کرے کہ جو منشاء الفاظ مذکور سے ظاہر کرنا مطلوب ہو بخوبی ادا ہو جائے۔ اگرچہ سوامی جی کی سنسکرت نہایت آسان اور فصیح ہے تاہم اُنکے خیالات کو کسی دوسری زبان میں ادا کرنے کے وقت اِس امر کا خیال رکھنا نہایت لازمی ہے کہ جن الفاظ کو وہ قدیم زمانہ کے نُکتوں اور قواعد کے مُطابق اُن کے مروجہ معنوں سے مختلف معنوں میں استعمال کرتے ہیں اُن کا پورا پورا لحاظ رکھا جاوے۔ پس جس شخص نے قدیم کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا ہے اور نہ سوامی جی کی کتابوں کو بغور پڑھا ہے اغلب ہے کہ اس بارہ میں دھوکا کھاوے اور مذکورہ بالا قسم کے خاص خاص لفظوں کے معنی کرنے میں غلطی کرجاوے۔ خصوصاً جن لوگوں نے ویدک الفاظ کی خصوصیتوں کے سمجھنے پر محنت نہیں کی ہے اور نہ قدیم تفسیروں کے مطابق ویدوں کے سِدھانتوں کو معلوم کرنے کی تکلیف کی ہے اُن سے ہرگز اُمید نہیں ہو سکتی کہ سوامی جی کی کتابوں کا صحیح ترجمہ کر سکیں۔

۹۲۔ [illegible] ہمیشہ یہ قاعدہ ہے کہ جب وہ کسی وید وغیرہ کے پرمان (حوالہ) کا ترجمہ کرتے ہیں تو لفظ کی جگہ لفظ نہیں رکھتے۔ بلکہ ایک ایک لفظ کی تشریح اکثر ایک ایک اور بعض اوقات ایک سے بھی زیادہ فقروں میں کرتے ہیں۔ جو لوگ سوامی جی کے اس اصول سے واقف نہیں ہیں ممکن ہے کہ اُن کو دھوکا ہو اور وہ یہ خیال کریں کہ سوامی جی نے اپنی طرف سے بات بڑھا دی۔ مگر دراصل یہ بات نہیں ہے کیونکہ سوامی جی اپنی تشریح میں کوئی بات ایسی نہیں کہتے جو پرمان کے لفظوں سے نہ نکلتی ہو۔ جو شخص کسی مضمون کی تہ کو پہنچ جاتا ہے تو وہ اُس میں سے ایسی ایسی باریک باتوں کو نکال لیتا ہے۔ جو سرسری نگاہ سے پڑھنے پر کبھی دھیان میں نہیں آسکتیں۔ چونکہ سوامی دیانند جی سچ مچ رشی تھے اسلئے وہ منتروں یا قدیم کتابوں کے حوالوں کا ترجمہ کرتے ہوئے اکثر ایسے اصُول کو بیان کر جاتے ہیں جو گہری نگاہ سے غور کرنے پر اُس کے اندر موجود پائے جائینگے +

سوامی جی کا اصول

۹۳۔ سوامی جی کے ترجمے یا تحریر پر یہ اعتراض کرنا کہ سوامی جی صحیح مطلب نہیں سمجھتے یا کچھ کمی بیشی یا تغیر و تبدیل کر دیتے ہیں۔ خود اپنی بے سمجھی کا ثبوت دینا ہے اسلئے سوامی جی کی کسی تحریر پر اعتراض کرنے سے پیشتر اس امر کا اچھی طرح خیال کر لینا چاہیئے۔ بلا سوچے سمجھے اُنکے کسی لفظ۔ عبارت۔ محاورہ۔ سِدھانت یا رائے پر تا وقتیکہ پوری پوری وجہ واقعی اختلاف کی نہ پائی جائے حرف گیری کی جُرأت کرنا باعث ندامت ہوگا۔ یہ ماناکہ سوامی جی کی تحریر سوتہ پرمان (استند بالذات) نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارے سِدھانت کے مطابق ویدوں کے سوائے کوئی دوسرا کلام مستند بالذات نہیں ہو سکتا

سوامی جی کا پرمان رشیوں کے برابر ہے

بلا۔ دیکھو فقرہ ۴۰

مگر جس طرح براہمنوں - ویدانگوں - اُپ نشدوں اور شاستروں وغیرہ کو پرتہ پرمان یعنی سند کے لئے ویدوں کی تصدیق کا محتاج مانتے ہیں - اسی طرح سوامی جی کا کلام بھی پرتہ پرمان ہے - سوامی جی کی تصنیفات مانش گرنتھ[۱] (معمولی انسانوں کی تصنیفات) نہیں ہیں بلکہ آرش گرنتھ (رشی کی بنائی ہوئی کتابیں) ہیں جن کو پرم ودوان رشی سوامی ورجانند جی سچا رہنمائے انسان بتاتے ہیں -

ہمارے ترجمہ کے اصول

۹۴ - ہمارے ترجمے کے اصول وہی ہیں جو ہم نے ستیارتھ پرکاش کے نویں باب کے ترجمہ میں استعمال کئے تھے - چنانچہ ہم اپنے ترجمہ کے چند ضروری اصول کو عوام الناس کی اطلاع کے لئے یہاں درج کرتے ہیں :-

(۱) بڑی کوشش اس بارہ میں کی گئی ہے کہ مصنف کا صحیح اور اصلی منشا سلیس اور بامحاورہ اردو میں بیان کیا جاوے -

(۲) سنسکرت زبان اور خصوصاً ویدک سدھانت کے اصطلاحی الفاظ کو اصلی صورت [illegible] اُن کی پوری پوری تشریح کر دی گئی ہے اور کوئی لفظ سنسکرت زبان کا ایسا نہیں رہا جس کے معنی یا تشریح نہ کر دی گئی ہو -

(۳) سوامی جی کے اُن معنوں کو جو وہ خاص خاص ویدک یا دیگر الفاظ سے منسوب کرتے ہیں - بڑی احتیاط کے ساتھ قائم رکھا ہے -

(۴) ترجمے میں کسی قسم کی ذاتی مداخلت نہیں کی ہے -

(۵) سوامی جی کی عبارت - محاورہ اور مضمون کی ترتیب کو بڑی کوشش سے قایم رکھا گیا ہے -

(۶) ہر فقرہ کا مضمون مختصر الفاظ میں بطور حاشیہ داخلی لکھا گیا ہے -

(۷) جہاں عبارت مشکل اور دقیق تھی یا اعتراض یا شک پیدا ہونیکا احتمال تھا وہاں نیچے مفصل نوٹ دیا گیا ہے - اس کے علاوہ اصلی مضمون کی تائید و تشریح کے لئے بھی سیکڑوں نوٹ دیئے گئے ہیں -

(۸) دوسری کتابوں کے پرمان (حوالے) جو سوامی جی نے اس کتاب میں دیئے ہیں اُن کو ہر جگہ سنسکرت میں نہیں لکھا - مگر جہاں خاص طور پر ضرورت سمجھی گئی اُن کو سنسکرت میں لکھدیا گیا ہے -

(۹) حوالوں کا پورا پتہ دیا گیا ہے اور جہاں اصلی کتاب میں حوالوں کا پتہ درج ہونے سے رہ گیا تھا اُن کو بھی بڑی محنت سے تلاش کر کے لکھ دیا گیا ہے -

---

[۱] معمولی انسانوں کی (مانش) اور رشیوں کی (آرش) تصنیف میں سب سے بڑا فرق یہی ہوتا ہے کہ رشیوں کی تحریر سنجیدہ - سچی - صاف - سہل اور پُر مغز ہوتی ہی ہوا اسکے خلاف انسان کی تحریر پیچیدہ - فسانہ آمیز - دقیق - مصنوعی اور پُر مبالغہ ہوتی ہے یعنی جھوٹ کی چاشنی بھی ہوتی ہے اسی وجہ سے شتپتھ برہمن (کانڈ ۱ - ادھیایہ ۱) میں کہا ہے کہ جس میں سچائی ہے وہ دیوتا رشی ہیں اور جنمیں جھوٹ ہے وہ انسان ہیں دیکھو صفحہ ۱۸۰۶ ترجمہ بھومکا

(۱۰) جہاں کسی مضمون میں اسی کتاب کے دوسرے مضمون کا حوالہ یا ذکر آیا ہے وہاں اُس صفحہ کا پتہ جس پر وہ دوسرا مضمون درج ہے، لکھدیا گیا ہے۔

(۱۱) مہی دھر کی ناشائستہ تفسیر کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا گیا ہے۔ کیونکہ اُس کو اُردو زبان میں لکھنا ناموزوں معلوم ہوتا تھا۔ سنسکرت میں اس قسم کی تحریریں وام مارگ کی عنایت کا نتیجہ اور پورانکوں کے لئے سخت شرمساری کا باعث ہیں۔

(۱۲) ایک مفصل فہرست مضامین کتاب ہٰذا کے شروع میں لگادی گئی ہے۔

۹۵- واضح رہے کہ وید بھاشیہ بھومکا میں ویدک سدھانتوں کی تشریح کے لئے دوسری کتابوں کے حوالے دینے سے سوامی جی کی یہ مراد نہیں ہے کہ وہ دوسری کتابوں کی شہادت کے محتاج ہیں۔ بلکہ اس امر کا ظاہر کرنا مقصود ہے کہ اُن کتابوں میں ویدوں کے مضامین کی شرح ہے۔ اور ویدوں کے صحیح منشاء کو سمجھنے کے لئے ان کتابوں کا پڑھنا لازمی ہے ہم ابھی کہہ چکے ہیں کہ سنسکرت زبان کی تمام علمی کتابیں ویدوں سے اخذ کر کے لکھی گئی ہیں۔ اسلئے ویدوں کی شرح کے لئے اُن کا حوالہ دینا ضروری ہے۔ لفظ لفظ کے لئے اِن پرانی کتابوں کے بیشمار حوالے درج کرنیسے سوامی جی کا یہی مطلب ہے کہ تمام دُنیا کو معلوم ہو جاوے کہ وہ اپنی طرف سے کوئی بات نہیں گھڑتے بلکہ ویدوں کے سدھانتوں کو جس طرح سے کہ وہ قدیم کتابوں میں بیان کئے گئے ہیں، ظاہر کیا جاتا ہے اسپر بھی اگر دُنیا اُن کی باتوں کو نئی۔ انوکھی اور بناوٹی سمجھے تو یہ صریحاً اس امر کا ثبوت ہے کہ وہ ویدوں کی قدیم تفسیروں سے ناواقف ہے۔

بھومکا میں دوسری کتابوں کے حوالے [illegible] ہیں

۹۶- وید بھاشیہ بھومکا کی اصلی ہئیت قائم رکھنے کے لئے ہم نے کسی جگہ مضمون کی ترتیب کو نہیں بدلا۔ اور نہ اُس کے بدلنے کی چنداں ضرورت تھی۔ کیونکہ مضامین اکثر باترتیب ہیں۔ البتہ چند مضامین حسب موقع مختلف سُرخیوں کے نیچے چلے گئے ہیں مثلاً ہون کا بیان اوّل "مضامین وید" کے نیچے کرم کانڈ کے مضمون میں آیا ہے اور پھر پنچ مہایگیہ کے مضمون میں دوسری یگیہ یعنی اگنی ہوتر کا ذکر کرتے ہوئے ہون کرنیکا طریقہ اور ہون کے منتر درج کئے گئے ہیں۔ اس دوسرے مقام پر ہم نے ہون کی سامگری بھی لکھدی ہے۔ اس طرح اس مضمون کے متعلق پوری پوری واقفیت حاصل کرنیکے لئے ناظرین کو ان دونو مقام کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ اسی طرح اگرچہ "ورن آشرم کا بیان" ایک علیحدہ مضمون ہے تاہم کچھ باتیں ورن آشرم کے متعلق "تحصیل علم کے استحقاق و عدم استحقاق کی بحث" کے آخری حصہ میں بیان کیگئی ہیں پس اس مضمون کی تکمیل کے لئے بھی ان ہر دو مقامات کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ "مضامین وید" کی بحث

مضامین کی ترتیب

میں ویدوں کے چار مضمونوں میں سے خصوصاً گیان کانڈ اور کرم کانڈ کو بیان کیا ہے اور اُپاسنا کانڈ کو "ایشور ستتی پرارتھنا اُپاسنا ودیا۔ یاچنا اور سمرپن" کے مضمون میں مفصّل بیان کیا ہے اور گیان کانڈ جو کہ ایک عام اور بہت وسیع مضمون ہے "پیدایش عالم" "زمین وغیرہ اجرام کی گردش" "کشش ما بین اجسام" "روشن و غیر روشن اجرام" "علم ریاضی" "جہاز و غبارہ وغیرہ کا علم" "علم تار برقی" "اصول طب" وغیرہ میں بخوبی آگیا ہے۔ اس لئے اس مضمون کو بھی مکمل سمجھنا چاہیئے۔ اسکے سوائے باقی سب مضامین اپنی اپنی جگہ مکمل ہیں۔

۹۶۔ ویاکرن کے اُن سوتروں کا جو ویدوں سے خصوصیت رکھتے ہیں ترجمہ کرنے میں ہم نے ویدانگ پرکاش سے مدد لی ہے۔ کیونکہ بھاشا میں اُنکی شرح بالکل ناکمل ہے اور بعض جگہ بالکل ترجمہ ہی نہیں کیا ہے۔ اسلئے جہاں کسی سوتر کے متعلق کوئی تشریح یا مثال بھومکا سے علاوہ لکھی گئی ہے وہ ویدانگ پرکاش کی سمجھنی چاہیئے۔ پہلے ادھیائے کے سوتروں کو ترجمہ کرتے ہوئے ہم نے مہابھاشیہ کو دیکھ لیا ہے کیونکہ اس ادھیائے کے سوتروں کے متعلق سوامی جی نے صرف مہابھاشیہ کے ٹکڑے حرف بحرف کے طور پر لئے ہیں اصلی سوتروں سے چنداں تعلق نہیں ہے۔ ادھیائے ۳ لغایت ۸ کے جسقدر سوتر سوائے ان کے جو کہ پانچ دس بارہ سوتروں کے سب کے سب ویدانگ پرکاش میں آئے ہیں۔ چنانچہ ہم ناظرین کی سہولیت کے لئے نیچے ایک نقشے میں ہر سوتر اور اُسکے سامنے ویدانگ پرکاش کے رسالے اور اُس صفحہ کا پتہ جہاں وہ سوتر ملیگا درج کرتے ہیں

دیاکرن کا مضمون

سوتر اشٹادھیائی			[illegible]	صفحہ	سوتر اشٹادھیائی			[illegible]	صفحہ	سوتر اشٹادھیائی			[illegible]	صفحہ
ادھیائے	پاد	سوتر			ادھیائے	پاد	سوتر			ادھیائے	پاد	سوتر		
۲	۳	۶۲	کاریکیہ	۳۲	۳	۴	۶	آکھیاتک	۲۵۹	۵	۲	۱۲۲	سنسترین	۱۲۵
۲	۴	۳۹	پاربھاشک	۲۷	۳	۴	۷	〃	۹	۵	۲	۹۴	〃	۱۴۱
۲	۴	۷۳	آکھیاتک	۱۱۵	۳	۴	۹۴	〃	۱۰	۵	۴	۱۰۳	ساماسک	۱۳
۲	۴	۷۶	〃	۱۲۹	۳	۴	۹۵	〃	۱۹	۶	۱	۹	آکھیاتک	۱۰۳
۳	۱	۳۴	〃	۱۰	۳	۴	۹۶	〃	۱۹	۶	۱	۱۲۷	سندھی	۶۴
۳	۱	۹۴	〃	۱۷۸	۳	۴	۹۷	〃	۱۰	۷	۱	۱۰	نامک	۸
۳	۲	۹۸	〃	۳۱۲	۳	۴	۹۸	〃	۱۱	۷	۱	۳۹	〃	۶۴
۳	۲	۱۰۵	〃	۳۲۹	۳	۴	۹	〃	۳۷۵	۷	۱	۷۸	آکھیاتک	۱۴۴
۱	۲	۱۰۶	〃	۳۳۰	۳	۴	۱۲	〃	۳۷۶	۸	۴	۱۸	〃	۷۸
۳	۲	۱۰۷	〃	〃	۳	۴	۱۳	〃	〃	۸	۲	۵۰	〃	۱۸
۳	۲	۱۶۰	〃	۲۱۳	۳	۴	۱۴	〃	۳۷۷	۸	۲	۳۲	نامک	۱۸ ۴۸
۳	۳	۱۱۳	〃	۲۷۸	۴	۱	۲۹	سنسترین	۱۲	۸	۳	۳۶	سندھی	۸۶
۳	۳	۱۲۹	〃	۳۴۴	۴	۱	۴۶	〃	۱۶	۳	۳	۱	نامک آکھیاتک	۳۴۵
۳	۳	۱۳۰	〃	〃	۴	۴	۱۱۰	〃	۹۶					

معذرت

۹۷- اگرچہ یہ ترجمہ بڑی محنت وجانفشانی سے تیار کیا گیا ہے۔ تاہم انسان آخرانسان ہے۔ کوئی انسانی کام خطا سے بری نہیں ہوسکتا میں اپنی زباندانی کے نقص اور علم وعقل کے قصور کا خود معترف ہوں حتی الامکان یہی کوشش کی گئی ہے کہ سوامی جی کے منشاء کو اُردو زبان میں ادا کیا جائے لیکن اگر زبان کے نقص اور اپنے علم کی کمی کی وجہ سے میں سوامی جی کے منشاء کو پورا پورا اظاہر کرنے میں قاصر رہ کر صرف اُس کو جزوی درجے تک ادا کرنے میں کامیاب ہوا ہوں تب بھی میں اپنی محنت کو رائیگاں نہیں سمجھتا۔ کیونکہ اگرچہ ترقی کے لئے ہمیشہ ہر جگہ گنجایش ہے مگر ہمارا فرض ویدوں کی سچائیوں کو سب کے دلوں تک پہنچا کر سچے مہرشی کی آرزو کو پورا کرتا ہے۔

طبع ثانی کا ذکر

۹۸- اگر طبع اول کی ہزار جلدیں بہت جلد فروخت ہوگئیں تو میرا ارادہ ہے کہ اس ترجمہ کو پھر دوسری مرتبہ چند ترمیموں اور ایزادیوں کے ساتھ چھپواؤں اسلئے علم دوست اور قدردان آریہ بھائیوں سے میری یہ التماس ہے کہ جہاں اس ترجمہ میں کوئی نقص یا غلطی دیکھیں یا اس میں کسی قسم کی ترقی کی ضرورت پاویں تو براہ [illegible] مجھے اطلاع بخشیں تاکہ بار دوم میں اُس کے مطابق درستی۔ ترمیم یا ایزادی کردیجاوے۔

شکریہ امداد

۹۹- میں پنڈت بھیم سین شرما جی ایڈیٹر آریہ [illegible] اور پنڈت تلسی رام سوامی جی ایڈیٹر وید پرکاش کا تہ دل سے مشکور ہوں کہ اُنہوں نے "وید کے غیر فانی ہونے کے مضمون" کے متعلق میرے لئے چند حوالوں کا ترجمہ کرنیکی تکلیف گوارا فرمائی۔ اور نیز "دوالنکار" کے متعلق چند مثالوں کی تشریح میں اپنی علمی لیاقت اور سنسکرت زبان کی وسیع واقفیت سے امداد بخشی۔ نیز لالہ کشن سروپ صاحب جنہوں نے اس کتاب کے طبع کرانے میں بڑے شوق اور محنت سے کام کیا ہے میرے شکریہ کے مستحق ہیں +

کرنال (پنجاب)
۸- اپریل ۱۸۹۸ء

نہال سنگھ
مترجم

اوم

رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا

یعنی

رگ وغیرہ چاروں ویدوں کی تفسیر کا دیباچہ

ایشور پرارتھنا (مناجات بار؟)

"اے قادرِ مطلق[1] پرمیشور! آپ کے ظلِ حمایت میں ہم آپ کی امداد و عنایت سے باہم ایک دوسرے کی حفاظت کریں۔ اور ہم سب بڑی محبت سے مل کر اعلیٰ درجہ کی حشمت و اقبال یعنی تسخیرِ عالم وغیرہ سامانِ راحت حاصل کر کے ہمیشہ آپ کے فضل و کرم سے آنند بھوگیں۔ اے مخزنِ رحمت! آپ کی مدد سے ہم کوشش اور محنت کے ساتھ ایک دوسرے کی قوت (و حوصلہ) کو بڑھاتے رہیں۔ اے نورِ مطلق تمام علوم کے عطا کرنے والے پرمیشور! آپ کی (عطا کی ہوئی) طاقت سے ہمارا پڑھا اور پڑھایا ہوا (علم) چاردانگ عالم میں شہرت پاوے اور ہمارا علم ہمیشہ بڑھتا رہے۔ اے محبت کے پیدا کرنے والے! ایسی عنایت کیجئے کہ ہم کبھی باہم مخالفت نہ کریں بلکہ ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ دوستانہ برتاؤ رکھیں۔ اے بھگوان[2]! اپنی نظرِ رحمت سے ہمارے تینوں قسم کے دکھ یعنی ایک آدھیاتمک۔ جو بخار وغیرہ بیماریوں سے جسم میں تکلیف ہوتی ہے۔ دوسرے آدھی بھوتک جو دوسرے جانداروں سے تکلیف پہنچتی ہے اور تیسرے آدھی دیوِک۔ جو دل اور حواس کے خلل۔ ناپاکی اور بیقراری سے تکلیف ہوتی ہے۔ اِن سب کو شانت یعنی دور کر دیجئے"

الہام کو لفظ

---

[1] لفظ قادرِ مطلق سرو شکتیمان کے لئے ہے۔ اس کا استعمال صرف اس معنی میں کیا گیا ہے کہ "جو اپنے کاموں میں دوسرے کی مدد کا محتاج نہ ہو"۔ اس سے یہ مراد ہرگز نہ سمجھنی چاہئے کہ پرمیشور جا و بیجا۔ ممکن و غیر ممکن ہر قسم کا فعل کر سکتا ہے یا کہ اُس کا کوئی کام عقل و انصاف سے بعید بھی ہو سکتا ہے۔ مترجم۔

[2] یہ لفظ اصل میں بھگوان ہے۔ مگر ندا میں بھگون بن جاتا ہے۔ یہ لفظ سنسکرت کے بھج مصدر سے نکلا ہے۔ اور اسکے معنی بھجن یعنی اطاعت و عبادت کرنے کے لایق پرمیشور ہیں۔ مترجم

{تیتریہ آرینک۔ پرپاٹھک ۹۔ انوواک ۱}[1] تاکہ ہم اس وید بھاشیہ (تفسیر وید) کو سکھ کے ساتھ ٹھیک ٹھیک بنا کر عوام الناس کو فیض پہنچا دیں۔ یہی آپ سے چاہتے ہیں اسلئے آپ ہماری ہمیشہ مدد کیجئے۔

۵

نمسکار[2] میرا ہے اُس برہم کو[3] — اننت[4] اور انادی[5] خالق ہے جو

وہ ہے ہستِ مطلق رحیم و کریم — مقدس ہیں وید[6] اُس کا علمِ قدیم

گناہ و جہالت کریں دُور وید — جگت کی بھلائی سے بھرپور وید

خلایق میں ہو تاکہ اُن کا شیوع[7] — میں تفسیر کرتا ہوں اُن کی شروع

یہ اُنیس سو تینتیس ۱۹۳۳ ہے سن بکرمی — رِبی[8] وار دن پڑوا بھادوں سُدی

[illegible] نام مُفسّر سے آگہ سُبھ جی — سوامی دیانند جی سرسوتی

[illegible] صحیح اور پُر از بھی — عنایت سے ایشور کے تفسیر کی

یہ بھاشا[9] و سنسکرت میں ہے تمام — اُٹھاویں سبھی اس سے تا فیض تام

قدیمی روش پر رشی مُنیوں کی — یہ تفسیر ویدوں کی ہے میں نے کی

نئے بھاشیہ ٹیکے بنے جس قدر — وہ ٹیکا رِسیا ہی کا ہیں وید پر

سراپا غلط ہیں وہ گمرہ کریں — وہ ناحق خطا وید کے سر دھریں

کریں ایسی کرپا[10] خدائے کریم — کُھلیں وید کے سب مطالب قدیم

تفاسیر باطل کا مُنہ کالا ہو — صحیح بھاشیہ کا بول پھر بالا ہو

دعا ہے یہی ذاتِ باری سے اب — کہ محنت ٹھکانے لگی میری سب

۱؎ اس منتر کا ترجمہ سوامی جی نے سنسکرت میں نہیں کیا بلکہ صرف آریہ (ہندی) بھاشا میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس لئے یہاں اُسی کے مطابق ترجمہ کر دیا گیا۔ سوائے ایک اس مقام کے اور سب جگہ صرف سوامی جی کی سنسکرت سے براہِ راست ترجمہ کیا ہے مترجم

۲؎ ادب یا عجز و نیاز ۳؎ محیطِ کل پرمیشور۔ ۴؎ غیر متناہی۔ ۵؎ ازلی۔ ۶؎ وید چار الہامی کتابیں ہیں جن کا علم دُنیا کے شروع میں چار رشیوں کے دل میں ظاہر ہوا تھا۔ اُن کے نام یہ ہیں:- (۱) رگ وید (۲) یجُروید (۳) سام وید (۴) اتھروید۔ ۷؎ اِشاعت۔ پھیلاؤ۔ پرچار۔ ۸؎ رِبی وار = آیت وار۔ پڑوا = قمری مہینے کی پہلی تاریخ۔ بھادوں = ہندی مہینہ جو ستمبر کے مطابق ہے۔ سُدی = روشن پندرواڑہ یعنی قمری مہینے کے پچھلے پندرہ روز۔ یہ تاریخ ۲۰ اگست ۱۸۷۶ء کے مطابق ہوتی ہے۔ ۹؎ بھاشیہ = تفسیر۔ ٹیکا = شرح۔

۱۰؎ کرپا بمعنی عنایت۔ مہربانی۔ مترجم

"اے ہستیٔ مطلق۔ عینِ علم و راحت!۔ اے رحیم کامل و علیم کُل! اے علم و معرفت کے عطا کرنیوالے! اے دیو یعنی سُورج وغیرہ کو پُرنور اور تمام کائنات اور علوم کا ظہور کرنے والے! اے تمام راحتوں کے بخشنے والے! اے تمام دُنیا کے پیدا کرنے والے! ہمارے تمام دُکھوں اور عیبوں کو دور کیجئے اور ہمیں سچی بہبودی (کلیان) یعنی سب دُکھوں سے آزادی اور سچے علوم کے حصُول سے دنیوی سکھ اور موکش (نجات) کا آنند اپنی عنایت بیغائت سے عطا کیجئے۔" {یجروید ادھیائے ۳۰۔ منتر ۳}

اِس تفسیر کے بنانے میں جو خلل واقع ہوں اُن کو آپ پہلے ہی سے دور کر دیجئے۔ اے پربرہم پرمیشور! آپ جسم کی تندرستی۔ عقل کی صحت۔ ہر قسم کی امداد و قابلیت سچے علم کی روشنی وغیرہ جو بہتری (کلیان) کی باتیں ہیں وہ سب اپنی نظرِ عنایت سے ہم کو عطا کیجئے۔ تاکہ آپ کی نظرِ رحمت سے حوصلہ پا کر ہم آپ کے بنائے ہوئے سچے علوم سے منوّر اور پرتیکش (علم الیقین) وغیرہ پرمانوں (دلائل) سے مدلّل ویدوں کی صحیح صحیح تفسیر کر سکیں۔ آپ کے لطف و کرم سے عوام الناس اس تفسیر سے فیض پائے الہام کو [illegible] عنایت کیجئے کہ لوگوں کو اس تفسیر وید میں شردھا (عقیدت) اور نہایت شوق و رغبت پیدا ہو۔

"ماضی۔ حال و استقبال تینوں زمانے اور تمام کائنات جس کے قبضۂ قدرت میں ہے اور جو سب کا حاکم اور کال (وقت یا موت) کی گرفت سے باہر ہے۔ جو منزّہ غیر متغیر اور محض راحتِ مطلق ہے جس کی ذات میں دُکھ کا نام و نشان نہیں جو عین راحت برہم ہے۔ اُس بزرگ و جلیل برہم کو ہمارا نمسکار ہو۔"

{اتھروید۔ کانڈ ۱۰ پرپاٹھک ۲۳۔ انوواک ۴۔ منتر ۱}

"زمین[1] جس کی پرما یعنی معرفت حقیقی کا ذریعہ اور بمنزلہ پاؤں ہے۔ انترکش (خلا بالائے زمین) بمنزلہ معدہ یا شکم ہے اور جس نے سب سے اوپر سُورج کی کرنوں سے روشن آکاش (دیو) کو دماغ یا سر کی جگہ قایم کیا ہے۔ اُس بزرگ و جلیل برہم کو ہمارا نمسکار ہو۔" {ایضاً منتر ۳۲}

"جو پیدائش عالم کے شروع میں بار بار سُورج اور چاند کو بمنزلہ دو آنکھ کے بناتا ہے اور جس نے آگ کو بجائے مُنہ کے بنایا ہے۔ اُس بزرگ و جلیل برہم کو ہمارا نمسکار ہو۔" {ایضاً منتر ۳۳}

"جس پرمیشور نے اس عالمِ محسوس کی ہوا کو پران[2] اور اپان کی جگہ قایم کیا ہے۔ اور روشن

---

[1] اتھروید کے اِن آخری تین منتروں کی تشریح پنڈت گورودت جی نے اپنے رسالہ "ویدک میگزین" نمبر ۱ مطبوعہ جولائی ۱۸۸۹ء کے صفحہ ۲۴ پر بڑی لیاقت اور خوبی کے ساتھ کی ہے جو قابل دید ہے۔ مترجم

[2] پران جسم کے اندر سے باہر آنے والی ہوا کو کہتے ہیں اور اپان باہر سے جسم کے اندر جانے والی ہوا کا نام ہے۔ مترجم

رِکرنوں[1] کو آنکھوں کی مثال اور سِمات[2] کو باہم خیالات کا تبادلہ اور کاروبار کرنے کا ذریعہ بنایا ہے
اُس بے انتہا علم والے بُزرگ وجلیل بُرہم کو ہمارا بار بار نمسکار ہو"۔ {ایضاً منتر ۳۴}

"جو پرمیشور علم اور وِگیان (عرفان) عطا کرنے والا اور جسم۔ حواس۔ پران (انفاس) اور مَن (دل) کو توانائی۔ حوصلہ۔ ہمت۔ قوت واستقلال بخشنے والا ہے۔ جس کو تمام عالم پوجتے ہیں۔ اور جس کا حکم سب بجا لاتے ہیں۔ جس کی پناہ لینا ہی موکش (نجات) اور جس کے ظلِ حمایت وپناہ وعنایت سے محروم ہونا ہی موت یعنی متواتر پیدا ہونے اور مرنے کے چکر میں پڑنا ہے۔ اس تمام مخلوقات[3] کے مالک اور عین راحت بُرہم دیو کے لئے ہم ہمیشہ پریم بھکتی (محبت بھری عبودیت یا عجز ونیاز) کو نذر کریں یعنی ہمیشہ اُس کی عبادت کریں"۔ {یجُروید۔ ادھیائے ۲۵۔ منتر ۱۳}۔

"اے قادرِ مطلق پرمیشور! آپ کی بھکتی (عبودیت یا اطاعت) اور آپ کے فضل وکرم کے طفیل سے آکاش[illegible] اوّل جس کو انگریزی میں ایتھر کہتے ہیں) اَنترکش (خلا بالائے زمین) زمین۔ پانی پودے۔ درخت۔ تمام عالم۔ بُرہم یعنی وید اور تمام دنیا ہمارے لئے سکھ دینے والی اور بے ایذا ہووے یعنی سب چیزیں ہمارے موافق رہیں"۔ {یجُروید ادھیائے ۳۶۔ منتر ۱۷}

تاکہ ہم اس تفسیر وید کو سکھ سے بنا سکیں۔ اے بھگوان! (پرمیشور) آپ کی مدد کامل سے اِن سب کے شانت (سکھ دینے والا) اور بے ایذا ہونے پر ہمارے اور نیز دُنیا میں سب کے علم وعقل۔ عرفان اور صحتِ جسمانی کی ہمیشہ ترقی ہو۔

اے پرمیشور! جس جس مقام[4] سے آپ دُنیا کے بنانے اور پالنے کے لئے حرکت کریں اُس اُس مقام سے ہمارا خوف دور ہو تاکہ ہم آپ کی نظرِ عنایت سے سب مقاموں میں بے خوف رہیں۔ نیز اُن اُن مقاموں

---

[1] اصلی سنسکرت لفظ "اَنگِرس" ہے جس کا ترجمہ سوامی جی نے رِگ وید ادھیائے ۳۔ کھنڈ ۱۷ کے حوالہ سے پرکاشکا کرنا یعنی روشن کرنے والی کرنیں کیا ہے۔ مترجم

[2] دِشا کے لئے سِمت رکھا گیا ہے۔ مگر "دِشا" سے عام وسعت یا پہنائی مراد ہے۔ مترجم۔

[3] اس منتر میں لفظ "کَسمَئی" آیا ہے جو لفظ "کہ" سے مفعول لہٗ بنا ہوا ہے۔ "کہ" کے معنی سوامی جی نے شتپتھ براہمن کانڈ ۷۔ ادھیائے ۳ کے حوالہ سے "پرجاپتی" یعنی محافظ ومالکِ مخلوقات کئے ہیں۔ مترجم

[4] چونکہ ایشور تمام کائنات کے اندر سمایا ہوا ہر جگہ موجود اور حاضر وناظر ہے اور ہر لمحہ کائنات کی صنعت تغیر وتبدل وقیام اُسی کی قدرت سے انجام پاتے رہتے ہیں اسلئے یہاں پرمیشور سے یہ استدعا کی گئی ہے کہ آپ دُنیا کو بناتے یا اس کو پالتے ہوئے ہر مقام پر ہمارے محافظ ہوں اور ہمیں کہیں خوف نہ ہو۔ مترجم

میں رہنے والی مخلوقات اور حیوانات سے ہمیں کچھ خوف نہ ہو تاکہ ہم سب مقاموں اور اُنمیں رہنے والی مخلوقات سے ہر قسم کے خوف وایذا سے محفوظ ہو کر دھرم - ارتھ (دولت)، کام (مُراد) موکش (نجات)، وغیرہ سُکھ ہمیشہ حاصل کریں"۔ {یجروید - ادھیائے ۳۶ - منتر ۲۲} -

"اے مخزنِ رحمت بھگون! جس مَن (دل) کے اندر رگ وید سام وید اور یجروید قائم ہیں جس میں موکش کا علم حقیقی موجود ہے - جس میں مخلوقات کے چت یعنی قُوائے حافظہ موتیوں کی طرح لڑی میں پروئے ہوئے یا رتھ کے پہیے کے نابھ میں آروں کی طرح جڑے ہوئے ہیں - وہ میرا من آپ کی عنایت سے نیک ارادے رکھنے والا یعنی راستی پسند اور علم حقیقت سے منوّر ہو (تاکہ ویدوں کے صحیح مطالب ہم پر روشن ہو جاویں)" یجروید - ادھیائے ۳۴ - منتر ۵ }

اے علیم کُل تمام حقیقت کے جاننے والے! ایسی عنایت کیجئے کہ ہم اس صحیح و راست معنی سے مکمل تفسیر وید کو بے خلل بنا سکیں اور آپ کے نام اور ویدوں کے سچے الہام کو شہرت دیں تاکہ اُسے دیکھ بھال کر ہم لوگوں میں نہایت عمدہ و اعلےٰ اوصاف پیدا ہوں - آپ ہمارے اوپر نظر رحمت کیجئے اور ہماری التجا کو سُن کر جلد التفات کیجئے تاکہ یہ فیضِ عام کا کام کامیابی کے ساتھ پورا ہو -

ایشور پرارتھنا کا مضمون ختم ہوُا

ویدوں کی پیدائش کا بیان

چاروں ویدوں کا ظہور پرمیشور سے ہوا ہے

"اُس یگیہ یعنی ہستِ مطلق۔ عینِ علم اور عین راحت وغیرہ صفات سے موصوف۔ محیطِ کُل پرمیشور سے جو سَروَہُت (سب کا پُوجیا یا معبود) اور قادرِ مطلق پَربرہم ہے۔ رگ وید۔ یجُروید۔ سام وید۔ اور چھند یعنی اَتھروَوید چاروں ظاہر ہوئے"

{یجُروید۔ ادھیائے ۳۱۔ منتر ۷}

(اِس منتر میں[۱]) لفظ "سَروَہُت"۔ ویدوں کی صفت بھی ہو سکتا ہے۔ اُس صورت میں یہ معنی ہونگے کہ "(اُس یگیہ یعنی پرمیشور سے) سبھوں کے قبول کرنے یا ماننے کے لایق وید (ظاہر ہوئے)" ویدوں میں علوم [illegible] ظاہر کرنے کے لئے (اِس منتر میں) "ظاہر ہوئے" اور "پیدا ہوئے" دو فعل آئے ہیں [illegible] "اُس سے" بھی اس امر کی تاکید کے لئے مکرر آئی ہے کہ وید ایشور ہی سے ظاہر یا پیدا ہوئے ہیں۔ پھر ویدوں میں گائیتری وغیرہ چھند (بحر) موجود ہونے پر لفظ "چھند" کہنے سے یہی پایا جاتا ہے کہ چوتھے اَتھروَوید کا ظہور بھی اُسی پرمیشور سے ہوا۔

"یگیہ وِشنُو کا نام ہے" {شتپتھ براہمن۔ کانڈ ۱۔ ادھیائے ۱۔ براہمن ۱۔ کنڈکا ۱۳}

"اُس وِشنُو (پرماتما) نے اِس تین قسم کی (کثیف۔ لطیف اور روشن) کائنات کو بنایا ہے"

{یجُروید۔ ادھیائے ۵۔ منتر ۱۵}

اِن حوالوں سے لفظ "وِشنُو" دُنیا کے بنانے والے پرمیشور ہی پر صادق آتا ہے نہ کہ اور کسی پر۔ یعنی جو متحرک و ساکن تمام کائنات میں سمایا ہوا ہے یا اُس پر محیط ہے اُس کو "وِشنُو" کہتے ہیں۔ اس لئے وہ پرمیشور ہی ہُوا۔

"جس قادرِ مطلق پرمیشور سے رگ وید پیدا ہُوا اور جس پَربرہم سے یجُروید ظاہر ہوا۔ جس نے سام وید اور آنگرس یعنی اَتھروَوید کو پیدا کیا اور اَتھروَوید جس کے مُنہ کی بجائے یعنی سب سے مقدم اور سام بمنزلہ بالوں کے ہے یجُروید جس کے ہِردے (قلب) کی جگہ اور رگ وید پران کی مانند ہے (یہ روپک النکار یعنی مرقّع ہے) یعنی جس پرمیشور سے چاروں وید پیدا ہوئے وہ کونسا دیو

[۱] اِس منتر کا لفظی ترجمہ کیا جائے تو اس طرح ہوتا ہے کہ "اُس سَروَہُت یگیہ سے رگ اور سام پیدا ہوئے اُس سے چھند پیدا ہوئے۔ یجُر بھی اُسی سے ظاہر ہُوا" مترجم

ہے اُس کو بتاؤ ؟ (یہ سوال ہے اور اس کا جواب اس منتر کے اگلے ٹکڑے میں اس طرح دیا ہے) جان کہ وہ مُستظہر کل (سکنبھ) سب دُنیا کا قائم رکھنے والا پرمیشور ہے۔ یعنی سب کی پشت و پناہ اور سب کے قائم رکھنے والے پرمیشور کے سوائے کوئی دوسرا دیو (عالم) وید کا بنانے والا نہیں ہے"۔ {اتھروید کانڈ ۱۰۔ پرپاٹھک ۲۳۔ انوواک ۴۔ منتر ۲۰}

یاگیہ ولکیہ جی اپنی اہلیہ سے کہتے ہیں کہ :-

"اے میتریئی ! آکاش ۔ بھی بڑے پرمیشور سے رگ وغیرہ چاروں وید سانس کی طرح بکمال آسانی ظاہر ہوئے یعنی جس طرح سانس جسم سے نکل کر پھر اُسی میں سما جاتا ہے۔ اسی طرح وید بھی پرمیشور سے ظاہر ہو کر پھر اُسی میں سما جاتے ہیں"۔ {شتپتھ براہمن کانڈ ۱۴۔ ادھیائے ۵۔ براہمن ۴۔ کنڈکا ۱۰}

سوال ۔ ہاتھ۔ پاؤں وغیرہ اعضاء نہ رکھنے والے پرمیشور سے وید بصورت الہام کے لفظ (شبد) مئے کس طرح پیدا ہوئے ؟

ایشور ہاتھ پاؤں کے بغیر ہی دُنیا اور وید کو رچتا ہے۔

جواب ۔ قادر مطلق پرمیشور کی نسبت یہ شک پیدا نہیں ہو سکتا کیونکہ مُنہ یا سانس وغیرہ سامان کے بغیر بھی اُس میں کام کرنے کی طاقت ہمیشہ موجود رہتی ہے۔ علاوہ ازیں جس طرح سوچنے کے وقت خیال ہی دل میں سوال و جواب کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔ اسی طرح ایشور کی نسبت بھی سمجھنا چاہئے۔ پرمیشور جو قادر مطلق ہے۔ کام کرنے میں کسی کی مدد نہیں لیتا۔ جس طرح ہم لوگوں میں امداد کے بغیر کام کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ ایشور میں یہ بات نہیں جس صورت میں ہاتھ پاؤں اعضاء نہ رکھنے والے پرمیشور نے تمام کائنات کو بنا لیا تو پھر وید کے بنانے میں کیا شُبہ ہو سکتا ہے ؟ کیونکہ جس طرح اُس نے ویدوں کو نہائیت لطافت کے ساتھ رچا ہے۔ اُسی طرح کائنات کو بھی نہایت عجیب و غریب صنعت سے بنایا ہے۔

سوال ۔ مانا کہ ایشور کے سوائے اور کسی کی مجال نہیں کہ کائنات بنا سکے۔ لیکن ویدوں کا بنا لینا مثل دیگر کتابوں کے انسان سے ممکن ہے۔

---

۱ میتریئی یاگیہ ولکیہ کی بیوی برہم وادنی (یعنی علم الٰہی میں ماہر) تھی۔ شتپتھ براہمن میں اکثر جگہ برہم ودیا کے مضمون پر انکی باہمی گفتگو درج ہے۔ مترجم ۲ چونکہ وید ایشور کا گیان ہیں اسلئے وہ ہرگز اُس سے جدا نہیں ہو سکتے۔ اُنکے ظہور سے صرف انسان کی ہدایت کے لئے الہام ہونا مقصود ہے اور پھر اُسمیں سما جانے سے یہ مراد ہے کہ پرلے میں وید ایشور کے گیان کے اندر بدستور بنے رہتے ہیں۔ مگر جیووں میں اُس وقت کچھ گیان کا دیدار نہیں ہوتا۔ مترجم۔

جواب - ایشور کے بنائے ہوئے ویدوں کو پڑھنے کے بعد کسی شخص کو کتاب بنانے کی طاقت ہو سکتی ہے نہ کہ اس سے برعکس - پڑھنے اور سننے کے بغیر کوئی انسان بھی عالم نہیں بن سکتا - مثلاً دیکھا جاتا ہے کہ کچھ نہ کچھ شاستر (علمی کتب) پڑھ کر اُپدیش (تقریر) سُن کر اور کاروبارِ عالم کا مشاہدہ کر کے انسان کو علم اور گیان (عرفان) حاصل ہوتا ہے - فرض کرو کسی کے بچے کو علیحدہ کسی جگہ بند رکھیں اور اُس کو ایک قاعدے سے روٹی پانی دیتے رہیں - اور اُس کے ساتھ بول چال وغیرہ کسی قسم کا ذرا بھی برتاؤ نہ کریں تو اُسے مطلق بھی اصلی علم نہ ہوگا - اسی طرح جنگلی (یا وحشی) آدمیوں کی حالت بھی تاوقتیکہ انہیں تعلیم نہ دی جائے حیوان کی مانند ہوتی ہے - پس ابتدائے آفرینش سے آج تک اگر ویدوں کی تعلیم نہ ہوتی تو کل انسانوں کی یہی حالت ہوتی - پھر کتاب بنانے کا تو ذکر ہی کیا ہے ؟

الہام کی ضرورت

سوال - یہ بات نہیں ہے - ایشور نے انسانوں کو "سو بھاوک گیان" یعنی عقل حیوانی دی ہے جو سب کتابوں سے بڑھ کر ہے - اُس کے بغیر ویدوں کے الفاظ معنی اور ربط باہمی کا علم بھی نہیں ہو سکتا - انسان عقل حیوانی کو ترقی دے کر کتاب بھی بنا سکتا ہے - پھر آپ یہ کیوں مانتے ہیں کہ ویدوں کو ایشور نے پیدا کیا ؟

جواب - کیا مذکورہ بالا علیحدہ بند کئے ہوئے اور تعلیم سے محروم رکھے ہوئے بچے کو اور جنگلی وحشیوں کو ایشور نے عقل حیوانی نہیں دی ؟ ہم دوسروں سے تعلیم حاصل کرنے اور ویدوں کو پڑھنے کے بغیر کیوں پنڈت (عالم) نہیں بن جاتے ؟ اِس سے کیا ثابت ہوا ؟ یہ کہ تعلیم پانے اور پڑھنے کے بغیر محض عقل حیوانی سے کچھ بھی کام نہیں چل سکتا - جس طرح ہم دوسرے عالموں سے یا عالموں کی بنائی ہوئی کتابوں کے پڑھنے سے قسم قسم کے علم کو حاصل کر کے نئی نئی کتابیں بنا لیتے ہیں - اسی طرح کل انسانوں کو ایشور کے عطا کئے

عقل حیوانی تعلیم کے بغیر کچھ نہیں کر سکتی

ف اکبر نے ایک بار اس بات کا امتحان کرنے کے لئے کہ انسان کی قدرتی زبان کیا ہے ؟ چند بچوں کو ایک مکان میں بند کیا تھا اور اُس کا نام گُنگ محل رکھا تھا کیونکہ وہاں جو لوگ بچوں کو روٹی پانی پہنچانے کے لئے تعینات کئے گئے تھے وہ بول نہیں سکتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ جب بچوں کو دربار میں لا کر پیش کیا گیا تو وہ جانوروں کی طرح غائیں غائیں کرنے کے سوائے اور کچھ نہ بول سکتے تھے - پس ثابت ہوتا ہے کہ ابتدائے آفرینش میں ضرور کسی قسم کا الہام یا ہدایت ہوئی جس کا سلسلہ اب تک قائم ہے - اگر ایسا نہ ہوتا تو اب بھی جہالت ہی ورثہ میں آتی اور چونکہ سب سے پہلے انسانوں کے لئے کوئی انسان تعلیم دینے والا موجود نہیں تھا اسلئے معلم اوّل پرمیشور کے سوائے اور کوئی نہیں ہو سکتا چنانچہ یہی بات کو سوامی جی نے آگے ثابت کیا ہے - مترجم

ہوئے گیان (الہام) کی ضرور احتیاج ہوتی ہے۔ دُنیا کے شروع میں پڑھنے یا پڑھانے کا کچھ بھی انتظام نہ تھا اور نہ کوئی کتاب تھی۔ اُس وقت اگر ایشور اُپدیش (الہام) نہ کرتا تو کسی کو بھی علم ہونا ممکن نہ تھا پھر کتاب تو کوئی کیا بنا سکتا تھا۔ "نیمتّک گیان"، یا وہ علم جو دوسروں سے حاصل ہوتا ہی انسان کے اختیار میں نہیں ہے۔ وہ خود بخود حاصل نہیں ہو سکتا۔ محض عقل حیوانی سے علم حاصل ہونا ناممکن ہے۔ اور آپ کا یہ کہنا بھی بے معنی ہے کہ انسان کا ذاتی علم سب سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ وہ آنکھ کی طرح صرف ایک ذریعہ یا آلہ ہے جس طرح آنکھ مَن (دل) کی ہمراہی یا توجہ کے بغیر بیکار رہے۔ اُسی طرح دوسرے عالموں یا ایشور سے علم حاصل کرنے کے بغیر عقل حیوانی بالکل فضول و بیکار رہے۔

سوال۔ ویدوں کے پیدا کرنے سے ایشور کی کیا غرض ہے؟

جواب۔ اگر کوئی تم سے پوچھے کہ ایشور ویدوں کو نہ بناتا تو کیا غرض ہوتی؟ اس کا جواب تم یہی دوگے کہ ہم نہیں جانتے۔ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ اب ویدوں کے پیدا کرنے کی جو غرض ہے اُس کو سُنو ایشور کا علم غیر متناہی ہے یا نہیں؟ ہے تو پھر وہ کس کام کے لئے ہے؟ (اگر کہو کہ) اپنے ہی لئے ہے تو کیا ایشور اُپکار (دوسروں کی بھلائی) نہیں کرتا (تم یہ کہوگے کہ) کرتا ہے۔ پھر اس سے کیا؟ اُس سے یہ کہ علم اپنے لئے ہوتا ہے اور دوسروں کے لئے بھی۔ کیونکہ اس کے یہی دو مقصد ہیں۔ اگر ایشور اُپدیش (الہام) نہ کرتا تو علم کا دوسرا مقصد فوت ہو جاتا۔ اِس لئے ایشور نے اپنے علم یعنی وید کے اُپدیش (الہام) سے اس (دوسرے) مقصد کو پورا کیا ہے۔ پرمیشور بڑا رحیم ہے جس طرح باپ اپنی اولاد پر ہمیشہ نظر عنایت رکھتا ہے۔ اِسی طرح ایشور نے بھی اپنی عنایت بےغایت سے کل انسانوں کے لئے ویدوں کا الہام دیا ہے۔ اگر ایسا نہ کرتا تو ہمیشہ جہالت کا سلسلہ قائم رہتا اور انسان دھرم۔ آرتھ (دولت) کام (مراد)۔ موکش (نجات) کے حصول سے محروم رہ کر پرم آنند (راحتِ اعلیٰ) نہ پا سکتا۔ جب ایشور نے اپنی رحمت سے مخلوقات کے سُکھ کے لئے کند مول پھل اور گھاس وغیرہ پیدا کئے ہیں تو پھر وہ تمام سُکھوں کے مخزن اور کل علوم کے چشمے یعنی وید کا کس طرح الہام نہ کرتا۔ تمام دُنیا کی اچھی سے اچھی نعمتوں کے ملنے سے جو سُکھ ہوتا ہے وہ حصول علم کے سُکھ کے ہزارویں حصہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔ اِسلئے یقین جاننا چاہئے۔ کہ ویدوں کا الہام ایشور نے کیا ہے۔

سوال۔ ویدوں کی کتاب لکھنے کے لئے ایشور نے قلم سیاہی اور کاغذ وغیرہ سامان کہاں سے لیا؟

جواب۔ اُہو ہو ہو! آپ نے تو بڑا بھاری اعتراض کیا؟ ہاتھ۔ پاؤں وغیرہ اعضاء اور لکڑی۔ لوہا وغیرہ سامان اور اَوزاروں کے بغیر جس طرح ایشور نے دُنیا کو بنا لیا

(حاشیہ: ویدکیوں بنائے گئے؟ — ویدوں کا الہام کس طرح اور کس کو ہوا؟)

اُسی طرح ویدوں کو بھی بنایا[۱] - قادرِ مطلق پرمیشور پر وید بنانے کے بارہ میں ایسے شکوک مت کیجئے - کیونکہ اُس نے ابتدائے آفرینش میں ویدوں کو کتاب کی شکل میں پیدا نہیں کیا -

سوال - تو پھر کس طرح پیدا کیا ؟

جواب - گیان (علم یا باطن) میں پریرنا (الہام یا تحریک) ہوئی -

سوال - کن کے ؟

جواب - اگنی[۱] - وایو[۲] - آدتیہ[۳] - اور انگرس[۴] کے

سوال[۲] - یہ تو غیر ذی شعور مادی اشیاء ہیں :-

جواب - یہ کہنا درست نہیں - یہ (اگنی وغیرہ) دُنیا کے شروع میں جسم[۳] والے انسان ہوئے ہیں - کیونکہ بیجان شے میں گیان (علم) کا ہونا ممکن نہیں ہے - جہاں معنی میں غیر امکان پایا جاتا ہے - وہاں لکشنا (استعارہ) ہوتا ہے - مثلاً کوئی راستگو عالم کسی سے یہ کہے کہ مچان بولتے ہیں - یہاں یہ مراد سمجھی جائیگی کہ مچان پر بیٹھے ہوئے انسان بولتے ہیں - اسی طرح یہاں بھی سمجھنا چاہئے یعنی انسان ہی میں علم کا موجود ہونا یا ظاہر ہونا ممکن ہوسکتا ہے - چنانچہ اس بات کی بابت ایک حوالہ درج کیا جاتا ہے -

اُن سے جبکہ اُن پر الہام یا انکشاف ہُوا[۴] سہ گانہ وید ظاہر ہوئے - اگنی سے رگ وید - وایو سے یجر وید اور سُوریہ (روی یا آدتیہ) سے سام وید ظاہر ہوا (شتپتھ براہمن - کانڈ ۱۱ - ادھیائے ۵)[۵]

---

[۱] مراد یہ ہے کہ جس طرح ایشور اپنی قدرت کاملہ سے دُنیا کو بنا دیتا ہے اور اُس کے بنانے کے لئے اوزاروں کی ضرورت نہیں ہوتی - اسیطرح پرماتما نے ویدوں کو بھی دُنیا میں ظاہر کرنے کے لئے اپنی قدرت کاملہ سے کام لیا - ویدوں کے ظاہر کرنے کے لئے کاغذ قلم سیاہی کی ضرورت نہ تھی - کیونکہ ان چیزوں کی ضرورت انسان کو صرف حروف شناسی کی غرض سے ہوتی ہے ورنہ علم ہمیشہ باطنی تحریک کا نتیجہ ہے - مترجم

[۲] یہ اعتراض اسلئے پیدا ہوا ہے کہ اگنی - آگ - وایو - ہوا - آدتیہ - سورج - اور انگرس - سانس یا روشنی کو کہتے ہیں - حالانکہ درحصل یہ رشیوں کے نام تھے - جیسا کہ سوامی جی نے آگے بیان کیا ہے - مترجم

[۳]ساین رگ وید بھاشیہ کے دیباچہ میں بھی ان کو جیو وشیش یعنی انسان مانا ہے - چنانچہ دلائل کے اثناء میں ایک جگہ لکھا ہے کہ وید ایشور کی پریرنا (تحریک) سے خاص انسان یعنی اگنی - وایو - آدتیہ (وغیرہ) کی معرفت ظاہر ہوئے اصلی عبارت یہ ہے

श्रुतेरीश्वरस्याग्न्यादिप्रेरकत्वेन नि जीवविशेषैरग्निवाय्वादित्यैर्वेदानामुत्पादितत्वात्

(دیکھو رگ وید سنہتا - ساینا چاریہ رچت ادھوی وید ارتھ پرکاش نام بھاشیہ سہت مطبوعہ پروفیسر میکس میولر بمقام لندن - سموت ۱۹۰۶ بکرمی مطابق ۱۸۴۹ء صفحہ ۳ - سطر ۵) مترجم

[۴] یہ تقسیم بلحاظ مضامین ہے یعنی گیان[۱] کانڈ - کرم[۲] کانڈ اور اُپاسنا[۳] کانڈ جن کی تشریح آگے آئیگی - مترجم

[۵] نیز دیکھو گوپتھ براہمن پُور و بھاگ پرپاٹھک ۱ کھنڈ ۶ -

یعنی اُن رشیوں کے گیان میں الہام ہو کر اُس کے ذریعہ سے وید ظاہر ہوتے ہیں۔

سوال - ٹھیک ہے۔ معلوم ہوا کہ پرمیشور نے اُنکو گیان دیا اور اُنہوں نے اُس گیان سے ویدوں کو تصنیف کر لیا

جواب - ایسا مت خیال کرو - کیونکہ گیان کس قسم کا یا چیز کا دیا؟ (تم کہوگے) وید کا (یا وید کی شکل میں) (تو اب **سوال** یہ ہے کہ) وہ (گیان) ایشور کا تھا یا اُن کا؟

جواب - ایشور ہی کا تھا۔

سوال - تو پھر اُس (ایشور) نے ویدوں کو بنایا کہ اُن رشیوں نے؟

جواب - جس کا گیان اُسی نے بنایا۔

سوال (مصنف) پھر یہ اعتراض کیوں کیا تھا کہ اُن رشیوں ہی نے وید بنائے؟

جواب (سائل) اطمینان کرنے کے لئے۔

سوال - ایشور منصف ہے یا طرفدار متعصب؟

جواب - منصف ہے۔

وید کا الہام صرف چار رشیوں کو کیوں ہوا؟

سوال - تو پھر کیا وجہ کہ چار ہی (رشیوں) کے دلوں میں ویدوں کو ظاہر کیا۔ سب کے دلوں میں نہ کیا؟

جواب - اِس سے ایشور کی نسبت طرفداری یا تعصب کا الزام ذرا بھی نہیں آتا۔ بلکہ اِس سے عادل و منصف پرمیشور کا سچا انصاف ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ انصاف اِسی کا نام ہے کہ جو جیسا عمل کرے اُس کو ویسا ہی پھل دیا جاوے۔ اسلئے یہاں یہ سمجھنا چاہئے کہ اُن کے پہلے پُنوں کی وجہ سے اُن کے دِل میں ویدوں کا الہام یا انکشاف کرنا مناسب تھا۔

سوال - وہ تو دُنیا کے شروع میں پیدا ہوئے تھے۔ پھر اُن کے پہلے پُن (نیک اعمال) کہاں سے آگئے؟

جواب - تمام جیو اپنی ذات سے انادی (ازلی) ہیں اور اُن کے اعمال[1] اور یہہ تمام ذرّوں سے ملکر بنی ہوئی دُنیا پرواہ (دورِ مسلسل) سے انادی (ازلی) ہے۔ ان کے انادی ہونے کی نسبت دلائل کے ساتھ آگے بحث کی جائیگی۔

سوال - کیا گائتری وغیرہ چھندوں (بحروں) کو بھی ایشور ہی نے بنایا ہے؟

جواب - یہ وہم کہاں سے پیدا ہوا؟ کیا ایشور کو گائتری وغیرہ چھند (بحر) بنانے کا علم نہیں ہے؟

[1] جیو اور اُس کے اعمال کا (ویسا ہی) تعلق دوامی ہے جیسے بیج اور درخت کا۔ اسلئے ایک کے انادی (ازلی) ماننے سے دوسرے کو لازمی طور پر انادی ماننا پڑیگا۔ مترجم

بیشک ہے۔ کیونکہ وہ علیم کل ہے۔ اسلئے تمہارا یہ اعتراض بے بنیاد ہے۔

سوال۔ ایتیہیہ (تاریخی بیان) ہے کہ چار منہ والے برہمانے ویدوں کو بنایا۔

جواب۔ ایسا نہیں کہنا چاہیئے کیونکہ ایتیہیہ یعنی تاریخی حوالہ یا روائیت شبد پرمان (قول معتبر) کے اندر شامل ہے۔ اور نیائے شاستر ادھیائے ۱۔ سوتر ۷ میں گوتم آچاریہ نے کہا ہے کہ "آپت (راستی شعار عالم) کا قول شبد ہے"۔ اور ایسا معتبر قول ہی ایتیہیہ ہوتا ہے۔ اس سوتر پر واتسیاین منی نے اپنے نیائے بھاشیہ (شرح نیائے شاستر) میں لکھا ہے کہ "آپت وہ ہے جس نے تمام علوم کو ساکشات یعنی بخوبی عبور کر لیا ہو جو بے ریا نیک اور سب باتوں کو ذاتی تجربہ سے معلوم کئے ہوئے ہو اور جو کامل علم سے اپنی آتما میں جس طرح جس بات کو صحیح صحیح جانتا ہو اُسی طرح دنیا کی بھلائی کے لئے اوروں پر ظاہر کرنے کی خواہش سے سچی نصیحت یا ہدایت کرے۔ (مٹی سے لیکر پرمیشور تک) سب چیزوں کو قرار واقعی جاننا (ساکشات کرنا) اور اس کے مطابق عمل کرنا آپتی کہلاتا ہے اور جس میں یہ آپتی پائی جائے اُسے آپت کہتے ہیں"۔ اس لئے تاریخی حوالے کو تب ہی مان سکتے ہیں جبکہ وہ سچا اور معتبر ہو۔ جھوٹی بات کو نہیں مان سکتے جو آپت (راستی شعار عالم) کا تواریخی سچا قول ہو وہی تسلیم کرنا چاہیئے۔ نہ کہ اُس کے خلاف جھوٹی پاگلوں کی بڑ کو۔ اسی طرح یہ بات بھی غلط سمجھنی چاہیئے کہ ویاس وغیرہ رشیوں نے ویدوں کو بنایا کیونکہ (برہم ویورت وغیرہ) پران اور (برہم یامل وغیرہ) تنتر کی کتابوں میں فضول بے معنی اور بے ٹھکانہ باتیں لکھی ہیں[1] (اور انہیں کتابوں میں برہما ویاس وغیرہ کو ویدوں کا مصنف بتایا ہے)۔

منتروں کے رشیوں سے کیا مراد ہے؟

سوال۔ جو منتر اور سوکتوں کے رشی لکھے ہیں اُنہوں ہی نے اُس اُس (منتر اور سوکت) کو بنایا۔ ایسا کیوں نہ مانا جائے؟

جواب۔ یہ نہیں کہنا چاہیئے کیونکہ برہما وغیرہ نے بھی ویدوں کو پڑھا اور سنا ہے چنانچہ شوتیاشوتر اپنشد وغیرہ میں ایسے حوالے ملتے ہیں کہ "جس نے برہما کو پیدا کیا اور جس

برہما یا ویاس نے وید نہیں بنائے

[1] "سورگ مین سبجیکٹ کمیٹی" نام کا ایک رسالہ ایڈیٹر آریادرت داناپور کی طرف سے نکلا ہے۔ جس میں بڑے لطف و خوبی کے ساتھ ظاہر کیا ہے کہ پران اور تنتر وغیرہ کتابیں۔ ویاس یا رشیو کی بنائی ہوئی نہیں ہیں۔ ایک اور چھوٹا سا رسالہ از تصنیف پنڈت لیکھرام جی مرحوم بنام "پران کس نے بنائے" ہے۔ جس میں متعدد دلیلوں سے پرانوں کا زمانہ حال کی تصنیف ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ مترجم۔

نے دُنیا کے شروع میں برہما کو (اگنی وغیرہ رشیوں کے ذریعہ سے) ویدوں کی تعلیم دی۔"
{شویتاشوتر اپنشد۔ ادھیائے ۶۔ منتر ۱۸}

علاوہ ازیں جب وہ رشی (جن کے نام منتروں اور سوکتوں کے ساتھ لکھے جاتے ہیں) پیدا بھی نہ ہوئے تھے اُس وقت بھی برہما وغیرہ کے پاس وید موجود تھے۔ اس میں منوجی کی شہادت بھی موجود ہے کہ "اگنی۔ وایو۔ روی (آدتیہ) اور انگرس سے برہمانے ویدوں کو پڑھا"
{دیکھو منوسمرتی۔ ادھیائے ۱۔ شلوک ۲۳ و ادھیائے ۲۔ شلوک ۱۵۱} پھر ویاس[1] وغیرہ دوسرے رشیوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

سوال۔ رگ وغیرہ سنہتاؤں کے وید اور شرتی یہ دو نام کیوں ہیں؟

الفاظ وید اور شرتی کی تشریح

جواب۔ معنی کے لحاظ سے (سنسکرت۔ [illegible]) विद بمعنی جاننا یا "وِد" विद بمعنی "ہونا" یا "وِدلر" विद्लृ بمعنی "حاصل کرنا یا ہونا" یا "ود" विद بمعنی بچارنا و غور کرنا سے کرن (آلہ) اور ادھکرن کارک[2] (ظرف) میں علامت "گھین" घञ् ایزاد کرکے لفظ "وید" वेद بنتا ہے۔ اسی طرح "شرو" श्रु بمعنی "سننا" مصدر سے کرن کارک (اسم آلہ کی حالت) میں علامت "کتن" क्तिन् ایزاد کرکے لفظ "شرتی" श्रुति بنتا ہے۔ اسلئے جن کے ذریعہ سے "گیان" ہوتا ہی یا جن میں (صحیح علم) "موجود" ہے۔ جن کے ذریعہ سے عالم "ہوتے" ہیں یا جن سے (گیان یا سکھ) حاصل کرتے ہیں یا حاصل ہوتا ہے"۔ جن میں یا جن کے ذریعہ سے تمام سچے علوم کو "سوچتے" یا "بچارتے" ہیں اُسے وید کہتے ہیں۔ اسی طرح ابتدائے آفرینش سے لیکر آج تک جن کے ذریعہ سے برہما وغیرہ رشی یا عالم تمام سچے علوم کو "سنتے" (یا سینہ بسینہ پڑھتے) چلے آئے اُس کو

---

[1] ویاس جی سے ویدوں کو منسوب کرنا بالکل ہی بےمعنی ہے۔ کیونکہ ویاس جی کل یُگ کے شروع میں جسکو پانچ ہزار سے بھی کم برس بیتے ہیں موجود تھے۔ وید منتروں کے ساتھ یادداشت کے لئے ہر منتر کا چھند (بحر) اور اُس کا دیوتا (مضمون) اور رشی (اس عالم کا نام جس نے اُسکے معنی کو پورا پورا سمجھا تھا اور جس کی تفسیر بطور روایت سینہ بسینہ چلی آئی لکھا ہوا ہوتا ہے۔ یہ امور صرف ایک قسم کی یادداشت کے لئے فہرست میں لکھے جاتے ہیں۔ ورنہ اصلی منتر کے ساتھ اُن کو سر مو تعلق نہیں ہے اور نہ وہ وید کا جزو ہیں۔ مترجم

[2] سنسکرت زبان کی ویاکرن (علوم صرف و نحو) میں کارک اُس ربط کا نام ہے جو جملہ کے اندر فعل اور اسم کے مابین واقع ہو۔ کارک چھ ہیں۔ کرتا (فاعل)۔ کرم (مفعول)۔ کرن (اسم آلہ)۔ سمپردان (مفعول لہٗ) اُپادان (مفعول منہٗ)۔ ادھکرن (اسم ظرف یا مفعول فیہ) مترجم

شرتی کہتے ہیں۔ شرتی نام ہونے کی یہی وجہ ہے کہ کسی انسان نے کبھی کسی جسم والے شخص کو وید تصنیف کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ کیونکہ ان کا ظہور ہاتھ۔ پاؤں (وغیرہ) اعضا نہ رکھنے والے ایشور سے ہوا ہے۔ اگنی۔ وایو۔ آدتیہ اور انگرس کو ایشور نے وید ظاہر کرنے کے لئے صرف ایک ذریعہ بنایا تھا کیونکہ ان کے گیان (علم) سے وید پیدا نہیں ہوئے۔ ویدوں میں جو الفاظ و معنی اور ان کا باہمی ربط ہے وہ خاص پرمیشور ہی نے ظاہر کیا ہے۔ کیونکہ ایشور تمام علوم سے ماہر ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ پرمیشور نے اگنی۔ وایو۔ روی (آدتیہ) اور انگرس نام والے اہل جسم جیووں یعنی انسانوں کے ذریعہ سے وید یا شرتی کو ظاہر کیا۔

سوال۔ ویدوں کے ظہور کو کتنے سال گذرے ہیں؟

جواب۔ ایک ارب چھیانوے کروڑ آٹھ لاکھ باون ہزار نو سو چھہتر برس گذر گئے ہیں اور اب یہ [52] ١٩٦٠٨٥٢٩٧٧ واں برس گذر رہا ہے اور اتنے ہی سال اس موجودہ کلپ کی دنیا کو ہوئے ہیں۔

وید اور دنیا کی پیدائش کا زمانہ

سوال۔ یہ کس طرح معلوم ہوا کہ اتنے ہی برس گذرے ہیں؟

جواب۔ اس موجودہ دنیا کی پیدائش سے اب یہ ساتواں منونتر گذر رہا ہے۔ اور اس سے پہلے چھ منونتر گذر چکے ہیں۔ سات منونتروں کے نام یہ ہیں:۔ سوائمبھو۔ سوارو چش۔ اوتمی۔ تامس۔ ریوت۔ چاکشش۔ ویوسوت۔ اور ساورن وغیرہ سات آئندہ آنے [53] والے منونتروں کو ملا کر کل چودہ منونتر ہوتے ہیں اور ہر ایک منونتر میں ٧١ چترجگی ہوتی ہیں اور چودہ منونتر کا ایک برہم دن ہوتا ہے اور ایک ہزار چترجگی کے برابر برہم دن کا پیمانہ ہے۔ اور اتنی ہی برہم راتری ہوتی ہے۔ دنیا کے موجود یا قائم رہنے کے عرصہ کا نام برہم دن ہے۔ پرلے (فنا) کی اصطلاح برہم راتری ہے۔ اس موجودہ برہم دن میں چھ منونتر گذر چکے ہیں۔ [54]

---

[51] مگر جو الہام ایشور نے ان کے سینہ میں دیا اس کے سمجھنے کی طاقت ان میں موجود تھی۔ مترجم

[52] یہ سمت ١٩٣٣ بکرمی یعنی ١٨٧٦ء کی بات ہے جس کو اب ٢١ برس گذر گئے ہیں۔ مترجم

[53] آئندہ آنے والے سات منونتروں کے نام یہ ہیں:۔ ساورنی۔ دکش ساورن۔ برہم ساورن۔ دھرم ساورن۔ رودر پتر۔ رذچیہ۔ بھوتیک۔ مترجم

[54] واضح ہے کہ چودہ منونتروں میں فی منونتر ٧١ چترجگیوں کے حساب سے دیکھا جاوے تو (١٤×٧١=) ٩٩٤ چترجگیاں ہوتی ہیں۔ اور چھ چترجگیاں سندھیوں میں آجاتی ہیں یعنی ہر منونتر کے شروع میں ایک ایک ست یگ کے برابر ایک سندھی ہوتی ہے۔ اس طرح سندھیوں کا زمانہ مل کر ہزار چترجگیاں پوری ہو جاتی ہیں۔ مترجم

† یہاں کچھ مغالطہ معلوم ہوتا ہے در اصل سوریہ سدھانت کے مطابق سمت ١٩٣٣ تک ١٩٥٥٨٨٤٩٧٦ برس ہوتے ہیں۔ مترجم

اور ساتویں ویوسوت منو میں یہ اٹھائیسواں کل یگ گذر رہا ہے اور اس موجود کل یگ کو بھی ۴۹۷۶ برس گذر چکے ہیں اور یہہ چار ہزار نو سو ستترواں برس گذر رہا ہے[1] جس کو آریہ لوگ وکرما دتیہ کا ۱۹۳۳ واں سموت کہتے ہیں۔ اسکے متعلق مندرجہ ذیل حوالے لکھے جاتے ہیں۔

"برہم دن اور برہم رات کی میعاد اور ہر ایک یگ کی تعداد ترتیب وار اس طرح سمجھو"
{منو سمرتی۔ ادھیائے ۱ شلوک ۶۸}

"چار ہزار برس کا کرت یگ (ست یگ) ہوتا ہے[2] اور اُس کے اتنے ہی برسوں (یعنی چار سو برس کی سندھی اور اُتنا ہی (یعنی چار سو برس کا) سندھیانش ہوتا ہے" {ایضاً شلوک ۶۹}

باقی تینوں یگوں میں اور اُن کی سندھیوں اور سندھیانشوں میں ترتیب وار ایک ایک ہزار اور ایک ایک سو برس کم ہوتے ہیں" {ایضاً [illegible]}

"جو چار یگ اوپر گنائے گئے۔ ان سب کے برس مل کر بارہ ہزار ہوتے ہیں جو دیو یگ کہلاتا ہے"
{ایضاً۔ شلوک ۷۱}

"ان ہزار دیو یگوں کا ایک برہم دن ہوتا ہے اور اتنی ہی برہم رات ہوتی ہے" {ایضاً شلوک ۷۲}

"ایسے ہزار یگوں کے برابر مبارک (پنیہ) برہم دن ہوتا ہے۔ اور اتنی ہی رات ہوتی ہے اور ان کو آہوراتر کہتے ہیں"[3] {ایضاً۔ شلوک ۷۳}

"بیشتر جو بارہ ہزار برس کا دیو یگ بیان کیا گیا اُسکے اکہتر گنے عرصہ کا نام منونتر ہے"[4] {ایضاً۔ شلوک ۷۹}

---

[1] یہ سمت ۱۹۳۳ یعنی ۱۸۷۶ء کی بات ہے جس کو اب ۲۱ برس گذر گئے ہیں۔ [2] یہ دیویہ برسوں کی تعداد ہے۔ ۳۶۰ مانش برس کا ایک دویہ برس ہوتا ہے۔ گویا انسانی ایک برس ایک دویہ دن کے برابر ہوتا ہے۔ اسلئے ست یگ ترتیا۔ دواپر اور کل یگ کی تعداد دویہ برسوں کے حساب سے سندھی اور سندھیانش مل کر بالترتیب ۴۸۰۰ و ۳۶۰۰ و ۲۴۰۰ و ۱۲۰۰ برس ہوتی ہے اور مانش برسوں کے حساب سے اُن کو ترتیب وار ۳۶۰ میں ضرب دینے سے حسب ذیل برس آتے ہیں۔ ست یگ = ۱۷۲۸۰۰۰۔ ترتیا یگ = ۱۲۹۶۰۰۰۔ دواپر یگ = ۸۶۴۰۰۰ اور کل یگ = ۴۳۲۰۰۰۔ میزان ۴۳۲۰۰۰۰۔ [3] اہوراتر = ۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ برہم دن + ۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ برہم رات = ۸۶۴۰۰۰۰۰۰۰ برس اس کا نام کلپ ہے اور مہا کلپ اس سے ۳۶ ہزار گنا ہوتا ہے۔ مترجم۔

[4] منونتر = چتریگ ۴۳۲۰۰۰۰ × ۷۱ = ۳۰۶۷۲۰۰۰۰ برس۔ پھر اس کو ۱۴ میں ضرب دینے سے ۱۴ منونتروں کا زمانہ ۴۲۹۴۰۸۰۰۰۰ برس ہوتا ہے جس میں ایک ایک ست یگ کے برابر ۱۵ سندھیاں جمع کرنے سے ایک برہم دن کی تعداد (۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ برس) پوری ہو جاتی ہے۔ مترجم۔

منونتروں کی تعداد اور دُنیا کی پیدائش اور اُس کی پرلے (فنا) شمار میں نہیں آسکتی۔ پرمیشور اِن سب کو بار بار بطور بازیچہ یعنی بکمال آسانی بناتا ہے۔" {ایضاً۔ شلوک ۸۰}

وقت کے پیمانہ کے لئے برہم دِن اور برہم رات وغیرہ اصطلاحیں بنائی گئی ہیں تاکہ اُنکے سمجھنے میں آسانی ہو جائے اور دُنیا کی پیدائش اور پرلے کی مدت اور نیز ویدوں کی پیدائش کا حساب بخوبی ہو سکے۔ ہر منونتر کے بدلنے پر کائنات کی عارضی تاثیرات (گُنوں) میں کسی قدر تغیر پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے ان کا نام منونتر (انقلاب زمانہ) رکھا گیا ہے۔ سنسکرت میں شمار اعداد اِس طرح ہے:۔

"ایک = ۱۔ دش = ۱۰۔ شت = ۱۰۰۔ سہسر = ۱۰۰۰۔ آیُت = ۱۰۰۰۰۔ لکش = لاکھ۔ نیُت = ۱۰ لاکھ۔ کوٹی = کروڑ۔ اربُد = ۱۰ کروڑ۔ ورنا کھرو = ارب۔ کھرب = دس ارب۔ نکھرب = کھرب۔ شنکھ = ۱۰ کھرب۔ پدم = نیل۔ ساگر = دس نیل۔ انتیہ = پدم۔ مدھیہ = دس پدم۔ پرارُدھ = سنکھ" {سوریہ سدھانت}

اِسی طرح ترتیب وار دس دس گنے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اِسلئے برسوں کی شمار بھی اِسی طرح کرنی چاہئے

"ہزار مہایُگ کے برابر دن اور رات (سَرو) یا کُل کائنات (سَرو = برہمانڈ) کا پیمانہ یا شمار کرنے والا پرمیشور ہے۔" {یجُر وید ادھیائے ۱۵۔ منتر ۶۵}

سَرو (سنسکرت میں) تمام دُنیا کا نام ہے اور وقت کا بھی ہے۔ چنانچہ شت پتھ برہمن کانڈ ۱ ادھیائے ۵ میں لکھا ہے کہ

"سہسر اور سَرو مترادف ہیں اور وہ ایشور سَرو (کائنات) کا داتا ہے"۔

"جیوتش شاستر میں دن دن کا حساب بتلایا گیا ہے اور آریہ لوگ ایک کشن سے لیکر کلپ تک کا حساب علم ریاضی کے مُطابق ٹھیک کرتے رہے ہیں اور اب تک بھی کرتے ہیں چونکہ دن دن کا حساب لگتا چلا آتا ہے اور اس بات کو سب لوگ بخوبی جانتے ہیں۔ اِسلئے سب لوگوں کو یہ بات صحیح ماننی چاہیئے۔ اس کے خلاف ہرگز یقین نہیں کرنا چاہیئے۔ اس میں یہہ بھی دلیل ہے کہ آریہ لوگ ہمیشہ بچے سے لیکر بوڑھے تک ہر روز اپنے کاروبار میں اس عبارت کو استعمال کرتے ہیں

"اوم تت ست۔ شری برہمنے دوتیہ پرہرارُدھے ویوسوتے منونترے۔ اشٹاوِنشتی

ا۔ اس کو عام لوگ سنکلپ کہتے ہیں اور اس کا ترجمہ یہہ ہے کہ برہم دِن کی دوپہر کو اور ویوسوت منونتر کے اٹھائیسویں کل یُگ کے پہلے حصّہ میں فلاں سموت فصل (اَین) موسم۔ مہینے۔ (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۷) ۴۴

تے کلی یُگے کلی پرتھم چرنے اُمک سموتسرا یَنِ رتُ ماس پکش دِن نکشتر لگن مہورتے چیدم کرتم کریتے چہ۔"

علاوہ ازیں تمام آریہ ورت دیش (ملک ہندوستان) میں اُس کا اِتہاس (تاریخ یا جنتری) موجود ہے اور یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ سب جگہ یکساں ہونے سے کوئی اس قاعدہ کو بدل یا بگاڑ نہیں سکتا۔

یُگوں کا مفصل بیان آگے کیا جائیگا۔ وہاں دیکھنا چاہیئے۔

یوروپین و دیگر مفسران حال کی رائے نسبت زمانہ وید غلط ہے

اوپر کے بیان سے یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ پروفیسر ولسن و پروفیسر میکس میولر وغیرہ اہالیانِ یورپ کا یہ قول کہ "وید انسان کے بنائے ہوئے ہیں۔ شرُتی نہیں ہیں"۔ اور نیز اُن کا یہ بیان کہ وید کو بنے ہوئے ۲۴۰۰ یا ۲۹۰۰ یا ۳۰۰۰ یا ۳۱۰۰ برس گذرے ہیں" سراسر غلط ہے کیونکہ اُنھوں نے دھوکا کھایا ہے اسی طرح دیگر پراکرت یعنی مختلف مقامات کی زبانوں میں تفسیر کرنے والوں کی رائے بھی جو اسی قسم کی ہے غلطی پر مبنی ہے۔

پیدائش وید کا مضمون ختم ہوا

بقیہ نوٹ متعلق صفحہ ۱۶) ۴۴ بندر واڑے۔ دن۔ نکشتر۔ لگن۔ مہورت میں یہ کام کیا یا کیا جاتا ہے۔ مترجم

ویدوں کے غیر فانی ہونے پر بحث

چونکہ ویدوں کا ظہور ایشور سے ہُوا ہے اسلئے اُنکا غیر فانی ہونا خود بخود ثابت ہے کیونکہ ایشور کی سب قوتیں غیر فانی ہیں۔

ویدکے لفظ غیر فانی ہیں

سوال۔ چونکہ وید (شبد[۲]) لفظوں کا مجموعہ ہیں اسلئے اُن کا غیر فانی ہونا ممکن نہیں کیونکہ لفظ گھڑے کی طرح (کاریہ) موضوع ہونے کی وجہ سے فانی ہے۔ جس طرح گھڑا بنا ہُوا ہے اُسی طرح لفظ بھی بنتا ہے۔ اسلئے لفظ کے فانی ہونے سے ویدوں کا فانی ہونا بھی ماننا چاہئیے۔

جواب۔ ایسا مت خیال کیجئے۔ کیونکہ لفظ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک (نتیہ) غیر فانی اور دوسرا (کاریہ) موضوع۔ جو الفاظ معنی اور اُن کا باہمی ربط ایشور کے گیان میں موجود ہے۔ وہ غیر فانی ہے اور جو الفاظ ہم لوگ استعمال کرتے ہیں وہ موضوع ہیں۔ کیونکہ جس کا گیان (علم[۳]) اور کریا (فعل) دونوں غیر فانی طبعی اور ازلی ہوتے ہیں۔ اُس کی تمام قوتیں بھی غیر فانی ہونی چاہئیں۔ چونکہ وید ایشور کے علم سے پُر ہیں اسلئے اُن کی نسبت فانی کہنا واجب نہیں ہے۔

سوال۔ جب یہ تمام دُنیا پھر حالت علت میں چلی جائیگی تو اُس حالت میں تمام اجسام مرکب و کثیف غائب ہو جائینگے اور پڑھنے پڑھانے اور کتابوں کا بھی نشان نہ رہیگا۔ پھر آپ ویدوں کا غیر فانی بنا رہنا کس طرح مانتے ہیں؟

جواب۔ یہ (دلیل) تو کتاب۔ کاغذ۔ سیاہی وغیرہ چیزوں کی نسبت عاید ہو سکتی ہے یا ہم لوگوں کے فعل[۴] پر۔ اس کے سوائے اور کسی بات پر صادق نہیں آسکتی۔ وید چونکہ ایشور کا علم (ودیا) ہیں اس لئے ہم اُن کا غیر فانی ہونا مانتے ہیں۔ پڑھنے پڑھانے اور کتابوں کے فانی ہونے سے

---

[۱] اصلی سنسکرت لفظ نِتیہ ہے جس کے معنی ہمیشہ قائم رہنے والے کے ہیں اختصار کے خیال سے ہمنے ہر جگہ نِتیہ کو غیر فانی لکھا ہے

[۲] "شبد" زبان سنسکرت میں آواز صورت یا بامعنی لفظ کو کہتے ہیں۔ اسلئے یہاں اُن آوازوں سے مُراد ہے جو بامعنی ہوں مترجم

[۳] گیان (علم) کا غیر فانی ہونا اُس کا راست مطلق ہونا ہی پس راست مطلق علم ایشور کے سوا اور کسی کو نہیں ہو سکتا کیونکہ واقعی اور کامل علم ہی سچا ہے جیسا کہ چھاندوگیہ اُپنشد میں کہا ہے کہ ।विज्ञानन्नेव सत्यं वदति। یعنی جس کو کامل علم حقیقی ہے وہی سچ بول سکتا ہے (چھاندوگیہ پرپاٹھک کھنڈ ۱۰) [۴] یعنی وید بشکل کتاب فانی ہیں۔ کیونکہ کتاب۔ کاغذ و سیاہی وغیرہ غیر فانی نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح ہمارا پڑھنے پڑھانے کا فعل بھی فانی ہے کیونکہ ہمارا فعل قرأت و قوت حافظہ محدود ہے مگر وید بشکل علم غیر فانی ہیں کیونکہ ایشور غیر فانی ہے اور اُس کا علم اُس کی صفت طبعی ہونے سے غیر فانی خود بخود ثابت ہے۔ مترجم

ویدوں کا فانی ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ وہ ایشور کے گیان میں ہمیشہ قائم اور موجود رہتے ہیں۔[۱] جس طرح اس کلپ کے اندر ویدوں میں الفاظ۔ حروف معنی اور اُنکا ربط موجود ہے اسی طرح پہلے بھی تھا۔ اور آگے بھی اسی طرح ہوگا۔ کیونکہ ایشور کے علم میں غیر فانی ہونے کی وجہ سے کبھی فرق یا مغالطہ نہیں پڑتا۔ اسی وجہ سے رگ وید میں کہا ہے کہ:۔

"سب کائنات کے قائم رکھنے والے پرمیشور نے سورج اور چاند وغیرہ سب چیزوں کو مثل سابق بنایا ہے" {رگ وید۔ اشٹک ۸۔ ادھیائے ۸۔ ورگ ۴۸}

اس منتر میں سورج اور چاند کو صرف تمثیلاً (یعنی بطور مشتے نمونہ از خروارے) لیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جس طرح پہلے کلپ میں سورج اور چاند وغیرہ (کل کائنات) بنانے کا علم ایشور کی ذات میں موجود تھا اس کلپ میں بھی ان کو اسی طرح بنایا ہے۔ کیونکہ ایشور کے علم میں کمی بیشی یا اُلٹ پھیر واقع نہیں ہو سکتا

ایشور کا علم غیر متغیر ہے

اسی طرح ویدوں کی نسبت بھی ماننا چاہیئے۔ [illegible] نے [illegible] علم سے ظاہر کیا ہے۔ اس موقع پر ویدوں کے غیر فانی [illegible] ہرت ویاکرن غرض (یعنی) [illegible] یا مسبب بطور شہادت لکھے جاتے ہیں۔ چنانچہ مہابھاشیہ کے [illegible] تینجلی منی جی کتاب مذکور کے پہلے آہنک اور نیز کئی مقاموں پر لکھتے ہیں کہ "جس قدر الفاظ ویدوں میں آئے ہیں اور نیز وہ الفاظ جو دنیا میں مشہور ہیں سب غیر فانی ہیں۔ کیونکہ الفاظ کے اندر غیر متغیر۔ بے زوال۔ غیر متحرک۔[۲] حذف نہ ہونیوالے ایزادی سے بری اور غیر مبدّل[۳] حروف ہوتے ہیں"۔

لفظ کے غیر فانی ہونیکا ثبوت۔ ۱۔ ویاکرن سے

اسی طرح [देवनागरी] (اَے اِی اُن) سوتر پر شرح لکھتے ہوئے پتنجلی منی فرماتے ہیں کہ "جو کان سے سُنائی دے۔ عقل سے معلوم ہو۔ اپنے مخرج سے باقاعدہ ادا کرنے پر ظاہر ہو اور آکاش جس کا جائے قیام ہے اُسے شبد" (لفظ) کہتے ہیں۔

سوال۔ نرکت پاٹھ۔ اشٹادھیائی اور مہابھاشیہ میں حذف وغیرہ کرنیکا قاعدہ درج ہے۔ پھر یہ کہنا کس طرح ٹھیک ہے؟

جواب۔ اس اعتراض کا جواب مہابھاشیہ کے مصنف نے "دادھا گھوا دوُ" दाधा घ्वादाप् "سوتر کی شرح

۱ے اس کے خلاف مسلمان اپنے قرآن کو حادث مانتے ہیں۔ چنانچہ مولانا مولوی شبلی نعمانی اپنی کتاب المامون طبع سوم کی صفحہ ۱۳۳ پر لکھتے ہیں کہ "ابو حنیفہ سے کسی نے پوچھا قرآن حادث ہے یا قدیم کہا حادث کیونکہ قرآن خدا نہیں جو خدا نہیں وہ حادث ہے۔

۲ے سنسکرت لفظ "اَن اپایہ" ہے۔ اَن حرف نفی ہے اور اپایہ کے معنی حذف (لوپ) گر جانا (نوز ...) اور نہ لینا ہیں۔ مترجم

۳ے سنسکرت میں لفظ "اَن اُپ جن" ہے۔ اَن حرف نفی اور اُپ جن بمعنی ایزادی (آگم) ہے۔ مترجم

۴ے سنسکرت میں لفظ "اوِکاری" ہے۔ اَ حرف نفی اور وکار بمعنی تغیر و تبدل ہے۔ مترجم

میں اس طرح دیا ہے کہ "پورے جملے (سنگھات = مجموعۂ الفاظ) پورے جملے (پد) کی جگہ آتے ہیں یعنی ایک مجموعہ الفاظ کی جگہ دوسرا مجموعہ الفاظ آجاتا ہے۔ مثلاً وید پار۔ گم۔ ڈسن۔ پھوشپ۔ رتپ اس مجموعہ لفظی کی جگہ وید پار گو بھوت یہ ایک مختلف مجموعہ الفاظ آگیا۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس نئے بنے ہوئے مجموعہ الفاظ میں گم۔ ڈ۔ سن۔ شپ۔ رتپ ہیں سے آم۔ ڈ (حرف ڈ بلا حرکت)۔ ان۔ ش (حرف ش بلا حرکت) پ (حرف پ بلا حرکت)۔ اپ (حرف پ بلا حرکت) محذوف ہو گئے۔ مگر ان کا یہ خیال صرف وہم پر مبنی ہے۔ کیونکہ یہ تغیر الفاظ کے ایک جزو میں نہیں ہوتا۔ یہاں لفظ "تغیر" صرف تمثیلاً آیا ہے۔ در اصل الفاظ کے حذف ایزادی اور تغیر سے مراد ہے۔ یعنی اگر رشی کے بیٹے پانینی آچاریہ کے قواعد (مت) میں الفاظ کے ایک جزو (دیش) میں حذف ایزادی اور تغیر ہوتا تو لفظ کا غیر فانی ہونا ثابت نہ ہوتا۔ مقصود اصلی جو الفاظ و معنی اور ان کا باہمی ربط ایشور ہوتے ہیں۔ ان سے کوئی نیا لفظ نہیں بنتا بلکہ لفظ تو جو الفاظ ہم لوگ کو جتلانے کی خاطر ان کے قواعد موضوع ہیں۔ ان کے موجودہ روپ (شکل) کی تشریح کرتے ہیں۔ اسلئے یہ حذف و تغیر وغیرہ واقعی نہیں ہیں۔ کیونکہ صورت اول و صورت دوم دونوں کے معنے ایک ہی ہیں اور جن حروف اول کی جگہ حروف ثانی آئے ہیں وہ دونوں بھی اپنی اپنی جگہ بنفسہٖ غیر متغیر و بے زوال ہیں۔ مثلاً گاڑی میں بیل کی جگہ گھوڑا جوڑیں تو اس سے بیل اور گھوڑے کی ہستی میں فرق نہیں آتا۔ دونوں بجائے خود مثل سابق موجود ہیں۔ البتہ اگر حرف کے ایک جزو میں تغیر ہوتا تو اس صورت میں حرف کو کاٹنا پڑتا۔ مگر حرف کٹ نہیں سکتا۔ اسی وجہ سے کہا ہے کہ سالم مجموعہ حروف کی جگہ سالم مجموعہ حروف کا اول بدل ہوتا ہے)

اسی طرح آڈ کے ایزاد ہونے سے لفظ [illegible] بھو کی جگہ [illegible] بھو ہو جانے کی بابت بھی ایسا ہی سمجھنا چاہئے اور جہاں لفظ کی یہہ تعریف کی ہے کہ جس کا مقام احساس کان سے ہوتا ہے اور ہمیشہ عقل سے جانا جاتا ہے اور بولنے سے ظاہر ہوتا ہے اور جس کا مقام آکاش ہے اس کو شبد (لفظ) کہتے ہیں۔ اس سے بھی شبد (لفظ) غیر فانی ثابت ہوتا ہے۔ مہابھاشیہ میں کہا ہے کہ "بولنے اور سننے کا فعل لمحہ لمحہ میں غائب ہوتا جاتا ہے اور زبان ایک ایک حرف میں قائم ہوتی ہے یعنی ہر ایک حرف پر زبان کا فعل ختم ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں صرف وہ فعل ہی فانی ثابت ہوتا ہے نہ کہ لفظ"

سوال۔ لفظ بھی فنا یا غائب اور موجود یا حاضر ہوتا ہے۔ جب بولتے ہیں تب ظاہر ہو جاتا ہی

کیونکہ ایشور غیرہ یعنی زبان وغیرہ کی حرکت۔ مترجم

اور نہ بولیں تو غائب رہتا ہے۔ گویا جو زبان کے فعل کا حال ہے وہی اُس کا ہے۔ پھر وہ غیر فانی کس طرح ہو سکتا ہے؟

جواب - آکاش کی طرح پیشتر سے موجود ہونے پر بھی تاوقتیکہ اُسکے ظاہر ہونے کا ذریعہ موجود نہ ہو لفظ محسوس نہیں ہوتا بلکہ سانس (پران) اور زبان کے فعل سے ہی ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے لفظ گؤہ ہے۔ جب تک زبان گ تک رہتی ہے۔ تب تک اَ و میں نہیں ہوتی اور جب تک اَو میں رہتی ہے تب تک وِسَرگ (ہائے مختفی) میں نہیں ہوتی۔ اس طرح زبان کے فعل اور تلفظ غائب اور موجود ہوتے رہتے ہیں۔ نہ کہ لازوال اور ہمیشہ یکساں رہنے والا لفظ۔ کیونکہ لفظ سب جگہ موجود ہے اور ہر جگہ حاصل ہو سکتا ہے۔ جہاں ہوا اور زبان کا فعل یا حرکت نہیں ہوتی۔ وہاں تلفظ نہیں ہوتا اور نہ لفظ سُنائی دیتا ہے۔ اسلئے لفظ اکاش کی طرح ہمیشہ غیر فانی ہے اور ویاکرن کے مذکورہ بالا حوالوں سے تمام لفظوں کا غ[illegible] غرج (بولنے) یا مسبب [illegible] میں تو کلام ہی کیا ہے۔

جیمنی منی بھی لفظ کو غیر فانی مانتے ہیں (چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ):-

۲- پورو میمانسا سے "فنا نہ ہونے سے لفظ تو غیر فانی ہی ہے۔ کیونکہ اُس کا ظہور دوسروں کے لئے ہوتا ہے۔ یعنی تلفظ دوسروں کو عندیہ جتلانے کے لئے کیا جاتا ہے"۔ {پورو میمانسا۔ ادھیائے ۱۔ پاد ۱۔ سوتر ۱۸}

اِس سوتر میں لفظ "تو" (سنسکرت तु) لفظ کے فانی ہونے کے اعتراض کا جواب دینے کے لئے ہے۔ لفظ فانی ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر لفظ فانی مانا جائے تو یہ علم نہیں ہو سکتا کہ لفظ "گؤہ" کے یہ معنی ہیں۔ غیر فانی ہونے کی صورت میں ہی گیاپک (کسی شے کو بتانے والا لفظ) اور گیاپیہ (وہ شے جس کو وہ ظاہر کرتا ہے) دونوں کے موجود ہونے پر علم ہونا ممکن ہے اسی وجہ سے ایک ہی لفظ "گؤہ" کو ایک ساتھ کئی مقاموں پر مختلف بولنے والے بار بار حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح جیمنی مُنی نے لفظ کے غیر فانی ہونے میں کئی دلیلیں دی ہیں۔ ویشیشک درشن کے مصنف کناد مُنی فرماتے ہیں کہ:-

۳- ویشیشک درشن سے "ایشور کا کلام ہونے اور دھرم اور ایشور کو بیان کرنے یعنی دھرم کرنا ہی فرض بتلانے اور ایشور سے ظاہر ہونیکی وجہ سے سب کو چاروں وید (آمنایہ) لازوال ماننے چاہئیں"۔ {ویشیشک درشن۔ ادھیائے ۱۔ آہنک ۱۔ سوتر ۳}

گوتم مُنی بھی اپنے نیائے درشن میں فرماتے ہیں کہ:-

۴۔ نیایہ شاستر سے "ایشور کے بنائے ہوئے غیر فانی ویدوں کی سند سب کو ماننی چاہیئے۔ کیونکہ اُن کو راستی شعار عالموں یعنی تمام دھرماتماؤں کپٹ چھل (مکر و فریب) اور عیب سے خالی۔ رحمدل۔ سچی بات کے ہدایت کرنے والے۔ سب علوم کے ماہر اعلیٰ درجہ کے یوگیوں اور برہما وغیرہ تمام راستی شعار عالموں نے مثل منتر اور آیُروید (علم طب) کے سند مانا ہے۔ گویا جس طرح سچے علم طبیعات کو بیان کرنے والے منتروں (اصول یا ہدایت) کو سچا ہونے سے سند کیا جاتا ہے یا جس طرح آیُروید (علم طب) کے ایک مقام پر بتائی ہوئی دوا کے استعمال سے بیماری رفع ہو جانے پر اُسکے علاوہ کتاب کے باقی حصہ کی بھی اُسی طرح سند مان لی جاتی ہے۔ اسی طرح ویدوں میں بیان کئے ہوئے مطالب کا ایک مقام پر علم الیقین (پرتیکش) ہو جانے سے باقی غیر محسوس یا غیر معلوم (اَدرِشٹ) دیگر مطالب یا وید کے باقی حصہ کو بھی سند ماننا چاہیئے۔" {نیائے شاستر۔ ادھیائے ۲۔ آہنک ۱۔ سوتر ۶۷}

[illegible] رشی اور [illegible] منی [illegible] شارح [illegible] سوتیہ کار) لکھتے ہیں کہ :-

"جو الفاظ ہم لوگ استعمال کرتے ہیں [illegible] سمار وید کے مطالب [illegible] موضوع ہیں) اور وکتا (علوم کے بیان کرنے والوں) کے ایک ہی ہونے سے بھی یہی بات قیاس میں آتی ہے یعنی جو راستی شعار عالم ویدوں کے مطالب کو کماحقہ جانتے تھے وہی آیُروید (علم طب) وغیرہ کے بیان کرنے والے ہوئے ہیں۔ اس لئے آیُروید کے سند کی مثال وید کی سند بھی قیاس کرنی چاہیئے۔ پس وید کے غیر فانی بچنوں کی سند ماننے میں یہ دلیل ہے کہ راستی شعار عالموں نے اُن کو سند مانا ہے۔"

اس سے یہ منشا ہے کہ جس طرح راستی شعار عالم کا قول بمنزلہ شبد پرمان (قول معتبر) سند گردانا جاتا ہے۔ اسی طرح ویدوں کو بھی سراپا راستی شعار علیم کُل ایشور کا کلام ہونے سے مستند ماننا چاہیئے۔ کیونکہ کل راستی شعار عالموں نے اُس کو سند مانا ہے۔ پس ایشور کا علم ہونے سے ویدوں کا غیر فانی ہونا ثابت ہے۔

اِس بارہ میں پتنجلی مُنی جی یوگ شاستر میں فرماتے ہیں کہ :-

۵۔ یوگ شاستر سے "ایشور جو قدیم بزرگوں (یعنی اَگنی۔ وایُو۔ آدتیہ۔ انگرہ۔ اور برہما وغیرہ کا جو دُنیا کے شروع میں ہوئے) اور نیز ہم لوگوں اور اُنکا جو آگے ہونگے سب کا گرُو۔

{گُرو "گر" مصدر سے بنتا ہے جس کے معنی "بولنا" ہے۔ پس جو بذریعہ وید سچی باتوں کی ہدایت (اُپدیش) کرتا ہے وہی ایشور گُرو ہے} اور ہمیشہ غیر فانی ہے۔ کیونکہ وہ وقت کی گرفت سے باہر ہے۔"

{پاتنجل یوگ درشن۔ ادھیائے ۱۔ پاد ۱۔ سوتر ۲۶}

ویدوں کے غیر فانی ہونیکا ثبوت دلائل سے

مثلاً جو نیست ہے وہ ہست نہیں ہو سکتا اور جو ہست ہے وہ نشان تک نہیں (یعنی نیستی سے ہستی اور ہستی سے نیستی ہونا ناممکن ہے) ویدوں کو بھی پرصداقت

منطق سے بھی ویدوں کا غیر فانی ہونا قابل پذیرائی ہے۔

بھی نہیں ہو سکتیں۔ مثلاً بانجھ۔ سرشٹیہ شاستر میں فرماتے ہیں کہ:۔

عقیمہ ہونا ثابت ہے۔ "ویدوں کا ظہور ایشور کی خاص قدرت سے ہونے کے باعث یعنی پُرش (ایشور)

کی یا ذاتی (سہجاری) قدرتِ کاملہ سے ویدوں کا ظہور ہونے کی وجہ سے ویدوں کو بنفسہم مستند

(سوتہ پرمان) اور غیر فانی ماننا چاہیئے۔" {سانکھیہ درشن۔ ادھیائے ۵۔ سوتر ۵۱}

کرشن دوپاین ویاس مُنی اپنے ویدانت شاستر میں اسی مضمون پر اس طرح لکھتے ہیں کہ:۔

۷۔ ویدانت درشن سے

"رگ وغیرہ چاروں وید جو ہر قسم کے علوم کا مخزن ہیں اور مثل آفتاب کُل

مطالب ومعانی کو روشن کرتے ہیں اور تمام علوم کی بنیاد ہیں اُن کا غرج (یونی) یا مسبب

(کارن) برہم ہے {ویدانت درشن۔ ادھیائے ۱۔ پاد ۱۔ سوتر ۳}۔

"جو صفت کُل علوم سے معمور رگ وغیرہ چاروں ویدوں میں پائی جاتی ہے اُس صفت کے شاستر

کا مخرج علیم کل ایشور کے سوائے کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ ویدوں کے مطالب کی تفصیل

کے لئے خاص خاص انسانوں نے شاستر بنائے ہیں مثلاً دیاکرن وغیرہ کتابیں پاننی وغیرہ عالموں

نے بنائی ہیں تاہم وہ وید کی صرف جُزوی تفصیل ہیں۔ ویدوں میں اس سے بھی زیادہ وگیان (علم

ومعرفت) کا ذخیرہ ہے۔ یہ بات دُنیا میں اس قدر مشہور ہے کہ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں"۔ یہ

الفاظ شنکر آچاریہ کے ہیں جو اُنہوں نے اس سوتر کی شرح میں لکھے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا

ہے کہ علیم کُل ایشور کی تصنیف (شاستر) بھی غیر فانی اور کل مطالب اور علوم سے معمور ہونی چاہئے

ویاس جی نے اُسی ادھیائے میں ایک اَور سوتر لکھا ہے کہ:۔

"ایشور کا قول ہونے اور غیر فانی کی صفت رکھنے سے ویدوں کا بنفسہ مستند (سوتہ پرمان) ہونا

اور کُل علوم سے معمور اور سب زمانوں میں "ویبھچار" (اختلاف۔ شک یا تغیر) سے مبرّا ہونے

کی وجہ سے غیر فانی ہونا سب کو ماننا چاہیئے"۔ {ویدانت درشن۔ ادھیائے ۱۔ پاد ۳۔ سوتر ۲۹}

ویدوں کے مستند ہونے کے ثبوت میں شہادت درکار نہیں کیونکہ وہ اپنی سند آپ ہونے سے

بنفسہم مستند ہیں جس طرح سورج بذات خود روشن ہونے کی وجہ سے دنیا کے پہاڑوں اور ترسرینو[۱]

[۱] ایک ترسرینو ۳۶۰ پرمانوں سے مرکب ہوتا ہے جب کسی سوراخ میں سے اندھیری کوٹھڑی (دیکھو حاشیہ صفحہ ۲۴)

سے "ایشور کے بنائے ہوئے غیر فانی ویدوں کی سند سب کو ماننی چاہیئے۔ کیونکہ اُن

(ذرّوں)، وغیرہ تما عالموں یعنی تمام دھرماتماؤں کپٹ چھل (مکر و فریب) اور عیب سے خالی۔

تمام علوم کو ظاہر و روشن کر ...ت کرنے والے سب علوم کے ماہر اعلیٰ درجہ کے یوگیوں اور برہماؤ وغیرہ تمام

۸۔ خود ویدوں سے جس سے ویدوں اور خود اس ...ید (علم طب) کے سند مانا ہے۔ گویا جس طرح سچے علم طبیعات

" وہ محیطِ کل وغیرہ صفات سے موصوف ایشور سب ...

سے سند کیا جاتا ہے یا جس طرح آیُروید (علم

اُس کی سرایت سے خالی نہیں۔ وہ برہم تمام دُنیا کا بنانے والا صاحب قدر

لنے پر اُسکے علاوہ

والا ہے۔ اُس ایشور کی ذات ستھول (کثیف)، سُوکشم (لطیف) اور کارن (مادہ کی حالت

اوّلیں صورت) جسم کے تعلق یا وابستگی سے منزّہ ہے۔ اُس میں ایک ذرہ بھی چھدر (سوراخ) نہیں

کر سکتا (یعنی اس کی ذات یا ماہیت میں ایک ذرہ کو بھی گنجایش یا جگہ نہیں ہے۔ اسلئے وہ کٹ

نہ سکنے کی وجہ سے بے جراحت ... میں نس یا ناڑی کا دخل نہیں ہے اسلئے وہ ہر قسم

کے بندھن (پردے یا رُکاوٹ) سے مبرّا ہے۔ وہ ہمیشہ جہالت وغیرہ عیوب سے پاک ہے

اُس کی ذات میں پاپ کا نام نہیں اسلئے وہ کبھی پاپ نہیں کرتا۔ وہ علیم کُل ہے۔ وہ سب کے

دلوں کا شاہد یا جاننے والا ہے اُس کو سب پر فضیلت ہے۔ نہ اُس کی کوئی علّت فاعلی (نمتکارن)

ہے۔ نہ علّتِ مادی (اُپادان کارن) اور نہ علّتِ غیر (سادھارن کارن) وہ سب کا پیدا کرنے والا

(پتا) ہے اور خود کسی سے پیدا نہیں ہوُا۔ وہ خود اپنی قدرت سے قایم یعنی قائم بالذات ہے اِن صفات

سے موصوف ہستِ مطلق عین علم اور عین راحت پرماتما ہر کلپ کے شروع میں ہمیشہ اپنی قدیم و ابدی

مخلوقات کے لئے ویدوں کے صحیح و صادق الہام کے ذریعہ سے علم کو ظاہر کرتا ہے یعنی وہ بھگوان

(پرمیشور) ہر مرتبہ جب از سر نو پیدایش عالم ہوتی ہے تب مخلوقات کی بہبودی کے لئے دُنیا کے

شروع ہی میں تمام علوم سے معمور ویدوں کا اُپدیش (الہام) کرتا ہے۔" {یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۸}

اسلئے ویدوں کو کبھی فانی نہ سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ ایشور کا علم ہمیشہ یکساں بنا رہتا ہے۔

جس طرح ویدوں کا غیر فانی ہونا شاستروں کے حوالوں سے ثابت ہے اُسی طرح دلیل سے بھی ثابت ہے

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۲۱) کے اندر سورج کی کرنیں آتی ہوں اُن میں جو ذرے نظر آتے ہیں اُن کو ترسرینو کہتے ہیں۔

یہ مادہ کے اوّل محسوس جزو ہوتے ہیں۔ مترجم

۱؎ ہر ایک شے کی کم از کم تین علّتیں ضرور ہوتی ہیں۔ مثلاً گھڑے کی علّت فاعلی کمھار علّتِ مادی مٹی اور باقی

چیزیں مثل آلات (چاک و ڈنڈا وغیرہ) ظرف زمان و مکان و علّتِ غائی وغیرہ سب تیسری علّت میں شامل ہیں جس کو

سنسکرت میں سادھارن کارن کہتے ہیں اور جس کا یہاں علّت غیر ترجمہ کیا ہے۔ مترجم

نہیں
کیونکہ اید

ویدوں کے غیر فانی ہونیکا ثبوت دلائل سے

مثلاً جو نیست ہے وہ ہست نہیں ہو سکتا اور جو ہست ہے وہ نیست نہیں ہو سکتا۔ (یعنی نیستی سے ہستی اور ہستی سے نیستی ہونا ناممکن ہے) جو ہے وہی ہو گا۔ اس منطق سے بھی ویدوں کا غیر فانی ہونا قابل پذیرائی ہے۔ کیونکہ جس کی جڑ نہیں اُس کی شاخیں وغیرہ بھی نہیں ہو سکتیں۔ مثلاً بانجھ کے بیٹے کا بیاہ دیکھنا (ناممکن ہے) کیونکہ اگر بیٹا ہو تو ماں کا عقیمہ ہونا ثابت نہیں ہوتا اور جب لڑکا ہی نہیں تو پھر اُس کا بیاہ ہونا یا دیکھنا کب ممکن ہو سکتا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی غور کرنا چاہئے کہ اگر ایشور میں غیر متناہی علم نہ ہوتا تو وہ کس طرح الہام (اپدیش) کر سکتا اور اگر وہ الہام نہ کرتا تو کسی انسان میں بھی علم کا نشان نہ پایا جاتا۔ کیونکہ کوئی چیز جڑ کے بغیر نہیں اُگ سکتی۔ اس دُنیا میں کوئی شے بھی جڑ یا علت (مول) کے بغیر پیدا ہوتی نظر نہیں آتی۔ ہر انسان کو وہی بات جس کا اُسے واقعی تجربہ ہوتا ہے (یعنی جو وہ موجودہ یا سابقہ جنم میں بھگتتے ہوتا ہے) سوجھتی یعنی اُس کے دل سے اُبھرتی یا پیدا ہوتی ہے۔ یعنی جس چیز کا بذریعہ علم (یا تکلیف) (پرتیکش) تجربہ ہو چکتا ہے اُسی کا اثر (سنسکار) یا داشت قائم رہتا ہے اور جس چیز کا اثر (سنسکار) ہوتا ہے وہی حافظہ اور علم میں ہوتا ہے اور اُسی کے بموجب کسی شے کی طرف رغبت یا نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اُس کے خلاف ہرگز نہیں ہوتا پس اگر دُنیا کے شروع میں ایشور کا اُپدیش (الہام) اور تعلیم وہدایت نہ ہوتی تو کسی شخص کو بھی علم کا انُوبھو[1] نہ ہوتا۔ پھر (انُوبھو کے بغیر) اُس کا اثر یا خیال (سنسکار) بھی نہ ہوتا اور اثر یا خیال کے بغیر یاد کہاں سے رہتا اور یاد کے بغیر کسی کو ذرا بھی علم نہیں ہو سکتا۔

سوال۔ انسان کو جو طبعاً دنیوی دھندوں سے لگاؤ (پرورتی) ہے اُن سے دُکھ اور سُکھ کا تجربہ ہوتا ہے اور جوں جوں بڑا ہوتا جاتا ہے بتدریج بڑھ بڑھ کر علم ترقی پا جاتا ہے۔ پھر اس بات کے ماننے کی کیا ضرورت ہے کہ ایشور نے ویدوں کو پیدا کیا؟

جواب۔ اس بات کا جواب شافی پیدائش وید کے بیان میں دیا گیا ہے۔ اس مقام پر ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ جس طرح اب دوسرے سے پڑھنے کے بغیر کوئی شخص عالم نہیں بن جاتا اور نہ اُس کے علم کی ترقی ہوتی ہے اسی طرح ایشور کے الہام (اُپدیش) کے بغیر کسی انسان کو بھی علم اور عرفان

---

[1] سنسکرت میں گیان کے دو ذریعے مانے جاتے ہیں ایک سمرتی دوسرا انُوبھو۔ جو گیان محض سنسکار یعنی پہلے یا اس موجودہ جنم کے دل پر نقش شدہ اثر سے پیدا ہوتا ہے اُسکو سمرتی کہتے ہیں اور جو گیان بلا کسی سنسکار یا اثر کے خود اپنے تجربہ یا مشاہدہ سے پیدا ہو اُسے انُوبھو کہتے ہیں۔ مترجم

"ایشور کے بنائے ہوئے غیر فانی ویدوں کی سند سب کو ماننی چاہئے۔ کیونکہ اُن

(ذرّوں) وغیرہ تمام عالموں یعنی تمام دھرماتماؤں کپٹ چھل (مکر و فریب) اور عیب سے خالی۔

تمام علوم کو ظاہر و روشن کرنے والے سب علوم کے ماہر اعلیٰ درجہ کے یوگیوں اور برہما وغیرہ تمام

۔خود ویدوں سے جس سے ویدوں اور خود اس کے سند مانا ہے۔ گویا جس طرح سے علم طبیعات (علم طب)

وہ محیطِ کل وغیرہ صفات سے موصوف ایشور سب ۔۔۔ سے سند کیا جاتا ہے یا جس طرح آیُروید (علم

اُس کی سرایت سے خالی نہیں۔ وہ برہم تمام دُنیا کا بنانے والا صاحب قدر ۔۔۔ اسکے علاوہ

والا ہے۔ اُس ایشور کی ذات ستھول (کثیف)، سوکشم (لطیف) اور کارن (مادہ کی حالت

اوّلیں صورت) جسم کے تعلق یا وابستگی سے منزّہ ہے۔ اُس میں ایک ذرہ بھی چھدر (سوراخ) نہیں

کرسکتا (یعنی اس کی ذات یا ماہیت میں ایک ذرہ کو بھی گنجایش یا جگہ نہیں ہے۔ اسلئے وہ کٹ

نہ سکنے کی وجہ سے بے جراحت ہے ۔۔۔ میں نس یا ناڑی کا دخل نہیں ہے اسلئے وہ ہر قسم

کے بندھن (پردے یا رُکاوٹ) سے مبرا ہے۔ وہ ہمیشہ جہالت وغیرہ عیوب سے پاک ہے۔

اُس کی ذات میں پاپ کا نام نہیں اسلئے وہ کبھی پاپ نہیں کرتا۔ وہ علیمِ کُل ہے۔ وہ سب کے

دلوں کا شاہد یا جاننے والا ہے اُس کو سب پر فضیلت ہے۔ نہ اُس کی کوئی علّتِ فاعلی (نمتکارن)

ہے۔ نہ علّتِ مادی (اُپادان کارن) اور نہ علّتِ غیر (سادھارن کارن) وہ سب کا پیدا کرنے والا

(پتا) ہے اور خود کسی سے پیدا نہیں ہوا۔ وہ خود اپنی قدرت سے قایم یعنی قائم بالذات ہے ان صفات

سے موصوف ہستِ مطلق عینِ علم اور عینِ راحت پرماتما ہر کلپ کے شروع میں ہمیشہ اپنی قدیم و ابدی

مخلوقات کے لئے ویدوں کے صحیح و صادق الہام کے ذریعہ سے علم کو ظاہر کرتا ہے یعنی وہ بھگوان

(پرمیشور) ہر مرتبہ جب از سرِ نو پیدایش عالم ہوتی ہے تب مخلوقات کی بہبودی کے لئے دُنیا کے

شروع ہی میں تمام علوم سے معمور ویدوں کا اُپدیش (الہام) کرتا ہے۔" {یجروید ادھیایہ ۴۰ منتر ۸}

اسلئے ویدوں کو کبھی فانی نہ سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ ایشور کا علم ہمیشہ یکساں بنا رہتا ہے۔

جس طرح ویدوں کا غیر فانی ہونا شاستروں کے حوالوں سے ثابت ہے اُسی طرح دلیل سے بھی ثابت ہے

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۲۱) کے اندر سورج کی کرنیں آتی ہوں اُن میں جو ذرے نظر آتے ہیں اُن کو ترسرینو کہتے ہیں۔

یہ مادہ کے اوّل محسوس جزو ہوتے ہیں۔ مترجم

لے ہر ایک شے کی کم از کم تین علتیں ضرور ہوتی ہیں۔ مثلاً گھڑے کی علّت فاعلی کمھار علّتِ مادی مٹی اور باقی

چیزیں مثل آلات (چاک و ڈنڈا وغیرہ) ظرف زمان و مکان و علّتِ غائی وغیرہ سب تیسری علت میں شامل ہیں جس کو

سنسکرت میں سادھارن کارن کہتے ہیں اور جس کا یہاں علّت غیر ترجمہ کیا ہے۔ مترجم

ویدوں کے غیر فانی ہونیکا ثبوت دلائل سے

مثلاً جو نیست ہے وہ ہست نہیں ہو سکتا اور جو ہست ہے وہ نیست نہیں ہو سکتا۔ (یعنی نیستی سے ہستی اور ہستی سے نیستی ہونا ناممکن ہے) جو ہے وہی ہوگا۔ اس منطق سے بھی ویدوں کا غیر فانی ہونا قابل پذیرائی ہے۔ کیونکہ جس کی جڑ نہیں اُس کی شاخیں وغیرہ بھی نہیں ہو سکتیں۔ مثلاً بانجھ کے بیٹے کا بیاہ دیکھنا (ناممکن ہے) کیونکہ اگر بیٹا ہو تو ماں کا عقیمہ ہونا ثابت نہیں ہوتا اور جب لڑکا ہی نہیں تو پھر اُس کا بیاہ ہونا یا دیکھنا کب ممکن ہو سکتا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی غور کرنا چاہئے کہ اگر ایشور میں غیر متناہی علم نہ ہوتا تو وہ کس طرح الہام (اپدیش) کر سکتا اور اگر وہ الہام نہ کرتا تو کسی انسان میں بھی علم کا نشان نہ پایا جاتا۔ کیونکہ کوئی چیز جڑ کے بغیر نہیں اُگ سکتی۔ اس دُنیا میں کوئی شے بھی جڑ یا علت (مُول) کے بغیر پیدا ہوتی نظر نہیں آتی۔ ہر انسان کو وہی بات جس کا اُسے واقعی تجربہ ہوتا ہے یا جس کو وہ موجودہ یا سابقہ جنم میں بھگتتے ہوتا ہے) سُوجھتی یعنی اُس کے دل سے اُبھرتی یا پیدا ہوتی ہے۔ یعنی جس چیز کا بذریعہ علم یا تکنیک (پریکٹس) تجربہ ہو چکتا ہے اُسی کا اثر (سنسکار) یا دائم رہتا ہے اور جس چیز کا اثر (سنسکار) ہوتا ہے وہی حافظہ اور علم میں ہوتا ہے اور اُسی کے بموجب کسی شے کی طرف رغبت یا نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اُس کے خلاف ہرگز نہیں ہوتا پس اگر دُنیا کے شروع میں ایشور کا اپدیش (الہام) اور تعلیم و ہدایت نہ ہوتی تو کسی شخص کو بھی علم کا اُنو بھو[1] نہ ہوتا۔ پھر (اُنو بھو کے بغیر) اُس کا اثر یا خیال (سنسکار) بھی نہ ہوتا اور اثر یا خیال کے بغیر یاد کہاں سے رہتا اور یاد کے بغیر کسی کو ذرا بھی علم نہیں ہو سکتا۔

سوال۔ انسان کو جو طبعاً دنیوی دھندوں سے لگاؤ (پرورتی) ہے اُن سے دُکھ اور سُکھ کا تجربہ ہوتا ہے اور جوں جوں بڑا ہوتا جاتا ہے بتدریج تجربہ بڑھ کر علم ترقی پا جاتا ہے۔ پھر اس بات کے ماننے کی کیا ضرورت ہے کہ ایشور نے ویدوں کو پیدا کیا؟

جواب۔ اس بات کا جواب شافی پیدائش وید کے بیان میں دیا گیا ہے۔ اُس مقام پر ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ جس طرح اب دوسرے سے پڑھنے کے بغیر کوئی شخص عالم نہیں بن جاتا اور نہ اُس کے علم کی ترقی ہوتی ہے اسی طرح ایشور کے الہام (اپدیش) کے بغیر کسی انسان کو بھی علم اور عرفان

[1] سنسکرت میں گیان کے دو ذریعے مانے جاتے ہیں ایک سمرتی دوسرا اُنو بھو۔ جو گیان محض سنسکار یعنی پہلے یا اس موجودہ جنم کے دل پر نقش شدہ اثر سے پیدا ہوتا ہے اُس کو سمرتی کہتے ہیں اور جو گیان بلا کسی سنسکار یا اثر کے خود اپنے تجربہ یا مشاہدہ سے پیدا ہو اُسے اُنو بھو کہتے ہیں۔ مترجم

(گیان) نہ ہوتا۔ اس میں ناتعلیم یافتہ بچے اور جنگلی آدمی کی مثال ہے۔ یعنی اُپدیش (تعلیم و تربیت) کے بغیر بچوں یا جنگلیوں کو علم یا انسان کی زبان کا وقوف نہیں ہوتا۔ پھر علم کے ایجاد کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ اسلئے ویدوں کا علم جو ایشور سے (دُنیا میں) آیا ہے وہ غیر فانی ہے۔ کیونکہ ایشور کی تمام صفات غیر فانی ہیں۔ جو شے غیر فانی ہوتی ہے اُس کا نام صفت اور فعل بھی غیر فانی ہوتا ہے کیونکہ اُن کا جوہر (آدھار) غیر فانی ہے۔ جوہر (اَدھشٹھان) کے بغیر نام صفت اور فعل وغیرہ عرض قیام نہیں پا سکتے۔ کیونکہ یہ ہمیشہ دوسرے کے سہارے رہتے ہیں۔ جو شے غیر فانی نہیں ہوتی اُسکے یہ (عرض) بھی غیر فانی نہیں ہوتے۔ غیر فانی وہی شے ہوتی ہے جس کی پیدایش اور فنا نہ ہو علیحدہ علیحدہ عناصر (بھُوت) یا جوہروں (...) کے اتصال خاص سے پیدایش (اُت پتی) ہوتی ہے۔ اور اُن پیدا شدہ یعنی ذرّوں (یا عناصر) سے مل کر بنے ہوئے وجودوں کا انفصال (ویوگ) یعنی اتصال کا زایل ہو جانا فنا (وناش) ہے۔ (سنسکرت میں) "وناش" نظر نہ آنے یا غیر محسوس ہو جانے کے معنی رکھتا ہے۔ چونکہ ایشور ہمیشہ یکساں رہتا ہے۔ اِس لئے اُسکی ذات میں اِتصال اور انفصال کو دخل نہیں۔ اس بارہ میں کناد مُنی کا ایک سُوتر شاہد ہے۔ "معلول جو علت سے پیدا ہو کر وجود میں آتا ہے اُس کو فانی (اَنِتیہ) کہتے ہیں۔ کیونکہ پیدا ہونے سے پہلے وہ نہ تھا اور جو کسی شے کا معلول نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ حالتِ علت میں قایم رہتا ہے اُس کو غیر فانی (نِتیہ) کہتے ہیں"۔ ویشیشک درشن۔ ادھیایہ۔ پاد ۔ سُوتر ا۔ جو شے اتصال سے پیدا ہوتی ہے وہ ہمیشہ فاعل کی محتاج ہوتی ہے اور اگر فاعل کو بھی اتصال سے پیدا ہوا مانیں تو یہ نتیجہ نکلیگا۔ کہ اُس کا بھی کوئی دوسرا فاعل ہے۔ اس طرح متواتر سلسلہ بندی سے تسلسل[1] لازم آتا ہے جو شے اتصال سے پیدا ہوتی ہے وہ پرکرتی (مادہ کی حالتِ اوّلیں) اور پرمانُو (ذرات) وغیرہ کے اتصال کرنے پر قادر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ چیزیں (پرکرتی اور پرمانُو) لطیف ہیں جو جس سے لطیف ہوتا ہے وہ اُس کا آتما (یعنی اُس میں ساری) ہوتا ہے۔ کیونکہ لطیف شے کثیف شے میں سرایت کر سکتی ہے مثلاً لوہے میں آگ۔ آگ لطیف ہونے کی وجہ سے سخت اور ٹھوس لوہے میں سرایت کر کے اُسکے اجزاء کو جُدا جُدا کر دیتی ہے۔ اور پانی مٹی سے لطیف تر ہونے کے باعث مٹی کے ذرّوں میں سما جاتا ہے اور اُن کو ملا کر پنڈا بنا دیتا ہے۔ یا اُس کے ذرّوں کو الگ الگ بھی

[1] علم منطق کی اصطلاح میں "تسلسل" امور نا متناہی کے مترتب ہونے کو کہتے ہیں اور اصطلاح سنسکرت میں اُس کو "اَن اَوَستھا پتی" یا "اَن اَوَستھا دوش" کہتے ہیں۔ مترجم

کر دیتا ہے۔ پرمیشور اتّصال اور انفصال دونوں سے مبرّا اور مُحیطِ کُل ہے۔ اسی وجہ سے وہ (ذروں) سے دُنیا کو بنانے اور فنا کرنے پر ٹھیک ٹھیک قادر ہے۔ اس کے خلاف نہیں ہو سکتا مثلاً ہم لوگوں کو اتّصال اور انفصال کے قانون کے تابع ہونے کی وجہ سے پرکرتی اور پرمانوں کے اتّصال اور انفصال میں دستِ قدرت حاصل نہیں ہے۔ اگر ایشور بھی اس قانون کے تابع ہوتا تو اُس پر بھی یہی مثال صادق آتی۔ اسکے علاوہ یہ بھی قابل غور ہے کہ جو اتّصال اور انفصال کا مبداء ہوتا ہے وہ خود اُس (اتصال اور انفصال) سے جُدا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ بنفسہٖ اتصال اور انفصال کے آغاز کی علّت اُولیٰ ہوتا ہے۔ اگر کوئی علّتِ اُولےٰ نہ ہووے تو اتصال اور انفصال کا آغاز بھی وقوع میں نہیں آ سکتا۔ پس صفات مذکورۂ بالا سے موصوف اور ہمیشہ غیر متغیر بالذات۔ غیر مولود۔ ازلی و ابدی ستیہ حقیقی۔ ایشور سے ظاہر ہونے اور اُس ایشور کے علم میں ہمیشہ موجود رہنے سے ویدوں کا حق المعانی سے معمور اور غیر فانی ہونا ثابت ہے۔

ویدوں کے غیر فانی ہونیکی بحث ختم ہوئی

مضامین وید پر بحث

ویدکے چار مضمون وید میں[۵۱] چار مضمون ہیں۔ وگیان کانڈ[۱] (معرفت)۔ کرم کانڈ[۲] (عمل)۔ اُپاسنا کانڈ[۳] (عبادت) اور گیان کانڈ[۴] (علم) اِن میں سے پہلا مضمون وِگیان (معرفت) سب سے مقدم ہے۔ کیونکہ اُس میں پرمیشور سے لیکر تنکے تک کل اشیاء کا علم حقیقی شامل ہے اور اس میں بھی ایشور (کی ذات) کا ادراک مقدم ہے کیونکہ تمام ویدوں کا مقصود وہی ہے اور ایشور کی ذات کو کل کائنات پر شرف ہے۔ اس بارہ میں چند حوالے درج کئے جاتے ہیں:۔

یم کہتا ہے کہ "اے نچکیتا! جس پر برہم کی (وصال یعنی موکش کے نام سے مشہور پرم پد[۵۲] (حاصل کرنے کے لایق درجہ اعلیٰ) کو اور عین ذات اور تمام کلفتوں سے مبرّا ایشور کو تمام وید بیان اور تاکید **وگیان کانڈ یا علم الٰہی** وخصوصیت کے ساتھ اُسکے گیان (معرفت) حاصل کرنیکی تعلیم و تلقین کرتے ہیں اور جس کے پانے کے لئے سچا تپ (ریاضت) یعنی دھرم اَنُشٹھان (دھرم کی پابندی) اور جس ایشور کے ملنے کی خواہش سے برہم چرج کیا جاتا ہے (یہاں برہم چرج تمثیلاً آیا ہے دراصل برہم چریہ (حالت طالب علمی)۔ گرہستھ (حالتِ خانہ داری) بان پرستھ (حالتِ صحرا نشینی) اور سنیاس (ترک دُنیا) چاروں آشرم سے مُراد ہے) اور جس برہم کے وصال کی خواہش کرتے ہوئے عالم اُس کا تصور اور اُپدیش (وعظ) کرتے ہیں جو اس قسم کا پد (حاصل کرنے کے لایق پرمیشور) ہے اُس کو میں تجھے اختصار کے ساتھ بتاتا ہوں کہ وہ اوم ہے"{کٹھ اُپنشد۔ ولّی ۲ منتر ۱۵}

"اُس پرمیشور کا واچک (یعنی اُس کی ذات کو ظاہر کرنے والا لفظ) پرنو یا اوم ہے۔ گویا پرنو یا اوم اُس کی ذات کو بتانے والا لفظ ہے اور اُس لفظ کا مشارٌ الیہ ایشور ہے"{یوگ شاستر۔ ادھیائے ۱۔ پاد ۱۔ سوتر ۲۷}

"اوم اور کھم برہم کے نام ہیں" {یجروید۔ ادھیائے ۴۰}

"اوم برہم کو کہتے ہیں" {تیتریہ ارنیک پرپاٹھک ۷۔ انوواک ۸}

"ویدوں میں دو علم ہیں ایک اَپرا (دُنیوی) اور دوسرا پَرا (علم الٰہی) جس کے ذریعہ سے مٹی اور

---

۵۱ رگوید میں خصوصیت سے گیان کانڈ کا یجروید میں کرم کانڈ کا سام وید میں اُپاسنا کانڈ کا اور اتھروید میں وگیان کانڈ کا بیان ہے۔ یہ مُراد نہیں ہے کہ رگوید میں محض گیان کانڈ ہی۔ کرم یا اُپاسنا کانڈ نہیں یا یجروید میں صرف کرم کانڈ ہے اُپاسنا گیان اور وگیان کانڈ نہیں بلکہ ہر وید میں سب ہی مضمون ہیں مگر اُن میں سب سے زیادہ مقدم وہی مضمون ہے جو اس سے خصوصیت رکھتا ہے اور باقی مضامین صرف ضمنی ہوتے ہیں۔ مترجم

۵۲ پد کے مصدری معنی حاصل کرنیکے لایق چیز کے ہیں کیونکہ سنسکرت میں پد مصدر بمعنی حاصل کرنا آتا ہے۔ مترجم

گیا اس سے لے کر پرکرتی (مادہ کی حالتِ اولیں) تک کُل موجودات کا علم اور اُس علم سے مُناسب فائدہ یا فیض حاصل کیا جاتا ہے اُس کو اپرا (دُنیوی) علم کہتے ہیں اور جس سے غیر محسوس وغیرہ صفات سے موصوف قادرِ مطلق برہم کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اُس کو پَرا (علم الٰہی) کہتے ہیں۔ اپرا سے پرا نہایت اعلیٰ ہے۔" {مُنڈک اُپنشد مُنڈک ۱۔ کھنڈا۔ منتر ۵ و ۶}

اس مضمون کے متعلق اور بھی حوالے ہیں مثلاً

"جس مُحیطِ کُل ایشور کی ذات عین راحت اور تمام عمدہ تدابیر و وسائل سے حاصل کرنے کے لایق موکش کو عالم ہمیشہ ہر زمانہ میں دیکھتے یا پہچانتے ہیں وہ ایشور سب جگہ محیط و بسیط ہے اور مکان و زمان اور اشیاء کی گرفت یا احاطہ سے باہر ہے اور چونکہ وہ برہم مطلق محیطِ کُل ہے اسلئے وہ سب کو سب جگہ حاصل ہے جس طرح سورج کی روشنی میں آنکھ کی حدِ نگاہ بے انتہا درجہ تک پھیلتی ہے۔ اسی طرح وہ حاصل کرنے کے لایق برہم سب جگہ موجود ہے موکش سب چیزوں سے اعلیٰ و افضل ہے اسلئے عالم اُسی کو دیکھنے اور حاصل کرنے کی خواہش کرتے ہیں۔"

{رگ وید۔ اشٹک ۱۔ ادھیائے ۲۔ ورگ ۷۔ منتر ۵}

پس وید خصوصیت کے ساتھ اُس ایشور کو ہی بیان کرتے ہیں۔ اِس مضمون پر ویاس جی نے بھی ایک سُوتر میں فرمایا ہے کہ:-

"وید کے ہر جملہ میں برابر اُسی برہم کا بیان موجود ہے۔ کہیں صراحت کے ساتھ اور کہیں پرم پرا (کنایہ یا سلسلہ مضمون) سے۔" {ویدانت درشن۔ ادھیائے ۱۔ پاد ۱۔ سُوتر ۴}۔

گیان کانڈ کی دیگر مضامین پر سبقت

اِسلئے ویدوں کا مقدم مضمون برہم ہی ہے چنانچہ اس بارہ میں یجروید کا بھی حوالہ ہے۔ "جس پرم برہم سے اعلیٰ یا بزرگ (اُتم) کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ جو پرجا یعنی مخلوقات (پرجا) کا پرورش کرنے والا ہے اور تمام دنیاؤں (لوکوں) پر محیط یا اُن میں سمایا ہوا ہے۔ جو تمام جانداروں کو نہایت سُکھ دیتا ہوا تجلّی بخشِ عالم۔ آگ۔ سورج اور بجلی تین روشنیوں کو اس مخلوقات (سرشٹی) کے ساتھ وابستہ و پیوستہ کرتا ہے وہ ایشور شوڈشی یعنی ۱۶[1] کلاؤں (صنعتوں)

---

[1] سولہ کلائیں یا صنایع ایزدی یہ ہیں:- ایکشن[1] (فکر و خیالِ راست) پران[2] (رگوں کی وہ مختلف قوتیں جو جسم کے اندر مختلف حرکات و افعال کو انجام دیتی ہیں) شردھا[3] (سچائی پر یقین و اعتقاد) آکاش[4] (عنصرِ اولین جس کو انگریزی میں ایتھر کہتے ہیں) وایو[5] (ہوا) اگنی[6] (آگ یا حرارت)۔ جل[7] (پانی)۔ پرتھوی[8] (زمین یا مٹی)۔ اندریہ[9] (قوائے احساس)۔ من[10] (دل یا آلۂ علم و عقل) انّ[11] (اناج یا کھانے کی چیزیں) ویریہ[12] (منی یا قوت و حوصلہ) تپ[13] (دھرم کی پابندی نیک چلن وغیرہ) منتر[14] (علم یعنی وید) کرم[15] (فعل یا جملہ حرکات) نام[16] (محسوس و غیر محسوس ہر شے کا نام یا اصطلاح) "دیکھو پرشن اُپنشد پرشن ۶"۔ مُترجم۔

کا مالک ہے۔ کیونکہ دُنیا میں جو سولہ کلائیں یا صنعتیں پیدا کی گئی ہیں وہ اُسی ایشور کی ایجاد ہیں۔"

{یجروید- ادھیائے ۸- منتر ۳۶}

پس وہ ایشور ہی وید کا لُبّ لُباب ہے۔ مانڈوکیہ اُپ نشد میں کہا ہے کہ:-

"جس کا نام اوم ہے وہ لا زوال ہے۔ اُس کو کبھی فنا نہیں۔ وہ تمام ساکن و مُتحرک کائنات میں سمایا ہُوا ہے اُس کو برہم جاننا چاہیئے۔ تمام ویدوں اور شاستروں اور اِس تمام کائنات میں اُسی کا ظہور اور اُسی کا ذکر مذکور ہے۔" {مانڈوکیہ اُپ نشد منتر ۱۱}

اِسلئے یہ ماننا چاہیئے کہ ویدوں کا مقصود مقدم ایشور ہے۔ علاوہ ازیں مقدم (پردھان) کے مقابلہ میں غیر مقدم (اپردھان) کو لینا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ دیاکرن مہابھاشیہ میں کہا ہے کہ "جہاں مُقدم و غیر مقدم دونوں ہوں وہاں مقدم سے مراد سمجھنی چاہیئے۔" اِس لئے تمام ویدوں کا مقدم مضمون ایشور ماننا واجب ہے (ویدوں کے) تمام اُپدیش (تعلیم یا ہدایت) کا مقصد ایشور کو حاصل کرانا ہے۔ اسلئے ہر انسان پر اُس ایشور کے اُپدیش (الہام یا ہدایت) سے تینوں یعنی کرم (عمل)۔ اُپاسنا (عبادت) اور گیان (علم) کو حاصل اور اُن کی پابندی (انشٹھان) کرنا لازم ہے تاکہ پرمارتھک سدھی (اعلیٰ مقصد انسانی میں کامیابی) اور ویوہارک سدھی (دُنیوی منفعت یعنی ہر شے سے مُناسب فیض اور فائدہ) بخوبی حاصل ہو سکے۔

۲- کرم کانڈ یا عمل وید کا دوسرا مضمون کرم کانڈ (ہدایت عمل) ہے۔ اِس مضمون کا سراسر فعل سے تعلق ہے۔ اسکے بغیر تحصیل علم اور گیان (معرفت) بھی مکمل نہیں ہوتے۔ وجہ یہ کہ باہیہ (عملی یا خارجی) اور آنتر (ذہنی یا باطنی) معاملات کا باہمی ایک دوسرے سے تعلق ہے فعل کئی قسم کے ہیں۔ مگر اُن کی بڑی تقسیم دو طرح پر ہے۔

(۱) اعلیٰ مقصد انسانی کے حاصل کرنے کے لئے یعنی ایشور کی سُتتی (حمد و ثنا) پرارتھنا (مناجات و دعا) اور اُپاسنا (عبادت) کرنا۔ اُسکے حکم پر چلنا۔ دھرم کا پابند رہنا اور گیان (معرفت) سے موکش (نجات) کی تدبیر میں مشغول ہونا۔

(۲) کاروبار دنیوی کے سرانجام کے لئے یعنی دھرم کے ساتھ دولت (ارتھ) اور مراد (کام) حاصل کرنے کے لئے کوشش کرنا۔

فعل کی تقسیم بلحاظ نشکام و سکام مارگ جو فعل یا عمل محض ایشور کے ملنے کی نیت سے کیا جاتا ہے وہ نیک نتیجہ والا نشکام[1]

[1] اگرچہ نشکام کے لفظی معنی بے خواہش ہیں مگر مجازاً اُس سے وہ اعمال نیک مراد لئے جاتے ہیں (دیکھو حاشیہ صفحہ ۳۱)

(بیغرض) فعل نامزد کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اُس میں بے انتہا سکھ ہوتا ہے اور جو فعل دولت اور مراد کے حصول کے لئے دنیوی سکھ ملنے کی نیت سے کیا جاتا ہے وہ فعل دوسرے درجہ پر ہے اور سکام (غرض آلودہ) کہلاتا ہے۔ کیونکہ اُس کے پھل (ثمرہ) میں جینے اور مرنے کا دُکھ بھوگنا پڑتا ہے۔ اگنی ہوتر سے لیکر اشومیدھ تک جس قدر یگیہ ہوتے ہیں اُن میں خوشبودار۔ شیریں۔ مقوی اور دافع مرض وغیرہ گنوں والی با قاعدہ سنسکار (صاف) کی ہوئی چیزوں کا آگ کے اندر ہوم کیا جاتا ہے۔ اُس سے ہوا اور بارش کا پانی پاک صاف ہو جاتا ہے اور تمام دنیا کو سکھ پہنچتا ہے۔ کھانا۔ پہننا۔ سواری۔ کلیں۔ صنعتیں اور اوزار جو بغرض سرانجام اصول مجلسی استعمال کئے جاتے ہیں وہ زیادہ تر اپنے ہی ذاتی یا اُن کے لئے ہیں۔ اس بارہ میں پُورو میمانسا کا حوالہ درج کیا جاتا ہے۔ (دیکھو پُورو میمانسا۔ ادھیائے ۴۔ پاد ۳۔ سوتر ۱ و ۸)

یگیہ کا بیان

" (فراہمی) اشیا (درویہ)۔ صفائی (سنسکار) اور عمل (کرم)۔ یگیہ کرنے والے کے یہ تین فرض ہیں۔ اشیا یعنی مذکورہ بالا چار قسم کی خوشبودار وغیرہ گنوں والی چیزیں لیکر اور اُن کو باہم ملا کر عمدہ سے عمدہ گُن پیدا کرنے کے لئے اُن کا سنسکار (صفائی) کرنا چاہیئے۔ مثلاً جب دال وغیرہ کو عمدہ بنانے (سنسکار) کے لئے چمچہ میں خوشبودار گھی ڈال آگ میں تپا ذرا دھواں سا اُٹھنے پر اُس سے دال وغیرہ بگھار کر دیگچی کا منہ بند کر چمچہ بجاتے ہیں۔ اُس وقت جو مذکورہ بالا دھوئیں کے شکل کی بھاپ اُٹھتی ہے۔ وہ خوشبودار سیال ہو کر تمام دال کے اندر سما جاتی ہے اور اُسے خوشبودار بنا دیتی ہے اور اُس سے دال مقوی اور لذیذ بن جاتی ہے اسی طرح یگیہ (ہون) سے جو بھاپ پیدا ہوتی ہے وہ ہوا اور بارش کے پانی کو سب قسم کی خرابیوں سے پاک اور صاف کر کے تمام دنیا کو سکھ پہنچاتی ہے"۔ اسی وجہ سے کہا ہے کہ :-

"جب یگیہ میں مذکورہ بالا طریق سے کوئی عالم صاف کی ہوئی چیزوں کا آگ کے اندر ہوم کرتا ہے تو اُس سے مجمع انسانی کو بڑا سکھ پہنچتا ہے"۔ {ایتریہ براہمن پنچکا ۱۔ کنڈکا ۲}

یگیہ سے ہمیشہ دوسروں کو فائدہ پہنچانا مقصود ہوتا ہے۔ اسلئے (یگیہ کے) نتیجے اور فوائد بھی مشہور ہیں کہ وہ ہر قسم کی بُرائی یا خرابی کو دور کرتا ہے۔ ہوم کرنیکی چیزوں کی صفائی اور ہوم کرنے والوں کی قابلیت یگیہ کے ارکان میں شمار کرنے چاہئیں۔ اس طرح یگیہ کرنے سے دھرم حاصل ہوتا ہے نہ

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۳۰) جو کسی دنیوی منفعت کے لئے نہ کئے جاویں بلکہ بے غرض ہو کر صرف اس خیال سے کئے جاویں کہ اُن کا کرنا ہمارا فرض ہے۔ ایسے ہی اعمال کا نتیجہ موکش ہوتی ہے۔ مترجم

کہ اسکے برعکس کرنے سے۔

اس بارہ میں حسب ذیل حوالے درج کئے جاتے ہیں:۔

ہون کے فواید "حرارت سے بخارات (دُھوم) پیدا ہوتے ہیں (جس وقت آگ درختوں (ورکش)، پودوں (اوشدھی)[1]، بڑے درختوں (بنسپتی)[2]، اور پانی وغیرہ چیزوں میں داخل ہوکر اُن کے اجزا کو الگ الگ کردیتی ہے اور اُن کے رس کو اُڑا دیتی ہے تو وہ رس ہلکا ہوکر ہوا کے ذریعہ سے اوپر آکاش میں چڑھ جاتا ہے۔ جب کسی چیز کو آگ میں جلاتے ہیں تو اُس میں جس قدر پانی کا جزو ہوتا ہے اُس کو بھاپ کہتے ہیں۔ اور خشک اور زُود کھا دُھواں ہی کا جزو ہوتا ہے۔ اور ان دونوں جُزوں کے مرکب کو دھوم کہتے ہیں۔ بخارات کے اوپر چڑھنے سے آکاش میں پانی کا ذخیرہ ہو جاتا ہے۔ اُس سے ابر یا بادل پیدا ہوتے ہیں اور اُن ہوائی بادلوں سے بارش ہوتی ہے اسلئے "گویا حرارت ہی سے جَو وغیرہ پودے پیدا ہوتے ہیں اور اُن پودوں سے اناج نکلتا ہے اور اناج سے منی بنتی ہے اور منی سے جسم بنتے ہیں۔" {شت پتھ برہمن کانڈ ۵۔ ادھیائے ۳}

اسی مضمون پر تیتریہ اُپ نشد میں بھی کہا ہے کہ:۔

"اس پرماتما نے آکاش کو بنایا۔ آکاش سے ہوا۔ ہوا سے آگ۔ آگ سے پانی۔ پانی سے زمین۔ زمین سے پودے۔ پودوں سے اناج۔ اناج سے منی اور منی سے انسان کا جسم بنتا ہے۔ اسلئے یہ جسم انسانی اناج کے رس سے بنا ہوا ہے۔" {تیتریہ اُپ نشد۔ آنند ولی۔ انوواک ۱}

"ایشور نے اپنے علم کامل سے اناج کو مقدم بنایا۔ اَن (اناج) کو برہم (بڑا) سمجھو۔ اناج سے یہ تمام اجسام پیدا ہوتے ہیں اور پیدا ہوکر اناج ہی سے زندہ رہتے ہیں۔ اور مرکر پھر اُن[3] ہی میں ملجاتے ہیں۔" {تیتریہ اُپ نشد بھرگو۔ ولی۔ انوواک ۲}

اَن کا نام یہاں برہم (بڑا) کہا ہے۔ کیونکہ وہی زندگی کا بڑا سہارا ہے۔ عمدہ صاف اناج پانی اور ہوا وغیرہ ہی سے جاندار سُکھ کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں۔ اُن کے بغیر کوئی نہیں جی سکتا

---

[1] سنسکرت کے علم نباتات میں اوشدھی اُن پودوں کا نام ہے جو ایک ہی سال کے اندر ایک بار پھل آکر سوکھ جاتے ہیں۔ مترجم

[2] اُن بڑے بڑے درختوں کو جن میں بلا شگوفہ پھل آتا ہے۔ سنسکرت کے علم نباتات میں بنسپتی کہتے ہیں۔ مترجم

[3] اَن ناش ہونے والی اشیا کو کہتے ہیں۔ اسلئے اس سے مٹی وغیرہ فانی اشیا مراد ہیں۔ مترجم

قدرتی اور مصنوعی یگیہ

یہ قانون (صفائی) دو طرح پر قائم ہے۔ اول ایشور کا کیا ہوا یا قدرتی۔ اور دوم انسان کا کیا ہوا یا مصنوعی۔ ایشور نے پُرحرارت سورج کو بنایا ہے[1]۔ اور نیز پھول وغیرہ خوشبودار چیزیں پیدا کی ہیں سورج تمام دُنیا سے رسوں کو برابر کھینچتا رہتا ہے (جن ذروں کو سورج اپنی کرنوں سے کھینچتا ہے) اُن میں خوشبودار اور بدبودار دونوں قسم کے ذرے ملے رہنے کی وجہ سے (کرۂ ہوائی کا) پانی اور ہوا بھی اچھے اور بُرے گنوں (تاثیرات) کی آمیزش سے متوسط گُن والے ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ان میں خوشبو اور بدبو کی آمیزش قائم رہتی ہے۔ پھر اُس پانی کی بارش سے جو بوٹے اور اناج اور اُن سے مَنی اور جسم بنتے ہیں وہ بھی اوسط درجہ کے ہوتے ہیں اور اُن چیزوں کے اوسط درجہ ہونے سے قوت عقل۔ شجاعت۔ حوصلہ۔ استقلال اور دلیری وغیرہ صفات بھی اوسط درجہ کی پیدا ہوتی ہیں۔ کیونکہ جیسی جس کی علت ہوتی ہے ویسا ہی اُس کا معلول بھی ہوتا ہے۔ چونکہ بدبو وغیرہ تمام خرابیاں انسان سے صادر ہوتی ہیں۔ اسلئے اُس میں ایشور کے نظام قدرت کا کچھ قصور نہیں۔ اور جب ان خرابیوں کا باعث انسان ہے تو اُن کا دفع کرنا بھی اُسی کا فرض ہے جس طرح ایشور کا حکم ہے کہ ہمیشہ سچ ہی بولنا چاہیئے۔ نہ کہ جھوٹ اور جو شخص اُس حکم کے خلاف عمل کرتا ہے وہ پاپی ہوتا ہے۔ اور ایشور کی آئین سے اُس کی سزا میں دُکھ پاتا ہے۔ اسی طرح ایشور نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ یگیہ کرنا چاہیئے۔ اسلئے جو شخص اس حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ وہ بھی پاپی ہو کر دکھ پاتا ہے

یگیہ ذکرنا پاپ ہے

یگیہ سب کو سُکھ اور فائدہ پہنچانے والی چیز ہے۔ جب کسی جگہ انسان وغیرہ جانداروں کا ہجوم کثیر ہوتا ہے وہاں بدبو بھی کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔ مگر اس میں ایشور کا نظام قدرت باعث نہیں ہے۔ بلکہ انسان وغیرہ جانداروں کے ہجوم کی وجہ سے بدبو پیدا ہوتی ہے اور چونکہ ہاتھی وغیرہ جانوروں کو انسان ہمیشہ اپنے ذاتی آرام کے لئے جمع کرتا ہے اسلئے اُن سے جو سخت بدبو پیدا ہوتی ہے اُس کا باعث صرف انسان کا ذاتی آرام ہے۔ اس طرح وہ تمام بدبو جو ہوا اور بارش کے پانی کو خراب کرتی ہے صرف انسان کی بدولت پیدا ہوتی ہے۔ اسلئے اُس کو دفع کرنا بھی اُسی کا فرض ہے۔

کل مخلوقات میں انسان ہی فائدے نقصان یا بھلے بُرے کو سمجھنے والا ہے۔ (سنسکرت میں انسان کو منُشیہ کہتے ہیں) منُشیہ مَن سے بنتا ہے جس کے معنی عقل و تمیز (وچار) ہیں اسلئے عقل و تمیز ہی سے انسانیت پیدا ہوتی ہے۔ پرمیشور نے کل جسم والے جانداروں میں انسان ہی

[1] چنانچہ شت پتھ براہمن میں کہا ہے کہ समापो हि स्त्रीयज्ञं दिवि ।१४।२।१।१०॥ یعنی یہ سورج آکاش کے اندر یگیہ ہے۔ مترجم

یگیہ کرنا انسان کا فرض ہے۔

کو صاحبِ عقل و تمیز اور حصول معرفت کے لایق بنایا ہے اور انسان کے جسم میں روزِ ... کی ترتیب خاص (سنیوگ وِشیش) سے ایسی حکمت کے ساتھ اعضاء بنائے ہیں کہ وہ حصولِ علم و معرفت کے لئے عین موزون ہیں۔ اسلئے دَھرم اَدھرم (نیکی بدی) کا علم حاصل کرنا اور اُس پر عمل کرنا یا نہ کرنا بھی خاص انسان کی ذات سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ کسی دوسرے سے اسلئے انسان کو سب کے فائدے اور بہبودی کے لئے یگیہ کرنا چاہیئے۔

سوال۔ کستوری وغیرہ خوشبودار چیزوں کو آگ میں ڈال کر ناش کرنے سے یگیہ کس طرح فائدہ مند یا فیض رساں ہو سکتی ہے اِس سے تو یہ عمدہ نعمتیں کسی کو کھلادی جاویں یا دان (خیرات) کر دی جاویں تو ہوم سے بھی زیادہ پھل ہو۔ پھر یگیہ کیوں کریں؟

یگیہ کرنے سے سامان ہوم کا نقصان نہیں ہوتا۔

جواب۔ کوئی چیز [illegible] کُل معدوم نہیں ہوتی۔ وِناش (فنا) سے یہی مُراد ہے کہ کوئی شے محسوس ہو کر پھر محسوس نہ رہے۔

سوال۔ آپ احساس یا علم (درشن) کے قسم کا مانتے ہیں؟

جواب۔ آٹھ قسم کا۔

سوال۔ اُن کی تفصیل بیان کیجئے؟

جواب۔ گوتم آچاریہ کے مطابق ہم پرتیکش[1]۔ اَنُومان[2]۔ اُپمان[3]۔ شبد[4]۔ اَیتیہیہ[5]۔ اَرتھاپتی[6]۔ سمبھو۔ ابھاؤ۔ آٹھ پرمان (دلائل) مانتے ہیں۔ ان میں سے "قواء احساس (اِندریوں) کا محسوسات (اَرتھ) کے ساتھ تعلق ہونے سے جو سچا یا واقعی اور شک و شبہ سے خالی علم حاصل ہوتا ہے اُس کو پرتیکش (علم الیقین عین الیقین اور حق الیقین) کہتے ہیں۔"

{نیائے شاستر۔ ادھیائے ۱۔ آہنِک ۱۔ سوتر ۴}

مثال۔ جیسے قریب سے دیکھنے پر عین الیقین ہو جانا کہ یہ انسان ہی ہے کوئی دوسری چیز نہیں "صفت یا اشارہ کے ذریعہ سے موصوف یا مشارٌ الیہ کا علم ہو جانا اَنُومان (قیاس) کہلاتا ہے۔"

{ایضاً۔ سوتر ۵}

مثال۔ جیسے بیٹے کو دیکھ کر باپ کا قیاس کرنا۔

"تشابہ یا مشابہت سے جو علم ہوتا ہے اُس کو اُپمان (نظیر یا مثال) کہتے ہیں" {ایضاً سوتر ۶}

مثال۔ جیسا دیودت ہے ویسا ہی یگیہ دت بھی ہے۔ یہاں صورت یا سیرت کی مُشابہت سے مراد ہے۔

"جس سے محسوس و معلوم یا غیر محسوس و غیر معلوم مطالب کا بیان کیا جاوے یا علم کرایا جاوے اُس کو

شبد (قولِ معتبر) کہتے ہیں"۔ {ایضاً سوتر ۷}

مثلاً یہ قول کہ گیان (معرفت) سے موکش (نجات) ہوتی ہے۔

" اَیتیہیہ (یعنی شعار عالموں کے کلام۔ قول یا تحریر کو کہتے ہیں (مثلاً) دیوتاؤں (عالموں) اور اسُروں (جاہلوں) میں لڑائی ہوئی تھی۔ وغیرہ۔ جو بات (متکلم) کے الفاظ یا منشا سے ٹپکتی ہو۔ اُس کو ارتھاپتی کہتے ہیں (مثلاً کسی نے کہا کہ جب بادل ہوتے ہیں تب مینہ برستا ہے تو اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ جب بادل نہیں ہوتے تب مینہ نہیں برستا)۔ جس صورت سے یا جس صورت میں کوئی بات ممکن ہو اُس کو سمبھو کہتے ہیں (مثلاً کسی نے کہا کہ ماں باپ سے اولاد ہوتی ہے تو یہ بات سمبھو (ممکن) ہے لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ کُمبھ کرن کی مو[illegible] کے بال چار کوس لمبے او[illegible] گھڑے رہتے تھے اور سولہ کوس اونچی ناک تھی تو یہ اسمبھو (نا[illegible]ن) ہونے کی وجہ سے سراسر جھوٹ ہے) ابھاؤ (کسی چیز کے ایک جگہ نہ ہونے مگر دوسری جگہ ہونے[illegible] کہتے ہیں) {مثلاً کوئی کہے کہ گھڑا لاؤ تو اُس جگہ گھڑا نہ دیکھ کر گویا وہاں گھڑے کا ابھاؤ خیال کر کے یعنی یہ سمجھ کر کہ یہاں گھڑا نہیں ہے جہاں گھڑا موجود ہو وہاں سے گھڑا لایا جاتا ہے}" {نیائے درشن۔ ادھیائے ۲۔ آہنک ۲۔ سوتر ۱}

" اَیتیہیہ کو شبد میں اور ارتھاپتی۔ سمبھو اور ابھاؤ کو انومان میں مانا جاوے تو چار ہی پرمان رہ جاتے ہیں"۔ {ایضاً سوتر ۲}

یہ پرتیکش وغیرہ کی مختصر تعریف لکھی گئی۔ ہم آٹھ قسم کے علم یا احساس کو مانتے ہیں۔ سچ تو یوں ہے کہ ان کے ماننے بغیر کسی کو چارہ نہیں کیونکہ تمام کاروبار کا سرانجام اور مقصدِ اعلیٰ (پرمارتھ) کا حصول انہیں سے ہوتا ہے۔

غیر محسوس ہو جانے سے کوئی چیز کھوئی نہیں جاتی

اگر کوئی شخص مٹی کے ڈھیلے کو خوب باریک پیس کر تیز و تند ہوا کے اندر ہاتھ کے پورے زور سے آکاش کی طرف پھینکے تو اُس وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ مٹی معدوم ہو گئی۔ کیونکہ آنکھ سے نظر نہیں آتی۔ (سنسکرت میں) "نش नश" مصدر دکھائی نہ دینے کے معنی رکھتا ہے۔ "نش" سے علامت "گھین घञ" ایزاد کرکے لفظ "ناش नाश" بنتا ہے۔ اِس لئے حواس ظاہری سے غیر محسوس ہونے ہی کو "ناش" کہتے ہیں۔ چنانچہ جس وقت ذرے (پرمانو) جدا جدا ہو جاتے ہیں اُس وقت وہ آنکھ سے نظر نہیں آتے۔ کیونکہ وہ قوائے احساس کے احاطہ سے باہر نکل جاتے ہیں۔ مگر جب وہی ذرے مل کر حالتِ کثیف میں آتے ہیں تب وہ نظر آنے لگتے ہیں کیونکہ کثیف حالت میں ہر شئے قوائے احساس سے محسوس ہو سکتی ہے۔ جزو لایتجزیٰ کو اصطلاح میں پرمانو

(ذرہ) کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ ایسے جزو اصغر ہوتے ہیں۔ کہ جن کی آگے تقسیم نہیں ہوسکتی وہ قوتِ احساس کے احاطہ سے باہر ہوتے ہیں اور آکاش میں موجود رہتے ہیں۔

اِسی طرح جو شے آگ میں ڈالی جاتی ہے۔ اُس کے اجزاء جُدا جُدا ہو کر دور دور مقام پر پہنچ جاتے ہیں مگر وہ معدوم ہرگز نہیں ہوتے۔ بدبو وغیرہ خرابیوں کو دور کرنے والی جو خوشبودار چیزیں ہوتی ہیں اُن کا آگ میں ہوم کرنے سے ہوا اور بارش کے پانی کی صفائی ہوتی ہے۔ اور اُن کے صاف اور پاک ہونے سے دُنیا کا بڑا بھاری فائدہ اور بہبودی ہوتی ہے۔ اسلئے یگیہ ضرور کرنا چاہیئے۔

سوال۔ اگر یگیہ کرنے سے یہی غرض ہے کہ ہوا اور بارش کا پانی صاف ہو جاوے تو یہ بات گھروں میں (عطر وغیرہ) خوشبودار چیزوں کے رکھنے سے بھی حاصل ہوسکتی ہے۔ پھر اتنے جھگڑے سے کیا فائدہ؟

عطر وغیرہ خوشبوؤں سے ہون کا کام نہیں دے سکتیں

جواب۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ ایسا کرنے سے خراب ہوا ہلکی ہو کر آکاش میں نہیں چڑھتی۔ کیونکہ اُس سے نہ ہوا کے جزو الگ الگ ہوتے ہیں اور نہ وہ ہلکی ہوتی ہے اور جب تک وہ (کثیف) ہوا قائم رہتی ہے باہر کی ہوا اُس کی جگہ دخل نہیں پاسکتی۔ کیونکہ اُسکے سمانے کی گنجایش نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں اس صورت میں خوشبودار اور بدبودار دونوں ہواؤں کے ملے ہوئے موجود رہنے سے صحت و تندرستی وغیرہ عمدہ نتائج کا پیدا ہونا ناممکن ہے۔ مگر جب گھر میں آگ کے اندر خوشبودار وغیرہ چیزوں کا ہوم کرتے ہیں تو حرارت کے ذریعہ سے اول (کثیف) ہوا کے جزو الگ الگ اور لطیف ہو کر اوپر آکاش میں چڑھ جاتے ہیں اور جب خراب ہوا نکل جاتی ہے تو وہاں خلا ہو جانے سے چاروں طرف کی صاف ہوا اُس کی جگہ آگھیرتی ہے اور تمام گھر کے آکاش میں بھر جاتی ہے اور اس سے حفظانِ صحت و تندرستی وغیرہ عمدہ نتیجے حاصل ہوتے ہیں۔ ہوم کرنے سے جو خوشبودار چیزوں کے ذروں سے ملی ہوئی ہوا اوپر چڑھتی ہے۔ وہ بارش کے پانی کو پاک صاف کرتی ہے اور اُس سے بارش بھی زیادہ ہوتی ہے۔ پھر اُسکے ذریعہ سے پودے وغیرہ بھی نوبت بنوبت عمدہ اور بے روگ ہو کر دنیا میں بالیقین بڑے بھاری سُکھ کو بڑھاتے ہیں۔ آگ کے تعلق کے بغیر محض خوشبودار (عطر وغیرہ) کی ہوا (یا مہک) سے یہ بات ہرگز نہیں ہوسکتی۔ اسلئے یقین جاننا چاہیئے کہ ہوم کرنا ہی عمدہ ہے۔

ہون کی ہوئی چیز کے معدوم نہ ہونیکا ایک اور ثبوت

اور دیکھیئے جب کوئی شخص کہیں دور مقام پر آگ کے اندر خوشبودار چیزوں کا ہوم کرتا ہے تو اُس کی مہک سے بسی ہوئی ہوا اُس مقام سے دور دور کے لوگوں کی ناک میں پہنچتی ہے جس سے وہ جھٹ جان لیتے ہیں کہ یہاں خوشبو آتی ہے۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے

کہ ہوا کے ساتھ خوشبودار اور بدبودار ذرّے (ذرّہ یہ بھی اُڑتے پھرتے ہیں۔ مگر جب کوئی شخص (اُس مقام سے) بہت دور چلا جاتا ہے تو پھر اُس کی ناک میں خوشبو نہیں آتی۔ اُس وقت معمولی عقل (بال بُدّھی) کے انسان کو یہ وہم ہوتا ہے کہ اب خوشبو نہیں رہی۔ حالانکہ بات یہ ہوتی ہے کہ اُس ہوم کی ہوئی چیز کے ذرّے جُدا جُدا ہو کر ہوا میں مِل جاتے ہیں۔ اور خوشبودار چیزوں سے دور ہو جانے کی وجہ سے اُس کا علم یا احساس نہیں ہوتا! اسکے علاوہ ہوم کرنے کے اور بھی بڑے بڑے فائدے ہیں جن کو عقلمند لوگ غور سے سوچنے پر خود معلوم کر سکتے ہیں۔

سوال۔ اگر ہوم کرنے سے یہی فائدہ ہے تو وہ صرف ہوم کر لینے سے حاصل ہو سکتا ہے پھر ہوم میں وید کے منتر کیوں پڑھتے ہیں ؟

جواب۔ اِس کا کچھ اَور ہی مطلب ہے۔

سوال۔ وہ کیا ؟

جواب۔ جس طرح ہاتھ سے ہوم کرتے ہیں آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ جلد سے چھوتے ہیں۔ اُسی طرح زبان سے بھی وید منتر پڑھتے ہیں اور اُنکے ذریعہ سے ایشور کی سُتتی (حمد و ثنا) پرارتھنا (مناجات و دعا) اور اُپاسنا (عبادت) کرتے ہیں۔ اُن سے اس بات کا بھی علم ہوتا ہے کہ ہوم کرنے سے کیا فائدہ ہے ؟ اور بار بار منتروں کا ورد ہونے سے وہ حفظ بھی رہتے ہیں اور ساتھ ہی وجوب ایشور کا خیال رہتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ ہدایت بھی ہے کہ سب کاموں کے شروع میں ایشور کی پرارتھنا ضرور کرنی چاہیئے پس یگیہ میں وید منتروں کے پڑھنے سے سراسر ایشور کی پرارتھنا ہوتی ہے۔

(حاشیہ: ہوم میں وید کے منتر پڑھنے کا فائدہ)

سوال۔ اگر وید کے منتر پڑھنے کی بجائے کسی اور عبارت کو اُس جگہ پڑھیں تو اُسمیں کیا عیب ہے ؟

جواب۔ اگر کسی اور عبارت کو پڑھا جاوے تو اُس سے یہ مطلب حاصل نہیں ہوتا کیونکہ اُس صورت میں ایشور کے الہامی کلام سے محرومی اور مُطلق و بیمثال راستی سے جُدائی ہوتی ہے۔ واضح ہو کہ جہاں کہیں کچھ بھی سچائی پائی جاتی ہے وہ سب وید ہی سے نکلی ہے۔ اور جس قدر جھوٹ ہے وہ سب ایشور کے کلام سے خارج اور وید سے باہر ہے۔ اسی لئے منوسمرتی میں کہا ہے کہ

"اے پربھو (منو)! تمام علوم کو بیان کرنے والے۔ دقیق۔ احاطہ تصوّر سے باہر۔ بے پایاں اور غیر متناہی ویدوں (سویمبھو) کے اصلی اور حقیقی معانی کو سمجھنے والے آپ ایک ہی ہیں۔"

{منوسمرتی۔ ادھیائے ا۔ اشلوک ۳}

"چاروں ورن تینوں لوک جُدا جُدا چاروں آشرم اور ماضی۔ حال و استقبال سب ویدوں سے

۵ یہاں رشی لوگ جو منوجی کے پاس دھرم [illegible] آئے تھے منوجی سے مخاطب ہو کر بنا براں شروع کرتے ہیں۔ مترجم

ظاہر مشہور یا جاری ہوا ہے" (منوسمرتی۔ ادھیائے ۲۔ شلوک ۹۷)

"قدیم وید تمام جانداروں کی حفاظت اور پرورش کرتے ہیں اور چونکہ وہ تمام مخلوقات کے لئے (نجات یا حصول مرادات کا) ایک وسیلہ یا ذریعہ ہیں۔ اسلئے اُن کو سب سے بڑا مانتے ہیں" (ایضاً شلوک ۹۹)

یگیہ پاتروں کی ضرورت

سوال۔ کیا یگیہ کرنے کے لئے زمین کھود کر ویدی[۵۱] (ہون کنڈ) بنانا اور پرنیتا[۵۲] وغیرہ ظروف۔ کشا (گھاس) کے تنکے بہم پہنچانا۔ یگیہ شالا (ہون کا مکان) بنانا اور رتوج (ہون کرانے والوں) کا موجود ہونا یہ سب لازم ہیں؟

جواب جو بات ضروری اور قرین عقل ہو اُسی کا کرنا فرض ہے نہ کہ اُس کا جو اُس کے برعکس ہو۔ مثلاً زمین کھود کر ویدی رچنے کی یہ ضرورت ہے کہ [illegible] ی میں ہوم کرنے سے ہوم کی ہوئی چیز آگ کی حرارت سے ذرے ذرے ہو کر [illegible] پھیل [illegible] ویدی کی تمثیل سے مثلث۔ مربع۔ گول اور شکرے [illegible] سکتیں [illegible] جانے سے علم مساحت کی بھی مشق ہوتی تھی۔ علاوہ ازیں ویدی میں اینٹوں کی تعداد (مقررہ) ہونے کی وجہ سے علم حساب کا بھی کام پڑتا تھا۔ اسی طرح اور بھی سب چیزوں کا کچھ نہ کچھ[۵۳]

[۵۱] ویدی زمین کے اندر اس طرح کھودی جاتی ہے کہ اگر اوپر سے سولہ انگل چورس ہو تو ڈھلتی ڈھلتی تلی چار انگل چورس رہجائے اور گہرائی بھی سولہ ہی انگل ہوتی ہے۔ خواہ کتنی ہی بڑی ویدی بنائی جاوے۔ مگر طول۔ عرض و عمق اسی نسبت سے رکھنا چاہیئے۔ مترجم۔ [۵۲] پرنیتا۔ پانی وغیرہ رکھنے کا برتن ہوتا ہے۔ اُس کی شکل یہ ہے۔

ویدی یا ہون کنڈ کی شکل

پروکشنی پاتر کی شکل

آجیہ ستھالی

چمسا یا چمچہ

سُروا
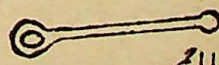
[۵۳] ہون کنڈ اس غرض سے بنایا جاتا ہے کہ جو چیز آگ میں ڈالی جاوے وہ اِدھر اُدھر بکھرنے نہ پاوے معلوم ہوتا ہے کہ جن دنوں ہون عام تھا ویدی کی مختلف شکلیں اور اُن کی اینٹوں کی پیمایش شکل اور تعداد مقرر تھی اور مختلف پیمانہ کی ویدیوں کے لئے باقاعدہ حساب کے اصول بنے ہوئے تھے جنکی وجہ سے ویدی بنانے میں کچھ دقت نہ ہوتی تھی۔ یگیہ کے برتن سونے چاندی یا لکڑی کے بنائے جاتے تھے تاکہ اُن میں گھی وغیرہ چیز بگڑنے نہ پائے۔ کشا کے تنکے اس کام آتے تھے کہ چیونٹی وغیرہ کوئی جانور جو ویدی کے پاس آجائے اُس کو آہستہ سے ہٹا دیا جاوے تاکہ وہ آگ میں نہ گرنے پاوے۔ یگیہ شالا بنانے کی ضرورت یہ ہے کہ ہوم کی آگ کھلی ہوا سے زیادہ نہ بھڑک اُٹھے۔ خاص ویدی کے اوپر ایک منڈپ یا چھوٹا سا شامیانہ کھڑا کیا جاتا تھا۔ کہ کوئی جانور اُڑتا ہوا گرمی کی لپٹ میں آ کر ویدی کے اندر نہ گر پڑے یا بیٹھ نہ جائے۔ رتوج وہ لوگ ہوتے تھے جن کو موسم و موقع کے مطابق ہون کے سامان ترکیب اور طریقہ کا علم ہوتا تھا۔ سو اُن کے بغیر بھی ہون کا کام چلنا مشکل ہے۔ الغرض یگیہ کی تکمیل کے لئے (دیکھو حاشیہ صفحہ ۳۹)

مقصد ہوتا ہے۔ مگر یہ بات جو مشہور کی جاتی ہے کہ اس طرح پر بنیاد رکھی جاوے تو پُن ہوتا ہے اور اُس طرح رکھی جائے تو پاپ ہوتا ہے۔ محض بناوٹ اور جھوٹ ہے کیونکہ اُس میں پاپ کی درجہ موجود نہیں ہے جو چیزیں یگیہ کی تکمیل کے لئے ضروری اور قرین عقل ہوں اُنہیں کو لینا چاہئے۔ کیونکہ اُن کو نہ لیا جاوے تو کام نہیں چل سکتا۔

سوال ۔ یگیہ میں لفظ "دیوتا" سے کیا مراد ہوتی ہے؟

جواب ۔ وہی جو وید میں بتائی ہے۔ کرم کانڈ میں لفظ "دیوتا" سے وید منتروں کی طرف اشارہ ہی

دیوتاؤں سے کیا مراد ہے؟

گائیتری وغیرہ چھند (بحریں) ہیں اور اگنی وغیرہ دیوتا کہے جاتے ہیں منتروں میں کرم کانڈ وغیرہ کا طریق بتایا گیا ہے۔ مثلاً جس منتر میں [illegible] کے مضمون کو بیان کیا گیا ہے۔ اُس منتر کو اگنی دیوتا والا کہتے ہیں (یعنی اُس منتر کا د[illegible] [illegible] قوی تر ہے[illegible] بیا نچہ ویدوں میں حسب ذیل دیوتا بیان کئے گئے ہیں۔

دیوتاؤں کے نام

"اگنی - وات - سوریہ - چندرما - وسو - رُدر - آدتیہ - مرت - وشویدیوا - برہسپتی - اندر - ورن - یہ دیوتا ہیں"۔ {یجروید - ادھیائے ۱۴ - منتر ۲۰}

یعنی منتروں میں یہ لفظ دیوتا (مضمون) کہلاتے ہیں۔ کیونکہ منتر ان مضمونوں (ارتھ) کو دیوتن (بیان یا واضح) کرتے ہیں اور رستی شعار مطلق پرمیشور نے اُن سنکیتوں (اشارات یا مضامین) کو قائم کیا ہے۔

اِس بارہ میں یاسک آچاریہ نرکت میں فرماتے ہیں کہ:۔

"جس منتر میں جن اعمال یا رسوم (کرم) یعنی اگنی ہوتر سے لیکر اشومیدھ تک (تمام یگیوں) اور نیز سامان علم صنعت (شلپ ودیا) کے علم اور مشق کا بیان یا تعلق ہوتا ہے اُس منتر کو اُسی دیوتا سے بیان کرتے ہیں۔ اُسی طرح جس سے نیک اعمال کا اعلیٰ نتیجہ (سمپتی) یعنی موکش (نجات) حاصل ہوتی ہے اور پرمیشور سے وصال ہوتا ہے اس کو بھی منتر یا منتر کا مضمون ماننا چاہئے"۔

{نرکت - ادھیائے ۱ - کھنڈ ۲}

دیوتا کی تشریح

"اب (یہ بحث ہے کہ) دیوت کسے کہتے ہیں؟ جس دیوتا کی خصوصیت کے ساتھ

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۳۸) سب امور پہلے ہی سے بخوبی سوچ کر مکمل سامان مہیا رکھا جاتا تھا تاکہ اثنائے یگیہ میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔ اگر یگیہ کے پورے سامان اور اُس کا طریق معلوم کرنا مطلوب ہو تو سوامی دیانند سرسوتی جی کی بنائی ہوئی سنسکار ودھی کو دیکھنا چاہئے۔ مترجم۔

تعریف کی جاتی ہے۔ اُس کو دیُوت کہتے ہیں۔ منتروں میں جو نام آتے ہیں اور جن کا مضمون اُن میں بیان کیا جاتا ہے وہ سب دیوتا نامزد کئے جاتے ہیں (مثلاً یجروید۔ ادھیائے ۲۲ منتر ۱۰۔ اگنم دُوتم وغیرہ میں اگنی کا مضمون (لنگ) ہے) اِس سے معلوم ہوا کہ جس کو دیوتا کہتے ہیں وہ منتر کا مضمون ہوتا ہے یا منتر اُس مضمون کا ہوتا ہے۔

پس جس جوہر (درویہ) کا نام چھند (منتر) میں آتا ہے وہی دیُوت ہے۔ دیوتاؤں کی پہچان وہی ہے جو اوپر بیان ہوئی اور کچھ آگے بھی بیان کی جاتی ہے۔ علیمِ کُل (تینوں زمانوں کا حال جاننے والا) رشی یعنی بصیرِ کُل ایشور جس منشا سے کسی دیوتا کو مضمون قرار دے کر اُپدیش (ہدایت) کرتا ہوا (کسی چیز کی) تعریف کرتا ہے۔ یعنی [illegible] کو بیان کرتا ہے وہ منتر اُسی دیوتا (مضمون) کا ہوتا ہے یعنی جس [illegible] روشن ہوتا ہے وہ منتر اُسی دیوتا یا مضمون والا کہلاتا ہے کسی [illegible] عنوان والی رچا [illegible] علم مساحت کی ذریعہ سے عالم تمام علوم حقیقی کو بیان ظاہر یا واضح کرتے ہیں

رچاؤں یا منتروں کی تین قسمیں

(کیونکہ لفظ "رِچا" ([illegible]) مصدر سے بنتا ہے جس کے معنی ستُتی (تعریف کرنا یا بیان کرنا ہیں) تین قسم کی ہوتی ہیں۔ پروکش کرتا۔ پرتیکش کرتا۔ آدھیاتمکیہ جن رچاؤں کا دیوتا (مضمون) کوئی غیر محسوس چیز ہے۔ اُن کو پروکش کرتا کہتے ہیں۔ اور جن کا مضمون محسوس یا ظاہر نظر آتا ہے۔ اُن کو پرتیکش کرتا دیوتا والی رچا کہتے ہیں۔ جو رچائیں آدھیاتم (روحانی) مضمون کو بیان کرتی ہیں یعنی جن میں جیو آتما (روح انسان) اور سب کے اندر موجود اور سب کا انتظام کرنے والے پرمیشور کا بیان ہے وہ آدھیاتمکیہ منتر کہلاتے ہیں۔

{ نرکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۱ }

الغرض کرم کانڈ میں لفظ "دیوتا" سے یہی مراد سمجھنی چاہئے۔

منتروں میں دیوتاؤں کی تمیز

اب اس امر پر بحث کی جاتی ہے کہ جن منتروں کا دیوتا نہیں بتایا گیا یعنی جن منتروں میں کسی خاص دیوتا کا نام یا مضمون نظر نہیں آتا تو ایسے منتروں میں دیوتا کی کیا پہچان ہے؟ جہاں کوئی خاص (دیوتا یا مضمون) نظر نہ آتا ہو وہاں یگیہ[1] کو دیوتا سمجھنا چاہئے۔

[1] سوامی جی نے رگوید کے پہلے منتر کی تفسیر میں یگیہ کی تشریح اس طرح کی ہے کہ اس لفظ میں اوّل اگنی ہوتر (ہون) سے لیکر اشومیدھ تک تمام یگیہ شامل ہیں۔ دوئم اس پرکرتی (مادہ کی حالتِ اولیں) سے لیکر زمین تک تمام کائنات کا نظام اور نیز اُن کا علم اور صنعت و ہنر مراد ہے اور سوئم ست سنگ (نیک صحبت یا تعلیم و تربیت وغیرہ) اور یوگ بھی یگیہ میں شامل ہیں۔ الغرض یگیہ سے دُنیا کے تمام نیک اور رفاہِ عام کے کام مراد ہیں۔ مترجم

لفظ ہرنیہ گربھ وغیرہ کے [illegible] سے منتر نئے نہیں ہو [illegible]

[illegible] یہ جیوتی کا نام ہے اور جیوتی امرت کو کہتے ہیں۔ اسلئے ہرنیہ امرت (نجات) [illegible] کا نام ہے" { شت پتھ براہمن۔ کانڈ ۶۔ ادھیائے ۷ }

فتح نصیب ہو [illegible] ہیں اور جو کیشوں والا ہو اُسے کیشی کہتے ہیں۔ کیش کاشن (چمکنے) اور پرکاشن [illegible] سے بنتا ہے۔ پس کیشی جیوتی کو کہتے ہیں"

{ نرکت ادھیائے ۱۲۔ کھنڈ ۲۵ }

نام ہو براہمنوں [illegible] (نیکنامی یا ناموری) کا نام ہے" { ایتریہ براہمن [illegible] کھنڈ کا ۳ }

جواب۔ ایسا نہیں [illegible] جیوتی ہے۔ اسلئے جیوتی آتما کا نام ہے" [illegible] غرض سے نیوگ۔ ادھیائے ۷ }

دلیلیں ہیں [illegible] ہے" { شت پتھ براہمن کانڈ [illegible] } [illegible] بعد تجھ بیوہ کی ہو [illegible]

ہیں [illegible] پہلے یہ معنی ہوئے (۱) وہ جس کا گربھ یا سو [illegible] قند [illegible] ۳۰ [illegible] بیاہتا عورت گیان

[illegible] یعنی) ہے (۲) ہرنیہ یعنی جیوتی (پرکاش یا نور) اور [illegible] [illegible] ۱۸۔ منتر ۸]

(سورج وغیرہ روشن اجرام) اور ریش (ست کیرتی یعنی [illegible] [illegible] نہ ہوئیں؟ اور کے بار نیوگ کرنا چاہئے؟

اندر (سورج) اور اگنی (اجرام گرم) یہ سب جس کے گربھ [illegible] [illegible] عورت کو رتو دان (ہمبستری) سے بااُمید

ہرنیہ گربھ پرمیشور ہے۔ اسلئے لفظ ہرنیہ گربھ کے استعمال [illegible] [illegible] ہرہ ور کر۔ اس بیاہتا عورت سے دس اولاد

ہوتا ہے نہ کہ جدید ہونا اور اسی وجہ سے اُن کا یہ کہنا کہ لفظ [illegible] [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ ایشور نے مرد کو صرف

[illegible] بھاگ (حصۂ منتر) کا جدید ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس کے [illegible] [illegible] عورت! تو اپنے بیاہے ہوئے خاوند سمیت

[illegible] بے بنیاد اور غلطی پر مبنی ہے۔ اسی طرح ان کا یہ بیان [illegible] [illegible] ۳۔ ورگ ۲۸۔ منتر ۵)

[illegible] کا الگ ہونا پایا جاتا ہے۔ ویسا ہی بے بنیاد ہے۔ [illegible] تے چلے جائیں تو اولاد کے لئے بیوہ عورت

[illegible] ال جاننے والا ہے۔ (اس منتر کے یہ معنی ہیں کہ) [illegible] کے مرنے پر اگر اولاد نہ ہو اور بار بار

[illegible] منتروں کے مطالب کو کما حقہٗ جاننے والے رشی [illegible] اور اگر خواہش نہ ہو تو مرد یا عورت ایسا نکریں[1]

[illegible] ستتی (حمد و ثنا) کرتے رہے ہیں۔ اب کرتے ہیں [illegible]

[illegible] بات نظر نہیں آتی۔ علاوہ ازیں جو لوگ وید اور [illegible] صفت سے موصوف ہونے کی وجہ سے سوم

[illegible] صفحہ ۵۰) اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ پروفیسر میکسمولر نے [illegible] ی کا بغرض حصول اولاد شاستر کی ہدایت کے

[illegible] ستی سوامی دیانند سرسوتی کا جیون چرتر مصنفہ پنڈت لیکھرام مرحوم [illegible]

[illegible] ت جی ایم۔ اے نے بھی لفظ ہرنیہ گربھ کی نسبت لکھا ہے کہ میکس [illegible] [illegible] فرض نہیں ہے کہ ضرور ہی نیوگ کیا جاوے۔ مترجم

[illegible] ویدک میگزین ماہ ستمبر ۱۸۹۰ء مضمون "ویدک ٹرمنالوجی" کی آخری [illegible]

نیوگ بیاہ کی طرح برادری کے سامنے کیا جاتا ہے

تجھے اپنا خاوند قبول کرتی ہے اور نیوگ کے قاعدے سے تیرے ساتھ رہنا چاہتی ہے تو اس کو قبول کر اور اُس سے اولاد پیدا کر۔ یہ بیوہ عورت ویدوں میں بیان کئے ہوئے قدیم دھرم کو پالتی ہوئی بطریق نیوگ خاوند کرنا چاہتی ہے۔ اسلئے تو بھی اسے قبول کر اور اس بیوہ عورت سے اس وقت یا اِس دُنیا میں اولاد پیدا کر اور اس کو دَروِن یعنی دَروَیہ (مال و دولت) یا وِیریہ (نطفہ) عطا کر گویا بطریق گربھادھان اس سے ہم صحبت ہو۔" [اتھرووید کانڈ ۱۸۔ انوواک ۳۔ ورگ ۱۔ منتر ۱]

"اے بیوہ عورت! اپنے اس مرے ہوئے اصلی خاوند کو چھوڑ کر زندہ دیور یعنی دوسرے خاوند کو قبول کر۔ اُس کے ساتھ رہکر اولاد پیدا کر۔ وہ اولاد جو اس طرح پیدا ہوگی تیرے اصلی خاوند کی ہوگی جس کو تو نے بیاہ میں اپنا ہاتھ دیا تھا۔ اگر نیوگ کئے ہوئے خاوند کے لئے اولاد پیدا کرنے کی غرض سے نیوگ کیا ہے تو اُس صورت میں یہ اولاد اُس کی ہوگی اور اگر اپنے لئے کیا ہے تو وہ اولاد تجھ بیوہ کی ہوگی۔ اے بیوہ عورت تو اپنے اصلی خاوند کے مرنے پر کسی ایسے مرد کو بطریق نیوگ خاوند قبول [illegible] بیاہتا عورت مر گئی ہو۔ اور اس طرح اولاد پیدا کر کے سُکھ حاصل کر۔" [رگ وید۔ منڈل ۱۰۔ سوکت ۱۸۔ منتر ۸]

نیوگ کی اولاد

اب اس بارہ میں لکھا جاتا ہے کہ نیوگ سے کتے اولاد پیدا کرنی چاہئیں؟ اور کتے بار نیوگ کرنا چاہئے؟

"اے ویریہ (نطفہ) عطا کرنے والے اصلی خاوند! تو اس بیاہتا عورت کو رِتُودان[1] (ہمبستری) سے با اُمید کر اور اُس کو صاحب اولاد اور ہر قسم کے اعلےٰ سے اعلےٰ سُکھ سے بہرہ ور کر۔ اس بیاہتا عورت سے دس اولاد پیدا کر۔ اُس سے زیادہ ہرگز پیدا نہ کر۔ (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایشور نے مرد کو صرف دس اولاد پیدا کرنے کی اجازت دی ہے) اسی طرح اے عورت! تو اپنے بیاہے ہوئے خاوند سمیت گیارھویں خاوند تک نیوگ کر!" (رگ وید۔ اشٹک ۸۔ ادھیائے ۳۔ ورگ ۲۸۔ منتر ۵)

اولاد کی تعداد

یعنی اگر اتفاق سے ایسی آفت یا مصیبت واقع ہو کہ خاوند مرتے چلے جائیں تو اولاد کے لئے بیوہ عورت دسویں خاوند تک نیوگ کرے۔ اسی طرح مرد بھی بیاہتا عورت کے مرنے پر اگر اولاد نہ ہو اور بار بار عورت مرتی چلی جائے تو دسویں بیوہ عورت تک نیوگ کرے۔ اور اگر خواہش نہ ہو تو مرد یا عورت ایسا نہ کریں[2]

اب مختلف خاوندوں کی اصطلاحیں بیان کرتے ہیں۔

"اے عورت! تیرا پہلا جو بیاہا ہوا خاوند ہے وہ کنوارے پن کی صفت سے موصوف ہونے کی وجہ سے سوم

[1] منجملہ سولہ سنسکاروں کے پہلے سنسکار کا نام ہے۔ اس میں خاوند اور بیوی کا بغرض حصول اولاد شاستر کی ہدایت کے بموجب ہمبستر ہونا مراد ہے۔ مترجم

[2] اس سے واضح ہوا کہ مصیبت کی حالت میں نیوگ کرنا ایک اختیاری امر ہے۔ یہ فرض نہیں ہے کہ ضرور ہی نیوگ کیا جاوے۔ مترجم

نہیں ہے کہ موکش دے سکے۔ چونکہ وہ پُرش پرماتما ان یعنی مٹی وغیرہ کُل کائنات و [illegible]
مرنے وغیرہ سے مُبرا ہے اسلئے وہ بذاتہ غیر مولود اور سب کو پیدا کرنے والا ہے۔ وہی [illegible]
اپنی قدرت سے بناتا ہے۔ اُس کی کوئی علتِ اُولیٰ نہیں ہے بلکہ سب کی اولیں علت [illegible]
(پرمیشور) کو جاننا چاہئے"۔ اُپدیش (نصیحت) کرتا ہے

کائنات محسوس سے سہ چند کائنات غیر محسوس ہے۔

منتر ۳ "گذشتہ۔ آئندہ و موجودہ جس قدر کائنات ہے [illegible] اُتاری وغیرہ اصول دھرم
یعنی عظمت کا نشان سمجھنا چاہئے (یہاں یہ سوال پیدا [illegible] چاریہ کی خدمت کرنا۔
کو اُس کی عظمت [illegible] در حقیقت آگے بھی)) حالانکہ اُس کی عظمت محدود ہو جاتی ہے۔ اِس [illegible] ہوشیاری سے سامان
دیتے ہیں [illegible] ایشور جس منشا [illegible] سے [illegible] نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اور غیر محدود [illegible] کی خدمت و تواضع
[illegible] تعریف کرتا ہے۔ یعنی [illegible] چاریہ [illegible] کائنات اُس غیر متناہی قدرت والے ایشور [illegible] یا مہمان) کی تواضع
یعنی جس [illegible] سکتیں [illegible] علم [illegible] بالتو بہشت (عالم غیر فانی یا موکش کا سُکھ) موجود ہے یعنی [illegible] کے لئے
[illegible] عنوان والی رچا سے [illegible] غیر روشن دنیا ایک حصہ ہے۔ اور بذات خود روشن دُنیا اُس [illegible]
(کیونکہ لفظ "رچا" [illegible] سُوروپ) عالم کُل معبودِ کُل۔ عین مسرت اور سب کو
کرنا یا بیان کرنا یا [illegible]

رچاؤں یا منتروں کی تین قسمیں

جن رچاؤں کا دیوتا (مضمون) [illegible] پرمیشور) مذکورہ بالا تین حصہ کائنات سے اوپر یعنی اُس سے الگ
جن کا مضمون محسوس یا ظاہر [illegible] (قسمت دنیا اوپر بیان کی گئی ہے اُس (یعنی اس [illegible] دُنیا) سے بھی وہ ایشور
ادھیاتم (روحانی) مضمون [illegible] کے [illegible] حصہ دُنیا مل کر کُل چار حصے ہوتے ہیں۔ یہ تمام کائنات اُس [illegible]
اندر موجود اور سب کا انتظام [illegible] وقت اُسی کی قدرت میں سما جاتی ہے۔ مگر وہ پُرش [illegible]
[illegible] تو بر [illegible] بیعلمی۔ جینے مرنے اور بخار وغیرہ دُکھوں سے الگ اور [illegible]
الغرض کرم کانڈ میں [illegible] اُسی کی قدرت سے یہ تمام کائنات پھر دوبارہ پیدا ہوتی ہے۔ یہ کائنات [illegible]

منتروں میں دیوتاؤں کی تمیز

اب اس امر پر سا [illegible] (ذی روح) اور جیتن (ذی شعور) مُراد ہے۔
کسی خاص [illegible] ہیں ذی شعور۔ اناج اور زمین وغیرہ جڑ (غیر ذی روح) [illegible]
ہے؟ جہاں کوئی خاص [illegible] کرنا) [illegible]

[1] سوامی جی نے رگوید کے [illegible] عقیدہ [illegible] کی قدرت سے پیدا ہوتی (یعنی ظہور میں آتی) ہے۔ وہ ایشور [illegible]
[illegible] تک تمام [illegible] کائنات کو گوناگون اور بطرز احسن بنا کر ظاہر کرتا ہے اور ان سب کو [illegible]
اور نیز اُن کا علم اور صنعت [illegible]
ہیں۔ الغرض [illegible]

نیوگ کا بیان

مندرجہ ذیل منتروں میں بیوہ عورت اور رنڈوے آدمی کے نیوگ کا ذکر ہے۔

خاوند بیوی کو سفر میں ساتھ رہنا چاہیئے

"اے بیاہے ہوئے مرد عورتو! تم دونوں رات کو کہاں ٹھہرے تھے؟ اور دن کہاں بسر کیا تھا؟ تم نے کھانا وغیرہ کہاں کھایا تھا؟ تمہارا وطن کہاں ہے؟ جس طرح بیوہ عورت اپنے دیور (دوسرے خاوند) کے ساتھ شب باش ہوتی ہے یا جس طرح بیاہا ہُوا مرد اپنی بیاہتا عورت کے ساتھ اولاد کے لئے یکجا شب باش ہوتا ہے اُسی طرح تم کہاں شب باش ہوئے تھے؟"

[رگوید اشٹک ۷۔ ادھیائے ۸۔ ورگ ۱۸۔ منتر ۲]

اس منتر میں مرد و عورت کی باہمی بات چیت کے جواب میں تثنیہ[۱] کے آنے سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک مرد کو ایک ہی عورت کرنی چاہیئے اور ایک عورت کو ایک ہی مرد سے بیاہ کرنا چاہیئے اور دونوں کو ہمیشہ آپس میں محبت سے رہنا چاہیئے اور کبھی جُدا یا زِناکاری میں مُبتلا نہ ہونا چاہیئے۔

لفظ "دیور" کی نسبت نرکت میں لکھا ہے کہ

نیوگ بیوہ اور رنڈوے کا اور بیاہ کنوارے اور کنواری کا ہوتا ہے

"دیور دوسرے وَر یعنی خاوند کو کہتے ہیں"۔ [نرکت ادھیائے ۳۔ کھنڈ ۱۵]

اسلئے بیوہ عورت کو دوسرے مرد کے ساتھ اور نیز ایسے مرد کو جس کی عورت مر گئی ہو بیوہ عورت کے ساتھ نیوگ کرنے کی اجازت پائی جاتی ہے۔ بیوہ عورت کا اولاد کے لئے صرف اُسی مرد سے نیوگ ہونا چاہیئے جس کی عورت مر گئی ہو نہ کہ کنوارے لڑکے سے اور اسی طرح کنوارے لڑکے کا بیاہ بیوہ عورت کے ساتھ نہیں کرنا چاہیئے۔ گویا کنوارے لڑکے اور کنواری لڑکی کا ایک ہی بار بیاہ ہوتا ہے اور نیوگ صرف بیوہ عورت اور رنڈوے مرد کے مابین ہوتا ہے۔ دوِج یعنی (برہمن کشتری اور ویش) پہلے تین وَرنوں کو دوسری بار بیاہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ دوبارہ شادی صرف

دوسری شادی صرف شودروں میں ہوتی ہے

شودروں کے لئے بتائی گئی ہے۔ کیونکہ یہ وَرن علم وغیرہ سامان سے بے بہرہ ہوتا ہے (اس سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ) نیوگ شدہ مرد عورت کو اولاد پیدا کرنے کے لئے اسی طرح برتاؤ رکھنا چاہیئے جس طرح بیاہے ہوئے عورت مرد کا باہمی برتاؤ ہوتا ہے۔

"اے مرد! یہ بیوہ عورت اپنے خاوند کے مرجانے پر خاوند سے حاصل ہونے والے سُکھ کی خواہش کرتی ہوئی

[۱] سنسکرت زبان کی صرف و نحو میں واحد اور جمع کے علاوہ تثنیہ بھی ہوتا ہے جس سے دو جنس مُراد ہوتی ہیں۔ مترجم

نیوگ کے خاوند

نامرد ہوتا ہے اور جو تیرا دوسرا نیوگ کا خاوند ہے اور جس کو تو بیوہ ہونے پر قبول کرتی ہے اُس کی اصطلاح گندھرو ہے۔ کیونکہ وہ بھوگ (صحبت) کئے ہوئے اور اُس سے واقف ہوتا ہے اور جس سے تو تیسری بار نیوگ کرتی ہے اُس کی اصطلاح اگنی ہے۔ کیونکہ جب وہ تجھ دو مردوں کی صحبت بھگتی ہوئی کے ساتھ نیوگ کرتا ہے تو اُس کے جسم کی دھات اس طرح جل جاتی ہے جیسے آگ میں ایندھن۔ اے عورت! چوتھے سے لیکر دسویں تک جس قدر تیرے خاوند ہیں اُن کی طاقت اور نطفہ معمولی ہوتا ہے اس لئے وہ منش نامرد ہوتے ہیں۔ اسی طرح عورتوں کی بھی (علم۔ دھرم وغیرہ نیک اوصاف سے بہرہ مند ہونے کی وجہ سے) سومیا اور (علم موسیقی میں ماہر ہونے کی وجہ سے) گندھرویا اور (حرارت یا جوش نفاس کی وجہ سے) اگنائی اور (عقل و تمیز یا مونث مرد ہونے کی وجہ سے) منشیہ چار اصطلاحیں ہوتی ہیں۔

[رگ وید۔ اشٹک ۸۔ ادھیائے ۳۔ ورگ ۲۷۔ منتر ۵]

عورت کے لئے نصیحت

"اے دیور (دوسرے خاوند) کی خدمت کرنیوالی عورت! اور اے بیاہے ہوئے خاوند کی فرمانبردار بیوی! تو نیک اوصاف والی ہو یعنی خاوند کو ہمیشہ سُکھ دے اور اُس کے ساتھ ہرگز نا چاقی نہ رکھ) تو گھر کے کاروبار میں عمدہ اصول پر عمل کر اور اپنے پالے ہوئے جانوروں کی حفاظت کر۔ اور عمدہ کمال و خوبی اور علم و تربیت حاصل کر۔ طاقتور اولاد پیدا کر اور ہمیشہ اولاد کی پرورش میں مستعد رہ! اے نیوگ کے ذریعہ سے دوسرے خاوند کی خواہش کرنیوالی! تو ہمیشہ سُکھ دینے والی ہو کر گھر میں ہون وغیرہ کرنے کی آگ کا استعمال اور تمام خانہ داری کے کاروبار کو دل لگا کر بڑی احتیاط سے کر"۔

[اتھروید کانڈ ۱۴۔ انوواک ۲۔ منتر ۱۸]

مندرجہ بالا منتروں میں مرد اور عورت کے لئے آپت کال (آفت یا مصیبت) کی حالت میں نیوگ کرنے کی اجازت[۱] دی گئی ہے۔

نیوگ کا بیان ختم ہُوا

[۱] زمانہ قدیم میں نیوگ کا رواج ہونا مہابھارت وغیرہ اتہاس (تواریخ) کی کتابوں سے ثابت ہے چنانچہ آدی پرب ادھیائے ۱۲۰ شلوک ۲۶ میں لکھا ہے کہ پانڈو راجہ نے (بوجہ مریض ہونے کے) خلوت میں اپنی رانی کُنتی سے کہا کہ تو آپت کال کے قاعدے سے بذریعہ نیوگ اولاد حاصل کرنیکی تدبیر کر"۔ نیوگ کی اجازت مہابھارت میں حسب ذیل موقعوں پر پائی جاتی ہے (دیکھو آدی پرب ادھیائے ۱۲۰ شلوک ۳۴ و ۳۵ (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۳۸)

مہابھارت سے نیوگ کی شہادت اور نظیریں

راجہ اور رعیت کے فرائض کا بیان

مندرجۂ ذیل منتروں میں راج دھرم (اصولِ جہانداری) کا بیان ہے۔

(تین سبھائیں سلطنت کا انتظام کریں)

"جس طرح سورج اور چاند اپنی روشنی سے تمام مجسم اشیاء کو روشن کرتے ہیں اسی طرح ماہ و خورشید کے برابر پُر جاہ و جلال اور عدل و انصاف کے نور سے منور تین سبھائیں (پارلیمنٹ یا انجمن) سلطنت کو زینت دیتی ہیں۔ اُن سبھاؤں کے ذریعہ سے رعایا جنگ میں فتح پا کر سُکھ بھوگتی ہے۔ اُصولِ جہانداری سے واقفکار سبھائیں تمام قلمرو کی مخلوقات کو سُکھی اور رعیت کو دولت و حشمت سے مالا مال کرتی ہیں۔

(مذکورہ بالا تین سبھاؤں کے نام یہ ہیں:۔ راج آریہ سبھا[1] (انجمن نظم و نسق سلطنت) جس میں خصوصاً مہماتِ سلطنت کا انصرام کیا جاتا ہے۔ آریہ ودیا سبھا[2] (انجمن اشاعت علم) جس میں خصوصاً علم کی اشاعت اور ترقی کا انتظام کیا جاتا ہے۔ آریہ دھرم سبھا[3] (انجمن اشاعت دھرم) جس میں خصوصاً دھرم کی ترقی اور

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۱۳۷) ادھیائے ۱۱۱ و ۱۳۲ و شانتی پرب ادھیائے ۲۰۷۔ شلوک ۱۲ و ادھیائے ۳۴۔ شلوک ۷۲) آدی پرب کے ادھیائے ۱۰۴ میں دیرگھ تما کی نظیر آتی ہے جس نے راجہ بل کی اجازت سے اُس کی رانی سودیشنا سے بطریقِ نیوگ پانچ اولاد پیدا کیں۔ عورت کا کئی خاوندوں سے نیوگ کرنا بھی ثابت ہے مثلاً کُنتی نے تین مختلف براہمن رشیوں سے تین اولاد حاصل کیں۔ (دیکھو آدی پرب۔ ادھیائے ۱۲۳) بعض اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ ایک ہی شخص مختلف عورتوں سے نیوگ کرتا تھا۔ مثلاً دیاس[4] جی نے اپنی بھاوج انبکا سے دھرتراشٹر۔ امبالکا سے پانڈو اور ایک داسی (باندی) سے ودُر پیدا کیا (آدی پرب ادھیائے ۱۰۶) علاوہ ازیں مہابھارت میں نیوگ کی اَور بھی نظیریں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً شاردنڈاینی نے ایک براہمن سے بطریقِ نیوگ تین اولادیں حاصل کیں (آدی پرب ادھیائے ۱۲۰) سَوداس[5] کی بیوی مدینتی نے اپنے خاوند کی اجازت سے وشسٹ کے ساتھ نیوگ کیا (آدی پرب ادھیائے ۱۲۲)۔ راجہ کلماشش پاد کی رانی بھادنی نے اپنے خاوند کی اجازت سے بطریقِ نیوگ ایک اولاد حاصل کی (آدی پرب ادھیائے ۱۲۲) راجہ پانڈو[7] کی دوسری رانی مادری نے اشونی کُمار سے نکل اور سہدیو فرزندان توام حاصل کئے (آدی پرب ادھیائے ۱۲۴)۔ اُتتھیہ[6] رشی کی بیوی ممتا نے نیوگ کیا (آدی پرب ادھیائے ۱۰۴) اُدّالک[9] رشی کی بیوی نے نیوگ سے شویت کیتو پیدا کیا۔ (شانتی پرب ادھیائے ۳۴۔ شلوک ۲۲) وغیرہ۔ مترجم

ادھرم کا انسداد بذریعہ اُپدیش (ہدایت و نصیحت) کیا جاتا ہے۔ یہ تینوں سبھائیں باہم مل کر کُل کاروبارِ سلطنت کو انجام دیتی ہیں اور مُلک میں نہایت اعلیٰ انتظام اور عمدہ بندوبست کرتی ہیں جس قلمرو میں یہ تین سبھائیں موجود ہوتی ہیں اور اُن میں دھرماتما (نیک نہاد) اور عالم لوگ معاملہ کے کھرے کھوٹے نیک و بد یا حق و ناحق کی چھان بین اور تحقیقات کر کے اچھی باتوں کی ترقی اور اشاعت اور بُری باتوں کی روک اور انسداد کرتے ہیں۔ اُس قلمرو میں تمام رعایا ہمیشہ سُکھی رہتی ہے اور جہاں ایک ہی شخص (مطلق العنان) بادشاہ ہوتا ہے وہاں رعایا سخت تکلیف پاتی ہے اسلئے ایشور ہدایت کرتا ہے کہ) میں دیکھتا ہوں کہ جہاں سبھاؤں کے ذریعہ سے سلطنت کا انتظام کیا جاتا ہے وہاں رعایا بہت خوش و خورم رہتی ہے۔ جو شخص اپنے علم و یقین اور صدق دل سے سچائی اور انصاف پر عمل کرنیکا عہد کرتا ہے وہی صاحبِ علم (متعہد شخص) راج سبھا میں داخل ہونے کے لائق ہوتا ہے۔ اور جو ایسا نہ کرے اُس کو سبھا میں داخل نہیں کرنا چاہیئے۔ مذکورہ بالا سبھاؤں میں گندھرو یعنی روئے زمین یا قلمرو کی حفاظت کرنیوالوں

(ارکین سبھا)

کاروبارِ سلطنت میں ہوشیار۔ وائیوگیش یعنی ہوا کی طرح جاسوسوں کو سب جگہ پھیلا کر ہر مقام کی خبر رکھنے والوں اور قلمرو کے تمام حالات سے واقفکار شخصوں مثل شعاعِ آفتاب سچے انصاف کی روشنی سے دُنیا میں اُجالا کرنے والوں اور رعایا کے خیر اندیش دھرماتماؤں کو سبھاسد (اراکین انجمن) مقرر کرنا چاہیئے نہ کہ اُن کو جن میں یہ اوصاف نہ ہوں (ایشور کی یہ ہدایت سب کو ماننی چاہیئے)۔"

(رگ وید۔ اشٹک ۲۔ ادھیائے ۲۔ ورگ ۲۴۔ منتر ۹)

"اے پرمیشور! تمام کاروبارِ سلطنت تیری ذات سے قائم ہے۔ تو ہی سلطنت کا انتظام کرنے والا ہے۔ اسلئے ہمیں بھی اپنی رحمت سے حفاظتِ رعایا اور انتظام جہانداری کی طاقت و لیاقت عطا کر۔ ہمارے درمیان کوئی شخص تیری ذات سے مُنکر نہ ہووے۔ ہمیں کبھی ذلت نصیب نہ ہو۔ ہم اس دُنیا میں ہمیشہ راجیہ اُدھکاری (حاکمانِ سلطنت) ہوں۔" [یجروید۔ ادھیائے ۲۰۔ منتر ۱]

(براہمن اور کشتریہ باہم ملکر فرائض سلطنت انجام دیں)

"جس مُلک میں بُرہم یعنی وید اور ایشور کو جاننے والے براہمن اور شجاعت و استقلال وغیرہ صفات سے آراستہ کشتریہ صاحبِ علم اور باہم اتفاق رکھنے والے ہوتے ہیں اُس مُلک کے لوگ پُنیہ (نیکی یا سخاوت) اور یگیہ (رفاہ عام کے کام) کرنے والے ہوتے ہیں جس مُلک میں عالم لوگ پرمیشور کو مانتے ہیں اور اگنی ہوتر وغیرہ یگیہ کرتے ہیں اُس مُلک کی رعایا خوش حال رہتی ہے۔"

[یجروید۔ ادھیائے ۲۰۔ منتر ۲۵]

وید میں ایشور کا حکم ہے (کہ راج پروہت اور سبھاسد راجہ کو اس طرح تخت نشین کریں کہ)

رسم تخت نشینی

"اے سبھادھیکش (میر انجمن یا راجہ) اُمنور بالذات اور خالق جہان پرمیشور کی مخلوقات میں مہر خورشید کے برابر پُرجاہ وجلال اپنے دست قُدرت سے رعایا کو پرورش کرنیوالے! اے جان کو لینے اور بخشنے کی طاقت رکھنے والے! اے زمین اور آکاش میں رہنے والی تمام ادویات سے جُملہ امراضِ عالم یا ظلم کی جڑ اُکھاڑنے والے! میں درلج پروہت یا سبھاسد) انصاف وغیرہ نیک گُنوں کی ترقی اور کامل علم کی اشاعت کے لئے تیرا ابھشیک کرتا ہوں یعنی بطریق رسم تخت نشینی تیرے سر پر خوشبودار پانی کا چھینٹا دیتا ہوں میں تجھے پرمیشور کی غیر متناہی قُدرت اور علم ومعرفت کے خزانہ سے جاہ وجلال اور عالمگیر حکومت۔ اعلیٰ ناموری اور نیک سیرت حاصل کرنے اور فرائض سلطنت کو انجام دینے کے لئے مقرر کرتا ہوں"۔ [یجرُوید ادھیائے ۲۰۔ منتر ۳]

"(راجہ کہتا ہے) اے پرمیشور! آپ راحت مُطلق ہیں۔ ہمیں بھی اچھے راج کے ذریعہ سُوسکھی کیجئے آپ عین مسرت ہیں۔ ہمیں بھی بذریعۂ انتظام راج سبھا نہایت اعلیٰ سکھ اور سرور سے بہرہ مند کیجئے ہم راحت دوامی کے لئے آپ کی پناہ لیتے ہیں۔ آپ ہی ایسے راج کو دینے والے ہیں جس میں سُکھ ہو۔ اسلئے ہم آپ کی اُپاسنا کرتے ہیں۔ اے سچے نامور! اے سچی خوشی کے مخزن اور سچی راحت عطا کرنیوالے! اے سچائی کو ظاہر اور سچے راج کو ہمارے درمیان قائم کرنے والے ایشور! ہم آپ ہی کو اپنی راج سبھا (انجمن نظم ونسق) کا مہاراج ادھیراج مانتے ہیں"۔ [یجرُوید۔ ادھیائے ۲۰۔ منتر ۴]

سبھادھیکش یعنی راجہ کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ

راجہ اور اراکین سبھا کا سراپا

"اقبال سلطنت بمنزلۂ میرے سر کے ہے۔ اعلیٰ شہرت بمنزلہ مُنہ۔ سچے انصاف کا اُجالا بمنزلہ میرے موئے سر اور ابرو کے ہے۔ پران یعنی پرمیشور یا جسم میں رہنے والی ہوا جو عیث حیات ہے۔ وہ بمنزلہ میرے حاکم یا راجہ کے ہے۔ موکش کا سُکھ۔ برہم اور وید بمنزلہ میرے سمراٹ (شہنشاہ) کے ہیں سچے علوم اور دیگر ہر قسم کے نیک گُنوں کی افزایش وترقی بمنزلہ آنکھ اور کان کے ہیں"۔ [ایضاً منتر ۵]

اوپر جو راجہ کا مُرقّع کھینچا گیا ہے وہی سراپا سبھاسدوں (اہالیانِ سبھا) کا سمجھنا چاہیئے۔

"اعلیٰ اقتدار وحکومت بمنزلہ میرے بازو کے ہے اور پاک علم سے بہرہ مند دل اور کان وغیرہ اِندریاں (حواس) میرے ہاتھوں کی مانند پکڑنے کے آلات ہیں۔ اعلیٰ ہمت حوصلہ واستقلال میرا کام ہے۔ اور میرا راج میرے دل کی مثال ہے"۔ [ایضاً منتر ۷]

"میری قلمرو میری پُشت ہے اور فوج اور خزانہ میری قوتِ بازو یا بمنزلہ پیٹ ہیں۔ رعیت کو آرام و

راحت سے آراستہ وپیراستہ کرنا اور اُس کو صاحب محنت وتدبیر بنانا بمنزلہ میرے کُولے کے ہے۔ رعایا کو اصول تجارت اور علم ریاضی میں کامل وماہر بنانا بمنزلہ میری ران اور کہنی کے ہے اور رعایا اور راج سبھا (انجمن نظم ونسق سلطنت) کے مابین میل ملاپ اور کُلی اتحاد واتفاق قائم رکھنا بمنزلہ میرے زانو کے ہے۔ الغرض مذکورہ بالا فعل میرے اعضاء کی مثال ہیں"۔ [ایضاً۔ منتر ۸]

جس طرح انسان کو اپنے اعضاء کی محبت اور اُن کی پرورش کا خیال ہوتا ہے۔ اُسی طرح رعایا کی حفاظت اور پرورش کے لئے مذکورۂ بالا باتوں کا خیال رکھنا واجب ہے۔

سلطنت کی بنیاد ایشور اور دھرم پر قایم ہے

"میں پرمیشور اُس راج میں جہاں دَھرم کی پابندیَ ہوتی ہے۔ قایم ہوتا ہوں۔ جس مُلک میں علم اور دَھرم کی ترقی اور اشاعت ہوتی ہے وہ میرا مقام مالوف ہے میں اس راج میں فوج کے گھوڑوں اور بیلوں کو قُوت عطا کرتا ہوں۔ میں اُن میں اور نیز تمام کائنات کے جزو جزو میں قایم ہوں۔ میرا قیام ہر آتما۔ پران (نفس) اور زبردست سے زبردست شے۔ آکاش۔ زمین اور ہر یگیہ (نیک کام) میں ہے۔ میں سب جگہ محیط وبسیط ہوں۔ جو راجہ مجھ معبود کُل کا سہارا لیکر فرائض سلطنت کو انجام دیتے ہیں وے ہمیشہ اقبالمند اور فتح نصیب ہوتے ہیں"۔ [یجرُوید ادھیائے ۲۰۔ منتر ۱۰]

اس طرح حاکمان سلطنت کا فرض ہے کہ رعیت کی حفاظت اور پرورش کریں اور عدل وانصاف اور علم تاکہ ظلم وجہالت مُلک سے کافور ہوں۔

"میں اُس محافظِ کائنات۔ صاحبِ جاہ وجلال۔ نہایت زور آور۔ فاتح کُل۔ تمام کائنات کے راجا قادرِ مطلق اور سب کو قُوت عطا کرنے والے پرمیشور کو جس کے آگے تمام زبردست بہادر سر اطاعت خم کرتے ہیں اور جو انصاف سے مخلوقات کی حفاظت کرنیوالا اِندر (قادر مطلق پرمیشور) ہے۔ ہر جنگ میں فتح پانے کے لئے مدعو کرتا ہوں اور پناہ لیتا ہوں۔ وہ اعلیٰ دولت وحشمت کا عطا کرنیوالا قادرِ مطلق ایشور ہمارے تمام کاروبار سلطنت میں امن وامان۔ فتح ونصرت اور خیر وعافیت قائم رکھے"۔ [یجرُوید ادھیائے ۲۰۔ منتر ۵۰]

اراکین سبھا کے فرائض

"اے عالم وفاضل اراکین سبھا! تُم بے نظیر اعلیٰ اُصول جہانداری پر عمل اور علم غیر متناہی کی ترقی واشاعت کرو۔ تمام کاروبار سلطنت کو سنبھالو۔ اور صاحبِ علم وتہذیب رعایا کے درمیان عمدہ اور اعلیٰ راج کرو اور مُلک میں سورج کی روشنی کی مثال عدل وانصاف کا اُجالا اور ظلم وتاریکی کا مُنہ کالا کرو۔ اپنے زیر سایہ کُل رعایا کو پُورا پُورا سکھ پہنچانے کے لئے اس قلمرو کو دُشمنوں سے

خالی اور ہر قسم کے خلل سے پُرامن کرو۔ نیک اُصولِ جہانداری پر عمل کر کے قلمرو میں عروج واقبال کو ترقی دو۔ وید کے علم سے ماہر اہالیانِ سبھا کے درمیان جو شخص اعلیٰ درجہ کے کمال وخوبی سے آراستہ اور تمام علوم سے پیراستہ ہو اُسی کو سبھا دھیکش (میر انجمن یا راجہ) بناؤ۔ اے اہالیانِ سبھا! تمام رعایا کو یہ امر ذہن نشین کراؤ کہ ہمارے اور تمہارے لئے جو بات راج سبھا (انجمن نظم ونسق) میں قرار پاتی ہے۔ وہی راجہ کی مثال ہمارے سر آنکھوں پر ہے۔ اسلئے ہم اس نامور شخص کو جو مشہور ومعروف ماں کا بیٹا ہے۔ بذریعہ ابھشیک (رسم تخت نشینی) سبھا دھیکش (راجہ) قبول کرتے ہیں“۔ [یجرُوید ادھیائے ۹ منتر ۴۰]

”اندر (پرمیشور) کی عنایت سے سبھا کے انتظام میں ہمیشہ اعلیٰ فتح وکامیابی حاصل ہو اور کبھی شکست نصیب نہ ہو۔ راجہ ادھیراج پرمیشور روئے زمین کے راج یا مُلکی سلطنتوں میں ہمارے درمیان اپنے سچّے نور اور عدل وانصاف سے جلوہ گر ہو۔ وہ مالکِ جہاں ہر انسان کا معبودِ حقیقی۔ ہمارا ممدوح ومعظّم۔ ملجا وماوےٰ۔ اور مخدوم ومکرم ہے۔ اے مہاراج۔ راجاؤں کے راجا پرمیشور! آپ ہمارے راج میں بطریق احسن رونق افروز ہو جیئے۔ اور آپ کے لطف واحسان سے ہم بھی اس عالمگیر حکومت میں ہمیشہ شرف وعزت پا دیں“۔

[اتھروید۔ کانڈ ۶۔ انوواک ۱۰۔ ورگ ۹۸۔ منتر ۱]

”اے اِندر (پرمیشور)! تو تمام دُنیا کا مہاراج ادھیراج اور سب کی سُننے والا ہے۔ ہمیں بھی اپنی رحمت سے ایسا ہی کر۔ اے بھگون! تو قائم بالذات اور مخلوقات کو من مانگا سکھ اور اقتدار عطا کرنیوالا ہے۔ ہمیں بھی اپنا مرہونِ عنایت کر۔ اے خالقِ جہان! جیسے تو اعلےٰ صفات سے موصوف اور تمام بڑی سے بڑی سلطنتوں کی حفاظت کرنیوالا اور مخلوقات کو سچّے عدل وانصاف سے پرورش کرنے والا ہے ہم بھی ویسے ہی ہوں۔ اے مہاراج ادھیراج پرمیشور! یہ قدیم اور اٹل راج دھرم سے معمور۔ لازوال اور گوناگون تیرا ہی ہے۔ آپ کے فضل وکرم سے یہ ہمیں حاصل ہو (اس طرح التجا کرنے پر ایشور آشیرباد دیتا ہے کہ) میری پیدا کی ہوئی یہ تمام روئے زمین تمہارے تابع ہو“۔ [ایضاً منتر ۲]

ایشور نیکوں کا حامی ہے

”اے انسانو! تمہارے آیُدھ یعنی توپ۔ بندوق وغیرہ۔ آتشگیر اسلحہ اور تیر کمان تلوار وغیرہ ہتھیار میری عنایت سے مضبوط اور فتح نصیب ہوں۔ بدکردار دُشمنوں کی شکست اور تمہاری فتح ہو۔ تم مضبوط۔ طاقتور اور کار نمایاں کرنے والے ہو۔ تم دشمنوں کی فوج کو ہزیمت دیکر انہیں رُوگردان و پسپا کرو۔ تمہاری فوج جرار و کارگذار اور نامی گرامی ہو تاکہ تمہاری عالمگیر حکومت روئے زمین پر قائم ہو اور تمہارا حریف ناہنجار شکست یاب ہو اور نیچا دیکھے۔ مگر میری یہ آشیرباد انہیں لوگوں کے لئے ہے جو نیک اعمال و نیکو خصال ہیں نہ کہ اُن کے لئے جو عوام یعنی رعیت کے لوگوں پر ظلم وستم کرنیوالے ہیں۔ میں بدکردار

ظالموں کو کبھی آشیرباد نہیں دیتا“۔ [رگ وید۔ اشٹک ۱۔ ادھیائے ۳۔ ورگ ۱۸۔ منتر ۲]

”راج سبھا اور رعایا کو چاہیئے کہ صفات بالا سے موصوف مہاراج ادھیراج پرمیشور کو اور نیز ابھشکت (تخت نشین) سبھا دھیکش (میر انجمن) کو راجہ سمجھیں اور اُس کے جھنڈے کے نیچے جنگ میں شامل ہوں فوج کے بہادر جوان بھی پرمیشور۔ سبھا دھیکش۔ سبھا اور اپنے سیناپتی (سپہ سالار) کے زیر حکم جنگ کریں“۔

[اتھروید۔ کانڈ ۱۵۔ انوواک ۲۔ ورگ ۹۔ منتر ۲]

ایشور کُل نوع انسان کے لئے ہدائت کرتا ہے۔

”اے دُشمنوں کو مارنیوالے! اُصولِ جنگ میں ماہر۔ بیخوف وہراس۔ پُرجاہ وجلال عزیزو اور جواں مردو! تم سب رعایا کے لوگوں کو خوش رکھو۔ پرمیشور کے حکم پر چلو اور بدفرجام دُشمن کو شکست دینے کے لئے لڑائی کا سرانجام کرو۔ (راجہ کہتا ہے) تُم نے پہلے میدانوں میں دُشمنوں کی فوج کو جیتا ہے۔ تُم نے حواس کو مغلوب اور روئے زمین کو فتح کیا ہے۔ تم روئیں تن اور فولاد بازو ہو۔ اپنے زور وشجاعت سے دشمنوں کو تہ تیغ کرو تاکہ تمہارے زورِ بازو اور ایشور کے لُطف وکرم سے ہماری ہمیشہ فتح ہو“۔

[اَتھروید۔ کانڈ ۶۔ انوواک ۱۰۔ ورگ ۹۷۔ منتر ۳]

”اے سبھا کے دانشمند رُکن یا اے پرمیشور! میری اور میری سبھا کی اچھی طرح حفاظت کر (یہاں لفظ میری تمثیلاً آیا ہے مُراد یہ ہے کہ تمام انسانوں کی حفاظت کر) سبھا کے کاروبار میں ہوشیار صاحبِ عقل وتدبیر اراکین سبھا ہماری مذکورہ بالا تینوں سبھاؤں کی حفاظت کریں۔ اے معبودِ کُل ایشور! جو سبھا دھیکش اور اراکین سبھا اصول جہانداری سے واقف ہیں وہی سکھ پاتے ہیں۔ اس طرح سبھا کی حفاظت کرتا ہوا میں (راجہ) اور تمام لوگ سُکھ سے لبریز سو برس کی عُمر پاویں“۔ [اتھروید۔ کانڈ ۱۹۔ انوواک ۷۔ ورگ ۵۵۔ منتر ۶]

یہانتک اُصولِ جہانداری کا بیان اختصار کے ساتھ ویدوں کے مطابق لکھا گیا۔ اب آگے اُسی مضمون کو ایتریہ اور شتپتھ براہمن وغیرہ کتابوں کے مطابق اختصار سے لکھتے ہیں۔

اُصولِ جہانداری کے دو پہلو۔

”راج سبھا کے مُعزز اراکین کو چاہیئے کہ عالموں۔ دھرماتماؤں اور نیک منش انسانوں پر ہمیشہ لطف ومہربانی مبذول رکھیں اور اُن کو ہمیشہ سکھ دیں اور بدوں کا سخت تدارک کریں کیونکہ اُصولِ جہانداری کے دو پہلو ہیں۔ ایک حلم وحمایت اور دوسرا سختی وسیاست یعنی کہیں وقت موقع اور شے (کی حیثیت) کے لحاظ سے حلم اختیار کرنا واجب ہے اور کہیں اسکے خلاف صورتوں میں حاکمانِ سلطنت کا یہ فرض ہے کہ بدوں کو سخت سزا دیں۔ اسی کا نام حفاظت رعایا ہے یعنی اُصولِ جہانداری یا حفاظتِ رعایا کی یہی تعریف ہے کہ نیک کردار لوگوں پر مہربانی اور بدوں پر سختی کی جاوے اور نہایت لایق اور بہادر جوانوں

کی فوج اور دیگر سامان ہر وقت مکمل رہے"۔ حفاظتِ رعایا کا کام تمام کاموں سے اہم اور عظیم الشّان ہے۔ یہی سب کی پُشت و پناہ۔ کمزوروں کی حفاظت کرنیوالا اور اعلیٰ سُکھ پیدا کرنے والا۔ مذکورہ بالا طریق پر حفاظتِ رعایا کے ذریعہ سے انسان (راجہ) اصولِ سلطنت میں اصلاح و اسلوبی پیدا کر سکتا ہے اور اُس کے خلاف عمل کرنے سے حفاظتِ رعایا میں بہتری پیدا نہیں ہو سکتی۔ حفاظتِ رعایا سب فرایض ہی مقدم ہے اُس سے یجمان یعنی رعایا کے لوگوں اور نیز ارکینِ سلطنت کو حسبِ دلخواہ راحت حاصل ہوتی ہے۔ تمام دُنیا میں بے خلل و غش سکھ پھیلانے کا یہی ذریعہ ہے۔ پس حفاظتِ رعایا سے بڑھ کر کوئی کام نہیں ہے"۔

براہمنوں اور کشتریوں کے فرایض متعلقہ سلطنت

"برہم یعنی تمام علوم سے ماہر براہمن (ورن) پر حفاظت رعایا کا دار و مدار ہے۔ کیونکہ سچے علم کے بغیر حفاظت رعایا کی ترقی یا قیام ناممکن ہے اور سچے علم کی قدر و منزلت کرنا راجنیہ یعنی کشتریہ یا سلطنت کا فرض ہے۔ کیونکہ اُس کے بغیر علم کی ترقی یا حفاظت نہیں ہو سکتی اسلئے علم اور انتظامِ سلطنت دونوں کے ذریعہ سے سلطنت میں سُکھ کی ترقی ہو سکتی ہے"۔

"حاکمانِ سلطنت کو ہمیشہ پُرہمت و حوصلہ اور ضابطِ حواس ہونا چاہیے۔ کیونکہ قُوّت و شجاعت اور حفاظتِ رعایا ہی کشتری کی صفت ہے۔ کشتریہ کا فرض ہے کہ قُوّت و شجاعت کے ساتھ فرایضِ سلطنت کو انجام دے اور رعایا کے عروج اور راحت کو مدِ نظر رکھے۔ اس کام کا فکر رکھنا اُس کے لئے مقدم اور سب سے ضروری ہے"۔ [ایتریہ براہمن پنچکا ۸۔ کنڈکا ۲ و ۳]۔

انسان کو چاہیئے کہ ہمیشہ محنت اور کوشش کرتا رہے اور ایسا ارادہ رکھے کہ

"میں پرمیشور کی عنایت سے سبھادھیکش (میرانجمن) کا رُتبہ حاصل کروں۔ ماتحت ملک ملک کے راجاؤں پر میری حکومت قائم ہو۔ تمام روئے زمین میرے زیرنگین ہو۔ میں دھرم اور انصاف سے سلطنت کی حفاظت کرتا ہُوا اقبال و شوکت حاصل کروں۔ اپنی قُوّت بازو سے سلطنت فتح کروں اور تمام راجاؤں کے درمیان اعلیٰ رُتبہ اور شہرت پاؤں۔ اپنی سلطنت عظیم کے قیام کے لئے عمدہ انتظام کروں اور عالمگیر حکومت کا سُکھ بھوگوں اور تسخیرِ عالم کر کے رعایا کو قابو میں رکھتا ہُوا نہایت اعلیٰ درجہ کے عالموں سے (دربار کو) آراستہ کروں اور ہر قسم کے وصف و کمال اور عیش و راحت کو ترقی دیتا ہُوا پھلوں اور پھُولوں"۔

[ایضاً کنڈکا ۶]

"اُس پرمیشور کو تین چار بار نمسکار کر کے فرائض سلطنت کا انصرام شروع کرنا چاہیئے۔ جو سلطنت برہم یعنی پرمیشور کے حکم کے مطابق چلتی ہے وہ اعلیٰ ترقی عروج اور قوت حاصل کرتی ہے۔ اُسی ملک میں بہادر لوگ پیدا ہوتے ہیں۔ نہ کہ اُس کے خلاف کسی دوسری سلطنت میں"۔ [ایضاً کنڈکا ۹]

راجہ کیسا ہونا چاہیئے

"تمام ارکین سبھا اور رعایا کے لوگوں کو مالک کُل معبود مطلق پرمیشور کے حکم کا فرمانبردار رہنا چاہیئے سب کو مل کر ایسی تجویز اور کوشش کرنی چاہیئے کہ کبھی سُکھ میں زوال نہ آئے اور نہ کبھی شکست رونما ہو۔ عالموں کے درمیان جو سب سے افضل پُرحوصلہ بہادر نہایت جفاکش و بُردبار اور تمام اعلےٰ اوصاف سے موصوف رعایا کو جنگ وغیرہ کی آفتوں سے پار اُتار دینے والا فتح نصیب سب سے برتر و اشرف ہو یقیناً اُسی شخص کو ابھشیک (رسم تخت نشینی) سے راجہ بنانا چاہیئے۔ چونکہ صفات بالا سے موصوف شخص کو تخت نشین کرنے سے اعلیٰ اقبال اور بہبودی حاصل ہوتی ہے۔ اسلئے اُس کو اندر کہتے ہیں"۔

[ایتریہ براہمن پنچکا ۸۔ کنڈکا ۱۲]

"جو روئے زمین کی حکومت اور اعلیٰ سامانِ راحت کو پیدا اور حفاظت کرنیوالا کاروبار سلطنت میں ہوشیار اور سچے علم وغیرہ صفات سے موصوف روشن دل۔ رعایا کی حفاظت کرنیوالا تمام راجاؤں پر سبقت اور حکومت حاصل کرنیوالا اعلیٰ بہبودی و حشمت سے اقبالمند سلطنت کی حفاظت کرنیوالا اور عظیم الشان سلطنت کا شہنشاہ مُقرر کرنے کے لائق ہو اُس صاحبِ مُراد اور سب سے افضل انسان کو ہم ابھشیک کی رسم سے تخت نشین کریں۔ اسی قسم کے شخص کو تخت نشین کرنے سے سلطنت میں راحت اور امن پیدا ہوتا ہے [چھندسی لُنگ لنگ لٹ "کے بموجب اس منتر میں لفظ "ابھی" (پیدا ہوتا ہے) باوجود لنگ (مضارع) ہونے کے لٹ (فعل حال) کے معنی دیتا ہے) کُل جانداروں کا پُرشجاعت کشتری حاکم یعنی سبھادھیکش (میرانجمن) پاپی یا جرائم پیشہ رعیت کے لوگوں کو کھلانے یا فنا کرنے، دشمنوں کے شہر کو غارت۔ ہدوں کو قتل، سعیدوں کی حفاظت اور دھرم کی حمایت کرنے کے لئے پیدا ہوا ہے سبھادھیکش (میرانجمن) وغیرہ کو پرمیشور کے حکم کے مطابق فرایض سلطنت ادا کرنے چاہئیں اور کسی انسان کو اُس کے حکم کے خلاف کبھی کوئی ارادہ نہ کرنا چاہیئے بلکہ سب کو پرمیشور ہی کی اطاعت و عبادت کرنی چاہیئے"۔

[ایضاً۔ کنڈکا ۱۴]

"جس انسان کو راج کرنے کی اُمنگ ہو وہ مذکورہ بالا جملہ سامانِ حشمت و اقتدار سے سلطنت حاصل کرے اور بطریق ابھشیک تخت نشین ہو کر حفاظت رعایا میں مشغول ہو۔ ایسا شخص تمام لڑائیوں میں فتح پاتا ہے اور سب جگہ فتح و کامرانی اور اعلیٰ لوک (سُکھ یا مقام) کو حاصل کرتا ہے۔ تمام راجاؤں میں شان و عزت اور دشمنوں پر فتح پاکر خوشی اور دشمنوں کو زیر کر کے رُعب حاصل کرتا ہے اور اپنی مشیر و معاون سبھاؤں کے ذریعہ سے بطریق مذکور تسخیرِ عالم سے سامانِ راحت۔ حفاظتِ رعایا۔ پُر رعب و داب اعلیٰ حکومت اور مہاراج ادھیراج کا درجہ حاصل کرتا ہے اور ملک کو فتح کر کے اِس دُنیا میں چکرورتی یعنی

تمام روئے زمین کا شہنشاہ بن جاتا ہے اور جسم چھوڑنے کے بعد سورگ لوک یعنی عین راحت۔ قائم بالذات اور نورِ مطلق پرمیشور کو پاکر موکش کا سکھ اور تمام مرادیں حاصل کرتا ہے۔ اُس کی سب مرادیں بر آتی ہیں اور اُسے موت اور بڑھاپا نہیں ستاتا۔ جب کوئی جملہ صفات حمیدہ سے موصوف کشتری حسب بالاحکومت واقتدار حاصل کرتا ہے تب سبھاسد (اراکینِ سبھا) اُس کو پرتگیا (عہد) دے کر ابھشیک کرتے ہیں اور سبھادھیکش کے درجہ پر ممتاز کرتے ہیں۔ اُس کی عملداری میں کوئی نامرغوب بات نہیں ہوتی۔" [ایتریہ براہمن۔ پنچکا ۸۔ کنڈکا ۱۹]

"جب راج سبھا رعایا کی حفاظت کا قرار واقعی انتظام کرتی ہے تب بڑی راحت پیدا ہوتی ہے۔ اُس سے تمام جرائم بند ہو جاتے ہیں اور رعایا امن و امان کے ساتھ رہتی ہے اسی کو اعلےٰ اور عمدہ راج کہتے ہیں۔" [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۲۔ ادھیائے ۸۔ براہمن ۲]

"جو برہم یعنی وید اور پرمیشور کو جانتا ہے وہی براہمن ہوتا ہے اور جو حواس کو ضبط میں رکھنے والا عالم شجاعت وغیرہ صفات سے موصوف بہادر کاروبارِ سلطنت کو قبول کرتا ہے اُس کو راجنیہ یعنی کشتری کہتے ہیں۔ اُن براہمنوں اور کشتریوں کی باہمی اتحاد و کوشش سے سلطنت میں اقبال و حشمت اور ہر قسم کا ہنر و کمال فروغ پاتا ہے۔ اس طرح فرائض سلطنت کو ادا کرنے سے اقبال میں کبھی زوال نہیں آتا۔ کشتری کی بہادری اور شجاعت یہی ہے کہ جنگ کرے کیونکہ اسکے بغیر اعلیٰ دولت اور سکھ حاصل نہیں ہو سکتا۔" [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۱۔ براہمن ۵]

نگھنٹو ادھیائے ۲ کھنڈ ۱۷ میں سنگرام (جنگ) اور مہادھن (دولتِ عظیم) کو مترادف بتایا ہے چونکہ جنگ سے بیشمار دولت حاصل ہوتی ہے۔ اسلئے اُس کا نام مہادھن ہے۔ جنگ کے بغیر اعلےٰ عزت اور دولت کثیر حاصل نہیں ہو سکتی۔

اشومیدھ یگیہ سے کیا مراد ہے؟

"سلطنت کی حفاظت کرنا ہی کشتریوں کی اشومیدھ یگیہ کہلاتی ہے۔" [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۱۔ براہمن ۶]

اسلئے گھوڑے کو مار کر اُس کے اعضاء سے ہوم کرنیکا نام اشومیدھ نہیں ہے۔[ف۱]

ف۱ واضح رہے کہ پرانے زمانے میں جانوروں کو مار کر ہوم کرنیکی رسم ہرگز نہیں تھی بلکہ یہ رسم درمیانی زمانہ میں جبکہ وام مارگ چل پڑا تھا اور قربانی کا مسئلہ پیدا ہو گیا تھا رائج ہوئی تھی۔ شت پتھ براہمن میں صاف لکھا ہے کہ
वनस्पतयोऽवियम्रिषा नहिमनुष्या यक्षरन्यद्वनस्पतयो न स्युस्तस्मादाद्दवन स्पतियाँग्निय
یعنی نبیتی (نباتات) ہی سے یگیہ کرنی چاہئے۔ انسان نباتات کے سوائے اور کسی چیز سے یگیہ (ہوم) نکرے (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۴۷)

"جب مذکورہ بالا صفات سے موصوف راجنیہ یعنی کشتری شجاعت، عزت اور شہرت کے ذریعہ سے اپنا رعب وداب بٹھاتا ہے، تب اُس کی حکومت روئے زمین پر بےخلل قائم ہوتی ہے۔ اسلئے کشتری بہادر جنگجو۔ بیخوف۔ اسلحہ کے فن میں ہوشیار۔ دشمنوں کو فنا کرنے والا اور خشکی تری اور انترکش (خلا) میں سفر کرنے کی سواریاں رکھنے والا ہوتا ہے جس سلطنت میں ایسے کشتری پیدا ہوتے ہیں۔ اُس میں کبھی خوف یا دُکھ پیدا نہیں ہوتا۔" [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۱۔ براہمن ۹]

علم وغیرہ اعلےٰ گُنوں والی نیتی (اصول) ہی کو راشٹر (سلطنت) کہتے ہیں۔ حکومت اور اقبال ہی سلطنت کا بھار (بیخ و بنیاد) ہے اور شری (اقبال) سلطنت کا مرکز ہے۔ کشیم یعنی حفاظتِ مال و جان سلطنت میں بےخلل امن قائم رہنے کا ذریعہ ہے۔ پرجا یعنی ویش سلطنت میں گبھ (صاحب دولت) ہوتے ہیں اور سلطنت کو پس (اعصا) کہتے ہیں۔ اسلئے سلطنت کا تمام کاروبار رعیت کے ہاتھ میں ہے۔ راجہ رعیت سے معقول معاملہ اور محصول اور اُن کی عمدہ عمدہ چیزوں کو لیتا ہے۔ جہاں شخصی حکومت ہوتی ہے۔

شخصی حکومت سے رعیت پر ظلم ہوتا ہے

اور کوئی سبھا (پارلیمنٹ یا انجمن) نہیں ہوتی وہاں رعیت ہمیشہ تکلیف پاتی ہے اسلئے ایک شخص کو ہرگز راجہ نہیں بنانا چاہیئے۔ کیونکہ اکیلا شخص فرائض سلطنت کو بخوبی انجام نہیں دے سکتا بلکہ سبھا کی مدد سے ہی سلطنت کا انتظام ہو سکتا ہے۔ جہاں راجہ مطلق العنان ہوتا ہے وہاں کی سلطنت رعیت کو کھا جاتی ہے اور بڑا ظلم ہوتا ہے۔ کیونکہ مطلق العنان راجہ اپنے آرام کیلئے رعیت کے عمدہ عمدہ سامان معیشت کو لیکر اُس پر ظلم کرتا ہے پس شخصی حکومت رعیت کیلئے آفت ہے جس طرح گوشت خوار (یا قصائی) موٹا تازہ جانور دیکھ کر اُس کو مارنیکی نیت کرتا ہے اُسی طرح مطلق العنان راجہ بھی یہی چاہتا ہے کہ کوئی شخص نہ بڑھے وہ حسد کے مارے رعیت کے کسی شخص کی آسودگی یا عروج کو نہیں دیکھ سکتا۔ اسلئے سبھا کے انتظام سے کاروبار سلطنت کا انصرام کرنا بہتر اور مناسب ہے۔" [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۳]

اس قسم کے اصولِ سلطنت کو بیان کرنے والے منتر ویدوں میں بہت سے ہیں۔

راجہ اور رعیت کے فرائض کا بیان ختم ہوا

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۱۴۶) اسی طرح اشولاین گرہیہ سوتر میں کہا ہے کہ क्षौमञ्च मांस वर्जम् ॥ ६ ॥ یعنی مانس کے سوائے اور سب چیزیں ہوم کرنے کے لائق ہیں۔ مترجم

نوٹ۔ سبھا کے ذریعہ سے سلطنت کا انتظام آریہ راجاؤں میں مہاراجہ یدھشٹر تک ہوتا رہا (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۴۸)

تمام روئے زمین کا شہنشاہ بن جاتا ہے اور جسم چھوڑنے کے بعد سورگ لوک یعنی عین راحت۔ قائم بالذات اور نورِ مطلق پرمیشور کو پاکر موکش کا سکھ اور تمام مرادیں حاصل کرتا ہے۔ اُس کی سب مرادیں بر آتی ہیں اور اُسے موت اور بڑھاپا نہیں ستاتا۔ جب کوئی جملہ صفات حمیدہ سے موصوف کشتری حسب بالحکمت واقتدار حاصل کرتا ہے تب سبھاسد (اراکینِ سبھا) اُس کو پرتگیا (عہد) دے کر ابھشیک کرتے ہیں اور سبھا دھیکش کے درجہ پر ممتاز کرتے ہیں۔ اُس کی عملداری میں کوئی نامرغوب بات نہیں ہوتی۔" [ایتریہ براہمن۔ پنچکا ۸۔ کنڈکا ۱۹]

"جب راج سبھا رعایا کی حفاظت کا قرار واقعی انتظام کرتی ہے تب بڑی راحت پیدا ہوتی ہے۔ اس سے تمام جرائم بند ہو جاتے ہیں اور رعایا امن و امان کے ساتھ رہتی ہے اسی کو اعلےٰ اور عمدہ راج کہتے ہیں"
[شت پتھ براہمن کانڈ ۱۲۔ ادھیائے ۸۔ براہمن ۲]

"جو برہم یعنی وید اور پرمیشور کو جانتا ہے وہی براہمن ہوتا ہے اور جو حواس کو ضبط میں رکھنے والا عالم شجاعت وغیرہ صفات سے موصوف بہادر کاروبارِ سلطنت کو قبول کرتا ہے اُس کو راجنیہ یعنی کشتری کہتے ہیں۔ اُن براہمنوں اور کشتریوں کی باہمی اتحاد و کوشش سے سلطنت میں اقبال و حشمت اور ہر قسم کا ہنر و کمال فروغ پاتا ہے۔ اس طرح فرائض سلطنت کو ادا کرنے سے اقبال میں کبھی زوال نہیں آتا۔ کشتری کی بہادری اور شجاعت یہی ہے کہ جنگ کرے کیونکہ اسکے بغیر اعلیٰ دولت اور سکھ حاصل نہیں ہو سکتا" [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۱۔ براہمن ۵]

نگھنٹو ادھیائے ۲ کھنڈ ۱۷ میں سنگرام (جنگ) اور مہادھن (دولتِ عظیم) کو مترادف بتایا ہے چونکہ جنگ سے بیشمار دولت حاصل ہوتی ہے۔ اسلئے اُس کا نام مہادھن ہے۔ جنگ کے بغیر اعلےٰ عزت اور دولت کثیر حاصل نہیں ہو سکتی۔

اشومیدھ یگیہ سے کیا مراد ہے؟

"سلطنت کی حفاظت کرنا ہی کشتریوں کی اشومیدھ یگیہ کہلاتی ہے"
[شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۱۔ براہمن ۶]
اسلئے گھوڑے کو مار کر اُس کے اعضاء سے ہوم کرنیکا نام اشومیدھ[۱] نہیں ہے۔

[۱] واضح رہے کہ پرانے زمانے میں جانوروں کو مار کر ہوم کرنیکی رسم ہرگز نہیں تھی بلکہ یہ رسم درمیانی زمانہ میں جبکہ وام مارگ چل پڑا تھا اور قربانی کا مسئلہ پیدا ہو گیا تھا رائج ہوئی تھی۔ شت پتھ براہمن میں صاف لکھا ہے کہ
[illegible] रन्यद्वनस्पतयो न स्युस्तस्मादाहुर्वनस्पतिर्यज्ञिय
वनस्पतयो यज्ञिया नहि मनुष्या यज्ञा [illegible]
یعنی بنسپتی (نباتات) ہی سے یگیہ کرنی چاہیئے۔ انسان نباتات کے سوائے اور کسی چیز سے یگیہ (ہوم) نکرے (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۴۷)

"جب مذکورہ بالا صفات سے موصوف راجنیہ یعنی کشتری شجاعت۔ عزت اور شہرت کے ذریعہ سے اپنا رعب و داب بڑھاتا ہے۔ تب اُس کی حکومت روئے زمین پر بے خلل قائم ہوتی ہے۔ اسلئے کشتری بہادر جنگجو۔ بیخوف۔ اسلحہ کے فن میں ہوشیار۔ دشمنوں کو فنا کرنے والا اور خشکی تری اور انترکش (خلا) میں سفر کرنے کی سواریاں رکھنے والا ہوتا ہے جس سلطنت میں ایسے کشتری پیدا ہوتے ہیں۔ اُس میں کبھی خوف یا دُکھ پیدا نہیں ہوتا" [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۱۔ براہمن ۹]

علم وغیرہ اعلےٰ گُنوں والی نیتی (اصول) ہی کو راشٹر (سلطنت) کہتے ہیں۔ حکومت اور اقبال ہی سلطنت کا بھار (بیخ و بنیاد) ہے اور شری (اقبال) سلطنت کا مرکز ہے۔ کشیم یعنی حفاظتِ مال و جان سلطنت میں بے خلل امن قائم رہنے کا ذریعہ ہے۔ پرجا یعنی ویش سلطنت میں گبھۃ (صاحب دولت) ہوتے ہیں اور سلطنت کو نیس (عصا) کہتے ہیں۔ اسلئے سلطنت کا تمام کاروبار رعیت کے ہاتھ میں ہے۔ راجہ رعیت سے معقول معاملہ اور محصول اور اُن کی عمدہ عمدہ چیزوں کو لیتا ہے۔ جہاں شخصی حکومت ہوتی ہے۔ اور کوئی سبھا (پارلیمنٹ یا انجمن) نہیں ہوتی وہاں رعیت ہمیشہ تکلیف پاتی ہے اسلئے ایک شخص کو ہرگز راجہ نہیں بنانا چاہیئے۔ کیونکہ اکیلا شخص فرائض سلطنت کو بخوبی انجام نہیں دے سکتا بلکہ سبھا کی مدد سے ہی سلطنت کا انتظام ہو سکتا ہے۔ جہاں راجہ مطلق العنان ہوتا ہے وہاں کی سلطنت رعیت کو کھا جاتی ہے اور بڑا ظلم ہوتا ہے۔ کیونکہ مطلق العنان راجہ اپنے آرام کیلئے رعیت کے عمدہ عمدہ سامان معیشت کو لیکر اُس پر ظلم کرتا ہے بس شخصی حکومت رعیت کے لیے آفت ہے جس طرح گوشت خوار (یا قصائی) موٹا تازہ جانور دیکھ کر اُس کو مارنیکی نیت کرتا ہے اُسی طرح مطلق العنان راجہ بھی یہی چاہتا ہے کہ کوئی شخص نہ بڑھنے پائے وہ حسد کے مارے رعیت کے کسی شخص کی آسودگی یا عروج کو نہیں دیکھ سکتا۔ اسلئے سبھا کے انتظام سے کاروبار سلطنت کا انصرام کرنا بہتر اور مناسب ہے" [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۳]

شخصی حکومت سے رعیت پر ظلم ہوتا ہے

اس قسم کے اصولِ سلطنت کو بیان کرنے والے منتر ویدوں میں بہت سے ہیں۔

راجہ اور رعیت کے فرائض کا بیان ختم ہوا

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۱۴۶) اسی طرح اشولاین گرہیہ سوتر میں کہا ہے کہ धौस्यंच मांस वर्जम् ॥ ६ ॥ یعنی ماس کے سوائے اور سب چیزیں ہوم کرنے کے لایق ہیں۔ مترجم

نوٹ۔ سبھا کے ذریعہ سے سلطنت کا انتظام آریہ راجاؤں میں مہاراجہ یدھشٹر تک ہوتا رہا (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۴۸)

تمام روئے زمین کا شہنشاہ بن جاتا ہے اور جسم چھوڑنے کے بعد سورگ لوک یعنی عین راحت۔ قائم بالذات اور نورِ مطلق پرمیشور کو پاکر موکش کا سکھ اور تمام مرادیں حاصل کرتا ہے۔ اُس کی سب مرادیں بر آتی ہیں اور اُسے موت اور بڑھاپا نہیں ستاتا۔ جب کوئی جملہ صفات حمیدہ سے موصوف کشتری حسب بالاحکومت و اقتدار حاصل کرتا ہے تب سبھا سد (اراکینِ سبھا) اُس کو پرتگیا (عہد) دے کر ابھشیک کرتے ہیں اور سبھا دھیکش کے درجہ پر ممتاز کرتے ہیں۔ اُس کی عملداری میں کوئی نامرغوب بات نہیں ہوتی۔" [ایتریہ براہمن۔ پنچکا ۸۔ کنڈکا ۱۹]

"جب راج سبھا رعایا کی حفاظت کا قرار واقعی انتظام کرتی ہے تب بڑی راحت پیدا ہوتی ہے۔ اُس سے تمام جرائم بند ہو جاتے ہیں اور رعایا امن و امان کے ساتھ رہتی ہے اسی کو اعلےٰ اور عمدہ راج کہتے ہیں۔"
[شت پتھ براہمن کانڈ ۱۲۔ ادھیائے ۸۔ براہمن ۲]

"جو برہم یعنی وید اور پرمیشور کو جانتا ہے وہی براہمن ہوتا ہے اور جو اس کو ضبط میں رکھنے والا عالم شجاعت وغیرہ صفات سے موصوف بہادر کاروبارِ سلطنت کو قبول کرتا ہے اُس کو راجنیہ یعنی کشتری کہتے ہیں۔ اُن براہمنوں اور کشتریوں کی باہمی اتحاد و کوشش سے سلطنت میں اقبال و حشمت اور ہر قسم کا ہنر و کمال فروغ پاتا ہے۔ اس طرح فرائض سلطنت کو ادا کرنے سے اقبال میں کبھی زوال نہیں آتا۔ کشتری کی بہادری اور شجاعت یہی ہے کہ جنگ کرے کیونکہ اسکے بغیر اعلیٰ دولت اور سکھ حاصل نہیں ہو سکتا۔" [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۱۔ براہمن ۵]

نگھنٹو ادھیائے ۲ کھنڈ ۱۷ میں سنگرام (جنگ) اور مہا دھن (دولتِ عظیم) کو مترادف بتایا ہے چونکہ جنگ سے بیشمار دولت حاصل ہوتی ہے۔ اسلئے اُس کا نام مہا دھن ہے۔ جنگ کے بغیر اعلےٰ عزت اور دولت کثیر حاصل نہیں ہو سکتی۔

اشومیدھ یگیہ سے کیا مراد ہے؟

"سلطنت کی حفاظت کرنا ہی کشتریوں کی اشومیدھ یگیہ کہلاتی ہے۔"
[شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۱۔ براہمن ۶]
اسلئے گھوڑے کو مار کر اُس کے اعضاء سے ہوم کرنیکا نام اشومیدھ نہیں ہے۔[1]

[1] واضح رہے کہ پُرانے زمانے میں جانوروں کو مار کر ہوم کرنیکی رسم ہرگز نہیں تھی بلکہ یہ رسم درمیانی زمانہ میں جبکہ وام مارگ چل پڑا تھا اور قربانی کا مسئلہ پیدا ہو گیا تھا رائج ہوئی تھی۔ شت پتھ براہمن میں صاف لکھا ہے کہ वनस्पतयोऽथियज्ञिया नहिमनुष्या यज्ञैरन्यद्वनस्पतयो न स्युस्तस्मादाहवन स्पतियाँज्ञिय یعنی بنسپتی (نباتات) ہی سے یگیہ کرنی چاہئے۔ انسان نباتات کے سوا اور کسی چیز سے یگیہ (ہوم) نکرے (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۴۷)

"جب مذکورہ بالا صفات سے موصوف راجنیہ یعنی کشتری شجاعت۔ عزت اور شہرت کے ذریعہ سے اپنا رعب و داب بٹھاتا ہے۔ تب اُس کی حکومت روئے زمین پر بے خلل قائم ہوتی ہے۔ اسلئے کشتری بہادر جنگجو۔ بیخوف۔ اسلحہ کے فن میں ہوشیار۔ دشمنوں کو فنا کرنے والا اور خشکی تری اور انترکش (خلا) میں سفر کرنے کی سواریاں رکھنے والا ہوتا ہے جس سلطنت میں ایسے کشتری پیدا ہوتے ہیں۔ اُس میں کبھی خوف یا دُکھ پیدا نہیں ہوتا۔" [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۱۔ براہمن ۹]

علم وغیرہ اعلےٰ گنوں والی نیتی (اصول) ہی کو راشٹر (سلطنت) کہتے ہیں۔ حکومت اور اقبال ہی سلطنت کا بھار (بیخ و بنیاد) ہے اور شری (اقبال) سلطنت کا مرکز ہے۔ کشیم یعنی حفاظتِ مال و جان سلطنت میں بے خلل امن قائم رہنے کا ذریعہ ہے۔ پرجا یعنی ویش سلطنت میں گبھ (صاحب دولت) ہوتے ہیں اور سلطنت کو پس (اعضا) کہتے ہیں۔ اسلئے سلطنت کا تمام کاروبار رعیت کے ہاتھ میں ہے۔ راجہ رعیت سے معقول معاملہ اور محصول اور اُن کی عمدہ عمدہ چیزوں کو لیتا ہے۔ جہاں شخصی حکومت ہوتی ہے اور کوئی سبھا (پارلیمنٹ یا انجمن) نہیں ہوتی وہاں رعیت ہمیشہ تکلیف پاتی ہے اسلئے ایک شخص کو ہرگز راجہ نہیں بنانا چاہئے۔ کیونکہ اکیلا شخص فرائض سلطنت کو بخوبی انجام نہیں دے سکتا بلکہ سبھا کی مدد سے ہی سلطنت کا انتظام ہو سکتا ہے۔ جہاں راجہ مطلق العنان ہوتا ہے وہاں کی سلطنت رعیت کو کھا جاتی ہے اور بڑا ظلم ہوتا ہے۔ کیونکہ مطلق العنان راجہ اپنے آرام کیلئے رعیت کے عمدہ عمدہ سامان معیشت کو لیکر اُس پر ظلم کرتا ہے پس شخصی حکومت رعیت کیلئے آفت ہے جس طرح گوشت خوار (یا قصائی) موٹا تازہ جانور دیکھ کر اُس کو مارنیکی نیت کرتا ہے اُسی طرح مطلق العنان راجہ بھی یہی چاہتا ہے کہ کوئی بڑھنے نہ پائے وہ حسد کے مارے رعیت کے کسی شخص کی آسودگی یا عروج کو نہیں دیکھ سکتا۔ اسلئے سبھا کے انتظام سے کاروبار سلطنت کا انصرام کرنا بہتر اور مناسب ہے۔" [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۳]

شخصی حکومت سے رعیت پر ظلم ہوتا ہے

اس قسم کے اصولِ سلطنت کو بیان کرنیوالے منتر ویدوں میں بہت سے ہیں۔

راجہ اور رعیت کے فرائض کا بیان ختم ہوا

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۱۴۶) اسی طرح اشولاین گرہیہ سوتر میں کہا ہے کہ ॥ ६ ॥ सौम्यंच मांस वर्जम् یعنی ماش کے سوائے اور سب چیزیں ہوم کرنے کے لائق ہیں۔ مترجم

نوٹ۔ سبھا کے ذریعہ سے سلطنت کا انتظام آریہ راجاؤں میں مہاراجہ یدھشٹر تک ہوتا رہا (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۴۸)

ورن اور آشرم کا بیان

ورن | ورن[1] کا مضمون "براہمن اس پرش کے بمنزلہ مکھ" الخ منتر میں (صفحہ ۸۰ پر) آچکا ہے۔ اب یہاں اس مضمون کو مفصل بیان کرتے ہیں۔

"لفظ "ورن" ورِ وَرتِ بمعنی "قبول کرتا ہے" سے نکلا ہے۔" [نرکت ادھیائے ۲۔ کھنڈ ۳]

اسلئے جو چیز قبول کی جاوے یا قبول کرنے کے لایق ہو اور جو گن (صفات) اور اعمال کے لحاظ سے مانا یا قبول کیا جاتا ہے۔ اُس کو ورن کہتے ہیں۔

"برہم یعنی وید کو جانتے اور پرمیشور کی اُپاسنا (عبادت) کرنیوالا اور علم وغیرہ اعلےٰ صفات سے موصوف شخص براہمن نامزد ہوتا ہے۔ اسی طرح جو شخص صاحب اقتدار و حکومت دشمنوں کو فنا کرنے والا جنگجو اور حفاظت رعایا میں مستعد ہو وہی کشتر یا کشتریہ کُل یعنی کشتریہ خاندان والا ہوتا ہے۔"

[شت پتھ براہمن کانڈ ۵۔ ادھیائے ۱۔ براہمن ۱]

"متر (سب کو سکھ دینے والا) اور ورن (اعلیٰ صفات سے موصوف اور نیک) ہونا یہی دو صفتیں کشتری کے دو بازو کی مثال ہیں یا حوصلہ اور قوت یہ دو کشتری کے بازو ہیں۔"

[شت پتھ براہمن کانڈ ۵۔ ادھیائے ۴۔ براہمن ۳]

"رعایا کو پران (جان کی امان) یا آنند (راحت) بخشنے سے کشتری کی قوت ترقی پاتی ہے اُسکے تیر ہمیشہ آتش فگن یا مشہور و معروف ہونے چاہئیں (یہاں لفظ تیر تمثیلاً آیا ہے در اصل کل اسلحہ سے مراد ہے)"

[شت پتھ براہمن کانڈ ۵۔ ادھیائے ۴۔ براہمن ۴]

(بقیہ نوٹ متعلق صفحہ ۱۶۴) جسکی شہادت مہابھارت کے راج دھرم وغیرہ مقامات سے ملتی ہے منوسمرتی وغیرہ میں بھی اصول سلطنت اسی طرح بیان کئے ہیں۔ زمانہ قدیم میں ایک خاص بات یہ تھی کہ جب کسی پر ظلم ہوتا تھا تو راجا اراکین سلطنت و حاکمان عدالت کو ذمہ وار قرار دیکر اُن کو سزا دیتا تھا اسی وجہ سے انصاف کرنے میں بڑی کوشش و رتندہی کی جاتی تھی اصول بالا کے مطابق آریہ راجاؤں نے روئے زمین پر کروڑوں برس حکومت کی۔ قدیم اصول جنگی کے متعلق ہم نے ایک رسالہ الموسوم بہ "جنگی سار" بنایا ہے جسکا پہلا انگ اس مضمون سے خاص تعلق رکھنے کی وجہ سے دیکھنے کے قابل ہے۔ مترجم۔ ۱ؔ ورن سے جمہور انام کی چہارگانہ تقسیم مراد ہے یعنی براہمن (علم پیشہ) کشتریہ (شجاعت پیشہ و ماہران فنون جنگ) ویشیہ (اہل تجارت و حرفت و زراعت) شودر (خدمتگار اور محنتی لوگ) دنیا میں یہ تقسیم قدرتی پائی جاتی ہے اور حال کی بعض مہذب قوموں میں بھی اسی قسم کی یا اس سے کسیقدر ملتی ہوئی تقسیم کا موجود ہونا پایا جاتا ہے (دیکھو نوٹ صفحہ ۸۰)۔ مترجم

آشرم | آشرم[1] بھی چار ہوتے ہیں۔ برہم چریہ۔ گرہستھ۔ بان پرستھ اور سنیاس

برہم چریہ آشرم میں سچا علم اور نیک تربیت حاصل کرنی چاہیے۔

گرہستھ آشرم میں نیک چلنی سے رہنا یا نیک کام کرنا اور راحت دُنیوی کا سامان حاصل کرنا چاہیئے۔

بان پرستھ میں خلوت گزینی۔ پرمیشور کی اُپاسنا تحصیل علم اور عاقبت یا انجام کی فکر کرنی چاہیئے۔ اور سنیاس یعنی ترک دنیا کر کے پرمیشور اور موکش یعنی راحت اعلےٰ کو حاصل کرنیکی تدبیر کرنا اور سچی نصیحت اور ہدایت سے سب کو سکھ پہنچانا چاہیے۔ الغرض ان چار آشرموں کے ذریعہ سے دھرم۔ ارتھ (دولت) کام (مراد) موکش (نجات) کو حاصل کرنا واجب ہے۔ ان میں سے خصوصاً برہم چریہ میں سچے علم اور نیک تربیت وغیرہ اوصاف کو بخوبی حاصل کرنا چاہیئے۔

اب برہم چریہ کے متعلق ویدوں کے حوالے درج کئے جاتے ہیں۔

برہمچاری کے فرایض اور برہمچریہ کے فوائد | "آچاریہ یعنی علم پڑھانے والا برہمچاری کو اُپ نین یعنی علم پڑھنے کا پختہ برت (عہد) کرا کر اپنی گربھ یعنی حفاظت اور سپردگی میں لیتا ہے اور تین رات اور دن تک اُس کو اپنی زیر نظر[2] رکھتا ہے۔ اُس کو ہر قسم کی ہدایت و نصیحت کرتا ہے۔ پڑھنے کا طریقہ بتلاتا ہے اور جب وہ علم کو پورا کر کے عالم ہو جاتا ہے تب دیو یعنی عالم اُس علم میں نام پائے ہوئے کو دیکھنے کے لئے آتے ہیں اور بڑی خوشی سے اُس کو عزت بخشتے ہیں اور اس کی یوں تعریف کرتے ہیں کہ ایشور کی عنایت سے تو ہمارے درمیان بڑا صاحب قسمت اور کُل نوع انسان کو فائدہ پہنچانے کے لئے عالم پیدا ہوا ہے۔"

[اتھروید۔ کانڈ ۱۱۔ انوواک ۳۔ ورگ ۵۔ منتر ۳]

"برہمچاری زمین۔ آکاش یا عالم نور اور انترکش (خلا بالائے زمین) کو بھرپور کرتا ہے یعنی اپنے علم اور ہوم کے ذریعہ سے مقامات مذکور میں رہنے والے جانداروں کو راحت پہنچاتا ہے اور اگنی ہوتر۔ میکھلا (تجرد کا نشان یعنی لنگر کی رسّی یا ڈور) اور برہمچریہ کے نشانات سے مزیّن محنت کرتا ہے اور دھرم پر

۱ؔ۔ آشرم سے انسان کی زندگی کی چہارگانہ تقسیم مراد ہے۔ ہر حصہ یا مرحلہ ۲۵ برس کا ہوتا ہے۔ پہلے حصہ یعنی برہمچریہ میں مجرد رہکر تعلیم حاصل کی جاتی ہے۔ دوسرے یعنی گرہ آشرم میں خانہ داری اور تیسرے یعنی بان پرستھ آشرم میں صحرا نشینی اور تصور الٰہی اور چوتھے یعنی سنیاس آشرم میں تارک الدنیا ہو کر یوگ کرنا اور آزاد و بے رورعایت ہو کر دنیا کو راہ راست پر چلنے کی ہدایت کرنا فرض ہوتا ہے۔ مترجم

۲ؔ سنسکرت میں یہاں "پیٹ میں رکھتا ہے" ہے جو سنسکرت کا محاورہ ہے۔ ہم نے اُردو محاورہ کے خیال سے "زیر نظر رکھتا ہے" لکھا ہے۔ مترجم

چلنے۔ پڑھانے اور اُپدیش (ہدایت و نصیحت) کرنے سے تمام جانداروں کو قوت اور سکھ پہنچاتا ہے۔" [ایضاً منتر ۴]

"جو برہم یعنی ایشور اور وید کو حاصل کرنے میں مصروف ہوتا ہے اُسے برہمچاری کہتے ہیں۔ برہمچاری نہایت سخت محنت کے ساتھ وید اور ایشور کا علم حاصل کرتا ہوا سب آشرموں میں ممتاز اور تمام آشرموں کا زیور ہے۔ دھرم کی پابندی سے اعلےٰ درجہ کے علم کی تحصیل اور نیک کام میں مصروف ہو کر وہ برہم یعنی پرمیشور اور علم کو سب سے افضل اور مقدم مانتا ہے۔ جب برہمچاری اَمرت یعنی پرمیشور اور موکش کا علم حاصل کر کے راحتِ اعلیٰ کو پالیتا ہے اور برہم کا جاننے والا مشہور ہو جاتا ہے تب تمام عالم اُسکی تعریف کرتے ہیں۔" [ایضاً منتر ۵]

"برہمچاری بطریق بالا علم کے نور سے منور ہو کر مرگ چھالا[۱] وغیرہ کو اوڑھتا اور سر، مونچھ اور ڈاڑھی کے بال لمبے رکھتا ہوا دیکشا[۲] پاکر راحتِ اعلیٰ حاصل کرتا ہے اور پہلے سمندر یا منزل یعنی برہمچریہ کے عہد کو پورا کر کے دوسرے سمندر یعنی گرہ آشرم (خانہ داری کی منزل) میں داخل ہوتا ہے اور پُر راحت و عُمدہ گھر میں بس کر ہمیشہ دھرم کی تعلیم دیتا ہے۔" [اتھروید کانڈ ۱۱۔ انوواک ۳۔ منتر ۶]

"برہمچاری وید کے علم کو حاصل کرتا ہوا پران (نفس) لوک (محسوسات) اور پرجاپتی یعنی محافظ مخلوقات اور مظہر کُل پرمیشور کو عیاں اور بیان کرتا ہوا موکش کے علم و اصول کا کیڑا بن کر یعنی دل و جان سے اُس میں مشغول ہو کر کامل علم کو حاصل کرتا اور مثلِ آفتاب روشن و منور ہوتا ہے اور پاپ کرنے والوں جاہلوں پاکھنڈیوں اور دیئت (رتن ہمپور) لوگوں اور راکشش (ایذا دینے والے پاپیوں) کو ندامت دیتا اور ان کی بیخ کنی کرتا ہے جس طرح سورج۔ اسُر یعنی بادل یا رات کو دور کرتا ہے اُسی طرح برہمچاری تمام نیک اوصاف کو ظاہر کرتا ہوا بُرے گُنوں کو دفع کرتا ہے۔" [ایضاً منتر ۷]

"تپ (ریاضت) اور برہمچریہ کی بدولت راجہ سلطنت کا انتظام اور خصوصاً رعیت کی حفاظت کرنیکے قابل ہوتا ہے۔ آچاریہ (اُستاد) بھی برہمچریہ کے ذریعہ سے عالم ہو کر برہمچاری کو پڑھانے کی خواہش یا جُرأت کرتا ہے۔ اسکے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔" [ایضاً منتر ۱۷]

لفظ "آچاریہ" کی نسبت نِرُکت کا حوالہ درج کیا جاتا ہے۔

"آچار (نیک اطوار) سکھلانے۔ نکات و معانی کا علم کرانے اور عقل پیدا کرانیوالے کو "آچاریہ" کہتے ہیں۔"

[نِرُکت ادھیائے ۲۔ کھنڈ ۴]

"کنیا (کنواری لڑکی) بھی جب برہمچریہ کر کے جوان ہو جاتی ہے تب اپنے دل کی پسند اور مزاج کے موافق جوان

[۱] مرگ چرم یا مرگ چھالا سے ہرن کی کھال مراد ہے جس کو برہمچاری اوڑھنے یا نیچے بچھانے کے لئے رکھتے ہیں۔ مُترجم۔

[۲] دیکشا سے وہ ڈگری یا سند مراد ہے جو کسی کو خاص درجہ کی لیاقت حاصل کرنے پر بعد تصدیق عطا کی جاوے۔ مُترجم

خاوند کو قبول کرتی ہے۔ اسکے برعکس برہمچریہ سے جوان ہونے کے بغیر یا اپنے مزاج کے خلاف خاوند کو قبول نہیں کرتی۔ بیل بھی برہمچریہ کے ذریعہ سے قوت پاکر گھاس کھاتا ہوا اپنے مخالف جانوروں کو پچھاڑتا ہے یعنی گاذوری سے اُن کو جیتنے کی خواہش کرتا ہے (یہاں بیل تمثیلاً آیا ہے دراصل گھوڑے وغیرہ تمام نر آور جانوروں سے مراد ہے)۔" [اتھروید۔ کانڈ ۱۱۔ انوواک ۳۔ منتر ۱۸]

اسلئے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان کو ضرور ہی برہمچریہ کرنا چاہیئے۔

"عالم برہمچریہ کے ساتھ ویدوں کو پڑھ کر ایشور کا علم و معرفت حاصل کر کے تپ (ریاضت) اور دھرم کی پابندی سے پیدا ہونے اور مرنے کے دُکھ سے چھٹ جاتے ہیں نہ کہ اس کے خلاف کرنے سے۔ برہمچریہ یا عمدہ اصول و قواعد پر چلنے سے اِندر (جیو)۔ اِندریوں (حواس) کو سُکھی اور سورج۔ دیو (موجوداتِ عالم) کو روشن کرتا ہے۔ برہمچریہ کرنیکے بغیر کسی کو بھی واقعی علم یا سکھ نہیں ہو سکتا۔" [ایضاً۔ منتر ۱۹]

اسلئے اوّل برہمچریہ کر کے پھر گرہ آشرم وغیرہ باقی تین آشرموں میں داخل ہونے سے سکھ حاصل ہوتا ہے اگر جڑ ہی ٹھیک نہ ہو تو شاخیں کب درست ہو سکتی ہیں۔ جب جڑ مضبوط جم جاتی ہے۔ تب ہی شاخیں پھل پھول اور سایہ وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔

مندرجہ ذیل منتروں میں گرہ آشرم کا بیان ہے۔

گرہ آشرم

"ہم لوگ گرہ آشرم میں رہتے ہوئے جو کچھ پُن (نیک کام) علم کی اشاعت اور اولاد پیدا کریں اور جو جو اعلےٰ اور عمدہ ساماجک (مجلسی) قوانین باندھیں اور دنیا کو فائدہ پہنچائیں اُسی طرح ہم بان پرستھ آشرم میں رہتے ہوئے جو کچھ ایشور کا دھیان۔ علم کی تحصیل اور ریاضت کریں یا سبھا کے متعلق جو کچھ بہتری کی بات تجویز کریں اور دل سے جو کچھ نیک بات سوچیں یا کریں وہ سب ایشور اور موکش کے لئے ہو اور جو پاپ ہمنے لاعلمی یا بھول سے کئے ہوں ہم اُن کو چھوڑ دیں۔ اِسی لئے ہم آشرموں کی پابندی کرتے ہیں۔"

[یجروید۔ ادھیائے ۳۔ منتر ۴۵]

پرمیشور حکم دیتا ہے کہ

"اے جیو! تو اس طرح کہہ کہ مجھے یہ وستو دیجئے۔ میرے سکھ کے لئے علم اور دولت وغیرہ عطا کیجئے۔ میں بھی تجھے وہی دیتا ہوں۔ مجھ میں تو عمدہ عادات فیاضی۔ سخاوت۔ نیک چلنی وغیرہ قائم کر۔ میں تجھ میں اُن کو قائم کرتا ہوں۔ مجھے خرید و فروخت یا لین دین میں دھرم ویوہار (سچائی اور دیانت داری) عطا کر۔ میں تجھ کو یہی عطا کرتا ہوں۔ سُوَاہا یعنی سچ بولنا۔ سچ ہی کو ماننا اور سچ ہی پر عمل کرنا اور سچی بات کو سُننا چاہیئے۔ ہم سب آپس میں سچائی سے برتیں۔" [ایضاً۔ منتر ۵۰]

"اے گرہ آشرم کی خواہش رکھنے والے انسانو! سویمبر یعنی خود باہمی پسند و رضامندی سے بیاہ کرکے گھر بساؤ اور گرہ آشرم میں داخل ہونے سے خوف مت کرو اور اُس سے مت کانپو۔ تم کو قوت اور حوصلہ کے ساتھ یہ ارادہ رکھنا چاہیئے کہ ہم جملہ سامانِ راحت کو حاصل کریں۔ میں تم کو کُل سامانِ راحت عطا کرونگا (جیو کہتا ہے کہ اے ایشور!) پاک دل۔ اعلیٰ دماغ اور نیک و روشن عقل حاصل کرکے میں بخوشی خاطر گرہ آشرم قبول کرتا ہوں۔" [ایضاً منتر ۴۱]

"پُرراحت مکان میں آباد ہو کر انسان اپنے سُکھ دینے والے محسنوں کو یاد کرتا ہے۔ حالت خانہ داری میں بیاہ وغیرہ کے موقع پر اپنے خاندان کے رشتہ داروں۔ دوستوں۔ بھائیوں اور اُستاد وغیرہ کو عزت کے ساتھ بُلاتا ہے تاکہ وے اس امر کے شاہد رہیں کہ ہم نے بیاہ کے متعلق اپنا عہد قائم رکھا یعنی پورا علم حاصل کرنے کے بعد عین شباب میں بیاہ کیا ہے۔" [ایضاً منتر ۴۲]

"اے پرمیشور! آپ کی عنایت سے ہمیں اس گرہ آشرم کے اندر گائے بھیڑ۔ بکری وغیرہ جانور اور زمین حواس۔ علم کی روشنی اور راحت و خوشی وغیرہ بخوبی حاصل ہوں اور سب چیزیں ہمارے ساتھ موافق رہیں اور مذکورہ بالا اشیاء حاصل ہونے کے علاوہ گھر میں کھانے پینے کا عمدہ سامان اور گھی۔ شہد وغیرہ عمدہ عمدہ اشیاء خورونوش موجود ہوں۔ مذکورہ بالا چیزوں کو میں اپنی حفاظت اور سُکھ کے لئے بہم پہنچاتا ہوں۔ اُنکے حصول سے مجھ کو عمدہ بہبودی یعنی اعلےٰ مقصد انسانی یا موکش کا سُکھ اور دُنیوی راحت یعنی اقبال و حشمت نصیب ہو اور ہم دوسروں کی بھلائی کرتے ہوئے گرہ آشرم کے اندر مذکورہ بالا دونوں قسم کے سُکھ کو ترقی دیں۔" [ایضاً۔ منتر ۴۳]

اس منتر میں لفظ "وَہ" वः کا ترجمہ صیغہ کا تغیر ہونے کی وجہ سے بجائے "تم" کے "ہم" کیا گیا ہے اور لفظ "شم" शम् کا ترجمہ سُکھ کیا گیا ہے۔ کیونکہ نگھنٹو میں اُس کو "پد" पद کا مترادف بتلایا ہے۔

بان پرستھ آشرم

"تمام آشرموں میں دھرم کی تین شاخیں ہیں۔ ایک ادھین (پڑھنا) دوسرے یگیہ (اعمال) اور تیسرے دان (خیرات)۔ ان میں سے پہلے کو برہمچاری آچاریہ کُل یعنی اُستاد کے گھر میں رہ کر نیک تعلیم و تربیت پانے اور دھرم کی پابندی کرنے سے۔ دوسرے کو گرہ آشرم میں داخل ہو کر اور تیسرے کو بان پرستھ آشرم کے اندر اپنی آتما کو قابو میں لا کر اور عقل کو دھیان میں قائم کرکے خلوت گزینی اور حق وناحق کی تمیز حاصل کرنے سے پورا کرتا ہے۔ برہمچریہ وغیرہ تینوں آشرم پُن اور سُکھ کے مقام اور پُر راحت ہوتے ہیں۔ چونکہ انہیں کے آسرے پُن کیا جاتا ہے اسلئے اُن کو آشرم کہتے ہیں" [چھاندوگیہ اپنشد پرپاٹھک ۲ کھنڈ ۲۳]

برہمچریہ آشرم میں تحصیل علم اور دھرم اور ایشور وغیرہ کی نسبت بخوبی تحقیق و اطمینان کرکے پھر گرہ آشرم میں

اُسکے مطابق عمل اور علم و معرفت کی ترقی کرنی چاہیئے۔ بعد ازاں بن میں جاکر یعنی خلوت گزیں ہو کر ٹھیک ٹھیک حق وناحق اور دُنیوی اشیا اور کاروبار کی نسبت تحقیقات کرنی چاہیئے پھر بان پرستھ آشرم کو پورا کرکے سنیاسی ہونا چاہیئے۔

سنیاس آشرم

شت پتھ براہمن کانڈ ۱۴ میں سنیاس کے متعلق پہلا قاعدہ کلیہ یہ لکھا ہے کہ "برہمچریہ آشرم کو پورا کرکے گرہ آشرم میں داخل ہو اور گرہ آشرم کو طے کرکے بان پرستھ ہو جائے اور بان پرستھ میں رہنے کے بعد سنیاس لے لیوے"۔ دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ بان پرستھ آشرم نہ کرکے گرہ آشرم ہی سے سنیاس لے لیوے اور تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ برہمچریہ ہی سے سنیاس لیلیوے یعنی ٹھیک ٹھیک تابع قاعدہ برہمچریہ آشرم پورا کرکے گرہ آشرم اور بان پرستھ آشرم کرنے کے بغیر ہی سنیاس آشرم میں داخل ہو جاوے۔ چنانچہ شت پتھ براہمن میں کہا ہے کہ "جس دن ویراگ (پاپ سے نفرت) پیدا ہو اسی دن سنیاس لے لیوے خواہ بان پرستھ کے آشرم میں ہو یا گرہ آشرم میں"۔

واضح رہے کہ برہمچریہ کے سوائے اور سب آشرموں کے لئے استثنائیں بیان کی گئی ہیں جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ برہمچریہ آشرم کی پابندی ہمیشہ لازمی ہے کیونکہ برہمچریہ آشرم کے بغیر دوسرے آشرم ہو ہی نہیں سکتے۔ "چوتھے آشرم والا یعنی ایشور کے دھیان میں لگا ہوا سنیاسی موکش کو حاصل کرتا ہے"۔

[چھاندوگیہ اپنشد پرپاٹھک ۲۔ کھنڈ ۲۳]

"تمام آشرم والوں میں سے خصوصاً سنیاسی کا فرض ہے کہ وید کو پڑھنے اور پڑھانے اور اُس کے سُننے (اور سُنانے) اور نیز اُس کے مطابق عمل کرنے سے تمام موجودات کے مالک و محافظ پرمیشور کو جاننے کی کوشش کرے۔ برہمچریہ۔ تپ (ریاضت) اور دھرم کی پابندی شردھا (دلی عقیدت) نہایت ملنساری۔ یگیہ (رفاہ عام کے کام) اور بے زوال علم و معرفت اور نیز دھرم کے کام کرنے سے اُس پرمیشور کو جان کر مُنی (تارک الدنیا عالم) بنے۔ یہ لوگ ایشور کی لگن میں اس ارادہ سے سنیاس لیتے ہیں کہ جس قابل دید لوک (مقام یا سُکھ) کو سنیاسی لوگ پاتے ہیں ہم بھی اُس کو حاصل کریں۔ جو اس قسم کی خواہش رکھنے والے اعلیٰ درجہ کے عارف یعنی ایشور کو جاننے والے براہمن پورے عالم اور تمام شکوک رفع کرکے دوسروں کے شکوک دور کرنے والے ہوتے ہیں اور گرہ آشرم یعنی اولاد کی خواہش نہیں کرتے۔ وہ علم کے نور اور معرفت کے سرور سے مست ہو کر یہ کہتے ہیں کہ ہم اولاد کو کیا کرینگے؟ ہمیں اس سے کچھ غرض نہیں۔ آتما اور پرمیشور ہی ہمارا منزلِ مقصود یعنی مطلوب خاطر ہے۔ اس طرح وہ اولاد پیدا کرنے کی خواہش اور ناچیز دولت جمع کرنیکی حرص اور دُنیا میں اپنی عزت یا مدح و مذمت کا خیال چھوڑ کر ویراگ یعنی پاپ سے متنفر ہو۔

سنیاس آشرم لے لیتے ہیں۔ کیونکہ جس کو اولاد کی خواہش ہوتی ہے۔ اُس کو دولت کی پہلے خواہش ہوتی ہے اور جو دولت کا طلبگار ہوگا وہ بالیقین دُنیوی عزت بھی چاہیگا اور جو دُنیوی عزت کا خواستگار ہے اُس کو پہلی دو خواہشیں یعنی اولاد اور دولت کی آرزو بھی ضرور دامنگیر ہے۔ اور جس کو صرف پرمیشور کے پانے یعنی مُوکش حاصل کرنیکی خواہش ہوتی ہے۔ اُس کی یہ تینوں خواہشیں مٹ جاتی ہیں۔"

[شت پتھ براہمن کانڈ ۱۴۔ ادھیائے ۷۔ براہمن ۲]

برہم آنند (معرفت الٰہی کے سرور) کے خزانہ کے سامنے دُنیوی دولت ہیچ ہے۔ وہ ہرگز اس کی برابری نہیں کر سکتی جس کی عزت پرمیشور کی نظر میں ہے پھر اُس کو کسی دوسری عزت کی خواہش نہیں رہتی ایسا شخص تمام انسانوں کو سچی ہدایت اور نصیحت سے ممنون کرتا ہوا سکھ پاتا ہے۔ اُس کو صرف دوسروں کی بھلائی یعنی سچائی کے پھیلانے سے مقصد ہوتا ہے۔

"سنیاسی صرف ایک پرمیشور کی لگن میں اپنے دل کو مضبوط کر کے بالوں اور کپڑوں وغیرہ (آرائش ظاہری) کو خیرباد کہکر سنیاس لیتا ہے اور ایشور کے دھیان (تصور) میں محو و مست رہتا ہے۔"

[یہ وید کے الفاظ ہیں جن کو شت پتھ براہمن میں نقل کیا گیا ہے]

عالم شخص ہی سنیاسی ہو سکتا ہے

واضح رہے کہ پورے عالم اور راگ دویش (ہوا و ہوس و دشمنی) سے آزاد اور سب انسانوں کی بھلائی کرنے کی نیت رکھنے والے لوگوں ہی کو سنیاس لینے کا ادھکار (حق) ہے۔ کم علم انسان کو اجازت نہیں ہے۔

[اب سنیاسیوں کی پنچ مہایگیہ[1] بیان کرتے ہیں]

(۱) سنیاسیوں کا اگنی ہوتر یہ ہے کہ پران (اندر سے باہر آنے والے سانس) اور اپان (باہر سے اندر جانے والے سانس) کا ہوم[2] کریں یعنی اندریوں (حواس) اور دل کو عیب اور پاپ کی بات سے روک کر ہمیشہ سچے دھرم کی پابندی میں لگا دیں۔ پہلے تین آشرم والوں کا اگنی ہوتر وہی ہے جس کا تعلق خارجی فعل سے ہے مگر وہ سنیاسی کے لئے نہیں ہے۔ سنیاسیوں کی دیو یگیہ صرف ایشور کی اُپاسنا کرنا ہے۔

(۲) سنیاسیوں کی برہم یگیہ سچی نصیحت اور ہدایت (اُپدیش) کرنا ہے۔

(۳) عالموں اور عارفوں کی عزت کرنا اُن کی پتر یگیہ ہے۔

[1] پنچ مہایگیہ کا بیان ابھی آگے آتا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۱۵۶)

[2] پرانایام کرنے سے مُراد ہے (دیکھو صفحہ ۱۱۲)

(۴) علم سے بے بہرہ لوگوں کو علم و معرفت عطا کرنا اور تمام جانداروں پر مہربانی کی نظر رکھنا یعنی اُن کو تکلیف نہ دینا بھوت یگیہ ہے۔

(۵) تمام انسانوں کی بھلائی کے لئے سب جگہ جانا اور غرور و نخوت کو چھوڑ کر سچی نصیحت و ہدایت (اُپدیش) کرنا اور سب لوگوں کی عزت و تعظیم کرنا اتتھی یگیہ ہے۔

الغرض علم و معرفت اور دھرم کی پابندی ہی سنیاسیوں کی پنچ مہایگیہ سمجھنی چاہیئے۔ ایک بے عدیل قادر مطلق وغیرہ صفات سے موصوف پرمیشور کی اُپاسنا (عبادت) کرنا اور سچے دھرم پر چلنا تمام آشرم والوں کے لئے یکساں ہے۔

"پاک باطن انسان جن جن مُرادوں اور جس جس سکھ کی خواہش کرتا ہے اُسے وہی وہی مُراد اور سکھ نصیب ہوتا ہے۔ اسلئے بہبودی اور اقبال کے خواہشمند انسان کو آتما اور پرمیشور کے عارف سنیاسیوں کی ہمیشہ تعظیم کرنی چاہیئے۔ کیونکہ انہیں کی صحبت اور تعظیم سے انسان کو راحت کا درجہ یا مقام اور تمام مرادیں حاصل ہوتی ہیں۔" [مُنڈک اُپنشد۔ مُنڈک ۳۔ کھنڈ ۱۔ منتر ۱۰]

اسکے خلاف جو جھوٹا اُپدیش (ہدایت و نصیحت) کرنے والے اور خود غرضی میں ڈوبے ہوئے پاکھنڈی لوگ ہیں۔ اُن کی ہرگز تعظیم نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اُن کی تعظیم کرنا بے سُود بلکہ دُکھ کا باعث اور ضرر رساں ہے۔

ورن اور آشرم کا مضمون ختم ہوا

پنچ مہایگیہ یعنی پانچ روزانہ فرائض کا بیان

اب پنچ مہایگیہ کا بیان اختصار کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ ان پانچ یگیوں کا روزمرہ کرنا ہر انسان پر فرض ہے

۱۔ برہم یگیہ یا سندھیوپاسن

ان میں سے اوّل یعنی برہم یگیہ کا یہ طریق ہے کہ ویدوں کو ان کے انگوں[۱] سمیت باقاعدہ پڑھنا اور پڑھانا چاہیئے اور سب کو سندھیوپاسن یعنی ایشور کا دھیان اور اُس کی عبادت کرنی چاہیئے۔ پڑھنے اور پڑھانیکا قاعدہ آگے پڑھنے اور پڑھانے کے مضمون[۲] میں بیان کیا جائیگا۔ اور سندھیوپاسن کا طریق پنچ مہایگیہ ودھی[۳] میں بیان کیا گیا ہے۔ اُس کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ اُسی میں اگنی ہوتر کا طریق بھی لکھا گیا ہے جس کو اُسی کے مطابق کرنا چاہیئے۔ اب یہاں برہم یگیہ اور اگنی ہوتر کے متعلق ویدوں کے حوالے درج کئے جاتے ہیں۔

۲۔ دیو یگیہ یا اگنی ہوتر

"اے انسانو! ہوا۔ پودوں اور بارش کے پانی کی صفائی (و تقویت) کے ذریعہ سے دُنیا کی بھلائی کرنے کے لئے تم ہمیشہ گھی وغیرہ عمدہ صاف کی ہوئی چیزوں سے اتھی یعنی آگ کو روشن کرو اور اُس میں ہوم کرنے کے لائق خوب صاف کی ہوئی مقوّی۔ شیریں۔ خوشبودار اور دافع مرض وغیرہ تاثیروں والی چیزوں سے ہوم کرو۔ اس طرح ہمیشہ اگنی ہوتر کرتے رہو اور اس فیض عام کے کام کو ہمیشہ جاری رکھو" [یجروید۔ ادھیائے ۳ منتر ۱]

اگنی ہوتر کرنے والے کو اپنے دل میں یہ خیال کرنا چاہیئے کہ

"میں ہوا اور بادل کے کُرے میں مذکورۂ بالا اشیاء کو پہنچانے کے لئے آگ کو قاصد بناتا ہوں وہ آگ ہوم کی ہوئی چیزوں کو دوسرے مقاموں میں لے جاتی ہے۔ میں اس آگ کی تعریف یا علم متلاشیان علم و معرفت کے سامنے بیان کروں۔ وہ آگ اگنی ہوتر کے ذریعہ سے ہوا اور بارش کے پانی کو صاف کرکے اِس دُنیا میں اعلیٰ اور عمدہ گُنوں اور تاثیروں کو پیدا کرتی ہے" [یجروید ادھیائے ۲۲ منتر ۱۷]

---

[۱] وید کے انگوں سے وہ چھ علوم مراد ہیں جو وید کے دقیق مضامین کی تشریح کرتے ہیں۔ اُنکے نام یہ ہیں۔ (۱) شکشا علم قرأت (۲) کلپ (سنسکاروں یعنی رسوم کے متعلق ہدایتیں اور ہر سنسکار کے متعلق ویدمنتروں کا انتخاب) (۳) چھند (علم عروض) (۴) دیاکرن (علم صرف و نحو) (۵) نِروکت (علم لُغت) (۶) جیوتش (علم ہیئت و ہندسہ جس میں ریاضی کی تمام شاخیں یعنی حساب۔ مساحت۔ اُقلیدس اور جبر و مقابلہ۔ علم طبقات ارضی (جیولوجی) اور جغرافیہ وغیرہ بھی شامل ہیں) مترجم

[۲] دیکھو صفحہ ۱۹۵ لغایت ۱۹۹۔ مترجم۔ [۳] سوامی جی کی تصنیفات میں سے ایک کتاب کا نام ہے۔ مترجم۔

اُسی منتر کا دوسرا ترجمہ یہ ہے:۔

"اے پرمیشور! میں تجھ اگنی (علیم کُل) اور سچے ہادی و ناصح کو اپنا معبود مانتا ہوں تو نیک گُنوں سے پُر اور اس علم و معرفت کا عطا کرنے والا ہے جس کا حاصل کرنا سب پر فرض ہے۔ اسلئے میں تیرا ذکر یا حمد و ثنا دوسروں کے روبرو کرتا ہوں۔ آپ اپنی رحمت سے اس دُنیا میں عمدہ اور نیک گُنوں کو پیدا کیجئے"

"ہم خانہ داروں کو اگنی (پرمیشور) کی صُبح شام اُپاسنا کرنی چاہیئے۔ وہ پرمیشور ہمیں صحت اور راحت بخشتا ہے۔ وہی ہم کو عُمدہ عمدہ چیزیں عطا کرتا ہے۔ اِسی وجہ سے پرمیشور کا نام وَسُودان (آمُرزگار) ہے اے پرمیشور! تو ہمارے انتظام سلطنت وغیرہ کاروبار اور ہمارے دلوں میں جلوہ گر ہو۔ اے پرمیشور! ہم تیرے نور سے اپنے دلوں کو روشن کرتے ہوئے اپنی قوت کو بڑھاتے ہیں" [اتھرووید کانڈ ۱۹۔ انوواک ۷ منتر ۳]

اسی کا دوسرا ترجمہ یہ ہے:۔

"ہم خانہ داروں کو صبح شام (اگنی ہوتر وغیرہ میں) آگ کا استعمال کرنا چاہیئے۔ آگ ہمیں صحت اور سکھ دینے والی ہے۔ اس کی بدولت ہمیں عمدہ عمدہ چیزیں ملتی ہیں۔ اُس مخزن دولت یعنی آگ کا علم ہمیں حاصل ہو ہم اگنی ہوتر وغیرہ میں آگ کو روشن کرکے جسمانی صحت اور طاقت حاصل کریں"

"اس طرح اگنی ہوتر اور ایشور کی اُپاسنا کرتے ہوئے ہم سو جاڑوں یعنی سو برس تک پھلیں پھولیں اور اسطرح عمل کرتے ہوئے ہمیں کبھی ضرر نہ پہنچے۔ یہی ہماری خواہش ہے" [اتھرووید۔ کانڈ ۱۹۔ انوواک ۷۔ منتر ۴]

اس منتر کا باقی جزو پچھلے منتر کے مطابق ہے اسلئے اس کا ترجمہ نہیں کیا جتنا زیادہ تھا اُسی کا ترجمہ کیا گیا

ہون کرنیکا طریقہ اور اسکے منتر

"اگنی ہوتر کرنے کے لئے ایک تانبے یا مٹی کی ویدی[۱] بنانی چاہیئے اور لکڑی۔ چاندی یا سونے کا چمسہ (چمچہ) اور آجیہ ستھالی (تھالی) استعمال کرنی چاہیئے ویدی میں ڈھاک یا آم وغیرہ کی لکڑی رکھکر آگ جلانی چاہیئے اور اس میں مذکورہ بالا چیزوں[۲] سے ہوم کرنا چاہیئے۔

صُبح شام ہوم کرنے کے منتر نیچے لکھے جاتے ہیں۔

(۱) سُوریو جیوتر جیوتہ سُوریہ سواہا۔	सूर्यो ज्योतिर्ज्योतिः सूर्यः स्वाहा ॥ १ ॥
(۲) سُوریو ورچو جیوتر ورچہ سواہا۔	सूर्यो वर्चो ज्योतिर्वर्चः स्वाहा ॥ २ ॥

---

[۱] دیکھو صفحہ نمبر ۳ کتاب ہذا۔ مترجم۔ [۲] ہون کرنیکی چیزیں یہ ہیں:۔ (۱) مقوّی۔ مثلاً گھی۔ بادام۔ کشمش۔ کھوپرا۔ پستہ موہن بھوگ۔ چلغوزہ۔ چرونجی۔ چاول۔ جَو۔ گیہوں۔ اُرد۔ موہن بھوگ۔ لڈو۔ کھیر۔ کھچڑی۔ بھات وغیرہ (۲) شیریں مثلاً شکر۔ چینی۔ شہد۔ چھوارے۔ کشمش وغیرہ۔ (۳) خوشبودار مثلاً کیسر۔ کافور۔ کستوری۔ اگر۔ تگر۔ چندن۔ چورا۔ جائفل۔ جاوتری لوبان۔ گوگل۔ الائچی۔ چھڑ چھبیلا۔ بالچھڑ۔ ناگرموتھا۔ لونگ وغیرہ (۴) دافع مرض۔ گلوئے۔ اندرجو۔ کھورکھچری۔ بکھانہ وغیرہ۔ مترجم

ज्योतिः सूर्य्यः सूर्य्यो ज्योतिः स्वाहा ३।
सजूर्देवेन सवित्रा सजूरुषसेन्द्रवत्या-
जुषाणः सूर्य्यो वेतु स्वाहा ४
॥ इति प्रातःकाल मन्त्राः ॥
अग्निर्ज्योतिर्ज्योतिरग्नि स्वाहा १
अग्निर्वर्च्चो ज्योतिर्वर्च्चः स्वाहा २
(अग्निर्ज्योतिरितिमन्त्रं मनसोच्चा-
र्य्य तृतीयाहुतीर्देया) ॥ ३ ॥
सजूर्देवेन सवित्रा सजूरात्र्येन्द्रवत्याजुषा-
णो अग्निर्वेतुस्वाहा ॥ ४ ॥ इति सायंकाल
मन्त्राः ॥ [यजुर्वेद । अ० ३ मं० ९, १० ॥]

(۳) جیوتہ سُورْیَہ سُورْیو جیوتہ سْوَاہَا
(۴) سَجُورْ دیوین سَوِتْرَا سَجُورُش سیندْرَوَتْیَا
جُشَانَہ سُورْیو ویتُ سْوَاہَا -
[یہ صبح کے منتر ہوئے]
(۱) اگنِرْ جیوتِرْ جیوتِ رَگْنِہ سْوَاہَا -
(۲) اگنِرْ وَرْچو جیوتِرْ وَرْچَہ سْوَاہَا
(۳) اگنِرْ جیوتِرْ جیوتِ رَگْنِہ سْوَاہَا (دل ہی دل میں کہکر
(۴) سَجُورْ دیوین سَوِتْرَا سَجُورَاتْرْیَ ایندْرَوَتْیَا جُشَانو
اگنِرْ ویتُ سْوَاہَا - [یہ شام کے منتر ہوئے]
[یجروید - ادھیائے ۳ - منتر ۹ و ۱۰]

صبح کے منتروں کا ترجمہ :-

(۱) جو ساکن و متحرک کائنات کا آتما اور سورج وغیرہ روشن اجرام کو روشنی عطا کرنے والا سب کا پران (باعث حیات) پرمیشور ہے اُس کے لئے سْوَاہَا یعنی ہیں اُس کے حکم کی تعمیل کرنے اور تمام دُنیا کی بھلائی کے لئے ایک آہُوتی دیتا ہوں -

(۲) جو عالموں اور اہل علم و معرفت جیووں کے دلوں میں موجود منتظم کُل اور اُن کو سچی ہدایت و نصیحت کرنے والا سب کا آتما نورِ مطلق پرمیشور ہے اُس کے لئے سْوَاہَا -

(۳) جو منور بالذات تمام دُنیا کو ظاہر و روشن کرنیوالا انور مطلق خالق جہان ہے اُسکے لئے سْوَاہَا -

(۴) وہ سب کو روشن کرنے والا خالق جہاں سُورْیَہ لوک (کُرہٗ آفتاب) اور جیو کے اندر موجود منور بالذات پرمیشور جو اوشس (شفق) اور جیو کا مالک اور علم و عرفان کی کان ہے اپنی نظر محبت و رحمت سے ہمیں علم وغیرہ سچے اوصاف سے آراستہ اور علم و معرفت سے پیراستہ کرے اُس ایشور کیلئے سْوَاہَا -

شام کے منتروں کا ترجمہ :-

(۱) جو عین علم نور الانوار علیم کل پرمیشور ہے اُسکے لئے سْوَاہَا -

(۲) جو صفات اوپر (نمبر ۲) میں لکھی گئیں اُن سے موصوف علیم کل پرمیشور کے لئے سْوَاہَا -

(۳) تیسری آہوتی اُنہیں الفاظ کو جو ابھی (نمبر ۱) میں لکھے گئے ہیں مُنہ ہی دل میں کہکر دینی چاہئے - اور اُس کا ترجمہ بھی وہی سمجھنا چاہئے -

ؔ جو چیز ہوم کرنیکے لئے تیار کی جائے اُس میں سے ایک بار ۶ ماشہ یا تولہ بھر آگ میں ڈالنی چاہئے اُسی کا نام آہُوتی ہے - مترجم

(۴) مذکورۂ بالا منور بالذات خالق جہان پرمیشور جو اِندر یعنی ہوا - چاند اور رات کا مالک ہے ہمیں اپنی عنایت بے غایت سے راحت جاودانی یعنی موکش کا سُکھ عطا کرے اُس خالق جہان کے لئے سُوَاہا -

اِن سے الگ الگ صبح شام کا ہون کرے یا سب سے ایک ہی وقت میں ہون کرے (اور آخر میں ایک آہوتی اِن الفاظ سے دے " سَروَم وَئی پُورنَن گُنگ سُوَاہا " (सर्वं वै पूर्णं ए स्वाहा) " اِن کا ترجمہ یہ ہے) اے مالک جہان ہمنے جو یہ کام دُنیا کی بھلائی کے لئے کیا ہے وہ آپ کی عنایت سے پورا ہو - اسلئے ہم اس کام کو تیری نذر کرتے ہیں "

اس کے علاوہ ایتریہ براہمن پنچکا ہ - کنڈ کا ۳۱ میں صبح اور شام دونوں وقت کے اگنی ہوتر کے لئے " بھُور بھُوہ سُورومِ (भूर्भुवः स्वरोम्) " الخ وغیرہ منتر دیئے ہیں - اب وہ منتر لکھے جاتے ہیں - جو دونوں وقت کے ہون کے لئے یکساں ہیں -

(۱) اوم بھُور گنیے پرانایہ سُوَاہا -
(۲) اوم بھُوور وایوے اپانایہ سُوَاہا
(۳) اوم سُوَرادتیاے ویانایہ سُوَاہا
(۴) اوم بھُور بھُوہ سُور گنِ وایوادِتیے بھیہ پرانا پان ویانے بھیہ سُوَاہا
(۵) اوم آپوجیوتی رسومرتم برہم بھُور بھُوہ سُورُوم سُوَاہا -
(۶) اوم سَروَم وَئی پُورنَن گُنگ سُوَاہا

ओम्भूरग्नये प्राणाय स्वाहा ॥ १ ॥
ओम्भुवर्वायवेऽपानाय स्वाहा ॥ २ ॥
ओं स्वरादित्याय व्यानाय स्वाहा ॥ ३ ॥
ओम्भूर्भुवः स्वरग्निवाय्वादित्येभ्यः प्राणापानव्यानेभ्यः स्वाहा ॥ ४ ॥
ओमापो ज्योतिरसोमृतं ब्रह्मभूर्भुवः स्वरों स्वाहा ॥ ५ ॥
ओं सर्वं वै पूर्णं ए स्वाहा ॥ ६ ॥

ان منتروں میں بھُو بھُوَہ وغیرہ سب ایشور کے نام ہیں - اُنکا ترجمہ گائیتری[1] کے ترجمہ میں دیکھنا چاہیئے -

لفظ اگنی ہوتر کی تشریح اور اُسکا مقصد

اگنی ہوتر اُسے کہتے ہیں جس میں اگنی یعنی پرمیشور کے نام پر یا پانی اور ہوا کو پاک صاف کرنے کے لئے ہوتر یعنی ہون یا دان کیا جاتا ہے یا یُوں کہو کہ جو فعل ایشور کے حکم کی تعمیل میں کیا جاتا ہے اُسے اگنی ہوتر کہتے ہیں -

خوشبودار - مُقوّی - شیریں - عقل - شجاعت - استقلال اور قوت بڑھانے والی اور دافع مرض وغیرہ

[1] یہاں سوامی جی کا اپنی پنچ مہایگیہ ودھی کی طرف اشارہ ہے - اُس میں سوامی جی نے تیتریہ اُپ نشد کے حوالے سے بھُو (भूः) کا ترجمہ پران (سب کو قائم رکھنے والا اور باعث حیات) بھُوَہ (भुवः) کا ترجمہ اپان (دُکھوں کا ناش کرنے والا یا راحت بخشِ عالم) اور سُوَہ (स्वः) کا ترجمہ ویان (سب میں سمایا ہوا یا محیطِ کُل) ایشور کیا ہے - مترجم

چیزوں سے ہون کرنے پر ہوا اور بارش کے پانی کی صفائی ہوتی ہے اور پانی اور ہوا کے پاک صاف ہونے سے روئے زمین کی تمام چیزوں کی درستی ہوکر تمام جیووں کو بڑا بھاری سکھ پہنچتا ہے۔ اسلئے اگنی ہوتر کرنیوالوں کو اس نیک کام کے عوض میں نہایت اعلےٰ سکھ اور ایشور کا فضل وکرم حاصل ہوتا ہے اور یہی اگنی ہوتر کرنیکا مقصد ہے۔

۳۔ پتر یگیہ — پتر یگیہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کو ترپن اور دوسری کو شرادھ کہتے ہیں۔ ان میں سے ترپن وہ فعل ہے جس کے ذریعہ سے عالموں۔ فاضلوں۔ رشیوں اور بزرگوں کو سکھی اور ترپت (سیر) کیا جاتا ہے اور شرادھ اُن کی شردھا یعنی صدقِ دل سے خدمت وتواضع کرنے کو کہتے ہیں۔ یہ فعل زندہ عالموں کے لئے موزوں ہے نہ کہ مُردوں کے لئے۔ کیونکہ مُردوں کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے اُن کی خدمت وتواضع کرنا ناممکن ہے اور چونکہ اس صورت میں وہ مقصد جس کے لئے یہ فعل کیا جاتا ہے حاصل نہیں ہوتا۔ اسلئے وہ عبث اور فضول ثابت ہوتا ہے۔ اسلئے اس فرض کو ادا کرنے کی ہدایت اسی غرض سے کی گئی ہے کہ زندوں کی خدمت وغیرہ کی جاوے۔ کیونکہ خادم ومخدوم دونوں کے موجود ہونے پر یہ فعل عمل میں آسکتا ہے خاطر خواہ تواضع کرنے کے لائق تین ہوتے ہیں۔ دیو (عالم)۔ رشی (استاد) اور پتر (بزرگ)۔

اب ان میں سے ہر ایک کی نسبت حوالے درج کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اول دیو یعنی عالموں کی بابت حوالے لکھے ہیں

دیو ترپن — ”اے پرمیشور! آپ مجھے سراپا پاک کیجئے۔ دیو یعنی آپ کا دھیان رکھنے والے اور آپ کے حکم پر چلنے والے عالم اور اعلےٰ درجے کے عارف ہمیں اپنے علم کی بخشش سے مرہون وممنون فرماکر (جہالت وغیرہ سے) پاک کریں۔ آپ کے عطا کئے ہوئے وگیان (علم ومعرفت) اور آپ کے دھیان (تصوّر) سے ہماری عقلیں پاک وروشن ہوں۔ دُنیا کی تمام مخلوقات پاک اور نیک ہو۔ آپ کے فضل وکرم سے سب سُکھی۔ خوش، پاک اور نیک ہوں“ [یجروید۔ ادھیائے ۱۹۔ منتر ۳۹]

”انسان کی دو مختلف خصلتوں یا صفات کی وجہ سے دو اصطلاحیں ہوتی ہیں۔ ایک دیو۔ اور دوسری منشیہ یہ تقسیم سچائی اور جھوٹ کے امتیاز سے ہے۔ دیو وہ ہیں جو راست گفتاری۔ سچی عقیدت اور راست اعمال کو اختیار کرتے ہیں۔ اور جو جھوٹ بولتے یا جھوٹی بات کو مانتے یا جھوٹے کام کرتے ہیں۔ وہ منشیہ ہیں۔ اسلئے جو شخص جھوٹ کو چھوڑکر سچائی کو اختیار کرتا ہے وہی دیو شمار کیا جاتا ہے۔ اور جو سچائی کو چھوڑکر جھوٹ کو اختیار کرتا ہے اُسے منشیہ کہتے ہیں۔ پس ہمیشہ سچ بولنا چاہئے اور سچ ہی کو ماننا اور سچ ہی پر عمل کرنا چاہئے۔ جو سچائی کے پابند یعنی دیو ہوتے ہیں وہ نیک کاموں میں شہرت پاتے ہیں اور جو اس کے خلاف کرتے ہیں وہ منشیہ کہلاتے ہیں“ [شتپتھ براہمن کانڈ ۱ ادھیائے ۱ براہمن ۱]

سادھو یا مہمان) کو روٹی کھلاتے ہوئے حسب دلخواہ عالمگیر حکومت اور اقبال و حشمت کو حاصل کر کے مسرور رہیں اور کبھی تیری حکم عدولی نہ کریں یعنی دنیا کے کسی جاندار کو کبھی تکلیف نہ دیں۔ بلکہ آپ کے فضل و کرم سے تمام جاندار ہمارے خیر خواہ ہوں اور ہم بھی سب کے ساتھ دوستانہ برتاؤ کریں۔ اور اس طرح باہم ایک دوسرے کو فیض پہنچاویں۔" [اتھرووید۔ کانڈ ۱۹۔ انوواک ۷۔ منتر ۷]

یجروید کے ادھیائے ۱۹ کا ۲۹ واں منتر بھی جس کو (صفحہ ۱۶۰ پر) لکھ چکے ہیں اور جس میں یہ لفظ آئے ہیں کہ "دنیا کی تمام مخلوقات پاک اور نیک ہو وغیرہ" اسی مضمون سے تعلق رکھتا ہے۔

اب آگے وہ منتر لکھے جاتے ہیں جن سے بلی ویشو دیو ہوم کیا جاتا ہے۔

بلی ویشو دیو ہوم کے منتر	
(۱) اوم اگنیے سوَاہا۔	ओमग्नये स्वाहा ॥ १ ॥
(۲) اوم سومائے سوَاہا۔	ओं सोमाय स्वाहा ॥ २ ॥
(۳) اوم اگنی شوم آبھیام سوَاہا۔	ओमग्नीषोमाभ्यां स्वाहा ॥ ३ ॥
(۴) اوم وشوبھیو دیوبھیہ سواہا۔	ओं विश्वेभ्यो देवेभ्यः स्वाहा ॥ ४ ॥
(۵) اوم دھنونترے سوَاہا۔	ओं धन्वन्तरये स्वाहा ॥ ५ ॥
(۶) اوم کہوئے سوَاہا۔	ओं कुह्वै स्वाहा ॥ ६ ॥
(۷) اوم انومتئے سوَاہا۔	ओमनुमत्यै स्वाहा ॥ ७ ॥
(۸) اوم پرجاپتیے سوَاہا	ओं प्रजापतये स्वाहा ॥ ८ ॥
(۹) اوم سہدیاوا پرتھوی بھیام سوَاہا	ओं सहद्यावापृथिवीभ्यां स्वाहा ॥ ९ ॥
(۱۰) اوم سوشٹ کرتے سوَاہا۔	ओं स्विष्टकृते स्वाहा ॥ १० ॥

(۱) اگنی سے علیم کل اور منور بالذات پرمیشور مراد ہے۔

(۲) سوم سے راحت بخش عالم۔ خالق جہاں ایشور مراد ہے۔

(۳) اگنشوم سے پران (اندر سے باہر جانیوالا سانس) اور اپان (باہر سے اندر آنے والا سانس) مراد ہے۔

(۴) وشویدیوا سے ایشور کے تجلی بخش۔ عالم صفات یا تمام عالم لوگ مراد ہیں۔

(۵) دھنونتری سے تمام بیماریوں کو دفع کرنے والا ایشور مراد ہے۔

(۶) کہو سے اماوس یعنی ہلال کے دن کی یگیہ یا قوت حافظہ مراد ہے

(۷) انومتی سے پورنماسی یعنی بدر کے دن جو پندرہ روزہ یگیہ کی جاتی ہے یا تحصیل علم کے بعد جو لیاقت و تجربہ اور دماغی طاقت حاصل ہوتی ہے اس سے مراد ہے۔

(۸) پرجاپتی سے تمام کائنات کا مالک و محافظ ایشور مراد ہے۔

(۹) دیاواپرتھوی سے یہ مراد ہے کہ آگ یا اجرام روشن اور زمین ایشور کی اعلیٰ قدرت اور صنعت سے پیدا ہوئے ہیں جن سے کامل فیض و فائدہ حاصل کرنا چاہیئے۔

(۱۰) سوشٹ کرت سے حسب لخواہ عمدہ سُکھ دینے والا ایشور مراد ہے۔

گویا ان کے لئے یہ بلی یعنی گھر میں پکی ہوئی چیز سے چولھے کی آگ میں ہوم کیا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا منتروں سے ہوم کرنے کے بعد بلی دان یعنی عالموں کی دعوت یا ضیافت کرنی چاہیئے۔ اس کو نتیہ شرادھ یعنی عالموں کی روزانہ تواضع بھی کہتے ہیں۔ اسکے متعلق سولہ منتر نیچے لکھے جاتے ہیں۔

نتیہ شرادھ

(۱) اوم سانگائے اندرایہ نمہ	ओं सानुगायेन्द्राय नमः ॥ १ ॥
(۲) اوم سانگئے یمایہ نمہ	ओं सानुगाय यमाय नमः ॥ २ ॥
(۳) اوم سانگئے ورنایہ نمہ	ओं सानुगाय वरुणाय नमः ॥ ३ ॥
(۴) اوم سانگائے سومایہ نمہ	ओं सानुगाय सोमाय नमः ॥ ४ ॥
(۵) اوم مرد بھیو نمہ	ओं मरुद्भ्यो नमः ॥ ५ ॥
(۶) اوم ادبھیو نمہ	ओं अद्भ्यो नमः ॥ ६ ॥
(۷) اوم ونس پتی بھیو نمہ	ओं वनस्पतिभ्यो नमः ॥ ७ ॥
(۸) اوم شری یُی نمہ	ओं श्रियै नमः ॥ ८ ॥
(۹) اوم بھدر کال یُی نمہ	ओं भद्रकाल्यै नमः ॥ ९ ॥
(۱۰) اوم برہم پت یے نمہ	ओं ब्रह्मपतये नमः ॥ १० ॥
(۱۱) اوم واستو پت یے نمہ	ओं वास्तुपतये नमः ॥ ११ ॥
(۱۲) اوم وشوے بھیو دیوے بھیو نمہ۔	ओं विश्वेभ्यो देवेभ्यो नमः ॥ १२ ॥
(۱۳) اوم دواچرے بھیو بھوتے بھیو نمہ	ओं दिवाचरेभ्यो भूतेभ्यो नमः ॥ १३ ॥
(۱۴) اوم نکتم چاری بھیو نمہ	ओं नक्तंचारिभ्यो नमः ॥ १४ ॥
(۱۵) اوم سروآتم بھوتئے نمہ	ओं सर्वात्मभूतये नमः ॥ १५ ॥
(۱۶) اوم پتری بھیہ سودھائی بھیہ سودھا نمہ	ओं पितृभ्यः स्वधायिभ्यः स्वधा नमः १६

لفظ "نمہ" "نم" नम "مصدر سے بنتا ہے جسکے معنی جھکنا۔ تعظیم کرنا یا اطاعت کرنا اور بولتا ہیں۔ انسان کو اچھے آدمیوں کی عزت۔ نیک باتوں کی قدر اور اعلیٰ مضامین پر غور کرنے سے کامل علم و معرفت حاصل ہوتی ہے۔

(۱) ساُنوگایہ اِندر سے لازوال صفات سے موصوف اور قادر مطلق پرمیشور مُراد ہے۔

(۲) ساُنوگایہ یَم سے بے رو رعایت انصاف اور عدل کی صفت سے موصوف پرمیشور جاننا چاہیئے

(۳) ساُنوگایہ وَرُن سے علم وغیرہ عمدہ واعلےٰ صفات سے موصوف سب سے افضل واشرف پرمیشور سمجھنا چاہیئے،

(۴) ساُنوگایہ سوم سے راحت بخش عالم اور خالقِ جہاں ایشور مُراد ہے۔

(۵) مَرُت سے ایشور کی قُدرت سے تمام کائنات کو قائم رکھنے والی اور حرکت دینے والی ہوائیں مُراد ہیں۔

(۶) اَپ سے محیطِ کُل پرمیشور مُراد ہے۔

(۷) وَنسپتی سے وَن (دنیاؤں) کا پتی (مالک) ایشور یا ہوا اور بادل وغیرہ اشیاء مراد ہیں۔ (یعنی یہ منشا ہے کہ ایشور نے جن بڑے بڑے اور عمدہ تاثیر والے درختوں کو پیدا کیا ہے۔ اُن سے پورا پورا فائدہ حاصل کرنا چاہیئے)

(۸) شری سے سب کا مخدوم ومعبود عین راحت اور صاحبِ جمال ایشور اور اُس کی پیدا کی ہوئی تمام خوشنما صنعتیں مراد ہیں۔

(۹) بھدرکالی سے ایشور کی بہبودی۔ بہتری اور سکھ عطا کرنے والی طاقت مراد ہے۔

(۱۰) برہم پتی سے تمام شاستروں کے جاننے والے عالموں کا محافظ یا وید اور تمام کائنات کا مالک ایشور مراد ہے۔

(۱۱) واستوپتی جس میں تمام موجودات قائم ہے اُسے واستو یعنی آکاش کہتے ہیں اور واستوپتی سے آکاش کا مالک ایشور مُراد ہے۔

(۱۲) وشویدیوا سے ایشور کی تجلی بخش عالم صفات یا تمام عالم مُراد ہیں۔

(۱۳) دیواچر سے دن میں چلنے پھرنے والے یعنی دن کو جاگنے والے جاندار مراد ہیں۔

(۱۴) نکتم چاری سے رات کو چلنے پھرنے والے یعنی رات کو جاگنے والے جاندار مراد ہیں۔ (یعنی یہ دونوں قسم کے جاندار ہمیں کچھ نقصان نہ پہنچائیں اور ہم اُن کے ساتھ صلح سے رہیں)

(۱۵) سَرواتم بھوتی سے تمام جیووں کی پُشت وپناہ یا اُنکا قائم رکھنے والا ایشور مُراد ہے۔

(۱۶) پِتر شودھائی اس کا ترجمہ اوپر کر چکے ہیں (دیکھو صفحہ ۱۶۶)

اِن سب کے لئے نمہ یا نمسکار کرنا چاہیئے یعنی عجز وانکسار کے ساتھ اُن کو تعظیم دینا اور سب کو اپنے سے

(۱) نمہ نگھنٹو ادھیائے ۲ کھنڈ ۷ میں انّ (اناج یا کھانا وغیرہ) کا مترادف آیا ہے۔ اسلئے یہ بھی مراد ہوسکتی ہے کہ عالموں کی کھلانے وغیرہ سے تواضع کرنی چاہیئے۔ مترجم

بڑا مان کر عزت دینا چاہیئے۔

"کتوں۔ پتت (کنگال یا نیچ لوگوں)، شوپچ (بھنگی وغیرہ)، پاپ روگی (کوڑھی وغیرہ مریض) کوّے وغیرہ جانوروں اور چیونٹیوں کے لئے کھانے کی چیزیں سے چھ حصّے نکال کر زمین پر رکھے۔"

[منوسمرتی ادھیائے ۳۔ شلوک ۹۲]

اور اُن میں سے ہر جاندار کو اُس کا حصّہ دیکر اُن کی پرورش کرنی چاہیئے۔

۵۔ اتتھی یگیہ۔ جہاں اتتھیوں کی خدمت و تواضع بدل وجان کی جاتی ہے۔ وہاں ہر قسم کا سکھ رہتا ہے۔ اتتھی اُنہیں کہتے ہیں جو تمام علوم میں ماہر دُنیا کی بھلائی کرنے والے حواس کو ضبط میں رکھنے والے دھرم پر چلنے والے۔ راست گفتار۔ مکر و فریب وغیرہ عیبوں سے خالی اور ہمیشہ جگہ بجگہ پھرنے والے ہوں۔ اِس بارہ میں کئی وید منتر شاہد ہیں مگر یہاں بنظر اختصار صرف دو منتر لکھے جاتے ہیں۔

"جو مذکورۂ بالا صفات سے موصوف عالم نہایت اعلیٰ اور عمدہ گُنوں سے آراستہ اور خدمت و تعظیم کے لائق ہیں اُن کو اتتھی کہتے ہیں۔ اُن کے آنے جانے کی کوئی تتھی (تاریخ) مقرر یا معلوم نہیں ہوتی یعنی جو اپنی خوشی سے ناگہاں آجائیں اور بلا کہے چلے جائیں وہی برا تیہ یا اتتھی کہلاتے ہیں۔"

[اتھروید۔ کانڈ ۱۵۔ انوواک ۲۔ ورگ ۱۱ منتر ۱]

"جب وہ گرہستھی (خانہ دار) کے گھر پر تشریف لاویں تو گرہستھی کو بڑی تعظیم و تکریم سے اُٹھ کر نمسکار کرنا چاہیئے اور اُن کو سب سے اونچی اور اچھی جگہ پر بٹھانا چاہیئے اور حسب مناسب خاطر تواضع کر کے یہ پوچھنا چاہیئے کہ اے براتیہ (بزرگوار)! آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ اے اتتھی! یہ پانی لیجئے۔ آپ اپنے سچے اُپدیش (نصیحت) سے ہمیں مرہون عنایت کیجئے اور آپ ہماری تواضع کو قبول کر کے خوش و مسرور ہوجیے اے براتیہ! جیسا آپ کا حکم یا منشاء ہو ہم ویسا ہی کریں۔ جو شے آپ کے مرغوب خاطر ہو اُسکے لئے حکم کیجئے اے براتیہ! جیسی آپ کی خواہش ہو ہم اُسی طرح آپ کی خدمت بجالائیں ہم آپ کے حکم کی تعمیل کیلئے بدل وجان حاضر ہیں۔ ہم آپ کی خاطر تواضع اور خدمت و صحبت کے ذریعہ سے علم کی ترقی حاصل کریں اور ہمیشہ اُس سے سکھ پاویں۔" [ایضاً منتر ۲]

پنچ مہایگیہ کا مضمون ختم ہوا

مُستند و غیر مُستند کتابوں کا بیان

مستند بالذات اور مستند بالغیر کی تشریح

آغاز آفرینش سے لیکر آج تک بے رو رعایت او ہوا و ہوس و دشمنی سے خالی سچائی اور دھرم کو عزیز جاننے والے۔ نیک چلن۔ دُنیا کی بھلائی کرنے والے آریہ عالم جن جن مستند بالذات اور مستند بالغیر کتابوں کو جس طرح مانتے آئے ہیں اب اُس کا حال بیان کیا جاتا ہے۔

جو ایشور کی الہامی کتابیں ہیں وہ سُوتہ پرمان (مستند بالذات) ماننی چاہئیں اور جو کتابیں انسان کی بنائی ہوئی ہیں وہ پرتہ پرمان یعنی مستند ہونے کے لئے محتاج بالغیر ہیں۔ چار وید ایشور کا الہام ہیں اسلئے وہ مستند بالذات ہیں۔ ایشور کا کلام خطا وغیرہ عیوب سے پاک ہے۔ کیونکہ ایشور علیم کل ہمہ دان اور قادر مُطلق ہے۔ ویدوں میں ویدہی کی سند مانی جاتی ہے مثلاً آفتاب اور چراغ اپنی ہی روشنی سے عیاں و روشن ہیں اور تمام مجسم اشیاء کو روشن کرتے ہیں۔ اسی طرح وید بھی اپنے ہی نور سے منور ہیں اور تمام دیگر علمی کتابوں کو ضیا بخشتے ہیں۔ جو کتابیں وید کے خلاف پائی جاتی ہیں اُن کی سند کرنا واجب نہیں ہے خواہ ویدمیں کوئی بات دوسری کتابوں سے خلاف پائی جاوے تاہم وید غیر مستند نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ وہ مُستند بالذات ہیں اور اُن کے سوائے باقی تمام کتابیں مستند ہونے کے لئے شہادت وید کی محتاج ہیں صرف منتر سنہتائیں جو چار وید کے نام سے مشہور ہیں مستند بالذات ہیں اور اُنکے علاوہ براہمن کے نام کی کتابیں

وید۔ براہمن۔ شاکھائیں انگ اور اُپانگ مستند ہیں

جن میں اُن کی شرح ہے۔ جہاں تک وید کے مُطابق ہیں مستند ہیں اور نیز ویدوں کی ایک ہزار ایک سو ستائیس شاکھائیں جو وید کے منتروں کی شرح ہیں جہاں تک وید کے مُطابق ہیں مستند ہیں یہی کیفیت وید کے چھ انگوں کی ہے جن کے یہ نام ہیں:۔

شِکشا (علم قرأت) کلپ (سنسکاروں کا ہدایت نامہ) ویاکرن (علم صرف ونحو) نِرُکت (علم لُغت) چھند (علم عروض) جیوتش (علم ہیئت و ہندسہ) اِس کے علاوہ چار اُپ وید ہیں۔ آیُروید (علم طب) دھنروید (فن جنگ و اسلحہ و انتظام سلطنت) گاندھرو وید (علم موسیقی) ارتھ وید (علم صنعت و ہنر) ان میں سے چرک۔ سُشرت۔ نگھنٹو وغیرہ کو آیُروید مانا جاتا ہے اور دھنروید کی کتابیں عموماً گُم ہیں۔ مگر چونکہ یہ علم تمام علوم کے تجربات کے نتائج اور امداد سے ماخوذ ہوتا ہے۔ اسلئے وہ اب بھی حاصل ہوسکتا ہے۔ انگرا وغیرہ رشیوں کی بنائی ہوئی بہت سی دھنروید کی کتابیں تھیں۔ گندھرو وید سے سام وید کے گانے وغیرہ کا علم مُراد ہے اور ارتھ وید میں وِشوکرما۔ تو شٹری اور مئے کی بنائی ہوئی

براہمن

مہانام کی چار کتابیں شامل تھیں۔ شِکشا میں پانِنی وغیرہ مُنیوں کی بنائی ہوئی کتابیں۔ اور کلپ میں مانَو کلپ سوتر وغیرہ شامل ہیں۔ ویاکرن کی کتابیں اشٹادھیائی۔ مہابھاشیہ دھاتو پاٹھ۔ اُن آدی گن پراتی پدِک۔ گن پاٹھ ہیں اور نِرکت مصنفہ یاسک مُنی جس میں نگھنٹو بھی شامل ہے وید کا چوتھا انگ ہے۔ چھند میں پِنگل آچاریہ کا بنایا ہوا سوتر بھاشیہ ہے۔ جیوتش میں وسِشٹھ وغیرہ رشیوں کی بنائی ہوئی ریکھا گنِت (علم مساحت و اقلیدس) اور بیج گنِت (علم جبر و مقابلہ کی کتابیں شامل ہیں

یہ چھ کتابیں وید انگ کہلاتی ہیں۔

اور چھ اُپانگ ہیں۔

(۱) جیمنی مُنی کا پُورو میمانسا شاستر جسپر ویاس مُنی نے بھاشیہ (شرح) لکھا ہے۔ اس میں کرم کانڈ یعنی عمل یا رسوم کا بیان ہے اور دھرم (عرض) اور دھرمی (جوہر) کی تشریح کی ہے۔

(۲) کناد مُنی کا ویشیشک شاستر جس پر گوتم مُنی نے پرشستپاد شرح لکھی ہے اس میں خصوصاً عرض و جوہر کا بیان ہے۔

(۳) گوتم مُنی کا نیائے شاستر جسپر واتسیاین رشی نے شرح لکھی ہے اسمیں پدارتھ ودیا (علم طبیعات) کا بیان ہے

(۴) پتنجلی مُنی کا یوگ شاستر جس پر ویاس مُنی نے شرح لکھی ہے۔

پُورو میمانسا۔ ویشیشک اور نیائے شاستر میں تمام جوہروں کا ثبوت سماعی۔ ذہنی اور قیاسی علم کے ذریعہ سے دیا جاتا ہے۔ مگر اُن کا علم حقیقی یا انکشاف اور اُپاسنا (عبادتِ الٰہی) کا طریق یوگ شاستر میں بیان کیا گیا ہے۔

(۵) کپل مُنی کا سانکھیہ شاستر جس کی بھاگُری مُنی نے شرح کی ہے اس میں امتیاز کے لئے تتوؤں کی تعداد بیان کی گئی ہے۔

(۶) ویاس مُنی کا ویدانت شاستر جس پر بودھاین رشی نے شرح لکھی ہے اکیں برہم یعنی ایشور کا بیان ہے

مستند اُپنشد

دس اُپنشد بھی اسی اُپانگ میں شامل ہیں اُنکے نام یہ ہیں:۔ ایش۔ کین۔ کٹھ۔ پرشن۔ منڈک۔ مانڈوکیہ۔ تیتریہ۔ ایتریہ۔ چھاندوگیہ۔ برہدارنیک۔ اس طرح چار وید معہ شاکھاؤں اور تفسیروں (یعنی چاروں براہمنوں) کے اور چار اُپ وید اور چھ ویدانگ جس میں چھ اُپانگ بھی شامل ہیں۔ تمام ملکر ۱۴ چودہ ودیا (علوم) کہلاتے ہیں جن کو حاصل کرنا انسان کا فرض ہے۔ یہ یقین جاننا چاہیے کہ ان کے پڑھنے سے کامل علم ہو جاتا ہے اور تمام باطنی اور خارجی علم اور عمل کا انکشاف ہو کر انسان مہا وِدوان (عالم فاضل) بنجاتا ہے

اور پرمیشور کے کلام یعنی ویدوں اور اسکے متعلق کتابوں کا بیان ہوا۔ براہمن وغیرہ کتابیں جو رشیوں

کی بنائی ہوئی ہیں جہانتک وید کے مطابق پائی جائیں سچے دھرم اور علم سے پُر اور عقل و دلیل سے
ثابت مانی چاہئیں۔

اِن کے علاوہ متعصب۔ کوتاہ عقل۔ کم علم۔ اَدھرم پر چلنے والے۔ نارستی شعار لوگوں کی بنائی ہوئی

غیر مستند اور قابل ترک کتابیں

وید کے خلاف اور عقل و دلیل سے خالی کتابیں ہرگز کسی کو نہ مانی چاہئیں اِس قسم کی
کتابوں کو بھی یہاں اختصار کے ساتھ گِنایا جاتا ہے۔

(۱) رُدریامل وغیرہ تمام تنتروں کی کتابیں۔

(۲) برہم وَیورت وغیرہ پُران۔

(۳) منوسمرتی کے وہ شلوک جن میں تحریف ہوئی ہے اور نیز منوسمرتی کے علاوہ تمام سمرتیاں۔

(۴) سارسوت چندرکا۔ کومدی وغیرہ ویاکرن (علم صرف و نحو) کی غلط کتابیں۔

(۵) پورو میمانسا شاستر کے خلاف۔ نرنے سِندھو وغیرہ کتابیں۔

(۶) وَیشیشک اور نیائے شاستروں کے خلاف۔ ترک سنگرہ سے لیکر جاگدیشی تک تمام نیائے کی فرضی کتابیں

(۷) یوگ شاستر کے خلاف ہٹھ پردیپکا وغیرہ کتابیں۔

(۸) سانکھیہ شاستر کے خلاف سانکھیہ تتو۔ کومدی وغیرہ کتابیں۔

(۹) ویدانت شاستر کے خلاف ویدانت سار۔ پنچ دشی۔ یوگ واسشٹھ وغیرہ کتابیں۔

(۱۰) جیوتش شاستر کے خلاف مُہورت چنتامنی وغیرہ کتابیں جن میں مُہورت (ساعت) جنم پتر
(زائچہ) اور پھلا دیش (تقویم) وغیرہ کا بیان ہے۔

(۱۱) شروت سوتر کے خلاف نستری کنڈکا۔ سنان سوتر پر ششٹھ وغیرہ کتابیں جن میں منگسر وغیرہ
مہینوں اور ایکادشی وغیرہ تتھی (تاریخ) کے برت۔ کاشی (بنارس) وغیرہ مقام یا تیرتھ کی یاترا
(زیارت)۔ نام رٹنے یا اسنان کرنے اور غیر ذی روح مورتی کو پوجنے سے مکتی ملنا یا پاپ سے چھوٹ جانا
وغیرہ مہاتم لکھے ہیں۔

نیز پاکھنڈیوں اور سمپردائے (مت یا فرقہ) والوں کی بنائی ہوئی کتابیں اور وہ کتابیں اور اُپدیش جنہیں
ایشور کی ہستی سے انکار کیا گیا ہے۔ ان سب کو ویدوں کے خلاف ہونے اور عقل و دلیل سے خارج
ہونے کی وجہ سے نیک لوگوں کو نہیں ماننا چاہئے۔

سوال۔ اُن میں جہاں بہت سا جھوٹ ہے وہاں کسی قدر سچ بھی ہے اُس کو لینا چاہئے یا نہیں؟

جواب۔ ایسے سچ کی مثال زہریلے کھانے کی مانند ہے یعنی جس طرح اہل بصارت زہریلے کھانے کو خواہ

غیر مستند کتابوں کا جھوٹ

وہ امرت (آبِ حیات) کے برابر کیوں نہ ہو۔ امتحان کرنے پر بالکل چھوڑ دیتے ہیں۔ اسیطرح غیر مستند کتابیں بھی قابلِ ترک ہیں۔ کیونکہ اگر اُن کو رواج دیا جائیگا تو ویدوں کے سچے مطالب کی اشاعت نہ ہوگی اور اُن کی اشاعت نہ ہونے سے جھوٹی باتیں شہرت پاکر جہالت کا اندھیرا چھا جائیگا اور جہالت کی تاریکی چھا جانے سے علم حقیقی مفقود ہو جائیگا۔

اب ہم تنتر[1] کی کتابوں کا جھوٹ ہونا ثابت کرتے ہیں۔

اِن کتابوں میں پنچ مکاروں (یعنی حرف م سے شروع ہونیوالی چیزوں) کے استعمال سے مکتی بتائی ہے اور اس کے خلاف کسی دوسرے طریق سے مکتی نہیں مانی جاتی۔ انکے مسائل یہ ہیں:-

"مدیہ (شراب)، مانس (گوشت)، مین (مچھلی)، مدرا (کچوری پکوڑی یا اشارات مخفی) اور میتھن (زنا کاری)، یہ پانچ مکار یعنی حرف "م" سے شروع ہونے والی چیزیں یُگ یُگ میں موکش دینے والی ہیں۔" [کالی تنتر]

"شراب پیوے۔ پھر پیوے۔ اور پھر بھی پیوے یہانتک کہ زمین پر گر پڑے اور پھر اُٹھ کر پیوے۔ تو دوسرا جنم نہ ہیوے۔" [مہا نربان تنتر]

"بھیروی چکر[2] میں آکر تمام ورن۔ دوجاتی یعنی برہمن ہو جاتے ہیں اور بھیروی چکر سے نکل کر سب کے ورن اپنے اپنے جُدا ہو جاتے ہیں۔" [کلارنو تنتر]

"ایک ماں کو چھوڑ کر باقی سب سے ہمبستر ہو اور عضو مخصوص کو عورت کے اندام نہانی میں داخل کرکے ہوشیاری سے منتر کو جپے۔" [گیان سنکلنی تنتر]

"ماں کو بھی نہ چھوڑے۔" [ماتنگی ودیا]

الغرض اسی قسم کی بہت سی بیہودہ اور بے معنی باتیں۔ کم عقل۔ پاپی۔ بداعمال اناریہ لوگوں نے عقل اور دلیل سے خالی اور ویدوں سے قطعی خلاف آنارش یعنی رشیوں کے اصول سے برعکس لکھی ہیں جنہیں نیک لوگوں کو ہرگز نہ ماننا چاہیئے۔ شراب وغیرہ کے استعمال سے عقل وغیرہ میں فتور آکر مکتی تو حاصل نہیں ہوتی البتہ نرک تو ضرور مل سکتا ہے۔ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس مت کی اکثر باتیں مشہور ہیں۔

اسی طرح برہم ویورت وغیرہ کتابوں میں جن کا نام غلطی سے پُران پڑ گیا ہے اور جو در اصل پُرانی کی بجائے

[1] تنتر کی کتابیں وام مارگیوں یا شاکتوں کے مت کی کتابیں ہیں۔ یہ لوگ عورتوں کو ننگا کھڑا کرکے اُسکے اندام نہانی کی پوجا کرتے ہیں۔ اسی طرح ایک مرد کو ننگا کرکے اُسکے عضو مخصوص کو عورتیں پوجتی ہیں۔ عورت کو درگا اور مرد کو بھیرو کہتے ہیں مترجم

[2] بھیروی چکر وام مارگیوں کے جلسہ کا مکان ہوتا ہے جس میں وہ ننگے مرد عورت کی پوجا کرتے ہیں [دیکھو گُپت پرکاش مصنفہ سنت پربھوپال] مترجم

بالکل نئی اور جھوٹی کتابیں ہیں۔ بہت سی سراپا لغو کتھائیں لکھی ہیں۔ یہاں انہیں سے بطور "مشتے نمونہ از خروارے" چند کتھائیں لکھی جاتی ہیں چنانچہ ایک کتھا لکھی ہے کہ :-

تلازمات وید کی غلط فہمی سے پرانوں کی گپیں

"پرجاپتی برہما جو چار منہ والا آدمی تھا۔ اپنی بیٹی سرسوتی کے پاس بہ نیت بد گیا"

یہ کہانی بالکل جھوٹ ہے۔ کیونکہ یہ کتھا نہیں ہے بلکہ روپک النکار یعنی تلازمہ ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ "سوتا یعنی سورج کو پرجاپتی کہتے ہیں اور صبح کی شفق (اُشا) اس کی دختر کی مثال ہے۔ کیونکہ جو شے کسی سے پیدا ہوتی ہے وہ اس کی اولاد کی مثال ہوتی ہے اور وہ خود بمنزلہ اس کے باپ کے ہوتا ہے۔

تلازمہ آفتاب و شفق

(اسی بنا پر یہ تلازمہ باندھا گیا ہے) وہ باپ (سورج) رہتا یعنی سرخی نما شفق میں جو بمنزلہ اس کی دختر کے ہے بکمال سرعت اپنی کرنوں سے حلول کرتا ہے اور اس طرح شفق میں سورج کے حلول کرنے سے سورج کی روشنی یا دن جو بمنزلہ اس کے فرزند کے ہے پیدا ہوتا ہے اس فرزند یعنی روشنی یا دن کی ماں اُشا (شفق) اور باپ سورج ہے۔ گویا اُشا (شفق) کے بطن میں جو سورج کی [illegible] کے بمنزلہ ہے سورج کی کرن صورت نطفہ ہے اس کا فرزند یعنی دن پیدا ہوتا ہے علی الصباح یعنی پانچ گھڑی (دو گھنٹے) رات رہے سورج کے برآمد ہونے سے پیشتر کسی قدر سرخی نمایاں ہو جاتی ہے اسے اُشا (شفق) کہتے ہیں اس وقت باپ (سورج) اور بیٹی (شفق) کے اتصال سے خوشنما روشنی مثل فرزند پیدا ہوتی ہے جس طرح ماں باپ سے اولاد پیدا ہوتی ہے اسی طرح یہاں بھی سمجھنا چاہیئے" [ایتریہ براہمن پنجکا ۳۔ کنڈکا ۳۳ و ۳۴]

"پرجاپتی سے تیز رفتار یا کشش کرنے والا اور نہایت عظیم الشان سورج مراد ہے"

[شت پتھ براہمن کانڈ ۱۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۷۔ کنڈکا ۴]

بادل اور زمین کا تلازمہ

"بادل اور زمین کا بھی باپ بیٹی کا تعلق ہے۔ کیونکہ بادل یعنی پانی سے زمین کی پیدائش ہوتی ہے اسلئے زمین بمنزلہ اس کی دختر کے ہے۔ بادل اس میں باران صورت نطفہ ڈالتا ہے۔ [illegible] ہوتی ہے اور [illegible] سے نباتات وغیرہ بمنزلہ اولاد پیدا ہوتی ہے۔ (یہ بھی ایک

شیریں۔ دلکش۔ روح افزا یا قسم قسم کی کھانے پینے کی چیزوں [illegible]

قسم قسم کے لذیذ پکوانوں، شہد اور پکے ہوئے پھلوں وغیرہ

[illegible] سے تمام کاروبار انجام پاتے ہیں۔ یہاں سورج اور زمین

ملم الطبع عالم یا سوم وَلّی وغیرہ کے رس کو تیار کرنے کے

[illegible] تی خیال ہے اور ساتھ ہی بخیال دیگراں لو خاوند بیوی کہیں تب [illegible] Is) اور اوسرس (Osiris) میں موجود ہے یعنی اِسِس سے مصر کا خاوند خیال کیا جاتا ہے۔ مترجم

یاجنیہ کی چکتسا ستھان رسائن پرکرن ادھیائے ۲۹ میں سوم کا بیان [illegible] لتا (بیل) ہوتی ہے۔ پندرہ پتے شکل پکش (روشن پکھ) [illegible] الفاظ وید [illegible] تے ہیں۔ ہر روز ایک پتا آتا ہے اور پورنماشی کے دن پو[illegible]

تلازمۂ آفتاب و زمین

کا باہمی تعلق ہے۔ زمین ماتا یعنی جائے قیام ہے۔ زمین اور سورج یا زمین اور بادل چادر چھت اور چاندنی یا دو بالمقابل کھڑی ہوئی فوجوں سے مُشابہ ہیں (یہ محض ایک تلازمہ ہے) بادل جو بمنزلہ باپ ہے زمین میں جو بمنزلہ دُختر ہے۔ آب باراں صورت حمل کو قائم کرتا ہے (اس کو تلازمہ تصور کرنا چاہیئے)۔"

[رگ وید۔ منڈل ۱۔ سوکت ۱۶۴۔ منتر ۳۳]

مندرجہ ذیل منتر میں بھی یہی تلازمہ ہے۔

"وہی یعنی سورج جو بمنزلہ باپ ہے شفق میں جو بمنزلہ اُس کی دُختر کے ہے۔ کرن صورت نُطفہ سے حمل قائم کرتا ہے جس سے دِن جو اُس کے فرزند کی مثال ہے پیدا ہوتا ہے۔" [رگوید منڈل ۳۔ سوکت ۳۱۔ منتر ۱]

اس طرح برہمن اور براہمن میں نہایت عمدہ تلازمہ باندھا ہے جو ایک امر واقعی کا بیان ہے مگر برہم وَیوَرت وغیرہ میں اُسی کو غلط فہمی سے جھوٹی کہانی کی صورت میں بیان کیا ہے جس کو ہرگز نہ ماننا چاہیئے۔

ایک اَور کتھا ہے کہ اِندر دیوراج نام ایک آدمی تھا۔ اُس نے گوتم کی عورت سے زنا کیا جس پر گوتم نے بد دُعا (شاپ) دی کہ تو ہزار بھگ[1] والا ہو جائے اور اَہلیا (اپنی عورت) کو یہ بد دعا دی کہ تو پتھر کی سِل بن جائے۔ پھر رامچندر کی خاک پا کے چھونے سے اَہلیا کی بد دُعا دور ہو گئی۔" یہ کتھا بھی بالکل غلط ہے

سورج اور رات کا تلازمہ

کیونکہ اس میں تلازمہ ہے۔ اِندر سے پُرحرارت آفتاب مُراد ہے جو روئے زمین کی تمام چیزوں کو روشن کرتا ہے۔ چونکہ سورج اعلیٰ درجہ کی قوت کا مخزن یا سرچشمہ ہے اِس لئے اُس کا نام اِندر ہے۔ سورج اَہلیا (رات) کا جار (زائل کرنیوالا) ہے۔ اَہلیا (رات) سوم (چاند) کی عورت ہے چاند کا نام گوتم ہے۔ لفظ گوتم کے معنی "چلنے والا" یا "گورا" (لالہ فام) ہیں اسلئے گوتم سے چاند مُراد ہے۔ چاند اور رات کا مرد عورت کا رشتہ ہے۔ رات کو اَہلیا اسلئے کہتے ہیں کہ اُس میں اَہر (دِن) نے (زائل یا ختم) ہو جاتا ہے۔ پس اَہلیا سے رات مُراد ہے۔ چاند تمام جانداروں کو سرور و راحت بخشتا ہے اور اپنی بیوی یعنی رات کو مسرور کرتا ہے۔ اِندر (سورج) اگوتم (چاند) کے برہمن لکھی ہیں جنہیں کا جار (فنا کرنے والا) کہلاتا ہے۔ لفظ "جیرہ" کے استعمال سے عقل وغیرہ میں فتور آ گیا تو حاصل نہیں ہوتی سورج رات کا فنا کرنے والا ہے۔ لفظ "جار" ضرورت نہیں کیونکہ اس مت کی اکثر باتیں مشہور ہیں۔ عمر گھٹاتا ہے۔ چونکہ اِندر یعنی سورج رات کی عمر کو گھٹاتا ہے پُران پڑ گیا ہے اور جو در اصل پُرانی کی بجائے

باره میں حسب ذیل حوالے لکھے جاتے ہیں۔ ما بیں ہیں۔ یہ لوگ عورتوں کو ننگا کھڑا کر کے اُسکے اندام نہانی

"جب چاند بہا مہوتا ہے تو اپنے قُدوم میمنت" موص کو عورتیں پوجتی ہیں۔ عورت کو ننگا اور مرد کو بھیرویں کہتی ہیں ترجم

[1] بھگ عورت کے اندام نہانی کو کہتے ہیں۔ مترجم۔ ہیں وہ ننگے مرد عورت کی پوجا کرتے ہیں [دیکھو گپت پرکاش مصنفہ سنت پر بھو بال] مترجم

جار یعنی فنا کرنے والا ہے۔" [شت پتھ براہمن کانڈ ۳۔ ادھیائے ۳۔ براہمن ۱۔ کنڈکا ۱۸]

"ریت سے سوم (چاند) مراد ہے۔" [ایضاً براہمن ۵۔ کنڈکا ۱]

"سورج کے نکلنے پر رات چھپ جاتی ہے۔" [نرکت ادھیائے ۱۲۔ کھنڈ ۱۱]

"سورج کی کرنوں سے روشنی پانے والے چاند کو گوُر (لالہ فام) کہتے ہیں۔" [نرکت ادھیائے ۲۔ کھنڈ ۶]

"سورج کو جار کہتے ہیں کیونکہ وہ رات کا زوال (جرا) کرتا ہے۔" [نرکت ادھیائے ۳۔ کھنڈ ۱۶]

"اِندر سورج کو کہتے ہیں جو سب کو حرارت پہنچاتا ہے۔" [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۔ ادھیائے ۶۔ براہمن ۳۔ کنڈکا ۸]

اس طرح جو پُر صنعت تلازمے سچے شاستروں میں سچے علوم کے اصول کو واضح کرنے کے لئے لکھے ہیں ان کو نئی کتابوں میں بگاڑ کر بالکل لغو کہانیوں کی شکل میں بیان کیا ہے جنہیں کسی کو نہ ماننا چاہیئے اس قسم کی اور بھی کتھائیں مشہور ہیں۔

چنانچہ ایک اور کتھا ہے کہ اِندر نام ایک دیوتاؤں کا راجہ تھا اُس کا توشٹا کے بیٹے وِرتراسُر کے ساتھ سنگرام (جنگ) ہوا۔ وِرتراسُر نے اِندر کو نگل لیا جس سے دیوتاؤں کو بڑا خوف پیدا ہوا اور اُنہوں نے وشنو سے فریاد کی۔ وشنو نے اُن کو یہ تدبیر بتلائی کہ میں سمندر کے اندر داخل ہوتا ہوں پھر جو سمندر کے جھاگ اُٹھینگے۔ اُن سے یہ وِرتراسُر فنا ہو جائیگا" اس قسم کی بے سر و پا پاگلوں کی سی باتیں نام کے پُرانوں مگر اصل میں نئی کتابوں میں لکھی ہیں۔ دانشمند اور نیک لوگوں کو انہیں ہرگز نہ ماننا چاہیئے کیونکہ ان کہانیوں میں تلازمہ ہے۔ چنانچہ اس کی اصلیت یہ ہے:-

سورج اور بادل کا تلازمہ

"میں اِندر یعنی سورج یا پرمیشور کی قوّت اور جلال کو بیان کرتا ہوں جنہیں سے اوّل سورج کا وجر یعنی روشنی اور ایشور کی قوّت ہے۔ اُس (سورج) نے اہی یعنی بادل کو مار گرایا اور اُس کو مار کر زمین پر پھیلا دیا۔ اُس سے زمین پر پانی پھیل پڑا۔ اور ندیاں پانی کے زور سے ٹوٹ پڑیں اور پانی کنارے ... ہیں کہا نیپ رہی [illegible] سے نکلتی ہیں اور بادل کا پانی جو انترکش (خلا) کے اندر سے ٹوٹ کر ...

[illegible] ۱۔ سوکت ۳۲۔ منتر ۱]

[... ہمن کانڈ ۷۔ ادھیائے ۴]

... میں اختصار کا خیال رکھا گیا ہے۔

... اہی یا وِرتراسُر یعنی بادل کو مارنے کے لئے ... سے پیدا ہونے والی بجلی کو کڑکایا جس سے ... گر پڑا۔ زمین پر گرنے کے بعد وہی پانی کے

شیرینی۔ دلکش۔ روح افزا یا قسم قسم کی کھانے پینے کی چیزیں ... قسم قسم کے لذیذ پکوانوں۔ شہد اور پکے ہوئے پھلوں وغیرہ ...

ہلم الطبع عالم یا سوم وَلّی وغیرہ کے رس کو تیار کرنے ...

... کی چکتسا ستھان رساین پرکرن ادھیائے ۲۹ میں سوم کا بیان ...

لتا (بیل) ہوتی ہے۔ پندرہ پتے شکل پکش (روشن ... ہیں۔ ہر روز ایک پتا آتا ہے اور پورنماشی کے دن ...

الفاظ وید ...

کے ذرّے پھر بخارات بن کر آکاش کو چڑھے اور پانی پھیلتا اور اُمنڈتا ہوا سمندر کیطرف اس طرح تیزی سے
چلا جس طرح گائے اپنے بچھڑے کے پیچھے بھاگا کرتی ہے۔ ورتراسُر (بادل) کا جسم پانی ہی سے بنا ہے
اور اُس ورتر یعنی مجموعہ آب کے زمین پر گرنے سے سورج کو فتح و شادمانی اور مدح و تعریف حاصل
ہوتی ہے؛ [رگوید منڈل ا سوکت ٣٢ منتر ٢]

" لفظ اہی میگھ یعنی بادل کا مترادف ہے۔" [نگھنٹو۔ ادھیائے ا کھنڈ ١٠]

" اِندر یعنی سورج وجر یعنی نہایت تیز بجلی یا کرنوں سے نہایت زبردست بادل کو شکستہ بازو یا پاش
پاش کرکے مار گراتا ہے۔" [رگوید منڈل ا سوکت ٣٢ منتر ٥]

" اِندر (سورج) ورتر (بادل) کا دشمن یا مارنیوالا اور فنا کرنے والا ہے۔ یہ اہلِ لُغت کی رائے ہے اور
اہلِ روایت توشٹا اور اسُر کو سورج اور بادل کہتے ہیں۔ لفظ ورتر ورِ نوتی (قبول کرتا ہے) اور ورتتی
(موجود ہے) یا ورِدھتی (بڑھتا یا پھیلتا ہے) سے بنتا ہے۔" [نرکت ادھیائے ٢۔ کھنڈ ١٧]

" وہ اہی (بادل) وجر (سورج کی کرنوں) سے شکستہ بازو یا پاش پاش ہوکر اس طرح زمین پر گرتا ہے
جس طرح کسی اِنسان کے اعضاء کو تلوار سے کاٹ کاٹ کر گرا دیتے ہیں۔ سورج اُس کو شکستہ دست و
پا کرکے زمین پر گرا دیتا ہے اور بادل کو مار کر زمین پر سُلا دیتا ہے۔" رگوید منڈل ا سوکت ٣٢ منتر ٧]
ویدوں میں لُنگ (ماضی قریب) لنگ (ماضی بعید) اور لیٹ (ماضی مطلق) سب لنگ کے معنی دیتے
ہیں۔ نگھنٹو میں ورتر کو بادل کا مترادف بتایا ہے اور چونکہ اِندر (سورج) اُس کا شترو (دشمن یا فنا
کرنے والا) ہے اسلئے اُس کو اندر شترو بھی کہتے ہیں۔ توشٹا سورج کا نام ہے اور اسُر یعنی بادل
اُس کی اولاد کی مثال ہے۔ کیونکہ سورج کی کرنوں سے پانی کے بخارات ہلکے ہوکر اوپر چڑھتے ہیں اور وہاں
باہم مل کر بادل بن جاتے ہیں۔ اُس وقت اُن کی اصطلاح اسُر ہوتی ہے۔ پھر سورج اُن کو مار کر زمین پر
لٹا دیتا ہے اور اُس کے زمین پر گرنے سے ندیاں چلتی ہیں۔ پھر وہ ... کے برعکس لکھی ہیں جنہیں
اور پھر دوبارہ اوپر چڑھتا ہے اور سورج اُستعمال سے عقل وغیرہ میں فتور آگر گتی تو حاصل نہیں ہوتی
بادل چھائے ہوئے ہوتے ہیں اور ہر وقت آکا ...ضیں کیونکہ اس مت کی اکثر باتیں مشہور ہیں۔
اُن کو ورتر کہتے ہیں۔ اس مضمون کے منتر ویدوں میں
...ران پڑ گیا ہے اور جو در اصل پُرانی کی بجائے
" بادل کے جسم میں پانی بھرا ہوا نہایت سیاہ معا...
...ہیں۔ یہ لوگ عورتوں کو ننگا کھڑا کرکے اُسکے اندام نہانی
بارش کا پانی زمین پر لمبے پاؤں پسار کر سوجاتا
...عورتیں پوجتی ہیں۔ عورت کو درگا اور مرد کو بھیروں کہتی ہیں ترجم
" بادل ہزار گونا گوں شکلیں بنا کر منڈلاتا اور ...
...ہ ننگے مرد عورت کی پوجا کرتے ہیں [دیکھو گپت ... مصنفہ سنت ...]

پر غالب نہیں آسکتے۔ بادل اور سُورج دونوں کے درمیان لڑائی گرم ہوتی ہے جب بادل غالب ہوتا ہے تو سورج کی روشنی کو دبا لیتا ہے اور جب سُورج کی حرارت کی فوج زوروں پر آتی ہے تب وہ بادل کو ہزیمت دیتی ہے اور سورج بادل پر فتحیاب ہوتا ہے۔ آخر کار بادل شکست کھاتا ہوا اور فتح سورج کے ہاتھ رہتی ہے"۔

[ایضاً۔ منتر ١٣]

"بادل اس تمام عالم پر چھایا ہوا سوتا ہے اسی وجہ سے اُس کا نام وِرِتر ہے یعنی جو زمین اور سورج کے درمیان تمام خلا میں سمایا ہوا یا پھیل کر سویا ہوا ہے اُس کو وِرِتر کہتے ہیں"۔ [شتپتھ براہمن کانڈا۔ ادھیائے ۱۔ براہمن ۳ کنڈکا ۹]

"اُس وِرِتر (بادل) کو اِندر (سورج) نے مار گرایا سورج سے مضروب بادل پاش پاش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ لکڑی اور گھاس پات وغیرہ کے سڑنے سے بدبو پیدا ہوتی ہے۔ بادل آکاش کے اندر قائم ہو کر چاروں طرف پانی برساتا ہے اور سورج سے مضروب ہو کر وہی وِرِتر (بادل) سمندر میں پہنچ کر ہیبتناک بن جاتا ہے۔ سمندر میں بھرا ہوا پانی بڑا خوفناک معلوم ہوتا ہے۔ بادل سے گرا ہوا پانی ندیوں یا سمندر میں پہنچ کر یا زمین پر پھیلا ہوا سورج کی حرارت سے اوپر اَنترکش (خلا بالائے زمین) میں کھنچتا ہے۔ اور پھر برستا ہے اور اسی سے بوٹی گھاس وغیرہ نباتات پیدا ہوتی ہیں"۔

[شتپتھ براہمن کانڈا۔ ادھیائے ۱۔ براہمن ۳۔ کنڈکا ۵]

"اہل لغت تین دیوتا مانتے ہیں۔ ایک آگ جو زمین پر پائی جاتی ہے۔ دوسرے ہوا یا اِندر (بجلی) جو اَنترکش (خلا بالائے زمین) میں رہتی ہے اور تیسرے سُورج جو سرچشمہ نور اور آکاش میں قائم ہے"۔

[نرکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۵]

اس طرح سچے شاستروں (علمی کتابوں) میں نہایت عمدہ تلازمے پائے جاتے ہیں جو نہایت معقول اور سر آراستہ ہیں۔ مگر برہم ویورت وغیرہ نئی کتابوں میں جن کو فرضی طور پر پُران کے نام سے مشہور کیا جاتا ہے اسکے برعکس لغو کہانیاں لکھی ہیں جنہیں نیک لوگوں کو ہرگز نہ ماننا چاہیئے۔

شیریں۔ دلکش۔ روح افزا یا قسم قسم کی کھانے پینے کی چیزوں۔ گھی ... جو بالکل غلط ہے

قسم قسم کے لذیذ پکوانوں۔ شہد اور پکے ہوئے پھلوں وغیرہ ... چاہیئے۔ کیونکہ دیو اُسر کی لڑائی بھی ایک تلازمہ ہے

[... ادھیائے ۴۔ براہمن ۹۔ کنڈکا ۱]

ملہم الطبع عالم یا سوم وَلّی وغیرہ کے رس کو تیار کرنے کے علم

[... ادھیائے ۷۔ براہمن ۶۔ کنڈکا ١٠]

... کے چکتساستھان رساین پرکرن ادھیائے ۲۹ میں سوم کا بیان ... ہیں دیو صاحب علم اور روشن عقل ہوتے ہیں

... لتا (بیل) ہوتی ہے۔ پندرہ پتے شُکل پکش (روشن پند ...

... تے ہیں۔ ہر روز ایک پتا آتا ہے اور پورنماشی کے دن پورے ...

الفاظ و بید ...

ہیں اور اسُر جاہل علم سے بے بہرہ اور جہالت کی تاریکی میں پھنسے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان دونوں کی باہم اَن
بن رہتی اور اسی کو دیو اسُر سنگرام یعنی عالم و جاہل کی نااتفاقی کہتے ہیں۔
" دنیا میں دو ہی چیزیں ہیں تیسری نہیں ہے یا سچ ہے یا جھوٹ۔ جن میں سچ ہے وہ دیو اور جن میں
جھوٹ ہے وہ منشیہ کہلاتے ہیں۔ جو انسان یہ عہد کرتا ہے کہ میں جھوٹ کو چھوڑ کر سچ اختیار کرتا ہوں
وہ گویا انسان سے دیو بن جاتا ہے۔ بالیقین جو شخص سچ بولتا ہے وہی دیوتا کے عہد پر چلتا ہے اور جو
راستی اختیار کرتا ہے وہی نیک نام پاتا ہے۔ جو عالم راستی شعار ہوتا ہے وہ انسانوں کے درمیان دیوتا ہے "
[شتپتھ براہمن کانڈ ا ادھیائے ۱۔ براہمن ۱۔ کنڈکا ۴ و ۵ و ۷]
جو انسان سچ بولنے۔ سچ کو ماننے اور سچ ہی پر عمل کرنیوالے ہیں۔ وہ دیو یعنی دیوتا ہیں۔ اور جو جھوٹ بولنے
جھوٹ کو ماننے اور جھوٹ ہی پر عمل کرنے والے ہیں۔ وہ انسان اسُر ہیں ان کے مابین بھی ہمیشہ ایک قسم کی
اَن بن رہتی ہے۔
" انسان کے مَن (دل) کو دیو کہتے ہیں۔ اور پران (نفس) کو اسُر کہتے ہیں۔ ان کی بھی آپس میں ضد ہے۔
دل علم و معرفت کے زور سے پران (نفس) کو زیر کرتا ہے اور جب پران زوروں پر آتا ہے تو دل کو دبا لیتا
ہے۔ گویا اُن میں بھی ایک قسم کی لڑائی رہتی ہے۔ ایشور نے پرکاش (نور) سے دیوؤں یعنی من (دل)
سمیت چھ اندریوں (قوائے احساس باطنی) کو پیدا کیا۔ اسی وجہ سے وہ روشنی کرنے والے یعنی علم و احساس
کا ذریعہ ہیں اور اندھکار (ظلمت) یعنی مٹی وغیرہ سے اسُروں یعنی پانچ کرم اندریوں[۱] (قوائے احساس خارجی)
اور پران (نفس) کو پیدا کیا " [نرگت ادھیائے ۳۔ کھنڈ ۸]
" اِن دونوں یعنی روشنی اور تاریکی پیدا کرنے والی قوتوں کے اختلاف کی وجہ سے ہمیشہ ایک قسم کی
لڑائی جاری رہتی ہے " [نرگت ادھیائے ۱۔ کھنڈ ۳۴]
" جب پرمیشور نے پیدائش عالم کا ارادہ کیا تو آگ کی حالت علت صورت ذرّوں سے سورج و ...
اجرام کو اعلےٰ اوصاف اور فعل سے وابستہ پیدا کیا ... سے برعکس ... ہیں نہیں
روشنی دیتے ہیں۔ اُن کو دیوتا اس وجہ سے ... تعمال سے عقل وغیرہ میں فتور آ گرگتی تو حاصل نہیں ہوتی
بعد ایشور نے حادث پران (نفس) اور ہوا اور ... میں کیونکہ اس مت کی اکثر باتیں مشہور ہیں۔
غیر روشن کُرّوں کو پیدا کیا۔ اُن کُرّوں میں مٹی سے ... ن پڑ گیا ہے اور جو در اصل پرانی کی بجائے
محسوس یعنی روشن و غیر روشن کا باہم اختلاف ... ہیں۔ یہ لوگ عورتوں کو ننگا کھڑا کر کے اسکے اندام نہانی
... رتیں پوجتی ہیں۔ عورت کو درگا اور مرد کو بھیروں کہتی ہیں ننگے مرد عورت کی پوجا کرتے ہیں [دیکھو گپت پرکاش مصنفہ سنت پربھو پال ...]

[۱] کرم اندریوں سے وہ قوتیں مراد ہیں جن سے کل حرکات ...

اُسی کو دیوا اُسر یدّھ یعنی اجرام کی کشمکش کہتے ہیں۔ علیٰ ہٰذا نیک نہاد انسان کو دیوا اور بد نہاد کو اُسر کہتے ہیں۔ ان کے مابین بھی باہمی اختلاف طبع کی وجہ سے ہمیشہ ایک قسم کی لڑائی جاری رہتی ہے۔ اسلئے یہ بھی دیوا اُسر سنگرام یعنی نیک و بد کی اَن بَن ہے۔ اسکے علاوہ دِن کو دیوا اور رات کو اُسر کہتے ہیں۔ اِنکے مابین بھی باہمی تفرقہ ہونے کی وجہ سے ایک قسم کی جنگ جاری ہے۔"

[شت پتھ براہمن کانڈ ۱۱۔ ادھیائے ۱۔ براہمن ۶ کنڈکا ۷ لغایت ۱۲]

"یہ دونوں (دیوا اور اُسر) مالک و محافظِ کائنات پرمیشور کے نزدیک فرزند کی مثال ہیں اور اسی وجہ سے وہ دونوں پرمیشور کے پیدا کئے ہوئے سامان کے حقدار یا وارث ہیں۔"

[شت پتھ براہمن کانڈ ۱۔ ادھیائے ۷۔ براہمن ۵۔ کنڈکا ۲۲]

ان میں سے اُسر یعنی پران (نفس) وغیرہ بڑے ہیں کیونکہ وہ ہوا سے پیدا ہوئے ہیں اور ہوا سے ہی بنے ہوئے ہیں اور دیوؤں سے پہلے پیدا ہوئے ہیں۔ چنانچہ سب انسان پیدا ہونے پر جاہل ہوتے ہیں بعد میں عالم ہو جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں آگ ہوا کے بعد پیدا ہوئی ہے اور اِندریاں (آلاتِ احساس) پرکرِتی (مادہ کی حالتِ اولیں) سے پیدا ہوئی ہیں۔ اسلئے اُسر (عمر کے لحاظ سے) بڑے ہیں اور دیو چھوٹے ہیں۔ دوسری صورت میں سُورج وغیرہ دیوتا بڑے ہیں اور زمین وغیرہ اُسر چھوٹے ہیں اور ان دونوں کو مُحافظِ مخلوقات پرمیشور نے پیدا کیا ہے۔ اسلئے اُن کو پرمیشور کی اولاد یا مخلوقات سمجھنا چاہیے اِن کے درمیان بھی ایک قسم کی جنگ رہتی ہے۔

[شت پتھ براہمن کانڈ ۱۴۔ ادھیائے ۳۔ براہمن ۴۔ کنڈکا ۱۱]

"جو تن پرور خود غرض دغاباز مکار لوگ ہوتے ہیں اُنہیں کو اُسر کہتے ہیں اور جو دوسروں کی بھلائی کرنے والے دوسروں کا دُکھ دور کرنیوالے بے ریا نیک اور دھرم کے پابند انسان ہوتے ہیں اُن کو دیو کہتے ہیں یہ دونوں بھی باہم اختلاف طبع کی وجہ سے برسر جنگ رہتے ہیں۔"

[... کانڈ ۱۰۔ ادھیائے ۵۔ براہمن ۶۔ کنڈکا ۲۰]

[... کانڈ ۹۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۳۔ کنڈکا ۱۵]

[ایضاً ادھیائے ۶۔ براہمن ۴۔ کنڈکا ۲]

... سنگرام ہے۔ ان نہایت اعلےٰ علم و معرفت سے پُر تلازمات ... سر اسر راست ہیں۔ آجکل کی پُران اور تنتر وغیرہ نئی ... لوگوں کو چاہیئے کہ ان جھوٹے افسانوں کو ہرگز نہ مانیں

... میٹھی۔ دِلکش۔ روح افزا یا قسم قسم کی کھانے پینے کی چیزوں۔ گھی ... قسم قسم کے لذیذ پکوانوں۔ شہد۔ اور پکے ہوئے پھلوں وغیرہ ... تیاری ہے۔"

... ملہم الطبع عالم یا سوم وَلّی وغیرہ کے رس کو تیار کرنے کے علم ... کی چکتسا ستھان رسائن پرکرن ادھیائے ۲۹ میں سوم کا بیان ... لتا (بیل) ہوتی ہے۔ پندرہ پتے شُکل پکش (روشن پندھ ...) ... الفاظ ... ہوتے ہیں۔ ہر روز ایک پتا آتا ہے اور پورنماشی کے دن پورے ...

کشیپ رشی کی کتھا کی اصلیت

اسی طرح کشیپ اور گیا وغیرہ تیرتھوں کی کتھا برہم ویورت وغیرہ کتابوں میں ہے جو ویدوں اور سچے شاستروں سے سراسر خلاف ہے۔ مثلاً لکھا ہے کہ کشیپ رشی مریچ رشی کا بیٹا تھا اُس کے ساتھ دکش پرجاپتی نے اپنی تیرہ لڑکیوں کا بیاہ کر دیا۔ ان میں سے دِتی سے دیت آدِتی سے آدِتیہ۔ وِنتا سے دانو۔ کدرا سے سانپ۔ وِنتا سے پرند پیدا ہوئے۔ اور اسی طرح کسی سے بندر کسی سے ریچھ کسی سے درخت اور کسی سے گھاس وغیرہ پیدا ہوئی" اس قسم کی سخت جہالت سے بھری ہوئیں اور عقل و دلیل سے خالی علم و عقل سے خلاف ناممکن اور لایعنی کتھائیں لکھی ہیں۔ ان کو بھی لغو سمجھنا چاہئے اصل بات یہ ہے کہ :-

"چونکہ اس تمام عالم کو پرمیشور نے بنایا ہے اسلئے اس کو کُورم کہتے ہیں اور کشیپ کُورم کا مترادف ہے۔ اسلئے کشیپ پرمیشور ہی کا نام ہے۔ اس تمام مخلوقات کو اُسی کشیپ یعنی پرمیشور نے پیدا کیا ہے۔ اسلئے اس تمام مخلوقات کو کاشیپیہ کہتے ہیں" [شت پتھ براہمن کانڈ ۷۔ ادھیائے ۵۔ براہمن ۱۔ کنڈکا ۵]

علاوہ ازیں نرکت میں لکھا ہے کہ :-

"کشیپ پشیک سے بدل کر بنتا ہے" [نرکت ادھیائے ۲۔ کھنڈ ۲]

"پشیک دیکھنے والے کو کہتے ہیں۔ اسلئے علیم کُل اور بصیر کُل پرمیشور کا نام پشیک ہے۔ چونکہ ایشور نہایت لطیف سے لطیف اشیا کو بخوبی اور بے شک و شبہ جانتا اور دیکھتا ہے اسلئے اُس کو پشیک کہتے ہیں اوّل اور آخر کے حروف کو باہم بدل کر پشیک سے کشیپ بنتا ہے جیسے ہنسہ اور کرت سے ترکھہ بنا لیتے ہیں اس بارہ میں مہابھاشیہ کی شہادت موجود ہے (دیکھو مہابھاشیہ کی شرح ہے یہ ورت) "हयवरट" پر اسلئے مخلوقات کا نام کاشیپیہ ہونا بخوبی ثابت ہے۔

اب اس بات پر بحث کی جاتی ہے کہ گیا میں شرادھ کرنے سے کیا مُراد ہے؟

گیا شرادھ کی حقیقتِ اصلی

"پران ہی طاقت ہے اور طاقت ہی اوج و اقبال ہے۔ پران میں سچائی اور علم و معرفت الٰہی قائم ہے اور اسی مقام پر ایشور کا وصال
گائیتری بھی برہم ودیا (علمِ الٰہی) میں شامل ہے،
پران (نفس) کو بھی گیا کہتے ہیں۔ اُس گیا میں شرادھ کر
(صدقِ دل) سے بطریق سمادھی (مراقبہ) پرمیشور کے ملنے کا
ہونا چاہئے۔ یہی گیا شرادھ کا منشا ہے۔ جو گیا یعنی پر
[شت پتھ براہمن کانڈ ۱۴۔۱

...سمان سے عقل وغیرہ میں فتور آگیا تو حاصل نہیں ہوتی
...نہیں کیونکہ اس مت کی اکثر باتیں مشہور ہیں۔
...ٹران پڑ گیا ہے اور جو دراصل پُرانی کی بجائے
...ہیں۔ یہ لوگ عورتوں کو ننگا کھڑا کر کے اسکے اندام نہانی
...کو عورتیں پوجتی ہیں۔ عورت کو درگا اور مرد کو بھیروں کہتی ہیں ترجمہ
...ننگے مرد عورت کی پوجا کرتے ہیں [دیکھو گپت پرکاش مصنفہ سنت پریم داس] مترجم

"عالم ہی کو دیو کہتے ہیں" [شتپتھ براہمن کانڈ ۳ - ادھیاے ۷ - براہمن ۶]

رشی کے متعلق حوالے درج کئے جاتے ہیں -

رشی "تمام دُنیا کو پیدا کرنے والے یگیہ یعنی معبودِ کُل پرمیشور کو جو قدیم سے دلوں یا انترکش (خلا) میں ہے اور جس کی سب تعظیم کرتے آئے ہیں - کرتے ہیں اور آیندہ بھی کرینگے - وید سے ہدایت پائے ہوئے علم والے عالم اور سادھیہ یعنی منتروں کے معنی کو قرارِ واقعی جاننے والے گیانی - رشی اور دیگر انسان پُوجتے ہیں"

[یجُروید - ادھیاے ۳۱ - منتر ۹]

"تمام علوم کو پڑھ کر پھر دوسروں کو وہی تعلیم دینا اور اُس پر عمل کرنا رشی کرتیہ یعنی رشی کا کام کہلاتا ہے علم کے پڑھنے اور پڑھانے سے ہی خدمت کرنے کے لایق رشی پیدا ہوتے ہیں - جو شخص اُن کی مرضی کے مطابق عمل کرتا ہے وہی اُن کی خدمت کرنے والا ہے اور وہی سکھ پاتا ہے - جو شخص تمام علوم سے ماہر ہو کر دوسروں کو پڑھاتا ہے اُسی کو رشی کہتے ہیں" [شتپتھ براہمن کانڈ ۱ - ادھیاے ۷ - براہمن ۵ - کنڈکا ۳]

جب کوئی شخص پڑھانے کے کام کو اختیار کرتا ہے اُس کو آرشتییہ کرم یعنی رشیوں کا کام کہتے ہیں - جو شخص رشیوں (اُستادوں) دیووں (عالموں) اور ودیارتھیوں (طالب علموں) کو اُن کی من بھاتی نذر دیکر ہمیشہ تحصیل علم میں مصروف رہتا ہے وہ عالم اور صاحب جلال ہو کر یگیہ یعنی علم و معرفت حاصل کرتا ہے - اسلئے یہہ آرشتییہ کرم یعنی رشیوں کا کام سب انسانوں کو قبول کرنا چاہیئے [شتپتھ براہمن کانڈ ۱ - ادھیاے ۴ - براہمن ۵ - کنڈکا ۳]

اب پتر کے متعلق حوالے لکھے جاتے ہیں :-

پتری ترپن ہر انسان کو مندرجہ ذیل ہدایت پر عمل کرنا اور دوسروں کو عمل کرنے کی ہدایت کرنی چاہیئے - "تم لوگ میرے باپ دادا وغیرہ بزرگوں اور نیز آچاریہ (اُستاد) وغیرہ کو خدمت و تواضع سے خوش کرو اور سچے علم اور بھگتی (عبادت) میں مصروف ہو کر اپنی اپنی چیز پر صبر و قناعت رکھو مقوی - خوشبودار شیریں - دلکش - روح افزا یا قسم قسم کی کھانے پینے کی چیزوں - گھی - دودھ اور نہائت عمدہ بنائے ہوئے قسم قسم کے لذیذ پکوانوں - شہد - اور پکے ہوئے پھلوں وغیرہ سے پتروں (بزرگوں) کی تواضع کرو"

[یجُروید - ادھیاے ۲ - منتر ۳۴]

حلیم الطبع عالم یا سوم[۱] وَلّی وغیرہ کے رس کو تیار کرنے کے علم میں ہوشیار پرمیشور کا دھیان رکھنے والے

[۱] ... چکتسا ستھان رسائن پرکرن ادھیاے ۲۹ میں سوم کا بیان اس طرح لکھا ہی کہ سوم کی ۲۴ قسمیں ہیں - وہ ... لتا (بیل) ہوتی ہے - پندرہ پتے شکل پکش (روشن پندرواڑے) میں نکلتے ہیں اور اندھیرے ... تے ہیں - ہر روز ایک پتا آتا ہے اور پورنماشی کے دن پورے پندرہ پتے ہوتے ہیں (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۶۴)

الفاظ ویدِ ... گوز ...

کتھا کی صنعت و دولت کے لئے علم حرارت کو حاصل کرنے والے ہوم کرنے کے لئے یا صنعت اور ہنر کے کاموں میں آگ کو استعمال کرنے والے پتر یعنی صاحب علم و معرفت اور پرورش کرنے والے بزرگ ہمارے ہاں تشریف لاویں اور ہم اُن کی خدمت میں ہمیشہ حاضر رہیں۔ اُن عالموں یا بزرگوں کو آتے ہوئے دیکھ کر ہم اندر فوراً اُٹھ کر تعظیم دینی چاہیئے اور یہہ کہنا چاہیئے کہ "اے پتر (بزرگوار)! آئے تشریف لائے اور ہم سے بڑی خاطر داری سے اُن کو آسن وغیرہ دیکر عزت سے بٹھانا چاہیئے اور یہہ عرض کرنا چاہیئے کہ اے۔ ان کو میری اس یگیہ (تواضع) کو قبول فرمائیے اور ہمیں سچا علم عطا کر کے دُکھوں سے حفاظت کیجئے۔ اور نیک ہدایت کیجئے۔" [یجروید۔ ادھیائے ۱۹۔ منتر ۵۸]

"اے پترو (بزرگو) اس سبھا (مجلس) یا پاٹھ شالا (مدرسہ) میں ہمیں علم اور معرفت عطا کر کے سُکھی کیجئے۔ اور اپنے اپنے درجہ علمی کے مناسب ہماری تواضع کو قبول کیجئے اور سچی ہدایت و نصیحت (اُپدیش) اور علم عطا کرنیکے کام میں بخوشی خاطر اور پوری پوری ہمت و استقلال کے ساتھ قائم رہیئے۔ ہم آپ کی لیاقت کے مناسب آپ کی عزت و تعظیم کرتے ہیں۔ آپ ہمارے نیک اطوار کو دیکھ کر خوش ہوجئے۔" [یجروید ادھیائے ۲ منتر ۳۱]

"اے پتر (بزرگوار)! رس یعنی سوم لتا وغیرہ کے عرق کا علم۔ آنند (راحت) اور آگ اور ہوا کا علم معیشت کے لئے علم و روزگار اور نیز موکش کا علم حاصل کرنے مصیبت کا دفعیہ۔ بدوں بدبختی اور غصہ کی عادت چھوڑنے اور تمام علم حاصل کرنیکے لئے ہم تم کو بار بار نمسکار کرتے ہیں۔ اے بزرگوار! خانہ داری کے متعلق جملہ کاروبار کی واقفیت عطا کیجئے۔ اے بزرگوار! جو عمدہ سامان میرے اختیار و ملکیت میں ہے اُس کو ہم آپ کی نذر کریں اور آپ سے علم حاصل کر کے ہم کبھی زوال نہ پاویں۔ اے بزرگوار! ہم کپڑا وغیرہ جو جیز آپ کو دیویں اُس کو آپ خوشی سے قبول کیجئے۔" [ایضاً منتر ۳۲]

"اے پتر (بزرگوار)! آپ انسانوں کو علم کے زیور سے آراستہ کیجئے اور پھولوں کی مالا پہنے ہوئے جوان برہمچاری کو بڑھانے کے لئے اپنی خدمت میں قبول کیجئے تاکہ اس دُنیا میں انسان علم و تربیت سے بہرہ یاب ہوں۔ آپ کو ایسی تدبیر و کوشش کرنی چاہیئے کہ انسانوں میں اعلیٰ علم کی ترقی ہووے۔" [ایضاً منتر ۳۳]

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۱۶۱) پھر ایک ایک پتہ ہر روز گرنے لگتا ہے یہاں تک کہ اماوس کو ننگی بیل رہ جاتی ہے۔ کھی کیسی خوشبو۔ بس کیسے پتے۔ بیل سُنہری رو پہلی اور بعض سانپ کی کینچلی کی طرح زردی مائل سفید رنگ کی ہوتی ہے ہمالیہ۔ ملایا۔ شری پربت (دیوگری) سپاری یا ترک (کوہ شوالک) وندھیاچل۔ دیو سُند وغیرہ پہاڑ کی [illegible] کشمیر و تستا ندی کے شمال اور دریائے سندھ پر پائی جاتی ہے۔ اس کا عرق بیل کو سونے کی سوئی سے چھید کر [illegible] لکھا ہے کہ اسکے پینے سے بہت بڑی عمر اور جسم از سر نو نیا تر و تازہ اور توانا ہو جاتا ہے اور کندن کی طرح دمکنے لگ [illegible]

"جو میرے اُستاد وغیرہ بزرگ جیوا (زندہ اور موجود) ہیں جو سب لوگوں کی بہتری اور بہبودی چاہنے والے اور دھرم اور ایشور کو ماننے والے اور دھرم ایشور اور سچے علم وغیرہ نیک صفات سے آراستہ اور نصیحت سُننے والوں یا شاگردوں کو سچا علم عطا کرنے والے اور دغا فریب وغیرہ عیبوں سے پاک عالم ہیں وہ سچے علم وغیرہ گنوں سے آراستہ و پیراستہ اپنے اوصاف و خوبی اور اقبال و دولت کے ساتھ سو برس تک قائم رہیں تاکہ ہم ہمیشہ سُکھ پاویں۔" [یجروید ادھیائے ۱۹- منتر ۴۶]

"اعلیٰ متوسط وادنیٰ گنوں والے اور سلیم الطبع۔ دشمنی سے خالی اور ایشور اور وید کو جاننے والے گیانی پتر (بزرگ) ہر قسم کا روبار مثل لین دین وغیرہ کا علم عطا کر کے ہمیشہ ہماری حفاظت کریں جو پران۔ (روحانی زندگی) کو حاصل کرتے یعنی وہ دوجنموں سے عالم ہوتے ہیں۔ وہی بزرگ عالم جو زندہ اور ہمارے سر پر موجود ہیں۔ خدمت اور تواضع کرنے کے لائق ہیں نہ کہ مرے ہوئے [کیونکہ اگر وہ دوسرے مقام پر ہوں اور پاس نہ ہوں تو ہماری خدمت و تواضع کو حاصل نہیں کرسکتے اور نہ ہم اُن کی خدمت کرسکتے ہیں"]۔ [یجروید۔ ادھیائے ۱۹- منتر ۴۹]۔

"جو عضو عضو میں سمائے ہوئے اور انسان کی حیات کے باعث پران (نفس) کو اور نیز پرمیشور کو جانتے تمام نیک کاموں اور اعلیٰ سے اعلیٰ اور جدید سے جدید علم میں کمال رکھتے۔ اتھروید اور دھنروید کو جانتے اور پختہ عقل۔ نیک راے اور سلیم الطبع ہیں۔ ہم اُن دنیا کی بھلائی کرنے والوں اور یگیہ وغیرہ نیک کاموں میں ہوشیار لوگوں سے علم وغیرہ نیک اوصاف حاصل کریں اور بہبودی اور رفاہ عام کے کاموں میں جن سے راحت قلبی حاصل ہوتی ہے اُن سے اُپدیش (نصیحت) پاکر دھرم۔ ارتھ (دولت) کام (مراد) موکش (نجات) کو نصیب ہوں"۔ [ایضاً منتر ۵۰]

"ہمارے درمیان دھرم اور ایشور کو ماننے والے زندہ بزرگ اور عدالت ہائے سرکاری میں حاکموں کے درجے پر شرف وعزت پائے ہوئے عالم پیدا ہوں اور ملک میں عدل و انصاف۔ لازوال سکھ۔ حفاظت رعایا اور وہ انتظام سلطنت قائم اور مستحکم ہو جو عالموں کے درمیان مشہور ہے۔ جو اس طرح سچا انصاف کرتے ہیں اُن کے لئے ہمارا نمسکار ہو۔ اور ایسے سچے اور منصف حاکم ہمیشہ ہمارے درمیان قائم رہیں" [ایضاً منتر ۴۵]

سوم ودیا (علم نباتات) کی تعلیم دینے والے اور وسشٹھ یعنی تمام علوم اور نیک گنوں کا شوق و رغبت رکھنے یا خیر نباتات کے محافظ اور اوّل آپ تمام علوم کو پڑھ کر دوسروں کو پڑھانے والے یا اُس کا

[illegible]رت زبان کی اصطلاح ہے۔ انسان جیسا کہ وہ ماں باپ سے پیدا ہوتا ہے ایک جنم والا کہلاتا ہے اور جب وہ اُستاد سے الفاظ وید کی تعلیم سیکھتا اور علمی روحانی زندگی حاصل کرتا ہے تب اُس کو دوجنما یعنی دوسرے جنم والا کہتے ہیں۔ مترجم

تجربہ و تحقیقات کرنے والے اور ہمارے قدیم بزرگ (پتر) پرمیشور اور دھرم کی خواہش رکھنے والے اور سچے علوم کا دان یا اشاعت کرنے والے سب کو علم و معرفت عطا کرتے ہوئے اُس عالم و منصف حقیقی پرمیشور کو پاتے ہیں۔ ہر انسان کو اسی پر عمل کر کے تمام مرادیں حاصل کرنی چاہئیں۔" [یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۵۱]

"بزرگ و جلیل پرمیشور کا دھیان کرنے والے اور علم میں کامل بزرگ بہبودی و خیر اندیشی کی نظر سے ہماری حفاظت کرنے والے ہمارے ہاں رونق افروز ہوں اور اُن کے تشریف لانے پر ہم اُن سے یہ عرض کریں کہ اے عالمو! آپ تشریف لائیے اور ہماری نذر و نیاز کو بنظرِ محبت قبول فرمائیے۔ اے بزرگوار آپ کا سایۂ عاطفت ہمارے اوپر ہمیشہ برقرار رہے اور ہم ہمیشہ آپ کی خدمت کرتے رہیں۔ ہماری تواضع کو قبول فرما کر ہمیں سکھ کا چشمہ یعنی علم و معرفت عطا کیجئے اور ہماری جہالت اور پاپ کو دور کر کے ہمیں عیب اور گناہ سے پاک کیجئے تاکہ ہم ہمیشہ پاپ سے الگ رہیں۔" [ایضاً۔ منتر ۵۵]

"ایشور کا دھیان کرنے والے عالم ہمارے ہاں تشریف لا کر کھانا تناول فرمادیں اور سوم ولّی وغیرہ سے تیار کئے ہوئے عرق کو نوش فرما کر سیر ہوں۔ اُن نیک گنوں کے عطا کرنے والے بزرگوں سے میں علم حاصل کرتا ہوں (یہاں فعل کے تغیر کی وجہ سے پرنیمئی (فعل متعدی) کی بجائے آتمنے پد (فعل لازمی) آیا ہے اور فعل لازمی کے واحد متکلم کی علامت (اِٹ) گر گئی ہے) اُنہیں کی صحبت سے مجھے یہ علم ہوا ہے کہ محیطِ کُل پرمیشور نے گوناگون صنعت سے یہ کائنات بنائی ہے اور اُنہیں کے طفیل سے مجھے اس لازوال موکش پد (نجات کے درجہ) کا علم ہوا ہے۔ جس درجہ کو پا کر مکتی پائے ہوئے جیو فوراً اس دُنیا میں واپس نہیں آتے۔ یہ سب علم مجھے عالموں کی صحبت سے حاصل ہوا ہے اسلئے ہر انسان کو ہمیشہ عالموں کی صحبت کرنی چاہیئے۔"

[ایضاً۔ منتر ۵۶]

"واجب التعظیم بزرگ (پتر) ہماری التجا کو قبول فرما کر نہایت دلکش خوشنما اور عمدہ عمدہ آرائشوں سے مزین اور طبیعت کو فرحت بخشنے والے آسنوں پر بیٹھیں اور متواتر ہمارے پاس تشریف لا کر ہماری تعظیم و تکریم کو قبول فرمادیں اور ہمارے سوالوں کو سُنیں اور سُن کر اُن کا جواب لُطف فرمادیں اور اس طرح علم عطا کر کے اور کاروبارِ دُنیوی کی بابت نصیحت فرما کر ہمیشہ ہماری حفاظت کریں۔" [ایضاً منتر ۵۷]

"اے پرمیشور کے جاننے والے اور علمِ حرارت کے ماہر پتر (بزرگوار)! براہ نوازش ہمارے ہاں تشریف لا کر اور تشریف لا کر نہایت عمدہ اور اعلیٰ نیتی یعنی اصولِ معاشرت کو تلقین فرمائیے۔ ہماری تعظیم و ... کیجئے اور گھرانوں اور سبھاؤں میں اُپدیش (وعظ) کے لئے قیام فرمائیے۔ سب جگہ دورہ ... محنت کو منظور فرمائیے۔ ہمارے گھر کھانا تناول فرما کر آسن پر بیٹھئے۔ اور ہمیں ا...

اپنے علم ونصیحت کی دولت سے نہال کیجئے تاکہ ہمارے درمیان اہل دماغ اور توانا جوان پیدا ہوں اور ہمارا علم حقیقی کا خزانہ بھرپور رہے۔" [ایضاً منتر ۵۹]

"آگ۔ ہوا۔ پانی اور بھوگربھ (علم طبقات ارضی یا جیولوجی Geology) وغیرہ علوم میں ماہر روشن ضمیر پرمیشور کو جاننے والے سچے علوم کو بیان کرنے والے اور آن وِدیا (علم طب) سے جسم اور دماغ کی قوت کو حاصل کرنیوالے بزرگ ہم سے خوش ومسرور ہو کر ہمیں راحت بخشیں۔ اُن عالموں سے ہم ہمیشہ انصاف اور حق سے بھری ہوئی پُران نیتی (اُصولِ معاشرت یا یوگ) کے علم کو حاصل کریں۔ وے عالم اور ہم بھی علم معرفت کے حصول اور رفاہ عام کے اُصول کی تعمیل میں دوسروں کے تابع اور اپنے ذاتی فائدے کے کاموں میں خود مختار رہیں۔ منوّر بالذات اور سب کو لوز عطا کرنیوالا پرمیشور عالموں سے جسم کو ہماری خاطر اپنی رحمت سے قائم رکھے تاکہ ہمارے درمیان بہت سے عالم ہوں۔" [ایضاً منتر ۶۰]

"اے انسانو! جس طرح ہم موسموں کے علم یا مصلحت وقت کے مطابق تدبیر وکوشش کرنے والے بزرگوں (پتروں) کی دعوت کرتے ہیں اسی طرح تم کو بھی اُنہیں بلانا اور اُن کی خدمت وتواضع کرنی چاہئے۔ جو سوم کا عرق پینے والے اور دُنیا میں سب کے ممدوح۔ نیک اعمال دانشمند اور عالم لوگ ہیں وہ ہمارے معاون اور رہنما ہوں۔ سوم وِدیا (علم نباتات) کو پڑھنے اور پڑھانے والوں کی صحبت سے ہم سچے علوم کو حاصل کریں اور عالمگیر حکومت اور اقبال وحشمت کو اپنے قبضہ تصرف میں لاویں۔" [یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۶۱]

"اے پرمیشور! جو پتر (بزرگ) عالم ہمارے درمیان موجود ہیں یا جو ہم سے دور کسی دوسرے ملک میں رہتے ہیں جن کو ہم جانتے ہیں اور جن کو بوجہ دور دراز مقاموں میں رہنے کے ہم نہیں جانتے تو اُن سب کو ٹھیک ٹھیک جانتا ہے۔ اسلئے تیری عنایت سے ہمیں اُن کا شرف نیاز حاصل ہو۔ ہم جو غلہ وغیرہ یا دیگر اشیاء سے یگیہ یا رفاہِ عام کا کام کرتے ہیں آپ اُس کو قبول کیجئے تاکہ ہمیں دُنیوی حشمت اور موکش (نجات) حاصل ہو۔ اور ہمارے اعمال ٹھیک رہیں اور جو عالم غائب ہیں یعنی یہاں موجود نہیں ہیں ہمیں اُن کا درشن نصیب ہو۔" [ایضاً منتر ۶۷]

"جو پتر (بزرگ) اس وقت ہمارے قریب پڑھنے اور پڑھانے کے کام میں مشغول ہیں اور جو پیشتر پڑھ کر ہو چکے ہیں۔ نیز جو سطح ارضی سے تعلق رکھنے والے بھوگربھ وِدیا (علم طبقات ارضی یا جیولوجی Geology) میں کامل وماہر ہیں۔ جو صاحب مقدرت اور خوشحال رعایا کے سبھادھیکش (میر انجمن یا راجہ) اور سلطنت) ہیں اور جو اہل سیاست وحکومت ہیں وہ ہمارے حال پر نوازش کی نظر رکھیں (الفاظ وگوں) کے لئے ہمارا ہمیشہ نمسکار ہو۔" [ایضاً منتر ۶۸]

"اے پرمیشور! ہم تجھے اپنا معبودِ حقیقی مان کر اپنے دل کے آکاش میں اور اپنا عادل و منصف حاکم سمجھ کر سلطنت میں متمکن و قائم کرتے ہیں۔ اے خالقِ جہاں! ہم ہمیشہ تیرا ذکر سنیں اور دوسروں کو سناویں تاکہ ہمیں سچا علم حاصل ہو اور دولت وغیرہ عمدہ سامان اور راحت و مسرت حاصل ہو تو ہمیں سچی ہدایت اور علم جسکی ہمیں خواہش ہے عطا کر۔" [ایضاً۔ منتر ٧٠]

پتروں کے درجے

جن کو امرت یعنی موکش (نجات) کا علم حاصل ہے۔ اُن وسو کا درجہ پائے ہوئے عالموں اور خانہ دار بزرگوں کے لئے ہم کھانا وغیرہ عمدہ چیزیں دیں جو چوبیس سال تک برہمچرج کے ساتھ علم پڑھ کر دوسروں کو پڑھاتے ہیں۔ اُن کو سُودھائی یعنی وسو کہتے ہیں اور جو چوالیس برس تک برہمچرج کر کے تحصیلِ علم کرتے ہیں اور دوسروں کو تعلیم دیتے ہیں اُن کو رُدر یا پتامہہ کہتے ہیں۔ اور جو اڑتالیس برس تک برہمچریہ کے ساتھ علم کا انتہائی درجہ حاصل کرتے ہیں۔ اور دوسروں کو تعلیم دیتے ہیں۔ اُن کو آدتیہ یا پرپتامہہ کہتے ہیں۔ وہ سچے علوم کے مخزن اور سورج کی طرح علم کی روشنی پھیلانے والے ہوتے ہیں اُن سب کو ہمارا متواتر نمسکار ہو۔ اے پتر (بزرگوار)! آپ اسی مقام پر نگیہ کرتے ہوئے یعنی تعلیم دیتے ہوئے ہماری خاطر تواضع یعنی کھانا۔ کپڑا وغیرہ قبول کیجئے اور ہمیشہ آرام و راحت سے زندگی بسر کیجئے۔ اے بزرگوار! ہماری خدمت و تواضع سے خوش اور تریپت (سیر) ہو جیئے اور ہمیں اپنے اُپدیش (ہدایت و نصیحت) سے پاک کیجئے یعنی ہمارے جہالت وغیرہ عیبوں کو دور کیجئے۔" [یجروید۔ ادھیائے ١٩ ۔ منتر ٣٦]

"اے پتامہہ اور پرپتامہہ کے درجہ والے بزرگو! آپ میرے دل، فعل اور زبان کو متواتر پاک اور درست کیجئے۔ یعنی ہمیں نیک کام کرنیکی ہدایت و نصیحت کر کے نیک چلن بنائیے۔ ہم آپ کی نصیحت سے برہمچریہ کر کے سو برس تک نیکی کے ساتھ زندگی بسر کریں اور پوری عمر پاویں۔" [ایضاً منتر ٣٧]

اس منتر میں چھاندوگیہ اُپ نشد۔ پرپاٹھک ٣۔ کھنڈ ١٦۔ منتر ١ تا ٧ کے حوالے سے سُودھائی۔ پتامہہ اور پرپتامہہ کا ترجمہ۔ وسو۔ رُدر اور آدتیہ کیا گیا ہے۔ یہ عالموں کے تین درجے ہیں۔

بلی ویشو دیو یگیہ کا طریق

گھر میں جو کھانا پکا ہو اُس میں سے نمکین اور ترش چیز کو چھوڑ کر باقی اشیا سے بلی ویشو دیو کرنا چاہئے۔

"براہمن وغیرہ گرہستھی جو چیز گھر میں بنی ہو اُس سے چولہے کی آگ میں رکھ دی وغیرہ میں عمدہ گیان ... کرنے کے لئے ہوم کرے۔" [منوسمرتی۔ ادھیائے ٣۔ شلوک ٨٤]

"اے پرمیشور! جس طرح روزمرہ گھوڑے کے آگے بہت سی گھاس یا چارہ ڈالتے ہیں ... تیرے حکم کی تعمیل میں روزمرہ آگ کے اندر بلی (پکی ہوئی کھانیکی چیز کا ہون) کرتے ...

الفاظ وید کے متعلق چند خاص قواعد مندرجہ نرکت

ویدوں میں مندرجہ ذیل قواعد کلیہ کا سب جگہ لحاظ رکھا گیا ہے۔

ویدوں میں ضمیروں کا خاص استعمال

"تمام منتر تین قسم کے معنی یا مضمون کو بیان کرتے ہیں۔ بعض پروکش (غائب) بعض پرتیکش (حاضر) اور بعض ادھیاتم (روحانی) مضمون کر۔ ان میں سے پہلے کے لئے پرتھم پُرش (ضمیر غائب)۔ دوسرے کے لئے مدھیم پُرش (ضمیر حاضر) اور تیسرے کے لئے اُتم پُرش (ضمیر متکلم) استعمال کی جاتی ہے۔ ان میں سے بھی ضمیر حاضر کے متعلق دو قاعدے ہیں۔

(۱) جہاں مضمون ایک ظاہر و محسوس شے ہے وہاں ضمیر حاضر استعمال کی جاتی ہے۔ اور (۲) جہاں وہ شے جس کی تعریف و تشریح کرنا مطلوب ہے غائب و غیر محسوس ہے مگر تعریف و تشریح کرنے والا موجود و حاضر ہے تو وہاں بھی ضمیر حاضر ہی استعمال کی جاتی ہے۔

غرض یہ ہے کہ (سنسکرت کی) دیاکرن (علم صرف و نحو) میں تین ضمیریں ہوتی ہیں۔ جن کے نام ترتیب وار حسب ذیل ہیں:۔

(۱) پرتھم پُرش (ضمیر غائب)۔ (۲) مدھیم پُرش (ضمیر حاضر) اور (۳) اُتم پُرش (ضمیر متکلم)۔ اِن میں سے ضمیر غائب جڑ (بیجان یا غیر ذی شعور) اشیاء کے لئے آتی ہے اور چیتن (ذی روح یا ذی شعور) کے لئے ضمیر حاضر و متکلم آتی ہیں۔ یہ قاعدہ کلیہ الفاظ وید اور نیز اُس کے علاوہ دیگر الفاظ کے لئے یکساں ہے۔ مگر وید میں یہ نئی بات ہے کہ اُن بے جان یا غیر ذی شعور اشیاء کے لئے بھی جو موجود و ظاہر ہیں ضمیر حاضر استعمال کی جاتی ہے۔ یہاں یہ سمجھنا چاہیئے کہ بے جان یا غیر ذی شعور اشیاء سے اُپکار یعنی مناسب فیض و فائدہ حاصل کرنے کے لئے اُن کو واضح طور پر بیان کرنا مطلوب ہے۔" [نرکت ادھیاے۔ کھنڈ ۱ و ۲]

اس قاعدہ کو نہ سمجھ کر ساین آچاریہ وغیرہ وید کے مفسروں نے اور اُن کی دیکھا دیکھی اہالیان یورپ نے اپنی اپنی زبان میں ترجمے کرتے ہوئے وید کے معنی کو بگاڑ کر یہ غلط بیانی کی ہے کہ ویدوں میں بیجان یا غیر ذی شعور اشیاء کی پوجا پرستش لکھی ہے۔

الفاظ وید کے متعلق چند خاص قواعد مندرجہ نرکت کا مضمون ختم ہوا

اُصول تفسیر ہٰذا کا بیان

کرم کانڈ وغیرہ اور ونیوگ کی تفصیل نہیں کی گئی۔

اس تفسیر میں ہم کرم کانڈ (عملی فرائض) کو الفاظ کے معنی میں بیان کرینگے۔ مگر جو منتر کرم کانڈ سے تعلق رکھتے ہیں اُن کے بموجب اگنی ہوتر سے لیکر اشومیدھ تک جو کارروائی کرنا فرض ہے اُس کو ہم اس تفسیر میں مفصل درج نہیں کرینگے۔ کیونکہ کرم کانڈ کی ہدایتیں ایتریہ اور شتپتھ براہمن پورومیمانسا شاستر اور شروت سوتروں میں بخوبی درج ہے اُن کو دوبارہ بیان کرنے سے آنارش کتابوں کی مانند تکرار عبارت اور پسے کو پیسنے کی مثال صادق آجائیگی۔ اسلئے اُسی ونیوگ (ہدایت عملی) کو ماننا مناسب ہے جو قرین عقل ویدوں سے ثابت یعنی منتروں کے معنی سے نکلتی اور خود اُن میں بیان کی گئی ہیں۔ اسی طرح اُپاسنا کانڈ یعنی عبادت کے مضمون کو بھی صرف الفاظ وید کی منشاء کے مطابق بیان کرینگے۔ کیونکہ اس مضمون کا مجموعی و مکمل بیان پاتنجل یوگ شاستر وغیرہ میں مل سکتا ہے۔

یہی کیفیت گیان کانڈ کی سمجھنی چاہئے۔ کیونکہ اس مضمون کی خاص تشریح سانکھیہ شاستر ویدانت درشن اور اُپنشد وغیرہ میں مل سکتی ہے۔

اِن تینوں کانڈوں (مضمونوں) کے علم سے جو نشپتی (کمال و مہارت) اور اُپکار (فیض و فائدہ) حاصل ہوتا ہے اُسی کو وگیان کانڈ کہتے ہیں۔

اِن چاروں کانڈوں کی مفصل تشریح مذکورہ بالا کتابوں میں ویدوں کے مطابق کی گئی ہے۔ اُنکی بابت بخوبی تحقیق و تصدیق کرکے جہانتک وید کے منشاء کے مطابق ہو قبول کرنا چاہئے۔ کیونکہ جس کی جڑ نہ ہوگی اُسکی شاخیں وغیرہ بھی نہ ہونگی۔

منتروں کے چھند اور سُور بھی لکھے گئے ہیں

ویاکرن (علم صرف و نحو) وغیرہ ویدانگوں کے ذریعہ سے وید کے الفاظ کے اُدات (بلند) وغیرہ سُور (سر یا لہجہ) کا علم اور قرارت کا طریقہ بھی سیکھنا چاہئے چونکہ یہ مضمون مذکورہ بالا کتابوں میں مکمل اور صحیح صحیح درج ہے اسلئے ہم اُس کو یہاں بیان نہیں کرتے۔ اسی طرح چھندوں (بحروں) کا بیان اور تشریح جس طرح عروض کی کتاب یعنی پنگل سوتروں میں درج ہے اُسی طرح ماننی چاہئے۔ یہ سور سات ہوتے ہیں چنانچہ لکھا ہے

لے وہ کتابیں جو رشیوں کے اُصول کے مطابق یا خود رشیوں کی بنائی ہوئی نہ ہوں۔ مترجم

لے مراد یہ ہے کہ جس بات کی جڑ وید میں نہیں ہے اُس کی تشریح بھی ان کتابوں میں نہ ہونی چاہئے اور اگر اُن میں کوئی ایسی بات ہے جس کا اشارہ ویدوں میں نہیں پایا جاتا تو وہ ماننے کے لائق نہیں۔ مترجم

کے سُوَر یہ ہیں:- کھرج۔ رشبھ۔ گاندھار۔ مدھیم۔ پنچم۔ دھیوت۔ نشاد۔ [پنگل شاستر۔ ادھیا ۳ سُوتر ۹۴]

ہم پنگل آچاریہ کے سُوتروں کے مطابق ہر چھند کے ساتھ اُس کا سُور بھی لکھینگے کیونکہ آجکل جس جس چھند (بحر) کے جو جو منتر ہیں اُن کو اپنے اپنے سُور کے مطابق ساز و سرود کے ساتھ نہیں گایا جاتا۔

اسی طرح علم طب وغیرہ کی خاص تشریح ویدوں کے اُپ ویدوں یعنی آیُروید وغیرہ میں موجود ہے۔ ان مضمونوں کے متعلق خاص خاص مطالب کو ہم عموماً وید منتر کی تفسیر لکھتے وقت ظاہر کرینگے۔

ہر منتر کی تفسیر میں علمی مضامین کی تشریح کردی گئی ہے

جب اس طرح ویدوں کے مطالب ظاہر ہو جائینگے اور اُن کا واقعی علم بحثیہ دلائل کے ساتھ حاصل ہو جائیگا تب عوام الناس کے تمام شکوک مٹ جائینگے۔

تفسیر سنسکرت اور بھاشا میں مع حوالہ صرف و نحو کیگئی ہے

ہم وید کے منتروں کی تفسیر سنسکرت اور پراکرت (ہندی) دونوں بانوں میں لفظی معنوں کے ساتھ معہ حوالہ لکھینگے اور جہاں جہاں ویاکرن (صرف و نحو) وغیرہ کے حوالہ کی ضرورت ہوگی اُسکو برابر درج کیا جائیگا تاکہ اس زمانہ میں جسقدر ویدوں کی منشا کے خلاف اور قدیم تفسیروں کے مخالف غلط و باطل ترجمے جاری ہیں اُنکا رواج چھوڑ کر عوام الناس کو صحیح تفسیر کے دیکھنے سے ویدوں کی عقیدت و رغبت پیدا ہو۔

سائن آچاریہ وغیرہ نے جو زمانہ سازی کے خیال سے دُنیا میں عزت حاصل کرنیکے لئے اپنی اپنی مرضی کے مطابق

مروجہ ترجموں کی غلطیاں دکھائی گئی ہیں

تفسیر لکھ کر مشہور کی ہیں اور اُن سے جو بڑا بھاری نقصان پہنچا ہے اور نیز اُن کی وجہ سے جو ملک یورپ کے لوگوں کو ویدوں کی نسبت شک اور مغالطہ پیدا ہوا ہے۔ اُس کو دور کرنیکے لئے ہم سنہتا کے منتروں کے صحیح صحیح معنی و مطالب کو شاستروں کے مطابق جہانتک عقل کی رسائی ہے ظاہر کرینگے۔ جب ایشور کے فضل و کرم سے ہماری یہ تفسیر جو رشی مُنی۔ مہرشی۔ مہامُنی آریوں کی بنائی ہوئی ایتریہ براہمن وغیرہ ویدوں کی صحیح تفسیروں کے حوالے سے کیگئی ہے مشہور ہو جائیگی۔ تب اُمید ہے کہ عوام الناس کو بڑا بھاری سُکھ حاصل ہوگا۔

بعض منتروں کے کئی کئی ترجمے کئے گئے ہیں

اس تفسیر میں جس جس منتر کے پارمارتھک (اعلیٰ مقصد انسانی) کو بیان کرنیوالے) اور ویاوہارک (دُنیوی کاروبار کو بیان کرنیوالے) دو دو ترجمے شلیش النکار (صنعت کثیر المعانی) وغیرہ کے ہو جب کسی حوالے سے ہونے ممکن ہوں گے تو اُسکے دونوں ترجمے کئے جائینگے۔ مگر ایسا کوئی بھی منتر نہیں ہے جسمیں ایشور کا بالکل تیاگ (ترک تعلق) ہو۔ کیونکہ وہ علتِ فاعلی ہی ایشور اس کائنات معلول کے جزو جزو میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ کوئی معلول شے ایسی نہیں جسکے ساتھ ایشور کا تعلق نہ ہو۔ جہاں محض ویاوہارک ترجمہ ہوگا وہاں بھی صنعتِ ایزدی کے مطابق ہونے اور مٹی وغیرہ جوہروں کے قیام التیام ایشور ہی کا تعلق سمجھنا چاہئیے۔ اسی طرح جہاں صرف پارمارتھک ترجمہ کیا جائیگا اُس میں اشیاء معلول کے تعلق کی وجہ سے دوسرا ترجمہ بھی آجائیگا۔

اصول تفسیر ہذا کا مضمون ختم ہوا

ویدوں کے متعلق چند سوالوں کے جواب

ویدچار کیوں ہیں؟

سوال۔ ویدوں کو چار حصّوں میں کیوں تقسیم کیا ہے؟

جواب۔ جُدا جُدا اصولِ علمی جتلانے کے لئے۔

سوال۔ وہ کیا ہیں؟

جواب۔ مثلاً علم موسیقی میں تین طرح کی تقسیم ہے یعنی گانے اور قرأت ہیں وِرِت[1] مدھیم۔ بلمبت۔ یہ تین تقسیم ہوتی ہیں جتنی دیر میں ہرسُو سُور (حرکاتِ مقصورہ) ادا ہوتے ہیں اُس سے دُگنی دیر میں دِیرگھ سُور (حرکات ممدودہ) اور اُس سے تگنی دیر میں پلُت سُور (حرکاتِ دراز) بولے جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے (یعنی قرأت کی سہ گانہ تقسیم کے باعث) ایک ہی منتر بعض دفعہ چاروں سنگھتاؤں (ویدوں) میں آتا ہے۔ چنانچہ کہا ہے کہ "رگوید سے سُتتی یعنی اشیاء کی ماہیت کا اور یجُروید سے اُن کے استعمال کا علم حاصل کرتے ہیں اور سام وید سے گاتے ہیں" رگوید میں تمام موجودات کے گُنوں کو بیان کیا ہے یجُروید میں اُن اشیاء سے جن کے گُن بتائے گئے ہیں۔ بذریعہ عمل بیشمار علمی فوائد حاصل کرنیکی ہدایت ہے سام وید میں گیان (علم و معرفت) اور کریا (عمل) دو نو پر نظر تعمق سے غور کرکے علم کو نتیجہ کی حد تک پہنچا دیا ہے اور جس قدر تینوں ویدوں میں علم اور اُس کے نتیجہ پر غور کیا گیا ہے اُس کی تکمیل اتھروویدمیں کیگئی ہے تاکہ اُن کی بخوبی حفاظت اور ترقی عمل میں آوے۔

الغرض اِنہی وجوہات سے ویدوں کی چار حصّوں میں تقسیم کی گئی ہے۔

سوال۔ ویدوں کی چار سنگھتائیں بنانیکا کیا مقصد ہے؟

جواب۔ یہ اسلئے کیا گیا ہے کہ علمی اصول کو بتانے والے منتروں کے مضمون کے لحاظ سے ترتیب قایم رہے اور تقدیم و تاخیر کے سلسلہ سے وہ علوم جو اُن کے اندر بیان کئے گئے ہیں باآسانی حاصل ہو جاویں پس اسی وجہ سے سنگھتائیں بنائی گئی ہیں۔

ویدوں کی اندرونی تقسیم اور اُن کی ترتیب و شمار

سوال۔ ویدوں میں اَشٹک منڈل ادھیائے سُوکت۔ شٹک۔ کانڈ۔ ورگ۔ دَشتی تِرک[2]۔ پرپاٹھک اور انُوواک کی تقسیم کیوں کی گئی ہے؟

جواب۔ اشٹک وغیرہ کی ترتیب اسلئے رکھی ہے کہ پڑھنے پڑھانے میں آسانی رہے اور نیز منتروں کی شمار اور ہر علمی مضمون کی تقسیم بہ آسانی معلوم ہو سکے۔

سوال۔ رگ وید پہلے۔ یجُروید دوسرے سام وید تیسرے اور اتھروید چوتھے درجے پر کیوں گنا جاتا ہے؟

---

[1] شاید یہ وہی تقسیم ہے جو عام گانیوالوں کی اصطلاح میں تگن (جلت) دُگن۔ اور ٹھان نامزد کی جاتی ہے۔ مترجم

[2] سام وید میں جو سوکت صرف ۳ منتروں کا ہوتا ہے اُسے تِرک کہتے ہیں۔ مترجم

جواب - جبتک گن (عرض) اور گنی (جوہر) کا قرار واقعی علم نہیں ہوتا تب تک اُس کا سنسکار (اثر و خیال) اور پرتی (شوق و رغبت) پیدا نہیں ہوتی - کیونکہ جب تک یہ نہ ہو طبیعت نہیں لگتی اور طبیعت کے لگے بغیر اسمیں سکھ حاصل نہیں ہوتا پس چونکہ رگ وید میں علوم کا بیان ہے اسلئے اُس کو اوّل شمار کرنا واجب ہے اور جب اشیاء کے گُنوں کا علم ہو جاتا ہے تب اُس پر کاربند ہو کر اور اُس سے مناسب فیض و فائدہ حاصل کر کے تمام دُنیا کی بھلائی کرنی چاہئے اور چونکہ یجر وید میں اسی بات کا بیان ہے اسلئے وہ دوسرے درجے پر شمار ہوتا ہے سام وید میں اس بات کا بیان ہے کہ گیان (علم) اور کرم کانڈ (عمل) اور نیز اُپاسنا (عبادت) سے کس قدر اور کس طرح ترقی اور عروج حاصل ہو سکتا ہے اور اُن سے کیا پھل (ثمرہ) ملتا ہے اسلئے اُس کو تیسرے درجے پر شمار کیا گیا - اور اتھرو وید سے پہلے تین ویدوں میں بیان کئے ہوئے علوم کی حفاظت خاص مقصود ہونیکی وجہ سے اس کو چوتھے درجے پر گنا جاتا ہے - پس گن گیان (علم طبیعات) کریا (ہدایت استعمال) وگیان (معرفت الٰہی) اور ان سب علوم کی ترقی اور حفاظت کا باہم مسلسل تعلق ہونے کی وجہ سے رگ وید یجر وید سام وید اور اتھرو وید - ان چار سنہتاؤں کو ترتیب وار گنا یا جاتا ہے - اور اُن کے نام رکھنے میں بھی اسی ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا ہے "رچ ऋच بمعنی "ستتی" (تعریف کرنا) سے رگ اور یج यज بمعنی "دیو پوجا" (ایشور کی عبادت) "سنگتی کرن" (باہم ملانا) اور "دان" (دینا) سے یجر - اور "سان تو" सान्त्वन بمعنی "تسلی و تشفی دینا" سے سام بنتا ہے سام "شو" षो مصدر بمعنی "مرنا" سے بھی بنتا ہے - تھروت थर्वति بمعنی "چرت" (شک کرتا ہی) سے اَ अ "برت شیدھ" (نفی) کا ایزاد ہو کر اتھرو بنتا ہے - [نرکت ادھیائے ۱۱ کھنڈ ۱۸]

چرت "چر" चर مصدر سے بنتا ہے جسکے معنی شک کرنا ہیں - اسلئے لفظ اتھرو سے شکوک کا رفع کرنیوالا مراد ہے پس یہ یقین رکھنا چاہئے کہ مصدری معنی کے لحاظ سے بھی ویدوں کا شمار اسی ترتیب سے ہونا مناسب ہے -

منتروں کے رشی دیوتا چھند اور سور کیا ہیں؟

سوال - ہر منتر کے رشی - دیوتا چھند اور سور کیوں رکھے جاتے ہیں؟

جواب - ویدوں کا ایشور کی طرف سے الہام ہونے کے بعد جس جس رشی کو جس جس منتر کے معنی کا کشف حاصل ہُوا - اُس اُس منتر کے اوپر اُس اُس رشی کا نام لکھا گیا - چونکہ ایشور کا دھیان کرنے - اُس کی رحمت خاص اور بڑی بھاری کوشش سے منتر کے معنی کا انکشاف ہوتا ہے اسلئے اُس بڑے بھاری فیض کی یادگار کے لئے اُس اُس رشی کا نام لکھنا مناسب ہے - چنانچہ اس بارہ میں حوالہ درج کیا جاتا ہے -

"جو انسان معنی کے علم کے بغیر سنتا یا پڑھتا ہے اُس کا سُننا اور پڑھنا بے سُود ہے - کلام کا فائدہ یہی ہے

کہ اُس سے علم و معرفت حاصل ہو اور اُس علم و معرفت کے بموجب عمل کیا جاوے۔ جو لوگ اس طرح علم حاصل کر کے اُس پر عمل کرتے ہیں اُن کو رشی کہتے ہیں۔ کیونکہ اُنہیں کو کشف حاصل ہوتا ہے۔ جو لوگ اس طرح تمام علوم کو قرار واقعی حاصل کر کے رشی ہوتے۔ اُنہوں نے دوسرے لوگوں کو جنہیں ویدوں کا علم حقیقی نہیں تھا اپنے اُپدیش (تعلیم) سے وید منتروں کا علم عطا کیا اور اُن کے معنی کو ظاہر کیا تاکہ وید کے معنی کا ہمیشہ رواج رہے۔ جو لوگ ویدوں کو پڑھنے اور اُس کے اُپدیش (ہدایت) سُننے سے عاری ہیں۔ اُن کو وید کے معنی کا علم عطا کرنے کے لئے یہہ نگھنٹو اور نِرکت نام کی کتابیں بنائی گئی ہیں۔ تاکہ سب لوگ ویدوں اور وید کے انگوں کا صحیح صحیح علم حاصل کر سکیں۔ نگھنٹو میں یہ مضمون ہے کہ جو مصدر ہم معنی ہیں یا ایک ہی فعل کو ظاہر کرتے ہیں یا جس قدر معنی ایک ہی لفظ سے ظاہر ہوتے ہیں اُن سب کو بیان کر دیا گیا ہے۔ اکثر ایک ہی معنی کے کئی اسم ہوتے ہیں اور بعض اوقات ایک اسم کے کئی معنی ہوتے ہیں۔ جس منتر میں جن قابلِ بیان و تشریح طلب مضامین یا اشیا کی خصوصیت کے ساتھ تعریف و تشریح کی جاوے اُنہیں کو اس منتر کا دیوتا جاننا چاہیئے اور جو منتر سے باہر کسی شے یا مضمون کا حوالہ یا اشارہ کیا جاوے وہ بھی نگھنٹو کی تشریح میں شامل ہے۔" [نِرکت ادھیائے ۱ کھنڈ ۲۰]

پس یہہ ہرگز نہ سمجھنا چاہیئے کہ کسی اِنسان نے منتروں کو بنایا ہے۔ بلکہ جس جس رشی نے جس جس منتر کے معنی کو ظاہر کیا ہے۔ اُس اُس رشی کا نام اُس اُس منتر کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ اور جس منتر کا جو مضمون ہے وہی اُس منتر کا دیوتا سمجھنا چاہیئے۔ دیوتا منتر کے معنی کو عیاں کرتا ہے۔ گویا اُس کی کُنجی ہے۔ اِسی وجہ سے منتر کے ساتھ اُس کا دیوتا لکھا جاتا ہے۔ اِسی طرح ہر منتر کے ساتھ اُس کا چھند (بحر) لکھا جاتا ہے۔ تاکہ اُس کا بھی علم ہو جائے اور جس جس منتر کو جس جس سُور سے ساز میں گایا جا سکتا ہے اُس اُس شڑج وغیرہ سُور کو اُس کے ساتھ لکھدیا ہے۔ یہ باتیں سب کے جاننے کے لائق ہیں۔

ویدوں میں اگنی وغیرہ کی ترتیب اور منشاء

سوال۔ ویدوں میں اگنی۔ وایو۔ اِندر۔ اشوی اور سرسوتی وغیرہ الفاظ ترتیب وار کیوں آتے ہیں؟

جواب۔ علوم کے تقدم و تاخر کو جتلانے کے لئے اور نیز اس غرض سے کہ ہر علم سے جو نتائج لازمی (الوشگی) پیدا ہوتے ہیں۔ اُن کو بطور نتائج علمی بیان کیا جاوے۔ مثلاً لفظ اگنی سے ایشور اور آگ دونوں مُراد ہیں جس طرح لفظ اگنی سے ایشور کا علم اور اُس کا مُحیطِ کُل ہونا وغیرہ گُن عیاں ہوتے ہیں۔ اُسی طرح اس لفظ سے ایشور کی پیدا کی ہوئی آگ بھی مقدم طور پر مراد لی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ صنعت کے کاروبار میں سب سے مقدم اور نہایت کار آمد ہے۔ علیٰ ہذا جس طرح ایشور کا مستظہرِ کل اور قادرِ مُطلق وغیرہ ہونا لفظ وایو سے عیاں ہوتا ہے۔ اُسی طرح علم صنعت میں اُس سے ہوا مراد ہے جو آگ کی معاون ہے۔ اسلئے اُسے دوسرے درجے پر

لیتے ہیں۔ ہوا تمام اشیاء مجسم کو اٹھانیوالی اور آگ سے تعلق رکھنے والی ہے اور سب کو قائم رکھنے کی وجہ سے
ایشور کا نام بھی وایو ہے۔ پھر جس طرح لفظ "اندر" سے ایشور کا صاحب قدرت ہونا مفہوم ہوتا ہے۔ اسی طرح
اس لفظ سے ہوا (یا بجلی) مراد ہے۔ کیونکہ اس سے بھی انسانوں کو نہایت اعلےٰ حشمت و دولت حاصل
ہوتی ہے۔ اس لئے لفظ اندر کو وایو کے بعد رکھا ہے۔ لفظ اشوی سے علم صنعت یعنی سواریوں کو خود رفتار
وغیرہ بنانے کے علم میں پانی آگ اور معدنیات ارضی و حرارت و روشنی وغیرہ مقدم و غیر مقدم سامان مراد
ہیں۔ اسلئے لفظ اشوی بمعنی پانی اور بھاپ وغیرہ۔ ویدوں میں اگنی (آگ) اور وایو (ہوا) کے بعد آیا ہے۔
علاوہ ازیں لفظ سرسوتی سے ایشور کے علم کا غیر متناہی ہونا اور اس کے لفظ و معنی اور ان کے ربط سے
وابستہ ویدوں کا اپدیشٹا (ملہم) ہونا وغیرہ گن ظاہر ہوتے ہیں اور اس لفظ سے زبان کا کمال بھی مراد
ہے۔ الغرض ان ہی وجوہات سے اگنی۔ وایو۔ اندر۔ اشوی اور سرسوتی وغیرہ لفظوں کو ترتیب وار لیا ہے
اسلئے سب انسانوں کو ویدوں کے الفاظ کی نسبت ہر جگہ یہی اصول سمجھنا چاہیئے۔

ویدوں میں اگنی وایو وغیرہ سے ایشور مراد ہے۔

سوال۔ ویدوں کے شروع میں اگنی وایو وغیرہ الفاظ کے استعمال سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ ویدوں میں ان لفظوں سے آگ۔ ہوا وغیرہ دنیوی چیزیں ہی مراد ہیں۔ کیونکہ شروع میں لفظ ایشور کو استعمال نہیں کیا۔

جواب۔ مہامنی پتنجلی جی مصنف مہابھاشیہ نے "[illegible]" سوتر کی شرح میں لکھا ہے کہ جس
صورت میں ویاکھیان (شرح) کے ذریعہ سے منتروں کے لفظ لفظ کے معنی کو مشرح کر دیا گیا ہے تو پھر کوئی
شک و شبہ نہیں رہ سکتا۔ پس اس بارہ میں تمام شکوک خود بخود رفع ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ وید اور ویدوں
کے انگوں اور اپانگوں اور براہمنوں وغیرہ میں لفظ اگنی کی شرح ایشور اور آگ دونوں طرح سے موجود ہے
اگر لفظ ایشور استعمال کیا جاتا تو پھر بھی شرح کے بغیر شک رفع نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ لفظ ایشور سے
پرماتما کے علاوہ صاحب قدرت راجہ بھی مراد ہے۔ اور کسی آدمی کا نام بھی ایشور ہو سکتا ہے؟ پس
اس صورت میں یہ شک پیدا ہوتا کہ ایشور سے ان دونوں کے منجملہ کس سے مراد لینی چاہیئے۔ اس
صورت میں شرح ہی سے شک رفع ہو کر یہ معلوم ہوتا کہ یہاں لفظ ایشور سے پرماتما مراد ہے۔ اور
یہاں راجہ وغیرہ انسان۔ اسی طرح یہاں بھی لفظ اگنی کے دونوں معنی لینے میں کچھ ہرج نہیں ہے
اگر ایسا نہ کیا جاتا تو کروڑوں شلوک اور ہزاروں کتابیں بنانے سے بھی علم کا بیان میں آنا ممکن نہ تھا
اسی وجہ سے ایشور نے اگنی وغیرہ الفاظ کو استعمال کیا ہے تاکہ تھوڑے سے لفظوں اور چھوٹی
چھوٹی کتابوں کے ذریعہ سے ویوہارک (دنیوی کاروبار کے متعلق) اور پارمارتھک (مقاصد اعلےٰ

کے متعلق) دونوں علوم کا بیان ہو سکے۔ ایشور نے اگنی وغیرہ الفاظ یہ سوچ کر استعمال کئے ہیں
کہ تھوڑے ہی عرصہ تک پڑھنے پڑھانے اور تھوڑی ہی محنت کرنے سے اِنسان تمام علوم میں ماہر
ہو جاویں۔ پرمیشور بڑا رحیم ہے۔ اُس نے آسان و مختصر لفظوں میں تمام علوم کے اُصول کو بیان کر دیا
ہے۔ دُنیا میں جو اگنی وغیرہ لفظوں کے معنی (آگ وغیرہ) مشہور ہیں اُن سے بھی ایشور کی قُدرت کا
نشان ملتا ہے۔ گویا یہ (آگ وغیرہ) تمام اشیاء اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ ایشور ہے)
چاروں ویدوں میں جس قدر علوم ہیں اُن میں سے قدرے قلیل اس دیباچہ میں اختصار کے ساتھ
بیان کئے گئے۔ اس کے بعد ہم منتروں کی تفسیر کرینگے۔ اور جس منتر میں جس علم کا بیان ہے اُس
کو منتر کی تفسیر کرتے ہوئے اُسی موقع پر بخوبی ظاہر کیا جاویگا۔

ویدوں کے متعلق چند سوالوں کے جواب کا مضمون ختم ہوا

الفاظ وید کے متعلق چند خاص قواعد مندرجہ نرکت

ویدوں میں مندرجہ ذیل قواعد کُلیہ کا سب جگہ لحاظ رکھا گیا ہے۔

ویدوں میں ضمیروں کا خاص استعمال

"تمام منتر تین قسم کے معنی یا مضمون کو بیان کرتے ہیں۔ بعض پروکش (غائب) بعض پرتیکش (حاضر) اور بعض اُدھیاتم (روحانی) مضمون کو۔ ان میں سے پہلے کے لئے پرتھم پُرش (ضمیر غائب)۔ دوسرے کے لئے مدھیم پُرش (ضمیر حاضر) اور تیسرے کے لئے اُتم پُرش ضمیر متکلم استعمال کی جاتی ہے۔ ان میں سے بھی ضمیر حاضر کے متعلق دو قاعدے ہیں۔

(۱) جہاں مضمون ایک ظاہر محسوس شے ہے وہاں ضمیر حاضر استعمال کی جاتی ہے۔ اور (۲) جہاں وہ شے جس کی تعریف و تشریح کرنا مطلوب ہے غائب و غیر محسوس ہے مگر تعریف و تشریح کرنے والا موجود و حاضر ہے تو وہاں بھی ضمیر حاضر ہی استعمال کی جاتی ہے۔

غرض یہ ہے کہ (سنسکرت کی) ویاکرن (علم صرف و نحو) میں تین ضمیریں ہوتی ہیں۔ جن کے نام ترتیب وار حسب ذیل ہیں:-

(۱) پرتھم پُرش (ضمیر غائب)۔ (۲) مدھیم پُرش (ضمیر حاضر) اور (۳) اُتم پُرش (ضمیر متکلم)۔ ان میں سے ضمیر غائب جڑ (بیجان یا غیر ذی شعور) اشیاء کے لئے آتی ہے اور چیتن (ذی روح یا ذی شعور) کے لئے ضمیر حاضر و متکلم آتی ہیں۔ یہ قاعدہ کلیہ الفاظ وید اور نیز اُس کے علاوہ دیگر الفاظ کے لئے یکساں ہے۔ مگر وید میں یہ نئی بات ہے کہ اُن بے جان یا غیر ذی شعور اشیاء کے لئے بھی جو موجود و ظاہر ہیں ضمیر حاضر استعمال کی جاتی ہے۔ یہاں سمجھنا چاہئے کہ بے جان یا غیر ذی شعور اشیاء سے اُپکار یعنی مناسب فیض و فائدہ حاصل کرنے کے لئے اُن کو واضح طور پر بیان کرنا مطلوب ہے۔" [نرکت ادھیائے۔ کھنڈ ۱ و ۲]

اس قاعدہ کو نہ سمجھ کر ساین آچاریہ وغیرہ وید کے مفسروں نے اور اُن کی دیکھا دیکھی اہالیان یورپ نے اپنی اپنی زبان میں ترجمے کرتے ہوئے وید کے معنی کو بگاڑ کر یہ غلط بیانی کی ہے کہ وید دوں میں بیجان یا غیر ذی شعور اشیاء کی پوجا پرستش لکھی ہے۔

الفاظ وید کے متعلق چند خاص قواعد مندرجہ نرکت کا مضمون ختم ہوا

تخت نشین نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ وہ سلطنت نہیں کر سکتے۔" [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۳ ادھیائے ۲- براہمن ۳- کنڈکا ۸]
اس شتپتھ براہمن کی شرح سے مہی دھر کا ترجمہ بالکل برعکس ہے -

उत्सक्थ्या अवगुदं धेहि समंजिं चारया वृषन्। यस्त्रीणां जीव भोजनः ॥ यजु० अ० २३, मं० २१ ॥

[یجُروید- ادھیائے ۲۳ منتر ۲۱]

ترجمہ مہی دھر ویجمان (مردیکہ در خانہ اش یگیہ بعمل آید) اسپ را خطاب میکند- اے اسپ نطفہ انداز! برگون زنِ من کہ ساقہائے خود را افراختہ است نطفہ بینداز! و عضو خود در اندام او داخل کن- آں عضو کہ روح افزائے زنان است و از دخولش در اندامِ خویش زنان محظوظ می شوند در اندامش بران!"

صحیح ترجمہ "اے تمام مرادوں کے عطا کرنیوالے عالم (سبھا دھیکش (میر انجمن یا راجہ)! تو رعایا کے اندر علم معرفت- راحت- انصاف- اور روشنی کو ترقی دے- جو بدکار عورتیں حرامکاری کریں تو اُن کو سر نیچے اور پانوں اوپر کر کے سزا دے یا قید خانہ میں بھیج دے- عورتوں میں جو کوئی بدکار عورت ہوتی ہے تو اُسکو مناسب سزا دیتا ہے- تُو جیو بھوجن یعنی لوگوں کو جان سے مار ڈالنے والے خونخوار ڈاکوؤں کو سزا دے۔"

مہی دھر کی تفسیر وید دیپ نامی کی اسی قدر تردید سے دانشمند لوگ تمام کی تردید سمجھ لینگے جب ہم منتروں کی تفسیر کرینگے اُس وقت اُن کے ساتھ مہی دھر کے ترجمہ کی اور غلطیاں بھی ظاہر کرینگے- جبکہ ملک آریاورت کے باشندوں یعنی سائن و مہی دھر وغیرہ کی تفسیروں میں ایسی ایسی غلطیاں موجود ہیں تو ملک یوروپ کے باشندوں کی تفسیروں میں جنہوں نے اُنہیں کے مطابق اپنے اپنے مُلک کی زبان میں ترجمہ کیا ہے جو گل کھلے ہونگے وہ بیان کے محتاج نہیں- جب سائن- مہی دھر وغیرہ کے ترجمے کی یہ کیفیت ہے تو اُس کی مدد سے جسقدر ترجمے اس ملک کی زبان یا یوروپ کی زبانوں میں ہوئے ہیں اُن کی غلطیوں کا کیا شمار ہو سکتا ہے- اس بات کو راستی شعار لوگ بخوبی سوچ سکتے ہیں- آریہ لوگوں کو ایسے ترجموں کی مدد لینا بالکل مناسب نہیں ہے- کیونکہ اُن پر بھروسہ کرنے سے ویدوں کے سچے مطالب مٹی میں مل جاتے ہیں- اور سچ کی جگہ جھوٹ کا رواج ہوتا ہے اسلئے اُن ترجموں کو ہرگز بھی صحیح نہ سمجھنا چاہئے بلکہ یہ یقین رکھنا چاہئے کہ وید سراپا علوم حقیقی سے پُر ہیں اور اُن میں جھوٹ کا نام و نشان بھی نہیں ہے- جب چاروں ویدوں کی تفسیر مکمل ہو کر چھپ جائیگی اور اہل علم و دانش لوگوں کے زیر مطالعہ آئیگی- تب عوام الناس اس بات کو خود بخود سمجھ جائینگے- اور سب پر یہ بات روشن ہو جائیگی کہ پرمیشور کے بنائے ہوئے ویدوں کے برابر کوئی دوسرا علم نہیں ہے-

تفسیر ہٰذا کی ضرورت پر بحث ختم ہوئی +

الفاظ وید کے متعلق چند خاص قواعد مندرجہ نرکت

ویدوں میں مندرجہ ذیل قواعد کلیہ کا سب جگہ لحاظ رکھا گیا ہے۔

ویدوں میں ضمیروں کا خاص استعمال

"تمام منتر تین قسم کے معنی یا مضمون کو بیان کرتے ہیں۔ بعض پروکش (غائب) بعض پرتیکش (حاضر) اور بعض ادھیاتم (روحانی) مضمون کو۔ ان میں سے پہلے کے لئے پرتھم پُرش (ضمیر غائب)۔ دوسرے کے لئے مدھیم پُرش (ضمیر حاضر) اور تیسرے کے لئے اُتم پُرش ضمیر متکلم استعمال کی جاتی ہے۔ ان میں سے بھی ضمیر حاضر کے متعلق دو قاعدے ہیں۔

(۱) جہاں مضمون ایک ظاہر و محسوس شے ہے وہاں ضمیر حاضر استعمال کی جاتی ہے۔ اور (۲) جہاں وہ شے جس کی تعریف و تشریح کرنا مطلوب ہے غائب و غیر محسوس ہے مگر تعریف و تشریح کرنے والا موجود و حاضر ہے تو وہاں بھی ضمیر حاضر ہی استعمال کی جاتی ہے۔

غرض یہ ہے کہ (سنسکرت کی) ویاکرن (علم صرف و نحو) میں تین ضمیریں ہوتی ہیں۔ جن کے نام ترتیب وار حسب ذیل ہیں:-

(۱) پرتھم پُرش (ضمیر غائب)۔ (۲) مدھیم پُرش (ضمیر حاضر) اور (۳) اُتم پُرش (ضمیر متکلم)۔

ان میں سے ضمیر غائب جڑ (بیجان یا غیر ذی شعور) اشیاء کے لئے آتی ہے اور چیتن (ذی روح یا ذی شعور) کے لئے ضمیر حاضر و متکلم آتی ہیں۔ یہ قاعدہ کلیہ الفاظ وید اور نیز اُس کے علاوہ دیگر الفاظ کے لئے یکساں ہے۔ مگر وید میں یہ نئی بات ہے کہ اُن بے جان یا غیر ذی شعور اشیاء کے لئے بھی جو موجود و ظاہر ہیں ضمیر حاضر استعمال کی جاتی ہے۔ یہاں یہ سمجھنا چاہئیے کہ بے جان یا غیر ذی شعور اشیاء سے اُپکار یعنی مناسب فیض و فائدہ حاصل کرنے کے لئے اُن کو واضح طور پر بیان کرنا مطلوب ہے۔" [نرکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۱ و ۲]

اس قاعدہ کو نہ سمجھ کر ساین آچاریہ وغیرہ وید کے مفسروں نے اور اُن کی دیکھا دیکھی اہالیان یورپ نے اپنی اپنی زبان میں ترجمے کرتے ہوئے وید کے معنی کو بگاڑ کر یہ غلط بیانی کی ہے کہ ویدوں میں بیجان یا غیر ذی شعور اشیاء کی پوجا پرستش لکھی ہے۔

الفاظ وید کے متعلق چند خاص قواعد مندرجہ نرکت کا مضمون ختم ہُوا

کرنیوالی (سُرنی) ہوتی ہے (لفظ بالتحقیق یقین دلانے کے لئے آیا ہے) طبیعت کے قرار و قیام کی حالت کو پہنچ کر پرماتما کا وصال ہوتا ہے۔" [یجروید-ادھیائے ۱۲-منتر ۶۸]

اس منتر میں (شرشٹی اور سُرنی) دو لفظ آئے ہیں جن کی نسبت) نرُکت کے مندرجہ ذیل حوالے درج کئے جاتے ہیں :-

"شرشٹی کے معنی جلد ہیں" [نرُکت ادھیائے ۶-کھنڈ ۱۲]

"سُرنی دو قسم کی (حالت) ہوتی ہے-ایک پرورش کرنے والی اور دوسری فنا کرنے والی" [نرُکت ادھیائے ۱۳-کھنڈ ۵]

"اے پرمیشور! آپ کی عنایت سے اٹھائیس چیزیں ہمیں سُکھ دینے والی اور بہبودی کرنے والی ہوں- (جو یہ ہیں)- دس اندریاں (حواس)- دس پران (انفاس)- مَن (دل)- بُدھی (عقل)، چت- (حافظہ)- اہنکار (انانیت)- وِدیا (علم)- سوبھاؤ (عادت)- شریر (جسم) اور بل یعنی طاقت) یہ سب سُکھ دینے والی ہو کر رات دن میرے اُپاسنا (عبادت) اور یوگ (ریاضت) کے کام میں مُعاون ہوں- آپ کی عنایت سے میں یوگ کے ذریعہ سے کشیم یعنی موکش حاصل کروں - میں آپ کی مدد اور عنایت کے لئے آپکو بار بار نمسکار کرتا ہوں"۔ [اتھروید ۱۹-انوواک ۱ ورگ ۷ منتر ۲]

"اے اِندر (پرمیشور)! تو شچی یعنی مخلوقات یا زبان اور فعل کا مالک ہے اور قادر مطلق اور سب سے برتر و بالا ہونیکی وجہ سے بزرگ و عظیم ہے۔ تو دُشمنوں کی زبان اور اُن کے فعلوں کو قطع یا دفع کرنیوالا ہے تو محیطِ کل قادر مطلق ہے میں تیری اُپاسنا (عبادت) کرتا ہوں"۔ [اتھروید کانڈ ۱۳-انوواک ۴ منتر ۴۷]

اس منتر میں لفظ "شچی" آیا ہے جس کی بابت مفصلۂ ذیل حوالے درج کئے جاتے ہیں :-

(۱) شچی زبان کا مترادف ہے (دیکھو نگھنٹو ادھیائے ۱-کھنڈ ۱۱)

(۲) شچی کرم (فعل) کا مترادف ہے (دیکھو ایضاً " ۲- " ۱)

(۳) شچی پرجا یعنی مخلوقات کا مترادف ہے (دیکھو " " ۳- " ۹)

ایشور ہدایت کرتا ہے کہ

"اے انسانو! تم ہمیشہ بذریعہ اُپاسنا مجھے ٹھیک جاننے کی تدبیر کرو (اُپاسک یعنی عابد کہتا ہے کہ) اے علیم کل پرمیشور! تجھے متواتر میرا نمسکار ہو"۔ [اتھروید کانڈ ۱۳-انوواک ۴ منتر ۴۸]

"اے پرمیشور! ہم اناج وغیرہ (سامان خورش) اور راج وغیرہ (سامان حکومت) اعلیٰ درجہ کے نیک اعمال سے اسر ملہ ہونیوالی سچی ناموری اور ہمت و حوصلہ اور کامل علم پا دیں تو ہمیشہ ہمارے اوپر نظر رحمت

رکھنا! ہم تیری اُپاسنا (عبادت) کرتے ہیں۔" [اتھرووید کانڈ ۱۳۔ انوواک ۴۔ منتر ۴۹]

"اے انبھہ یعنی محیطِ کُل سلیم مطلق (شانت سوروپ) اور پانی کی طرح جان میں جان ڈالنے والے۔ عینِ علم معبودِ مطلق۔ بزرگ و جلیل علیم مطلق (برہم)! میں تجھ کو بذریعہ معرفت جان کر ہمیشہ تجھے پوجتا ہوں۔"
[اتھرووید کانڈ ۱۳۔ انوواک ۴۔ منتر ۵۰]

لفظ "انبھہ" "آپلر" مصدر (بمعنی سرایت کرنا) سے علامت "سُن" (असुन्) ایزاد ہو کر بنتا ہے۔

"اے انبھہ۔ منور بالذات مطلوبِ کُل اور عین راحت۔ مالکِ جہان و صاحبِ قدرت۔ حلم و بردباری کے عطا کرنے والے ہم تیری اُپاسنا کرتے ہیں۔ تیرے سوائے اور کوئی دوسرا ہمارا معبود نہیں ہے۔"
[اتھرووید کانڈ ۱۳۔ انوواک ۴۔ منتر ۵۱]

اِس منتر میں لفظ "انبھہ" تعظیم کے لئے دوبارہ آیا ہے۔ اسکے معنی اوپر لکھ چکے ہیں۔

"اے پرمیشور! ہم تجھ کو "ارُ" یعنی قادرِ مطلق۔ محیطِ کُل اور ہر شے میں موجود اور انترکش کی طرح بسیط و وسیع جان کر تیری اُپاسنا کرتے ہیں۔" [ایضاً منتر ۵۲]

"ارُ۔ بھو یعنی عظیم کا مترادف ہے۔" [نگھنٹو ادھیائے ۳۔ کھنڈ ۱]

"اے تمام کائنات کی بساط پھیلانے والے! سب سے اشرف اور علیم کُل و خبیر مطلق۔ شاہد و مشہود کُل پرمیشور! ہم تجھ علیم کُل کی اُپاسنا کرتے ہیں۔" [اتھرووید کانڈ ۱۳۔ انوواک ۴۔ منتر ۵۳]

"جو عالم اور یوگی لوگ علم اور یوگابھیاس کے ذریعہ سے اپنی آتما کو تمام کائنات اور انسانوں کے دل کے حال جاننے والے علیم کُل۔ رحیم کامل (ارُش) راحت افزائے عالم۔ بزرگ و جلیل (بردھنم) پرمیشور کے ساتھ جوڑتے ہیں۔ وہ (مکتی کے) آنند میں مگن (محو و مسرور) اور (علم کے نور سے) منور ہو کر اُس نورِ مطلق۔ تجلی بخشِ عالم پرمیشور میں پرمانند (راحتِ اعلیٰ) کو حاصل کرتے ہیں۔"
[رگ وید۔ اشٹک ۱۔ ادھیائے ۱۔ ورگ ۱۱۔ منتر ۱]

اس منتر کے دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں۔

"تمام لوک (کرے) اور کُل موجودات (اپنے محور پر) پھرنے والے پرآتش سورج (بردھنم ارُشم) کی کشش سے قائم ہیں اور اُس کی روشنی سے ضیا پاکر چمکتے ہیں۔"

اِسی منتر کے تیسرے معنی یہ ہیں:-

"جو اُپاسک یا عابد (ذی تنفس) تمام جسم کو حرکت دینے والے رگ رگ میں سمائے ہوئے اور اعضاء کو بڑھانے والے پران (آدھیہ) کو بطریق پرانایام[1] اُس نورِ مطلق پرمیشور میں دلی شوق سے [illegible] یا جوڑتے

[1] پرانایام سانس کو باہر اور اندر روکنے سے دم بڑھانے کی مشق کو کہتے ہیں اُس کا مفصل بیان آگے آئیگا۔ مترجم

ہیں وہ موکش کے آنند میں پرمیشور کے ساتھ رہتے ہیں۔"

اس منتر کے متعلق حسب ذیل حوالے درج کئے جاتے ہیں :-

"لفظ ارُش (अरुष) رُش (रुष) مصدر سے نکلا ہے۔ اور اس میں ا نفی کلمہ ہے۔ رُش کے معنی مارنا یا تکلیف دینا ہیں۔" (اسلئے ارُش کا ترجمہ نہ مارنے والا یعنی رحیم کامل ہوا)

"لفظ تستھس منُش (मनुष) یعنی انسان کا مترادف آیا ہے۔" [نگھنٹو۔ ادھیائے ۲۔ کھنڈ ۳]

"بردھنم (ब्रध्नम्) مہت یعنی بزرگ و جلیل کا مترادف ہے۔" [ایضاً " ۳۔ " ۳]

"بردھن۔ ارُش سے آدتیہ (سورج) مراد ہے۔" [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲]

"آدتیہ سے پران (نفس) مراد ہے۔" [پرشن اُپ نشد۔ پرشن ۱۔ منتر ۵]

چونکہ پرمیشور سے بڑا کوئی نہیں ہے۔ اسلئے پہلے معنی ایشور کے لئے موزون ہیں۔ اور دوسرے معنی شت پتھ براہمن کے حوالے کی بنا پر کئے گئے ہیں۔ اسی طرح تیسرے معنی پرشن اُپ نشد کے حوالے سے کئے گئے ہیں۔

نگھنٹو میں لفظ "بردھن"۔ اشو (گھوڑے یا آگ) کا مترادف بھی آیا ہے۔ مگر اس منتر میں یہ معنی نہیں لگ سکتے۔ کیونکہ یہ معنی کئے جاویں تو شت پتھ براہمن سے اختلاف آتا ہے۔ اور اگرچہ ایک لفظ کے کئی معنی ہو سکتے ہیں تاہم ایسا ترجمہ منتر کے اصلی معنی سے دور چلا جاتا ہے۔ اسلئے میکس میولر نے جو اپنے انگریزی ترجمہ میں اس لفظ کے معنے گھوڑا کئے ہیں وہ غلطی پر مبنی ہیں۔ سائناچاریہ نے اس منتر کی تفسیر میں بردھن کے معنی سورج لئے ہیں جو کسی قدر درست ہیں مگر یہ پتہ نہیں لگتا کہ میکس مولر اپنا ترجمہ آکاش سے اُتار کر لایا ہے یا پاتال سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی طرف سے گھڑا ہے اور اسی وجہ سے اُس کی سند نہیں۔

اب اس بارہ میں لکھا جاتا ہے کہ اُپاسنا (عبادت) کرنیکا طریق کیا ہے۔ کسی پاک صاف تنہائی کے

اُپاسنا کا طریق

سہانے مقام میں پاک دل سے طبیعت کو یکسو کر کے تمام اِندریوں (حواس) اور مَن (دل) کے قرار کے ساتھ اُس ہست مطلق، عینِ علم، عین راحت سب کے دلوں میں موجود اور منتظم کل منصف و عادل پرمیشور کا دھیان لگانا اور اپنی آتما کو اُس کے ساتھ جوڑنا چاہیئے اور ہمیشہ اُسی کی ستتی اور پرارتھنا کرنی چاہیئے۔ اور باقاعدہ اُپاسنا کے ذریعہ سے اپنی آتما کو بار بار ایشور کے دھیان میں لگانا چاہیئے۔ مہامُنی پتنجلی جی یوگ شاستر میں اور ویاس جی اُس کے بھاشیہ (شرح) میں اس مضمون پر اس طرح لکھتے ہیں :-

"اُپاسنا (عبادت) یا کاروبارِ دُنیوی) میں بھی پرمیشور کے سوائے کسی اور چیز کے خیال یا اَدھرم (پاپ) کے کام سے دل کو روکنا چاہیئے۔" [یوگ شاستر ادھیائے ۱- پاد ۱- سُوتر ۲]

اب یہ بیان کرتے ہیں کہ دل کے روکنے سے وِرتی (طبیعت کی حالت) کہاں ٹھیرتی ہے۔

"جب دِل کاروبارِ دنیوی سے آزاد ہوتا ہے تب اُپاسک (عابد) کا من (دل) بصیرِ کل و علیمِ کل پرمیشور کی ذات میں قرار پاتا ہے۔" [ایضاً سُوتر ۳]

اب یہ بیان کرتے ہیں کہ جب عابد یوگی اُپاسنا کو چھوڑ کر دُنیوی کاروبار میں مشغول ہوتا ہے تو اُس وقت اُس کے چِت (طبیعت) کی وِرتی (حالت) دُنیوی آدمیوں کی طرح ہوتی ہے یا اُس سے مختلف

"دُنیوی کاروبار میں مشغول ہونے پر بھی عابد یوگیوں کی وِرتی (طبیعت کی حالت) شانت (قرار یافتہ) دھرم میں قائم۔ علم اور معرفت کے نور سے مُنوّر۔ حق داں۔ نہایت تیز اور معمولی انسانوں سے مختلف اور بےمثل ہوتی ہے۔ اُپاسنا نہ کرنے والے اور ایوگی یعنی یوگا بھیاس نہ کرنے والے کی وِرتی (طبیعت کی حالت) ایسی ہرگز نہیں ہوسکتی۔" [ایضاً سُوتر ۴]

اب یہ بیان کرتے ہیں کہ وِرتیاں یعنی طبیعت کی حالتیں کتنی ہوتی ہیں؟ اور اُن کو کس طرح قابو میں رکھنا چاہیئے؟

وِرتیاں یعنی طبیعت کی حالتیں

"تمام انسانوں کی طبیعتوں کی حالتیں پانچ ہیں۔ جن کی تقسیم دو طرح پر ہے۔ ایک کلشٹ یعنی تکلیف دینے والی اور دوسری اَکلشٹ تکلیف نہ دینے والی۔" [ایضاً سوتر ۵]

"پانچ وِرتیاں یہ ہیں۔ پرمان۔ وپریہ۔ وِکلپ۔ نِدرا۔ سمرتی۔" [یوگ شاستر ادھیائے ۱- پاد ۱- سوتر ۶]

"اِن میں سے پرمان یہ ہیں۔ پرتیکش (علم الیقین، حق الیقین و عین الیقین)، اَنُمان (قیاس) آگم (وید)" [ایضاً سوتر ۷]

"وِپریہ جھوٹے گیان کو کہتے ہیں۔ یعنی کسی شے کی اصل ماہیت کے خلاف علم[۵۱] ہونا۔ وپریہ کہلاتا ہے۔" [ایضاً سوتر ۸]

"کسی ایسے لفظ یا بات کو جس کا کہیں کچھ وجود نہ ہو وِکلپ[۵۲] کہتے ہیں۔" [ایضاً سُوتر ۹]

"جس حالت میں کچھ گیان (علم) نہیں رہتا اُس گیان سے خالی وِرتی کو نِدرا (نیند) کہتے ہیں۔" [ایضاً سوتر ۱۰]

---

۵۱ مثلاً فانی کو غیر فانی۔ ناپاک کو پاک۔ غیر ذی روح یا غیر ذی شعور کو ذی روح اور ذی شعور اور دُکھ کو سُکھ سمجھنا اور اس کے برعکس۔ مترجم

۵۲ مثلاً نرشرنگ (آدمی کے سینگ) کھ پُشپ (آسمان کا پھول) بندھیا پُتر (بانجھ عورت کا بیٹا) وغیرہ۔ مترجم

"جس چیز یا بات کو پہلے کبھی دیکھا ہو اُس کا اثر یا نقش قائم رہنا اور اُس کو نہ بھولنا سمرتی (قوت حافظہ) کہلاتی ہے۔" [ایضاً سوتر ۱۱]

"ابھیاس اور ویراگ سے مذکورہ بالا پانچوں ورتیوں کو روک کر اُپاسنا یوگ (عبادت و ریاضت) میں لگانا چاہئے۔" [ایضاً سوتر ۱۲]

ابھیاس کی تشریح آگے کی جائیگی اور ویراگ سے ہمیشہ بُرے کاموں اور عیب یا پاپ کی باتوں سے الگ رہنا مراد ہے۔

اب اُس اعلیٰ طریق کو بیان کرتے ہیں جس سے اُپاسنا (عبادت) پوری اُتر سکتی ہے۔

"جو پرنِدھان یعنی ایشور کی اطاعتِ خاص (وشیش بھکتی) کرتا ہے اور ہمیشہ اسکے حکم پر چلتا ہے ایشور اُس پر مہربانی کرتا ہے۔ یوگی لوگ ہمیشہ اُسی ایشور کا دھیان لگاتے ہیں جس سے اُن کو سمادھی (مراقبہ کا درجہ) حاصل ہو جاتا ہے۔" [یوگ شاستر ادھیائے ۱۔ پاد ۱۔ سوتر ۲۳]

ایشور کیا ہے؟ اب یہ سوال ہے کہ پرکرتی (مادہ) اور پُرش (جیو) سے الگ ایشور کس کا نام ہے؟

"ایشور کلیش (کلفت) سے وابستہ اعمال کے پھل کی خواہش سے آزاد اور جیو سے الگ ہے۔" [یوگ شاستر ادھیائے ۱۔ پاد ۱۔ سوتر ۲۴]

"کلیش اودیا (جہالت) وغیرہ کا نام ہے (جن کی تشریح آگے آئیگی) کلیش دینے والے کاموں کے پھل کو ویپاک کہتے ہیں اور اُن کے پھلوں کی واسنا (خواہش) آشا کہلاتی ہے۔ یہ خواہشیں جس پُرش (جیو) کے دِل میں موجود ہونگی اُسی سے اُن کا تعلق سمجھا جائیگا اور وہی اُن کے پھل کو بھوگیگا۔ مثلاً جب بہادر سپاہی لڑائی میں فتح یا شکست پاتے ہیں تو وہ فتح یا شکست اُنکے سردار کی سمجھی جاتی ہے۔ ایشور ایسے اعمال کے پھل بھوگنے سے آزاد اور جیو سے الگ ہے کیونکہ مُکتی (نجات کے درجہ) کو پہنچے ہوئے یوگیوں نے تین قسم کے بندھنوں[۱] کو توڑ کر اُس درجے کو پایا ہے اور ایشور کا اِن بندھنوں کے

---

[۱] ان تین بندھنوں سے تین قسم کے جسموں کا تعلق مُراد ہے جو یہ ہیں۔ اوّل ستھول شریر (جسم کثیف) دوسرا سوکشم شریر (جسم لطیف) جو پانچ پرانوں۔ پانچ گیان اندریوں اور پانچ عناصر لطیف اور من اور بدھی اِن سترہ چیزوں کا مجموعہ ہے۔ یہ جسم پیدا ہونے اور مرنے کے وقت بھی جیو کے ساتھ رہتا ہے۔ کارن شریر جس میں سُشپتی یا خواب غفلت کی حالت ہوتی ہے یہ جسم پرکرتی کا ہوتا ہے اور اسی وجہ سے وہ سب جگہ محیط اور سب جیووں کے لئے ایک ہے۔ یا اِن تینوں بندھنوں سے شاریرک (جسمانی)، آدھیاتمک (روحانی) اور مانسک (دلی) اعمال مراد ہیں۔ مترجم

ساتھ نہ کبھی تعلق ہوا اور نہ کبھی ہوگا۔ جس طرح مُکت (نجات یافتہ) کی نسبت زمانہ سابق میں بندھن ہونا مفہوم ہوتا ہے ایشور میں یہ بات نہیں ہے یا جس طرح پرکرتی لین یعنی مُکتی پائے ہوئے یوگی مُکتی کے بعد پھر بندھن (قیدِ جسم) میں آئینگے۔ ایشور کی نسبت ایسا نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ سدا[۱] اُمکت یعنی آزادِ مطلق اور سدا ایشور (حاکم مطلق) ہے۔ اب یہ سوال ہے کہ ایشور کی غیر فانی اور اعلیٰ قدرت یعنی علت مادی وغیرہ با علت ہیں یا بے علت؟ (اس کا جواب یہ ہے کہ) اُن کی علت شاستر (علم) ہے اور پھر شاستر (علم) اِس صنعت کاملہ کی علت ہے اور شاستر (علم) اور یہہ صنعت کاملہ دونوں اُس ایشور کی ذات میں قائم ہیں اور اس کے ساتھ اُن کا ازلی تعلق ہے۔ اس وجہ سے وہ سدا ایشور (حاکم مطلق) اور سدا اُمکت (آزادِ مطلق) بھی ہے۔ نہ کوئی اُس کے برابر یا اُس سے برتر ہے اور نہ کسی کو اُسکے برابر یا اُس سے برتر قدرت حاصل ہے۔ کسی کی قدرت اُس سے فوق نہیں لے جاسکتی اور جس کو سب پر فوق ہے۔ وہ خود ایشور ہی ہے یعنی جس میں غیر متناہی قدرت موجود ہو اُسے ایشور کہتے ہیں۔ اور اُس کے برابر کسی دوسرے کی قدرت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اگر دو ہمسر ہوں تو اُن میں سے ایک کو سبقت دیجائیگی یعنی اُن میں سے ایک جدید ہوگا اور ایک قدیم اور ایک کے افضل ثابت ہونے پر دوسرا کمتر مانا جائیگا کیونکہ دو چیزیں ایک وقت میں برابر ہوں تو اُن سے مطلب برآری نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ضرور اختلاف طبعی واقع ہوگا۔ اسلئے جس کی قدرت افضل ہے اور جس کا کوئی ہمسر یا اشرف نہیں ہے وہ ایشور ہے اور وہ جیو سے الگ ہے۔" [ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

ایشور علیم کل اور سب کا گرو ہے

"اُس ایشور میں بے انتہا علم کا بیج ہے۔" [یوگ شاستر ادھیائے ۱۔ پاد ۱۔ سوتر ۲۵]

"گذشتہ موجودہ اور آیندہ ہونے والے تمام علم کا بیج یا خزانہ بہیئت مجموعی حواس کے احاطہ سے خارج ہے۔ اُس میں کمی و بیشی پائی جاتی ہے۔ مگر جس میں وہی علم کا بیج درجہ غیر متناہی کو پہنچا ہوا ہوتا ہے اُس کو سَروگیہ (علیم کُل) کہتے ہیں۔ اسلئے جس میں انتہا درجہ کا بے پایاں علم ہو اور جس نے علم کی حد انتہائی کو پالیا ہو وہی علیم کُل اور جیو سے الگ ایشور کہلاتا ہے۔ یہ بات عام طور پر بطریق اختصار اور بطور قیاس لازمی کہی گئی ہے۔ اُس کی پوری پوری کیفیت یا حقیقت بیان میں نہیں آسکتی۔ ایشور کے خاص نام یا صفات وغیرہ کی تحقیقات آگم یعنی وید کے ذریعہ سے کرنی چاہیئے۔ اُس ایشور کو اپنے ذاتی فائدہ سے کچھ مطلب نہیں بلکہ صرف جانداروں کی بہبودی اور بہتری

[۱] جو کبھی بندھن (قید) میں نہ آوے اور اسوجہ سے جس کو بندھن سے چھوٹ کر کبھی مُکتی پانے کی ضرورت نہ ہو اُس کو سدا مُکت کہتے ہیں۔ گو سدا مُکت بننے سے نہیں ہوتا بلکہ قدرتی ہوتا ہے اسلئے ایشور ہی کو سدا مُکت کہہ سکتے ہیں۔ مترجم

مقصود ہے یعنی اُس کی یہ منشا ہے کہ میں گیان (علم) اور دھرم کے اُپدیش (ہدایت یا الہام) سے کلپ[1] آور پرلے[1] اور مہا پرلے میں تمام عالم کے جانداروں (پُرش) کی بہبودی اور بہتری (اُدھار) کروں چنانچہ کہا ہے کہ علیم کُل۔ قدیم مطلق پرمیشور نے بوقتِ آفرینش عالم اپنی رحمت سے۔ علم و معرفت کے خواہشمند جیووں۔ کے لئے تنتر یعنی ویدوں کا اُپدیش (الہام) کیا۔" [ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]۔

"وہ ایشور قدیم سے قدیم رشیوں کا بھی گُرو یعنی تعلیم دینے والا ہے۔ کیونکہ وہ وقت یا موت کے احاطہ سے باہر ہے۔" [ایضاً سوتر ۲۶]

"قدیم سے قدیم گُرو بھی کال یعنی نہنگ اجل کا لقمہ ہو جاتے ہیں۔ مگر پرمیشور وقت کے احاطہ یا گرفت سے باہر ہے۔ اُس میں زمانہ کو دخل نہیں۔ اسلئے وہ قدیم رشیوں کا بھی گُرو ہے۔ وہ جس طرح اس کائنات سے بیشتر علیم کُل تھا بالیقین اس کائنات کے اخیر میں بھی ویسا ہی رہیگا۔" [ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

"اُس پرمیشور کو عیاں و بیاں کرنے والا لفظ پرنو یعنی اوم ہے۔" [ایضاً سوتر ۲۷]

اوم خاص ایشور کا نام ہے۔ — "ایشور پرنو (اوم) کا واچیہ (مُبیّن) ہے گویا اس لفظ کا ایشور کے ساتھ واچیہ (مُبیّن) اور واچک (مُبیِن) یا پردیپ (چراغ) اور پرکاش (روشنی) کا تعلق ہے یہاں (اوم اور ایشور کے درمیان) واچیہ اور واچک کا لازمی یا دوامی تعلق ہے۔ گویا (اوم) ایک علامت یا لفظ ہے جو ایشور کے ساتھ اپنے لازمی تعلق کو عیاں کرتا ہے جس طرح باپ اور بیٹے کے درمیان ایک خاص تعلق قریبی ہے جو رشتہ کی علامت یا نام سے ظاہر ہوتا ہے (یعنی جب یہ کہیں کہ) یہ اُس کا باپ ہے تو اُس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ) وہ اس کا بیٹا ہے۔ اس عالم کے علاوہ دوسرے عالموں میں بھی ان دونوں کے درمیان باعتبار واچیہ اور واچک باہم تعلق رہتا ہے۔ اسی بنا پر یہ علامت قائم کی ہے۔ کیونکہ لفظ اور اُس کے معنی کے درمیان دوامی تعلق ہے۔ لفظ اور اُس کے معنی کے باہمی تعلق کو اہل علم یعنی وید یا علم صرف و نحو کے عالم جانتے ہیں۔ اور واچیہ واچک (ایشور اور اوم) کے تعلق کو یوگی سمجھتے ہیں۔"

[ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

"اُس (پرنو یا اوم) کا جپ (ورد) اور اُس کے معنی پر غور کرنا چاہئے۔" [یوگ شاستر ادھیائے ۱۔ پاد ۱۔ سوتر ۲۸]

"پرنو (اوم) کا جپ اور اس نام سے مفہوم ہونے والے ایشور کا تصور کرنا چاہئے۔ یوگیوں کا چت اس پرنو کو جپنے اور پرنو کے معنی یعنی ایشور کا دھیان یا تصور کرنے سے یکسو اور قائم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ کہا ہے کہ وید کو پڑھتے یا اوم کا جپ کرتے ہوئے یوگ میں مشغول ہووے اور یوگ یا سمادھی (مراقبہ) کیحالتمیں

[1] دیکھو ان الفاظ کی تشریح نوٹ (۳) صفحہ ۱۵ میں۔ مترجم

اوم کا دھیان کرے۔ اس جپ اور یوگ کے ذریعہ سے پرماتما کا گیان ہو جاتا ہے۔" [ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

اب یہ بیان کرتے ہیں کہ ایسا کرنے سے کیا ہوتا ہے؟ -

اُپاسنا کا پھل

"اس سے پرمیشور کا گیان ہوتا ہے اور تمام خلل دُور ہو جاتے ہیں۔" [ایضاً سوتر ۲۹]

"جس قدر جسمانی و روحانی بیماریاں یا دیگر خلل ہیں۔ وہ سب ایشور کا دھیان کرنے سے جاتی رہتی ہیں اور ایشور کے سُورُوپ (ماہیت) کا بھی علم (درشن) ہوتا ہے مثلاً (یہ علم ہو جاتا ہے کہ) ایشور مُحیطِ کُل پاک و بے لوث جہالت وغیرہ کُلفتوں سے آزاد۔ بے عدیل۔ مرنے اور جینے سے مبرّا ہے اور اُس مُحیطِ کُل ایشور کو عقل ہی سے جان سکتے ہیں۔ الغرض یوگی لوگ ہی اُس ایشور کو جان سکتے ہیں۔

اب آگے یہ بیان کرتے ہیں کہ چت (طبیعت) کو پریشان کرنے والے خلل کون سے ہیں؟ اُن کے نام کیا ہیں؟ اور وہ کتنے ہیں؟" [ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

"ویادِھی۔ ستیان۔ سنشے۔ پرماد۔ السیہ۔ اوِرتِ۔ بھرانتِ درشن۔ النبدھ بھومکتو۔ انوستھتو۔ یہ نو چت (طبیعت) کی پریشان کرنے والے اور یوگ میں خلل ڈالنے والے ہیں۔" [ایضاً سوتر ۳۰]

"چت (طبیعت) کی پریشانی (وکشیپ) یا خلل (انترایہ) نو قسم کے ہیں۔ یہ چت کی ورتیوں (حالتوں) پر اثر ڈالتے ہیں۔ اگر یہ خلل نہ ہوں تو ورتیوں میں بھی خلل نہیں آتا۔ چت کی ورتیوں کو پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اب نو خلل آگے بیان کرتے ہیں:-

یوگ میں خلل ڈالنے والے ہیں

(۱) ویادھی (مرض) جسم کی دھاتو (خلط) اور رس (خون) کے بگاڑ یا خلل کو کہتے ہیں۔

(۲) ستیان۔ چت (طبیعت) کے بدخیالات میں مُبتلا ہونے یا بُرے کاموں میں پھنسنے کو کہتے ہیں۔

(۳) سنشے (شک) دودِلی حالت یا دو پہلوؤں کو چھُونے والے علم کو کہتے ہیں۔ مثلاً ایسا علم کہ شاید اس طرح ہو اور شاید اس طرح نہ ہو۔

(۴) پرماد (غفلت) سمادھی یعنی یوگ کی تدبیر نہ کرنے کو کہتے ہیں۔

(۵) السیہ (کاہل وجودی) جسم اور طبیعت کے بھاری پن کی وجہ سے کام میں جی نہ لگنے کو کہتے ہیں۔

(۶) اوِرتِ۔ اُس حالت کو کہتے ہیں جس میں چت (طبیعت) وِشے (حظ نفس) میں پڑ کر آتما کو دُنیا کے دام محبت میں پھنسا دیتا ہے۔

(۷) بھرانتِ درشن۔ اُلٹے یا جھُوٹے علم کو کہتے ہیں۔

(۸) النبدھ بھومکتو سمادھی (مُراقبہ) کی بھومی (درجہ یا حالت) کے حاصل نہ ہونے کو کہتے ہیں۔

(۹) انوستھتو۔ اُسے کہتے ہیں کہ جس میں چت یوگ کی بھومی (درجہ مُراقبہ) کو پہنچ کر اُس حالت

میں قائم نہیں رہتا۔ سمادھی (مراقبہ) کی حالت میں قائم ہونے سے ہی چت قائم ہو سکتا ہے۔
یہ نو چت (طبیعت) کے وکشیپ (پریشانی) یوگ کے مل (ہارج) اور انترایہ (خلل) کہلاتے ہیں"
[ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

"وکشیپ (پریشانی) کے ساتھ دکھ۔ دورمنسیہ۔ انگم اے جیتو۔ شواس اور پرشواس پیدا ہوتے ہیں" [یوگ درشن ادھیائے ۱۔ پاد ۱۔ سوتر ۳۱]۔

" (۱) دکھ تین قسم کے ہوتے ہیں۔ آدھیاتمک (جسمانی تکلیف) آدھ بھوتک (وہ تکلیف جو دوسرے جانداروں سے پہنچے) آدھی دیوک (دل و حواس کی بیقراری یا ناگہانی آفت) ان دکھوں سے تنگ ہو کر جاندار ان کے دور کرنے کی تدبیر و کوشش کرتے ہیں۔
(۲) دورمنسیہ۔ اس کشوبھ (پریشانی یا سراسیمگی) کو کہتے ہیں جو خواہش یا مراد کے پورا نہ ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔
(۳) انگم اے جیتو۔ جسم کی لرزش یا رعشہ کو کہتے ہیں۔
(۴ و ۵) جب پران باہر کی ہوا کو اندر کھینچتا ہے اس کو شواس (سانس) کہتے ہیں اور جب اندر کی ہوا کو باہر نکالتا ہے اس کو پرشواس کہتے ہیں۔
یہ وکشیپ کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں یعنی جس کا چت پریشان ہوتا ہے۔ یہ اسے پر اثر کرتے ہیں اور جس کا چت یکسو ہوتا ہے اس پر اثر نہیں کر سکتے۔ یہ سب یوگ کے دشمن ہیں۔ ان سب کو ویراگ (دل کو بدی سے ہٹا کر نیکی کی طرف لگانے) اور ابھیاس سے روکنا چاہیئے۔ اب ابھیاس کی تعریف کرتے ہیں" [ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

طبیعت کی یکسوئی ابھیاس سے ہوتی ہے

"ان کے دور کرنے کے لئے ایک تتو (ذاتِ واحد) کا ابھیاس (مشق) کرے"
[یوگ شاستر ادھیائے ۱۔ پاد ۱۔ سوتر ۳۲]

"طبیعت کی پریشانی کو دور کرنے کے لئے ایک تتو (ذات واحد) میں چت لگانے کا ابھیاس (مشق) کرنا چاہیئے۔ جس شخص کا چت ہر مضمون میں قائم ہوتا ہے اور جس کو کسی شے کا صرف لمحہ بھر کے لئے خیال یا علم ہوتا ہے اس کا چت بیقرار رہتا ہے اور اس کو کُلی یکسوئی حاصل نہیں ہوتی۔ اگر چت بیقرار ہو تو اس کو سب طرف سے روک کر ایک تتو (ذاتِ واحد یعنی ایشور) میں قایم کرنا چاہیئے۔ تب چت یکسو اور قائم ہو جائیگا۔ اس طرح چت ہر مضمون میں پھنسا ہوا یعنی پریشان نہیں رہتا۔ جو شخص ایک ہی قسم کے علم یا سلسلۂ خیال سے چت کا یکسو ہونا مانتا ہے۔ اگرچہ اس کی یکسوئی بہ شکل تسلسل خیالات چت کا ایک خاصہ ہے تاہم وہ یکسوئی نہیں ہے۔ کیونکہ چت کا تسلسل قائم نہیں رہتا۔ تسلسل (خیالات

جُزوی علم یا خیال کا خاصہ ہے اور تسلسل یا تو ایک ہی قسم کے علم یا خیال کا ہوتا ہے یا مختلف قسم کے علوم اور خیالات کا اگر ہر مضمون میں چت کے پھنسنے سے چت کو یکسو مانا جائے تو اس صورت میں پریشان چت ثابت نہ ہوگا۔ اسلئے یہ سمجھنا چاہئے کہ ایک ہی چت کئی مضامین میں قائم ہوتا ہے۔ خواہ اسی ایک چت سے مختلف خاصیتوں یا قسموں کے خیال یا علم پیدا ہوں۔ ایک کے دیکھے ہوئے کا علم یا خیال دوسرا کس طرح یاد رکھ سکتا ہے اور ایک کے علم یا خیال سے حاصل شدہ اعمال کے نتیجے کو دوسرا شخص کس طرح بھوگ سکتا ہے۔ اگر ایسا ہو تو سمادھی حاصل ہونے کے بارہ میں بھی دودھ اور گوبر کی مثال[ف۱] صادق آ جائیگی۔ اگر (ہر مضمون کے لئے) جُدا جُدا چت مانے جاویں تو آتما کے ذاتی علم یا تجربہ (انوبھو) سے خلاف ہے۔ کیونکہ (یہ کہنے میں آتا ہے کہ) جو میں نے دیکھا تھا اُسی کو چھُوتا ہوں اور جس کو چھُوا تھا اُسی کو دیکھتا ہوں قطعی مختلف چتوں میں ایک مشترک علم حاصل کرنیوالے کے سہارے پر لفظ میں کس طرح قائم رہتا ہے؟ علم و ذاتی تجربہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ واحد آتما ہی اس لفظ میں کا مشارٌ الیہ ہے۔ پرتیکش پرمان (علم الیقین وغیرہ۔ دلائل) کے مقابلہ میں دوسرے پرمان کو وقعت یا سبقت نہیں دیجا سکتی۔ کیونکہ باقی اور پرمان پرتیکش پرمان ہی کے سہارے سے چل سکتے ہیں۔ اسلئے ایک ہی چت بہت سے مضامین[ف۲] میں قائم ہوتا ہے جس کا بیان ترتیب وار اس شاستر میں کیا جاتا ہے" [ویاس جی کی شرح سوتر مذکور]

"میتری (محبت) کرنا (رحم)، مُدیتا (خوشی)، اُپیکشا[ف۳] (استغنائی) (ترتیب وار) سکھ۔ دُکھ نیکی اور بدی کے مقام پر کرنے سے چت کو خوشی حاصل ہوتی ہے"۔ [یوگ شاستر ادھیا ۱ پاد ۱ سوتر ۳۳]

"یعنی جو جاندار سُکھی ہیں اُن سے دوستی جو دُکھی ہیں اُن پر رحم اور جو پُنیہ آتما (نیک) ہیں اُن کو دیکھ کر خوشی اور پاپی یا بد آدمی کے ساتھ استغنائی برتنی چاہئے۔ ایسا کرنا سچا دھرم ہے اور اس سے چت خوش ہوتا ہے چت کے خوش ہونے سے یکسوئی اور طبیعت کا قرار حاصل ہو جاتا ہے"۔ [ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

"یا پران کو باہر پھینکنے یا اندر روکنے سے چت خوش ہوتا ہے"۔ [ایضاً سوتر ۳۴] "اندر کی ہوا کو بطریق خاص زور کے ساتھ ناک کے دونوں سوراخوں میں سے باہر نکالنا	بر انایام سے دل ٹھیر جاتا ہی

[ف۱] یعنی اگر ایک شخص کے کئے ہوئے کا پھل دوسرا بھوگ سکتا ہے تو ایک کی سمادھی بھی دوسرے کو حاصل ہو سکتی ہے۔ دودھ گوبر کی مثال اس طرح ہے کہ ایک شخص نے سُنا کہ گائے کی بدولت کھیر نصیب ہوتی ہے۔ یہ سُن کر اُس نے بجائے دودھ سے کھیر بنانے کے گائے کے گوبر میں کھیر بنانی شروع کی مگر یہ کب ممکن تھا۔ مترجم۔ [ف۲] یعنی چت ایک ہی ہے اگر اُسے دُنیا کے جھوٹے دھندوں میں لگایا جاویگا۔ تو اُس سے سمادھی نہیں لگ سکتی۔ سمادھی کے لئے چت کو بالکل شُدھ کرنیکی ضرورت ہے۔ کیونکہ اگر دُنیا کے جھگڑوں میں پھنسے ہوئے سمادھی لگ سکے تو دودھ کی بجائے گوبر سے بھی کھیر بن سکے۔ مگر یہہ ناممکن ہے اسلئے یوگابھیاسی کو لازم ہے کہ اپنے چت کو دُنیا کے جھگڑوں سے آزاد اور پاک رکھے۔ مترجم۔
[ف۳] اُپیکشا ایسے سلوک کو کہتے ہیں کہ نہ کسی سے دُشمنی ہی کرے اور نہ محبت۔ مترجم

(پرچھردن) اور پھر اس کو اندر روکنا (ودھارن) پرانایام کہلاتا ہے۔ ایسا کرنے سے دل ٹھیر جاتا ہے"۔

[ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

"جسم کے اندر کے پران (ہوا) کو مثل استفراغ زور سے باہر نکال کر جہانتک طاقت ہو باہر روکنے سے چت یکسو ہو جاتا ہے"

"یوگ کے آٹھ انگوں (مدارج) کے حصول سے ناپاکی دور ہو کر گیان (علم و معرفت) کی روشنی اور وویک (حق و ناحق کی تمیز) ترقی پاتی ہے"۔ [یوگ درشن ادھیائے ۱۔ پاد ۲۔ سوتر ۲۸]

اُپاسنا یوگ کے قواعد پر عمل کرنے سے رفتہ رفتہ ناپاکی یعنی جہالت دور ہو جاتی ہے اور گیان کی ترقی ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ موکش حاصل ہو جاتی ہے

یوگ کے ۸ درجے (۱) یم	"یم۔ نیم۔ آسن۔ پرانایام۔ پرتیاہار۔ دھارنا۔ دھیان۔ سمادھی۔ یہ آٹھ یوگ کے انگ (درجے) ہیں"۔ [یوگ درشن ادھیائے ۱۔ پاد ۲۔ سوتر ۲۹]

"ان میں سے یم یہ ہیں:۔ اہنسا۔ ستیہ۔ استیہ۔ برہمچریہ۔ اپری گرہ"۔ [ایضاً سوتر ۳۰]

"ان میں سے (۱) اہنسا کسی جاندار کو بالکل بھی کبھی ایذا نہ دینے کو کہتے ہیں۔ باقی چاروں یم اسی پر منحصر ہیں اگر اہنسا پر پورا پورا عمل ہو جائے تو اس سے باقی اوریموں کی بھی پوری پوری پابندی ہو سکتی ہے چنانچہ کہا ہے کہ اس برتیم کو جاننے والے یوگی کی مثال جو بہت سے برتوں (عہدوں) کی پابندی کرتا ہے۔ اُن پاپوں کو جو بے خبری یا غفلت میں ہنسا کی وجہ سے ہوتے ہیں چھوڑ کر ایذا اور پاپ سے خالی اہنسا کے دھرم کو اختیار کرنا چاہیئے۔

(۲) ستیہ اُسے کہتے ہیں کہ جیسا دل میں سچا علم ہو ویسا ہی زبان سے کہے جیسا دیکھا سُنا یا انومان (قیاس) کیا ہو ویسا ہی اپنے دل میں رکھے اور اُسی کو زبان پر لاوے دوسروں کو گیان دینے یا ہدایت کرنیکے لئے جو بات کہے وہ چھل اور کپٹ سے خالی۔ شک اور شبہ سے پاک اور پُر معنی ہو۔ ہمیشہ ایسی بات کہے کہ جس سے جانداروں کی بہبودی متصور ہو اور ایسی بات کبھی نہ کہے کہ جس سے جانداروں کو نقصان یا ضرر پہنچے۔ اگر ایسی بات کہی جاوے جس سے (بیگناہ) جانداروں کی فنا یا تباہی متصور ہو تو اُسے سچ نہیں کہہ سکتے۔ ایسا کرنے سے پاپ ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسی بات صرف ظاہر میں نیک معلوم ہوتی ہے۔ در اصل وہ پُنیہ (نیکی) کے خلاف ہے۔ ایسی باتوں سے نہایت سخت کشٹ (عذاب) نصیب ہوتا ہے۔ اسلئے خوب سوچ سمجھ کر ایسا سچ بولنا چاہیئے جس میں سب جانداروں کا فائدہ یا بہبودی شامل ہو

(۳) خلاف قانون بطریق ناجائز دوسرے کی چیز یا مال کو لینا ستیہ (چوری) کہلاتا ہے اور ایسا نہ کرنے کو استیہ کہتے ہیں۔ استیہ سے حرص نہ کرنا بھی مُراد ہے۔

(۴) برہمچریہ حفاظتِ منی اور شہوت کے مغلوب کرنے کو کہتے ہیں۔

(۵) نفس پرستی۔ فراہمی۔ سامان دنیا اُن کی حفاظت (کی فکر) اور اُن کے فنا یا ضایع ہو جانے کے رنج (میں ہنسا کے برابر پاپ سمجھنا اور اُن میں نہ پھنسنا یعنی اُنسے دل ہٹانا اپرگرہ کہلاتا ہے۔"

[شرح ویاس جی کی سوتر مذکورہ بالا پر]

(۲) نیم "نیم یہ ہیں۔ شوچ سنتوش۔ تپ۔ سوادھیائے۔ ایشور پرنِدھان"

[یوگ درشن ادھیائے ۱۔ پاد ۲۔ سوتر ۳۲]

(۱) شوچ (صفائی) دو قسم کی ہوتی ہے۔ باہیہ (بیرونی) آبھینتر (اندرونی)۔ پانی وغیرہ سے بیرونی اور رغبت۔ نفرت و جھوٹ وغیرہ کے ترک کرنے سے اندرونی صفائی کرنی چاہیے۔

(۲) دھرم کی پابندی کے ساتھ اپنا فرض ادا کر کے خوش ہونا سنتوش کہلاتا ہے۔

(۳) تپ سے یہ مراد ہے کہ ہمیشہ دھرم کی پابندی رکھنی چاہیے (خواہ کتنی ہی تکلیف کیوں نہ ہو)

(۴) وید وغیرہ سچے شاستروں کا پڑھنا پڑھانا پرنو (اوم) کا جپ کرنا اور اسکے معنی پر غور کرنا) سوادھیائے کہلاتا ہے

(۵) اپنی آتما اور تمام دولت و حشمت کو ایشور کے سمرپن (نذر) کر دینا۔ ایشور پرندھان کہلاتا ہے۔

یہ پانچ نیم۔ اُپاسنا یوگ (ریاضت) کا دوسرا انگ (درجہ) کہلاتے ہیں

یم اور نیم کا پھل — اب یم اور نیم کا پھل (ثمرہ) بیان کرتے ہیں۔

(۱) اہنسا کا پھل "جب انسان آہنسا کے دھرم میں قائم ہو جاتا ہے تب اُس کے دل سے دشمنی کا خیال قطعی چھوٹ جاتا ہے بلکہ اسکے سامنے یا اُس کی صحبت سے دوسرے بھی دشمنی چھوڑ دیتے ہیں۔"

[یوگ درشن ادھیائے ۱۔ پاد ۲۔ سوتر ۳۵]

(۲) ستیہ کا پھل "جب انسان ہمیشہ سچ بولتا ہے اور سچ ہی پر عمل کرتا ہے تب وہ جو نیک کام کرتا یا کرنا چاہتا ہے اُس میں ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے۔" [ایضاً سوتر ۳۶]

(۳) استیہ کا پھل "جب انسان سچے دل سے چوری کو چھوڑ دیتا ہے تب اُس کو تمام عمدہ سامان (راحت) حاصل ہو جاتا ہے۔" [ایضاً سوتر ۳۷]

(۴) برہمچریہ کا پھل "جو شخص برہمچریہ پر پورا پورا عمل کرتا ہے اُس کی طاقت نہایت درجہ بڑھ جاتی

٭ برہمچریہ سے یہ مراد ہے کہ ۲۴ برس کی عمر سے پہلے شادی نہ کی جاوے اور اس عرصہ میں برابر ویدوں اور شاستروں کو پڑھتا رہے اور شادی ہونیکے پیچھے بھی رِتوگامی رہے یعنی شاستر کے مطابق وقت مقررہ پر اپنی عورت کے پاس جائے اور زناکاری و عیاشی وغیرہ سے بالکل الگ رہے اور دل فعل یا زبان سے بدکاری کا خیال نہ کرے۔ مترجم

ہے اور اس کو جسم اور عقل کی صحت و ترقی سے بڑا آنند ہوتا ہے "۔

(۵) اپرگرہ کا پھل "جب انسان حظِ نفس کو ترک کر کے حواس پر قابو پالیتا ہے تب اُسکے دل میں ہر وقت مستقل طور پر اس بات کا خیال قائم رہتا ہے کہ میں کون ہوں؟ کہاں سے آیا ہوں؟ اور مجھے کیا کرنا چاہئے کہ جس سے میری بہبودی ہو"؟ [ایضاً سوتر ۳۹]

(۶) شوچ کا پھل "اندرونی اور بیرونی صفائی سے یوگی کو یہ پھل ملتا ہے کہ وہ دوسروں کے جسم کو پہچان لیتا ہے۔ اور دوسروں کے میلے جسم کے ساتھ اپنے جسم کے ملانے سے پرہیز کرتا ہے"۔
[یوگ درشن ادھیائے ۲۔ پاد ۲۔ سوتر ۴۰]

اس کا یہ بھی پھل ہے کہ "اُس سے انتہ کرن (باطن) کا تزکیہ۔ دل کی بشاشت اور یکسوئی حواس کی مغلوبی اور آتما میں علم کا نور اور حصول معرفت کی قابلیت پیدا ہوتی ہے [ایضاً سوتر ۴۱]

(۷) سنتوش کا پھل "سنتوش (صبر و قناعت) سے نہایت اعلےٰ درجے کا سُکھ ملتا ہے یعنی موکش تک حاصل ہو جاتی ہے"۔ [ایضاً سوتر ۴۲]

(۸) تپ کا پھل "تپ سے جسم اور حواس کی ناپاکی زائل ہو جاتی ہے اور انسان ہمیشہ مستعد۔ مضبوط۔ اور تندرست بنا رہتا ہے"۔ [ایضاً سوتر ۴۳]

(۹) سوادھیائے کا پھل "سوادھیائے سے اشٹ دیوتا یعنی پرمیشور کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور اُس کی مہربانی سے آتما کی صفائی۔ سچائی کی پابندی۔ محنت۔ تدبیر اور محبت و ملنساری کی عادت سے جیو جلد مکتی کو حاصل کرتا ہے"۔ [ایضاً۔ سوتر ۴۴]

(۱۰) ایشور پرنیدھان کا پھل۔ ایشور پرنیدھان سے اُپاسنا (عبادت) کرنے والا انسان آسانی سے سمادھی (مراقبہ) کے درجہ کو حاصل کر سکتا ہے"۔ [ایضاً۔ سوتر ۴۵]

(۳) آسن اور اُسکا پھل	"اُن مدارج یوگ) میں سے بیحرکت سُکھ سے بیٹھنا یعنی آسن تیسرا انگ (درجہ) ہے"۔ [ایضاً سوتر ۴۶] "مثلاً پدم آسن۔ ویر آسن۔ بھدر آسن۔ سوستک آسن۔ ڈنڈ آسن

۵۱ آسنوں میں زیادہ تر مشہور و کار آمد دو آسن ہیں۔ پدم آسن اور سدھ آسن۔ پدم آسن اس طرح لگتا ہے کہ بائیں پاؤں کو دائیں پنڈلی پر اور دائیں پاؤں کو بائیں پنڈلی پر چڑھا کر چھاتی آگے کو نکال تن کر بیٹھے اکثر پیچھے کو ہاتھ نکال کر بائیں ہاتھ سے دائیں پاؤں کا انگوٹھا اور دائیں ہاتھ سے بائیں پاؤں کا انگوٹھا بھی پکڑ لیتے ہیں اور آسن لگا کر ٹھوڑی کو چھاتی پر لگاتے ہیں اور آنکھ کو ناک کی پھونگل پر جما کر پھر پرانایام کرتے ہیں۔ اور سدھ آسن یہ ہے کہ بائیں پاؤں کی ایڑی کو گدا (مقعد) کے نیچے اور دائیں پاؤں کی ایڑی (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۱۲)

سوپ آشرے آسن - پرینک آسن - کرونچ نشدن - ہستی نشدن - اُشٹر نشدن - سم سنستھان - ستھر سکھ آسن یا جس طرح سکھ سے بیٹھ سکے وغیرہ۔" [شرح ویاس جی کی سوتر مذکور پر]

اختیار ہے کہ چاہے پدم آسن وغیرہ لگائے یا جیسی خواہش ہو ویسا آسن رکھے۔

"اُس سے دوندو پر غلبہ حاصل ہو جاتا ہے۔" [یوگ درشن ادھیائے ۱ - پاد ۲ - سوتر ۴۸]

"گرمی سردی وغیرہ (قدرتی باہم متضاد دو دو) حالتوں کو دوندو کہتے ہیں۔ آسن کے جم جانے سے یہ غلبہ نہیں پا سکتے۔" [شرح ویاس جی سوتر مذکور پر]

۴ - پرانایام

"آسن لگا کر شواس اور پرشواس دونوں کی رفتار کو روکنا پرانایام کہلاتا ہے۔" [ایضاً سوتر ۴۹]

"جب اچھی طرح آسن جم جائے تو اُس حالت میں باہر کی ہوا کو اندر کھینچنا شواس اور اندر کی ہوا کو باہر نکالنا پرشواس کہلاتا ہے اور اِن دونوں کی رفتار کو بند کرنا یا روکنا پرانایام کہلاتا ہے۔"

[ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

آسن کے ٹھیک قائم ہو جانے پر باہر اور اندر جانیوالی ہوا کو ایک قاعدے کے ساتھ آہستہ آہستہ مشق بڑھا کر روکنا یا قابو میں کرنا یا اُس کی رفتار کو بند کرنا پرانایام کہلاتا ہے۔

[1] پھر وہ (پرانایام) دیش (مکان)، کال (زمان)، اور سنکھیا (شمار) کے لحاظ سے تقسیم کیا ہوا خواہ دراز یا خفیف تین قسم کا ہوتا ہے۔ یعنی باہیہ - آبھینتر - ستمبھ ورتی" [ایضاً سوتر ۵۰]

"جب سانس کو باہر نکال کر اُس کو وہیں روک دیا جائے تو باہیہ پرانایام کہلاتا ہے اور جب سانس کو اندر لیکر اندر ہی روک دیا جائے تو اُس کو آبھینتر پرانام کہتے ہیں اور تیسرا ستمبھ ورتی - پرانایام وہ ہے جس میں دونوں کو روک دیا جائے۔ بار بار کوشش کرنے سے یہ مشق ہو جاتی ہے۔ جس طرح لال تپے ہوئے پتھر پر پانی گر کر سکڑ جاتا ہے۔ اسی طرح دونوں سانسوں کی حرکت بھی یکبار بند ہو جاتی ہے۔"

[ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۱۱۱) کو اُپستھ (عضو تناسل) کے اوپر رکھے اور کمر کو سیدھا رکھے اور تن کر بیٹھے۔ واضح رہے کہ یوگ کی عملی باتیں کسی واقف کار سے سیکھنے کے بغیر نہیں آسکتیں اور بغیر اُستاد کے اپنی عقل پر کاربند ہونے سے اکثر نقصان ہوتا ہے جیسا کہا ہے کہ ۔ اگر بے پیر کارے پیش گیرد + ہلاکت راز بہر خویش گیرد۔

[1] مکان سے سانس یا پران کو کسی مقام خاص مثلاً ناف - قلب - حلق وغیرہ میں روکنا اور زمان سے کسی خاص وقت تک روکنا مراد ہے۔ مثلاً ۱ منٹ ۲ منٹ یا ۳ منٹ وغیرہ اور شمار سے یہ مراد ہے کہ ایک سانس میں ایک خاص تعداد لفظ "اوم" کی یا اوم کے ساتھ سات ویاہرتیوں کی جو آگے لکھی جاتی ہیں جپنا اور اُن کے معنی پر غور کرنا - جپ کا منتر یہ ہے۔ اوم بھوہ - اوم بھوہ - اوم سوہ - اوم مہہ - اوم جنہ - اوم تپہ - اوم ستیم - مترجم

بعض کوتاہ عقل اِنسان اُنگلیوں سے ناک کے سوراخ کو بند کرکے پرانا یام کرتے ہیں۔ اہل دانش اسکو اچھا نہیں سمجھتے۔ بلکہ اندرونی و بیرونی اعضاء کو مستقیم اور بیحرکت رکھنا چاہیئے اور جب تمام اعضاء سیدھے اور تنے ہوئے ہوں تب سانس کو باہر نکال کر اُس کو جہانتک ہوسکے وہیں روکنا چاہیئے۔ یہ پہلا باہیہ پرانا یام ہے۔ اسی طرح اُپاسنا (عبادت) کرنے والے کے جسم میں جو ہوا باہر سے اندر جاتی ہے۔ اُس کو طاقت کے موافق اندر ہی روکنا چاہیئے یہ دوسرا اُبھینتر پرانا یام کہلاتا ہے۔ اور جب انسان اندر اور باہر کے دونوں سانسوں کو یکلخت بند کر دیتا ہے تب اُس کو ستمبھ ورتی پرانا یام کہتے ہیں۔ یہ سب باتیں مشق سے حاصل ہوسکتی ہیں۔

"باہیا بھینتر وِشیا کشیپی چوتھا پرانایام ہے۔" [یوگ درشن ادھیائے ۲۔ پاد ۲۔ سُوتر ۵۱]

"مکان و زمان اور شُمار کے لحاظ سے باہر کے رُخ نکلنے والے اور نیز اندر کی طرف جانے والے دونوں سانسوں کو زیادہ یا تھوڑی دیر دانستہ روکنے سے مشق بڑھا کر رفتہ رفتہ ان دونوں کی رفتار کو بند کر دینا چوتھا پرانا یام ہے۔ تیسرے پرانا یام میں وِشے (حالت یا سانس کے رُخ) کو خیال نہ کرکے رفتار بند کی جاتی ہے اور پھر شروع کر دی جاتی ہے اور اُس میں مکان و زمان اور شمار کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ اور سانس لمبا اور خفیف بھی ہوتا ہے مگر چوتھے پرانا یام میں شواس اور پرشواس دونوں کی حرکت کو بند کر کے متواتر مشق کرنے سے دونوں کا خیال چھوڑ کر رفتار بند کی جاتی ہے۔" [ویاس جی کی شرح سُوتر مذکور پر]

گویا چوتھے پرانا یام میں اتنی بات زیادہ ہے کہ اُس میں دونوں طرف کی رفتار بند کی جاتی ہے۔ مثلاً جو ہوا اندر سے نکل کر باہر جانا چاہتی ہے اُس کو اور بھی دانستہ باہر ہی کی طرف پھینکا جاتا ہے اور اسی طرح جو ہوا باہر سے اندر کی طرف آتی ہو اُس کو حتی المقدور اور بھی اندر ہی کی طرف کھینچکر برابر وہیں روکا جاتا ہے۔ اس طرح متواتر مشق کرنے سے ان دونوں کی رفتار بند ہو جاتی ہے۔ یہی چوتھا پرانا یام ہے۔ تیسرے پرانا یام میں باہر اور اندر روکنے کی مشق درکار نہیں ہے۔ بلکہ اُس میں جہاں پران ہوتا ہے وہیں کا وہیں بار بار روکا جاتا ہے۔ اُس کی ایسی مثال ہے کہ جیسے کسی عجیب و غریب شے کو دیکھکر انسان متحیر ہو جاتا ہے یا سکتے کے عالم میں (اندر کا سانس اندر اور باہر کا سانس باہر) رہ جاتا ہے اُسی طرح تیسرے پرانا یام میں سانس جہاں کا تہاں رُک جاتا ہے۔

پرانا یام کا پھل

"تب (پرانایام کے سدھ جانے پر) پرکاش (گیان یا نُور) کے اوپر سے جہالت کا پردہ ہٹ جاتا ہے۔" [یوگ درشن ادھیائے ۲۔ پاد ۲۔ سُوتر ۵۲]

پرانا یام کی مشق سے وہ جہالت کا پردہ جو سب کے دلوں میں موجود اور منتظم کُل پرمیشور کے نور و جلال

اور سچے وویک یعنی حق وناحق کی تمیز پر پڑا ہوتا ہے اُٹھ جاتا ہے یعنی جہالت فنا ہو جاتی ہے ۔

"اور من کو دھارنا کا درجہ حاصل کرنے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے" [یوگ درشن ادھیائے ۲ پاد ۲ سوتر ۵۳]

"پرانایام کی مشق یعنی سانس کو اندر اور باہر روکنے کے ذریعہ سے یہ درجہ حاصل ہوتا ہے" [شرح ویاس]

پرانایام کی مشق سے اُپاسنا کرنے والوں کا دل برہم (پرمیشور) کے دھیان کرنیکی قابلیت حاصل کرتا ہے

۵۔ پرتیاہار اور اُس کا پھل اب پرتیاہار کو بیان کرتے ہیں۔

"اپنے اپنے وشے (حظ) سے ہٹ کر اندریوں (حواس) کا چت (طبیعت) کی حالت یا ماہیت کے مطابق ہو جانا پرتیاہار کہلاتا ہے" [یوگ درشن ادھیائے ۲ پاد ۲ سوتر ۵۴]

جب چت قابو میں آجاتا ہے اور پرمیشور کی یاد میں محو ہو کر کسی دوسری بات کا دھیان تک نہیں کرتا اس کو اندریوں کا پرتیاہار (ضبط) کہتے ہیں۔ یعنی جس طرح چت پرمیشور کی ذات میں قائم ہوتا ہے اُسی طرح اندریاں بھی اُس کی تقلید کرتی ہیں یعنی چت کے قابو میں آجانے سے تمام اندریاں قابو میں آجاتی ہیں۔

"تب اُس (پرتیاہار) سے اندریاں بالکل قابو میں آجاتی ہیں" [ایضاً سوتر ۵۵]

پھر اس کے بعد تمام اندریاں اپنے اپنے وشے (حظ) سے الگ ہو کر بالکل قابو میں آجاتی ہیں اور جب اُپاسنا کرنے والا ایشور کی اُپاسنا کرنے میں مشغول ہوتا ہے اُس وقت چت اور اندریاں بالکل ضبط میں رہتی ہیں

۶۔ دھارنا "چت کا کسی ایک مقام میں قائم ہو جانا دھارنا کہلاتی ہے" [یوگ درشن ادھیائے ۳ پاد ۳ سوتر ۱]

ناف کے چکر یا ہردے کے کنول یا سر یا ابروؤں کے بیچ میں ناک کی پھونگل یا زبان کی نوک وغیرہ مقاموں پر چت کی ورتی (حرکت یا حالت) کو باندھنا یا قائم کرنا دھارنا کہلاتی ہے۔

۷۔ دھیان "اُس حالت میں گیان کا ایک مرکز پر جمع یا قائم ہو جانا دھیان کہلاتا ہے" [ایضاً سوتر ۲]

"حالت مذکور میں جس شے کا دھیان کیا جاتا ہے۔ گیان (علم و معرفت) اُسی پر یا اُسی میں قائم ہو جاتا ہے اور دریائے علم ایک ہی رُخ میں زور کے ساتھ بہتا ہے۔ اُس وقت کسی دوسری شے یا بات کا خیال تک نہیں ہوتا۔ پس اُسی کو دھیان کہتے ہیں" [ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

۸۔ سمادھی "وہی دھیان جب محض اُس شے کا جس کا دھیان کیا جائے خیال ہو اور اپنی حالت اس طرح محو ہو جائے کہ اپنے آپ کو بھول جائے سمادھی نامزد ہوتا ہے" [یوگ درشن ادھیائے ۳ پاد ۳ سوتر ۳]

دھیان اور سمادھی میں یہ فرق ہے کہ دھیان میں دل کے اندر دھیان کرنے والے دھیان اور اُس شے کا جس کا دھیان کیا جائے تینوں کا خیال قائم رہتا ہے اور سمادھی میں محض پرمیشور کی ذات اور اُس کے سرور میں محو و مسرور ہو کر اپنے وجود سے بیخبر ہوتا ہے۔

۹۔ سنیم کا بیان

"اِن تینوں کے یکجا ہونے کو سنیم کہتے ہیں۔" [ایضاً سوتر ۴]

"یعنی جہاں دھارنا۔ دھیان اور سمادھی تینوں یکجا ہو جائیں اُس کو سنیم کہتے ہیں۔ ایک ہی وِشے (مقصد) والی تین تدبیروں کو سنیم کہتے ہیں اور اِس شاستر میں مذکورہ بالا تین درجوں کی مجموعی اصطلاح سنیم رکھی گئی ہے۔" [شرح ویاس]

گویا سنیم اُپاسنا (عبادت) کا نواں انگ (درجہ) ہے

اُپاسنا کے مضمون پر اُپنشدوں کے حوالے

"پاپ میں پھنسے ہوئے بیقرار اور پریشان دِل اور آشفتہ حال انسان کو پرمیشور نہیں مِلسکتا۔ بلکہ پرگیان (علم و معرفت) سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔"

[کٹھ اُپ نشد۔ وَلّی ۲۔ منتر ۲۴]

"جو انسان بڑا تپ (ریاضت) کرتے ہوئے اور پرمیشور پر یقین اور اُس کے حکم کی پوری پابندی رکھتے ہوئے جنگل میں تزکیۂ باطن میں مشغول ہو کر رہتے ہیں وہ عالم طبیعت کے قرار کو حاصل کر کے بھکشا سے گذارہ کرتے ہوئے سب قسم کے پاپ اور اَدھرم سے چھوٹ کر سُوریہ دُوار یعنی خاص پرانا یام کے ذریعہ سے اس پرمیشور کو ملتے ہیں۔ جو لایزال محیطِ کُل اور غیر متناہی ہے۔" [مُنڈک اُپنشد منڈک ۱۔ کھنڈ ۲۔ منتر ۱۱]

"اُس برہم پور یعنی ایشور کے مسکن ہردے (قلب) کے کنول میں جو خلا ہے اُس میں آکاش ہے اُس کے اندر ایشور کو کھوجنا چاہیئے اور اُسکے گیان (معرفت) کو حاصل کرنا چاہیئے۔"

[چھاندوگیہ اُپ نشد پرپاٹھک ۸۔ منتر ۱]

"اگر کوئی یہہ پوچھے کہ اس برہم پور ہردے کنول میں جو خلا اور اُس میں آکاش ہے اُس کے اندر کیا چیز ہے جس کو کھوجا جاوے یا جس کا گیان (معرفت) حاصل کیا جاوے۔" [چھاندگیہ اُپ نشد پرپاٹھک ۸ منتر ۲]

"اُس کو یہ جواب دینا چاہیئے کہ جیسا یہ (بیرونی) آکاش ہے ویسا ہی ہردے (قلب) کے اندر بھی آکاش ہے۔ اُس ہردے آکاش کے اندر روشنی عنصر خاکی اور آگ۔ ہوا۔ سورج۔ چاند۔ بجلی۔ ستارے اور کُل (محسوس و غیر محسوس کائنات موجود ہے۔" [ایضاً منتر ۳]

"تب اگر کوئی یہ کہے کہ اگر اس برہم پور میں یہ تمام اشیاء اور تمام عناصر اور تمام خواہشیں موجود ہیں۔ تو جس وقت یہ (جسم) بڑھاپے کی حالت کو پہنچتا ہے اور فنا یا زائل ہو جاتا ہے تو اُس وقت کیا باقی رہ جاتا ہے۔" [ایضاً منتر ۴]

"اُس کو یہ جواب دینا چاہیئے کہ اس (جسم) کے بوڑھا ہو جانے سے وہ بوڑھا نہیں ہوتا اور نہ اس کے مرنے یا قتل ہونے سے وہ مرتا یا قتل ہوتا ہے۔ اس برہم پور میں وہ لایزال ایشور تمام خواہشوں کو پورا

کرنے والا سب کا آتما سب قسم کے پاپوں سے منزہ، بڑھاپے رنج اور کھانے پینے وغیرہ کی خواہشوں سے مبرا، سچی خواہشوں اور سچے ارادے والا موجود ہے۔ پرلے (فناء عالم) کے وقت تمام مخلوقات اسی آکاش میں سما جاتی ہے اور اس پرمیشور کے حکم سے اُپاسنا کرنے والے اپنی سب مرادوں کو پاتے ہیں اور جس ملک یا زمین کی انہیں خواہش ہوتی ہے اسی جگہ پیدا ہوتے ہیں" [ایضاً منتر ۵]

سگن اور نرگن اُپاسنا اُپاسنا دو قسم کی ہوتی ہے۔ سگن اور نرگن مثلاً "سپر یگاچھکر مکایم" الخ [یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۸] میں شکر (صاحب قدرت) اور شدھ (پاک) وغیرہ صفات سے ایشور کی سگن اُپاسنا ہوتی ہے۔ اور اسی منتر میں اکائم (غیر مجسم)۔ اور نم (جراحت سے مبرا) اسناورم رگ وریشہ سے منزہ) وغیرہ (صفات سے) ایشور کی نرگن اُپاسنا مراد ہے۔

اسی طرح "ایکو دیوا سرو بھوتیشو گوڑھا" الخ (شویتاشوتر اُپ نشد ادھیائے ۶ منتر ۱۱) میں واحد اور مطلق وغیرہ صفات سے سگن اُپاسنا کی گئی ہے اور اسی منتر میں نرگنشچہ لفظ کے آنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایشور کی نرگن اُپاسنا بھی کی جاتی ہے۔ گویا علیم کل وغیرہ صفات سے موصوف ایشور کو سگن کہتے ہیں اور جہالت وغیرہ کلفتوں اور رباب قول دوئی وغیرہ شمار۔ آواز۔ لمس۔ صورت۔ ذائقہ اور بو وغیرہ گنوں سے مبرا ہونے کی وجہ سے اس کو نرگن کہتے ہیں۔ مثلاً پرمیشور علیم کل۔ محیط کل۔ حاکم مطلق اور مالک کل وغیرہ ہے۔ اس طرح (سگن) پرمیشور کی اُپاسنا کی جاتی ہے اور اسی طرح وہ ایشور غیر مولود۔ بے جراحت غیر مجسم۔ شکل و صورت سے منزہ جسم کے تعلق سے آزاد اور شکل۔ ذائقہ۔ بو۔ لمس۔ شمار۔ مقدار وغیرہ گنوں سے مبرا ہے یہی اس کی نرگن اُپاسنا سمجھنی چاہئے۔ اسلئے جو جاہل لوگ ایسا خیال کرتے ہیں کہ جسم کے اختیار کرنے سے ایشور سگن اور جسم چھوڑ دینے سے نرگن ہو جاتا ہے۔ یہ وید اور شاستروں کی شہادت کے خلاف ہے اور نیز عالموں کے علم و تجربہ سے برعکس ہی اسلئے تمام آدمیوں کو ایسی فضول باتیں ہمیشہ چھوڑ دینی چاہئیں۔

ایشور کی حمد و ثنا۔ مناجات و دعا۔ عبادت و ریاضت۔ عرض والتجا۔ اور نذر و نیاز کا مضمون ختم ہوا۔

لہ اس سے اوپر اُپاسنا کے متعلق جتنے اُپ نشدوں کے منتر حوالے میں درج کئے گئے ہیں اُن کا ترجمہ سوامی جی نے سنسکرت میں نہیں کیا ہے۔ بلکہ اس مقام پر یہ لکھا ہے کہ "ان تمام حوالوں کا ترجمہ بھاشا میں کیا جائیگا" اسلئے ہم نے بھی اپنا ترجمہ بھاشا کی رو سے کیا ہے۔ مترجم۔

مُکتی (نجات) کا بیان

بطریق بالا[۱] پرمیشور کی اُپاسنا (عبادت) کرنے سے جہالت اور اَدھرم یعنی پاپ کا چلن دور ہو جاتا ہے اور سچے علم و معرفت اور دھرم کی ترقی ہو کر جیو مُکتی حاصل کرتا ہے۔ اس مضمون پر یوگ شاستر کے حوالے درج کئے جاتے ہیں:۔

مکتی کا بیان ایہروُ درشن ہے

"اودّیا۔ اسمِتا۔ راگ۔ دویش اور ابھنویش۔ یہ پانچ کلیش (کلفتیں) ہیں"۔
[یوگ درشن ادھیائے ۲۔ پاد ۲۔ سوتر ۳]

"ان میں سے اودّیا (جہالت) باقی چار کلیشوں کی ماں ہے جو علم سے بے بہرہ جیووں کو (جہالت کے) اندھیرے میں ڈالے اور جینے مرنے کے دُکھ میں پھنسائے رکھتی ہے۔ مگر جب عالم اور نیک باطن عابد اُس جہالت کو سچے علم سے دور کر دیتے ہیں تب وہ مُکتی کو نصیب ہوتے ہیں"۔ [ایضاً سوتر ۴]

"فانی کو غیر فانی اور ناپاک کو پاک۔ دُکھ کو سُکھ اور اناتم (غیر ذی روح یا غیر ذی شعور) کو آتم (ذی روح یا ذی شعور) سمجھنا اودّیا (جہالت) کہلاتی ہے"۔ [ایضاً سوتر ۵]

پانچ کلیشوں سے چھوٹ جانا مکتی ہے

ذرّوں سے مل کر بنے ہوئے اجسام اور دُنیاؤں کو غیر فانی سمجھنا اور ایشور۔ جیو اور دُنیا کی عِلّتِ مادّی یعنی پرکرتی۔ کریا (فعل) و فاعل صفت و موصوف۔ دھرم (عرض) اور دھرمی (جوہر) جو غیر فانی اشیاء ہیں اور جن کے درمیان دوامی تعلق ہے اُنکو فانی یا عارضی سمجھنا جہالت کا پہلا جزو ہے۔ بول و براز کے ظرف اور بدبو و غلاظت سے معمور جسم کو پاک سمجھنا یا تالاب۔ باولی۔ کنوئیں اور ندی وغیرہ کو تیرتھ یا پاک جگہ اور پاپ چھڑانے والا ماننا۔ چرنامرت (وہ پانی جس میں پاؤں دھوئے گئے ہوں) پینا اور ایکادشی وغیرہ جھوٹے برت رکھ کر ناحق بھوک اور پیاس کی تکلیف سہنا۔ ملائم چیزوں کے چھونے اور حظ نفس میں مبتلا ہونے وغیرہ ایسی ایسی ناپاک باتوں کو پاک سمجھنا اور سچے علوم راست گوئی۔ دھرم۔ نیک صحبت۔ پرمیشور کی عبادت۔ ضبطِ حواس اور عوام کو فائدہ پہنچانے۔ سب سے محبت کے ساتھ پیش آنے وغیرہ نیک اور پاک کاموں کو ناپاک سمجھنا جہالت کا دوسرا جزو ہے۔ اسی طرح نفس پرستی۔ شہوت۔ غصہ۔ لالچ۔ دُنیا کی محبت۔ رنج۔ حسد۔ دُشمنی وغیرہ دُکھ کی باتوں سے

[۱] اس مضمون کے متعلق سوامی جی نے جس قدر حوالے درج کئے ہیں اُن کا ترجمہ سنسکرت میں نہیں کیا بلکہ اس مضمون کے ختم پر یہ لکھدیا ہے کہ "ان کا ترجمہ پراکرت (ہندی) بھاشا میں کر دیا ہے"۔ اسلئے ہم نے بھی اپنا ترجمہ ہندی ہی سے لیا ہے۔ مترجم

سکھ ملنے کی اُمید رکھنا اور ضبطِ حواس سے بیغرض ہونا۔ دل کو قابو میں رکھنا۔ صبر و قناعت۔ تمیز نیک و بد خوشی۔ پیار۔ دوستی وغیرہ۔ سکھ کی باتوں میں دُکھ سمجھنا جہالت کا تیسرا جزو ہے۔ اسی طرح جڑ (غیر ذی روح یا غیر ذی شعور) کو چیتن (ذی روح یا ذی شعور) سمجھنا اور اس کے برعکس چیتن کو جڑ سمجھنا جہالت کا چوتھا جزو ہے۔ اِن میں پھنسے ہوئے جاہل ہمیشہ بندھن میں پڑے رہتے ہیں اور جب تک علم کے ذریعہ سے جہالت کو دور نہیں کرتے بندھن سے چھوٹ کر مُکتی نہیں پا سکتے۔

"جیو اور بُدھی (عقل) کو ایک سمجھنا اور غرور و نخوت سے اپنے آپ کو بڑا سمجھنا وغیرہ اَسمتا کہلاتی ہے"۔

[یوگ درشن ادھیائے ۱۔ پاد ۲۔ سوتر ۶]

سچے علم و معرفت سے غرور و نخوت وغیرہ دور ہو جاتے ہیں۔ پھر اسکے بعد گُنوں کے حاصل کرنیکی طرف رغبت ہوتی ہے۔

"دُنیا کی ظاہری راحت کی خواہش کو جس کا اثر سمرتی (حافظہ) میں جنموں سے قائم ہو راگ کہتے ہیں" [ایضاً سوتر ۷]

جب اِنسان کو یہ علم ہو جاتا ہے کہ ملاپ کا نتیجہ جُدائی اور جُدائی کا انجام ملاپ ہے اور عروج کے بعد زوال اور زوال کے بعد عروج ہوتا ہے۔ تب راگ یعنی ہَوا و ہوس دُور ہو جاتی ہے۔

"جس چیز یا بات کو پہلے تجربہ کیا ہو[1] اُس پر اور اُس کی تدابیر پر غصہ آنا دویش کہلاتا ہے"۔ [ایضاً سوتر ۸]

راگ کے دور ہونے پر یہ بھی جاتا رہتا ہے۔

"ہر جاندار چاہتا ہے کہ میں ہمیشہ جسم کے ساتھ قائم رہوں یعنی کبھی نہ مروں اُس کو اَبھنویش (خوفِ مرگ) کہتے ہیں۔ یہ عالم و جاہل اور ادنیٰ سے ادنیٰ جانور میں برابر پایا جاتا ہے"۔ [ایضاً۔ سوتر ۹]

مرنے کا خوف پچھلے جنم کے تجربہ سے ہوتا ہے اِس سے گذشتہ جنم بھی ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ چھوٹے چھوٹے کیڑے اور چیونٹی وغیرہ جاندار بھی ہمیشہ مرنے سے ڈرتے ہیں۔ جب جیو پرمیشور اور پرکرتی (دُنیا کی عِلّت مادّی) کو غیر فانی اور ذرّوں سے مل کر بنی ہوئی اشیاء کے اتصال اور انفصال کو فانی سمجھ لیتا ہے تب یہ کلیش بھی دور ہو جاتا ہے۔ ان کلیشوں کے دور ہو جانے پر جیو کی مُکتی ہو جاتی ہے

"جب جہالت وغیرہ کُلفتیں دور ہو کر علم وغیرہ نیک اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں تب جیو تمام بندھنوں اور دُکھوں سے چھوٹ کر مکتی کو حاصل کرتا ہے"۔ [ایضاً۔ سوتر ۲۵]

"ویراگ یعنی پاپ کے چھوڑنے اور تمام کُلفتوں اور عیبوں کی جڑ یعنی جہالت کے فنا ہونے سے مکتی حاصل ہوتی ہے"۔ [یوگ درشن ادھیائے ۱۔ پاد ۳۔ سوتر ۴۸]

"ستو یعنی عقل اور پُرش یعنی جیو دونوں کے بے لوث اور پاک ہونے سے مُکتی نصیب ہوتی ہے"۔ [ایضاً سوتر ۵۳]

[1] یعنی اپنے تجربہ میں اُس سے کسی قسم کی تکلیف یا رنج اُٹھایا ہو۔ مترجم

"تمام عیبوں سے آزاد ہو کر جب آتما علم و معرفت کی طرف رجوع ہوتی ہے۔ تب چت کیولیہ موکش (نجات) کے سنسکار (اثر و خیال) سے معمور ہو جاتا ہے۔" [یوگ درشن ادھیائے ۱۔ پاد ۴۔ سوتر ۲۶]

"پرکرتی (علتِ مادی) کے ستو (عقل افزا) رج (متحرک یا جوش افزا) اور تم (غفلت آور یا مجہول) گنوں (صفات) اور اُن کے تمام مرکبوں سے پرشارتھ (محنت و تدبیر) کے ساتھ چھوٹ کر جب آتما میں وگیان (علم و معرفت) اور شدھی (پاکیزگی) قائم ہو جاتی ہے۔ اور جیو اپنی طبعی یا ذاتی قوتوں اور صفات میں قائم ہو کر پرمیشور کی بے عیب ذاتِ پاک کی معرفت سے معمور۔ اُس کے نور سے منور۔ راحتِ اعلیٰ سے مسرور ہو جاتا ہے۔ تب اُسے کیولیہ موکش کہتے ہیں۔" [یوگ درشن ادھیائے ۱۔ پاد ۴۔ سوتر ۳۴]

اب اسی مضمون پر نیائے شاستر کے حوالے درج کئے جاتے ہیں:۔

مِتھیا گیان کے زائل ہونے سے مکتی ہوتی ہے

"متھیا گیان یعنی جہالت کے دور ہونے سے جیو کے تمام دوش (عیب) دور ہو جاتے ہیں۔ پھر عیب کے دور ہونے سے ادھرم اور نفس پرستی وغیرہ کا خیال دور ہو جاتا ہے جس کے دور ہو جانے سے پھر جنم نہیں ہوتا اور جنم کے نہ ہونے سے تمام دُکھ بالکل معدوم ہو جاتے ہیں۔ دُکھوں کے مٹ جانے سے موکش یعنی پرمیشور کے قرب میں پرم آنند (راحت اعلیٰ) حاصل ہوتا ہے اُسی کو موکش کہتے ہیں۔" [نیائے درشن ادھیائے ۱۔ آہنک ۱۔ سوتر ۲]

"سب قسم کی رکاوٹیں یعنی مرادوں یا خواہشوں کے پورا نہ ہونے اور دوسرے کی تابعداری کو دُکھ کہتے ہیں۔" [ایضاً سوتر ۲۱]

"دُکھ کے بالکل[1] مٹ جانے اور پرمیشور کی ذات عین راحت میں آنند پانے کو موکش کہتے ہیں [ایضاً سوتر ۲۲]

"ویاس جی کے والد وادی آچاریہ (پراشر جی) ایسا مانتے ہیں کہ جیو مکتی کے اندر شدھ (پاک) مَن (دل) کے ساتھ پرمیشور کے پرانند (راحتِ اعلیٰ) میں رہتا ہے اور اندریاں (حواس) وغیرہ اور کوئی شئے نہیں رہتی۔" [ویدانت درشن ادھیائے ۴۔ پاد ۴۔ سوتر ۱۰]

ویاس جی کے شاگرد خاص جیمنی جی کا قول ہے کہ جس طرح موکش میں من رہتا ہے اُسی طرح شدھ یعنی نیک اور پاک ارادوں سے معمور کارن شریر (علتِ مادی صورتِ جسم) پران (نفس) وغیرہ اور نیز اندریوں (حواس) کی پاک قوت[2] قائم رہتی ہے۔" [ویدانت درشن ادھیائے ۴۔ پاد ۴۔ سوتر ۱۱]

[1] یہاں لفظ بالکل سے بہت مراد ہے مثلاً جب یہ کہا جاتا ہے کہ اس شخص کو بالکل دُکھ ہی دُکھ ہے یا بالکل سُکھ ہی سُکھ ہے تو اُس سے یہی مراد ہوتی ہے کہ اُس کو بہت دُکھ یا بہت سُکھ ہے۔ مترجم

[2] شتپتھ براہمن کے چودھویں کانڈ میں لکھا ہے کہ اگرچہ موکش میں مادی جسم نہیں رہتا تاہم چوبیس قسم کی پاک قوتیں قائم رہتی ہیں اور اس حالت میں جیو جس قوت کو استعمال کرنیکا ارادہ کرتا ہے وہی قوت ظاہر ہوتی ہے اور اپنے کام کو انجام دیتی ہے۔ مترجم

"دوادراین یعنی ویاس جی مکتی میں بھاؤ (قائم رہنا) اور ابھاؤ (غائب ہونا) دونوں مانتے ہیں یعنی اُن کی رائے میں کلیش (کلفت) جہالت اور ناپاکی وغیرہ عیب بالکل زائل ہو جاتے ہیں اور راحتِ اعلیٰ علم و معرفت پاکی وغیرہ تمام نیک گُن قائم رہتے ہیں۔ مثلاً بان پرستھ آشرم (عالمِ صحرا نشینی) میں بارہ دن کا ورت کیا جاتا ہے جس میں بہت تھوڑا کھایا جاتا ہے جس سے بھوک قدرے رفع ہو جاتی ہے اور قائم بھی رہتی ہے اسی طرح موکش میں پاک قوتیں قائم رہتی ہیں اور ناپاک قوتیں جاتی رہتی ہیں"۔ [ایضاً سوتر ۱۲]

۲- بروئے اُپنشد "جب مَن (دل)، پانچوں گیان اندریوں (قواء احساس باطنی) سمیت پرمیشور میں قائم ہو جاتا ہے اور بدھی (عقل) گیان کے خلاف کوئی حرکت نہیں کرتی اُسی کو پرم گتی یعنی موکش کہتے ہیں"۔ [کٹھ اُپ نشد۔ ولی ۶- منتر ۱۰]

"اندریوں کی پاکیزگی اور قرار کی حالت کو عالمِ یوگ کی دھارنا (یوگ کا چھٹا درجہ) مانتے ہیں۔ جب انسان اُپاسنا (عبادت) کے ذریعہ سے پرمیشور کو پاکر تمام عیبوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ تب ہی وہ موکش کو نصیب ہوتا ہے۔ اُپاسنا یوگ (عبادت الٰہی) پاکیزگی اور نیک اوصاف کو پیدا کرنیوالا اور تمام ناپاکی عیوب اور کھوٹے گُنوں کو دور کرنے والا ہے"۔ [ایضاً منتر ۱۱]

"جب اِنسان کا دل تمام بُرے کاموں کو چھوڑ کر پاک ہو جاتا ہے تب وہ اُمرت یعنی موکش کو حاصل کر کے برہم کے ساتھ آنند میں رہتا ہے"۔ [ایضاً۔ منتر ۱۴]

"جب انسان کے دل کی گانٹھ یعنی جہالت وغیرہ تمام بندھن کٹ جاتے ہیں تب وہ مکتی پاتا ہے اسلئے سب کو یہی ہدایت ہے کہ اُس موکش کو حاصل کریں"۔ [ایضاً۔ منتر ۱۵]

مکتی میں پاک قوتیں قائم رہتی ہیں

"جب موکش میں جسم اور آلات احساس نہیں رہتے تب وہ جیو آتما حواس اور دل کی پاک قوتوں سے آنند کے کاموں کو دیکھتا اور بھوگتا ہے۔ کیونکہ اُس وقت اُسکے حواس اور دل روشن و منور ہو جاتے ہیں"۔ [چھاندوگیہ اُپ نشد۔ پرپاٹھک ۸- کھنڈ ۱۲- منتر ۵]

"مکتی پائے ہوئے جیو برہم لوک یعنی پرمیشور کو پاکر اُس کی اُپاسنا (عبادت) کرتے ہوئے اُسی کے سہارے رہتے ہیں اور جس مقام پر چاہتے ہیں جاتے ہیں۔ اُن کے لئے کہیں رُکاوٹ نہیں ہوتی۔ اُنکے تمام ارادے پورے ہوتے ہیں اور وہ کسی بات میں ناکام نہیں رہتے۔ اسلئے جو انسان مذکورہ بالا طریق سے پرمیشور کو سب کا آتما جان کر اُسی کی عبادت کرتا ہے وہ اپنی تمام مرادوں کو حاصل کرتا ہے۔ برجاپتی (پرمیشور)

۵۔ واضح رہے کہ موکش کسی خاص مقام یا چیز کا نام نہیں بلکہ برہم یعنی پرمیشور کے ساتھ جو سب جگہ محیط ہے آنند میں رہنے کو ہی موکش پد کہتے ہیں۔ مترجم۔

نے یہ ہدایت سب جیوؤں کے لئے (ویدوں میں) کی ہے" [چھاندوگیہ اُپنشد۔ پرپاٹھک۔ کھنڈ ۱۲ منتر ۵]

"جو پرمیشور آتما کے اندر موجود اور دل کے حال کو جاننے والا اور منتظم کل ہے اُسی کو برہم کہتے ہیں۔ اور وہی اَمرت یعنی موکش سُورُوپ (عین نجات) ہے۔ وہ سب کا آتما ہے اور اُسکا کوئی آتما نہیں میں اُس مخلوقات کے مالک و محافظ کے ہر جگہ پھیلے ہوئے دربار میں باریاب ہوں۔ میں اس دُنیا میں پورے عالم براہمنوں اور شہزور کشتریوں اور اہلِ حرفت و ویشیوں کے درمیان نامور ہوں۔ اے پرمیشور! میں نیکنامی میں نام پاکر آپ تک پہنچنا چاہتا ہوں۔ آپ اپنے فضل و کرم سے مجھے اپنے قرب میں قبول کیجئے"۔

[ایضاً کھنڈ ۱۴۔ منتر ۱]

"مکتی کا راستہ نہایت لطیف ہے اُسکے ذریعہ سے تمام دُکھوں سے بآسانی پار ہو سکتے ہیں۔ یہ راستہ قدیم ہے۔ مجھے یہ راستہ ایشور کی عنایت سے حاصل ہوا ہے۔ تمام عیبوں اور دُکھوں سے آزاد صاحبِ عقل و ہوش بُرہم یعنی وید اور پرمیشور کو جاننے والے انسان تدبیر و محنت سے تمام دُکھوں کو مغلوب کر کے عین راحت بُرہم لوک یعنی پرمیشور کو پاتے ہیں"۔

۳۔ بروے براہمن

[شت پتھ براہمن کانڈ ۱۴۔ ادھیائے ۷۔ براہمن ۲۔ کنڈکا ۸]

"اُس مکتی کی حالت میں شُکل[۵۲] (سفید) نیل (آسمانی) پنگل (زرد) ہرت (سبز) اور لوہت (سرخ) گنوں والے مقامات (لوک) گیان (علم و معرفت) کے ذریعہ سے عیاں و روشن ہوتے ہیں۔ یہ موکش کا راستہ پرمیشور کا قرب حاصل ہونے پر ملتا ہے اور برہم کو جاننے والا پُر نور و جلال یا پاک اور نیکوکار انسان ہی اس موکش کے سُکھ کو پاتا ہے"۔ [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۴۔ ادھیائے ۷۔ براہمن ۲۔ کنڈکا ۹]

"وہ پرمیشور پران (نفس) کا بھی پران۔ آنکھ کی آنکھ اور کان کا کان۔ اور اَن کا اَن یعنی باعث حیات اور مَن (دل) کا بھی مَن ہے۔ جو عالم اُس کو ٹھیک ٹھیک جانتے ہیں وہ قدیم و پاک برہم کو پاکر موکش کے سُکھ کو بھوگتے ہیں اور وہ سُکھ دل ہی سے بھوگا جاتا ہے اور اُسمیں سُکھ کے سوائے اور کوئی دوسری چیز یعنی دُکھ نہیں ہوتا"۔ [ایضاً کنڈکا ۱۸]

"جو شخص ایک کی بجائے کئی برہم (پرمیشور) مانتا ہے یا پرمیشور کو کئی چیزوں سے مرکب سمجھتا ہے وہ بار بار

---

[۵۱] اس سے ثابت ہوا کہ مکتی پاکر جیو کسی مقام خاص میں نہیں جاتا بلکہ آزادی کے ساتھ ہر جگہ آ جا سکتا ہے۔ مترجم

[۵۲] یہاں ان پانچ رنگوں سے پانچ تتو (عناصر کثیف) مراد ہیں سنسکرت زبان میں اُن میں سے ہر ایک کے ساتھ لوک کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ سُرخ رنگ سے اگنی لوک (کرۂ آتش) اور سبز رنگ سے پرتھوی لوک (کرۂ ارضی) زرد رنگ سے وایو لوک (کرۂ ہوائی) آسمانی یا نیلے رنگ سے جل لوک (کرۂ آب) اور سفید رنگ سے آکاش مُراد ہے۔ مترجم

مرنے اور پیدا ہونیکے دُکھ میں پڑتا ہے۔ کیونکہ وہ پرمیشور ایک ہی ہے اور ہمیشہ عیب سے پاک اور محیط کل ہے اُس کو من (دل) ہی کے اندر دیکھ سکتے ہیں کیونکہ وہ آکاش سے بھی زیادہ لطیف ہے" [ایضاً۔ کنڈکا ۱۹]
"پرمیشور ہر قسم کی ناپاکی یا پریشانی سے منزہ اور آکاش سے نہایت لطیف۔ غیر مولود اور قایم بالذات ہے عارف لوگوں کو چاہیئے کہ اُس کی معرفت سے اپنی عقل کو روشن کریں۔ عارف اُس برہم کے جاننے ہی سے براہمن کہلاتے ہیں" [ایضاً۔ کنڈکا ۲۰]
"یاگیہ ولکیہ جی (گارگی کو مخاطب کر کے) فرماتے ہیں کہ اے گارگی! پرمیشور کو جاننے والے برہمن اُسکو ناموٹے پن پتلے پن چھٹائی۔ لالی۔ چکنائی۔ سائے۔ اندھیرے۔ ہوا۔ آکاش تعلق۔ آواز لمس۔ بو۔ ذائقہ۔ آنکھ۔ کان دل۔ روشنی۔ پران (نفس) مُنہ۔ نام۔ گوتر (خاندان) بُڑھاپے۔ موت۔ خوف تشکل۔ خلا۔ سمٹاؤ۔ تقدم۔ تاخر۔ اندروں۔ بیروں۔ ان سب باتوں سے منزہ اور مُبرّا۔ موکش سوروُپ (عین نجات) بتاتے ہیں مجسم اشیاء کی طرح کوئی اُس کو حاصل نہیں کر سکتا اور نہ وہ مثل اشیا مجسم کسی کو محسوس ہو سکتا ہے۔ وہ حواس کے احاطہ سے باہر اور سب کا آتما ہے" [شتپتھ براہمن۔ کانڈ ۱۴۔ ادھیائے ۶۔ کنڈکا ۸]
اُس ہستی مطلق۔ عین علم۔ اور عین راحت وغیرہ صفات سے موصوف پرمیشور کو مکتی پائے ہوئے جیو ہی پا سکتے ہیں۔ اُس کو پاکر جیو ہمیشہ سُکھی رہتا ہے۔
"جو انسان مذکورہ بالا طریق سے گیان (علم و معرفت) کی یگیہ۔ اور اپنے آتما کو پرمیشور کی نذر کرتا ہے وہ مکتی پاکر موکش کے سُکھ میں رہتا ہے۔ جو انسان اس طرح پرمیشور کے ساتھ مترتا (رابطۂ اتحاد) حاصل کرتے ہیں اُن کو اعلیٰ راحت (بصدر) حاصل ہوتی ہے۔ اور اُن کے پران (بذریعہ پرانایام) اُنکی عقل کو روشن کرتے ہیں۔ اور مکتی پائے ہوئے جیو اُس نئے مکتی پانیوالے انسان کو اپنے قریب آنند میں رکھتے ہیں۔ وہ اپنے علم سے باہم ایک دوسرے سے محبت کے ساتھ ملتے اور ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں" ۴۔ برگ وید
[رگ وید۔ اشٹک ۸۔ ادھیائے ۲۔ ورگ ۱۔ منترا ۱]
"وہی پرمیشور ہمارا بندھو (دُکھ کا مٹانے والا) اور جنتا (سب سکھوں کو پیدا کرنیوالا اور پرورش کرنیوالا) ہے وہی ہماری سب مرادوں کو پورا کرنے والا اور تمام لوکوں دُنیاؤں کو جاننے والا ہے۔ عالم موکش پاکر ہمیشہ اُس میں آنند پاتے ہیں اور تیسرے دھام یعنی خالص ستو (نورِ علم) سے منور ہو کر ہمیشہ آزادی کے ساتھ سکھ میں رہتے ہیں" [یجر وید۔ ادھیائے ۳۲۔ منتر ۱۰] (مکتی یعنی نجات کا مضمون ختم ہوا)

نوٹ۔ اس مضمون کے متعلق دیکھو صفحہ ۱۶۴ سطر ۱۵۔ اور صفحہ ۸۲ سطر ۱۲ و ۱۳ و ۱۴۔ جہاں مکتی سے واپس آنے کا بیان ہے۔ مترجم

جہاز اور غبارہ وغیرہ کے علم کا بیان

مندرجۂ ذیل منتروں میں علم صنعت (شلپ ودیا) کا بیان ہے۔

جہاز کی سواری اور اُسکے فوائد

"جس شخص کو دولت حاصل کرنیکی خواہش ہو (تُگر) وہ راحت و پرورش کے سامان یعنی دولت یا فتح کو حاصل کرنے کے لئے علم طبیعات (پدارتھ ودیا) کے ذریعہ سے اپنی خواہش کو پورا کرے اُس کو چاہیئے کہ زمین سے پیدا ہونے والی لکڑی و لوہے وغیرہ اشیاء سے جہاز بنا کر آگ اور پانی کی طاقت سے سمندر میں چلائے اور اُس کے ذریعہ سے مال و دولت پیدا کرے۔ اس طرح کرنے سے انسان کو اسقدر مال و دولت حاصل ہوتا ہے کہ وہ کبھی بھوکا نہیں مرتا۔ کیونکہ محنت کا ہمیشہ نیک نتیجہ ملتا ہے اسلئے دوسرے بر اعظموں میں جانیکے لئے ہمیشہ بڑی تدبیر و محنت سے سمندر کے اوپر جہاز چلانے چاہئیں۔ جہاز رانی کے لئے دو قسم سامان (اشون) کی ضرورت ہے۔ ایک دیو یعنی روشنی دینے والی چیزیں مثلاً آگ وغیرہ۔ دوسرے پرتھوی مئے یعنی زمین سے پیدا ہونیوالی چیزیں مثلاً لوہا۔ تانبا۔ چاندی وغیرہ دھاتیں اور لکڑی وغیرہ اشیاء۔ ان دونو سے جہاز وغیرہ سواریاں بنا کر دوسرے ملکوں میں آرام کے ساتھ آمد و رفت کرنی چاہیئے۔ راج پرش (سرکاری حکام) اور بیوپاریوں (تاجروں) اور نیز دیگر لوگوں کے آرام کے لئے جو بحری سفر کا ارادہ رکھتے ہوں بذریعۂ جہاز سمندر میں آمد و رفت قائم کرنی چاہیئے۔ نیز سامانِ مذکورہ بالا سے اور بھی کئی قسم کی سواریاں مثل غبارہ وغیرہ کے طیار کرنی چاہئیں۔ انترکش (خلا بالائے زمین) میں سفر کرنیوالوں کو وہاں (غبارہ) بنانا چاہیئے اور اس طرح ہر انسان کو بڑی حشمت اور دولت حاصل کرنی چاہیئے۔ جہاز پانی کے اثر سے بالکل محفوظ ہونے چاہئیں یعنی اُن پر نہایت چکنا روغن کرنا چاہیئے تاکہ اُن کے اندر پانی نہ بھر جائے۔ اس طرح زمین پر چلنے والی سواریوں کے ذریعہ سے خشکی پر اور پانی میں چلنے والے جہازوں وغیرہ کے ذریعہ سے پانی میں اور انترکش میں چلنے والی سواریوں کے ذریعہ سے ہوا کے اندر سفر کرنا چاہیئے۔ گویا ہر قسم کے سفر کے لئے مذکورہ بالا تین قسم کی سواریاں بنانی چاہئیں۔"

[رگ وید- اشٹک ۱- ادھیائے ۸- ورگ ۸ منتر ۳]

"تگر" تج मन्त्र مصدر سے علامت رک रक् ایزاد کرکے بنتا ہے۔ تج کے معنی ہنسا (مارنا)۔ بل (طاقت ہونا یا زور کرنا)۔ آدان (لینا) اور نکیتن (مکان میں بسنا) ہے۔ اسلئے تگر سے وہ شخص مراد ہے جو دشمن کو مار کر اور اپنی قوتِ بازو سے فتح پا کر مال و دولت حاصل کرے اور بذریعہ سواری ایک مقام سے

دوسرے مقام کو پہنچے۔

اِس منتر میں اُوہتُہ (ऊहतुः) کی بجائے اُوہتھہ (ऊहथुः) "تم آمدورفت کرو" آیا ہے۔ یعنی صیغہ کا بدل ہو کر بجائے غائب کے حاضر استعمال کیا گیا ہے۔

لفظ "اَشون" کی بابت چند حوالے درج کئے جاتے ہیں:۔

لفظ اَشون کی تشریح

"روشن اور لطیف دیوتاؤں یعنی حرارت اور ہوا کو اَشون کہتے ہیں۔ اِن میں سے حرارت یا بجلی اور دھننجے نام ہوا سب جگہ محیط ہے۔ آگ اور پانی کا نام بھی اَشون ہے۔ کیونکہ آگ روشنی کے ذریعہ سے اور پانی اپنے رس (ذائقہ) کے ذریعہ سے سب میں موجود سرائت کئے ہوئے ہے۔ اُورن وابھ آچاریہ کی رائے ہے کہ تیزی اور حرکت پیدا کرنیوالی ہوا۔ آگ اور پانی کو اَشون کہتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ روشنی یا حرارت اور زمین کا نام اَشون ہے اور بعض اَشون سے دن اور رات اور بعض سورج اور چاند مراد لیتے ہیں۔" [نِرُکت ادھیائے ۱۲ - کھنڈ ۱]

اَشون سے جَربھری اور تُربھری مُراد ہیں۔ جَربھری سے (غبارہ وغیرہ) کو بھرنے والی یا اُٹھانے والی چیزیں (یعنی آگ ہوا وغیرہ) اور تُربھری سے کاٹنے والی ضرب کرنے والی۔ دھکا دینے والی یا خشکی و تری کی سواریوں میں حرکت یا رفتار کی تیزی پیدا کرنے والی چیزیں مراد ہیں یعنی اس سے سمندر میں پیدا ہونیوالے موتیوں کی مانند اُونیچ یعنی پانی سے پیدا ہونیوالی دو چیزیں (مِتر (ہائڈروجن) اور ورُن (آکسیجن) یا بھاپ) بھی مُراد ہیں۔

"تین رات دن میں پانی سے بھرے سمندر کے پار یا خشکی اور اَنترکش (خلا) میں سے دور دور پہنچانے والی نہائت تیز رفتار جہاز و غبارہ وغیرہ سواریاں بنانی چاہئیں۔ جو (تینگ) سر توڑ تیزی سے چلیں۔ ان تین قسم کی (ہوا۔ پانی اور خشکی) میں جانیوالی سواریوں کی یعنی نہائت تیز رفتار سواریوں کے ذریعہ سے جن میں تیزی پیدا کرنے والے سولہ اوزار[1] یا حرارت پہنچانے کی نالیاں یا حرارت کے جمع رہنے کے خانے موجود ہوں تین قسم کے رستوں سے آرام کے ساتھ سفر کرنا چاہیئے۔ اس قسم کی سواریوں کا مصالحہ دو قسم کا ہوتا ہے یعنی ایک حرارت پیدا کرنے والی آگ اور دوسری معدنیات ارضی۔ ان دونوں سے یہ سواریاں چلتی ہیں (یہاں بھی پہلے منتر کی طرح (اُدہتُہ ऊहतुः کی جگہ (اُوہتھہ ऊहथुः) آیا ہے یعنی اشٹادھیائی ادھیائے ۳ - پاد ۱ - سُوتر ۸۵ کے بموجب

حرارت سے تیزی پیدا کرنے کا بیان

[1] اس وقت پرانے زمانہ کے کسی یادگار کے موجود نہ ہونے اور اتھروید کے نہ ملنے کی وجہ سے کلوں کی اندرونی تفصیل جو یہاں یا اس مضمون میں آگے بیان کی گئی ہے سمجھ میں نہیں آسکتی۔ ان باتوں کو کوئی بڑا بھاری کاریگر جو سنسکرت کے علم صنعت کا ماہر ہو حل کر سکتا ہے۔ مترجم

ویدوں میں صیغہ کا تغیر و تبدل ہو جاتا ہے۔ اسلئے یہاں اُسی قاعدہ سے بجائے غائب کے حاضر آیا ہے۔ مہابھاشیہ کے مصنف نے بھی اس بارہ میں ایسا ہی لکھا ہے) الغرض خود رفتار سواریوں کے بنانے میں زیادہ تر یہی دو قسم کی چیزیں کارآمد ہوتی ہیں۔ اسطرح سواریاں بنا کر مال و دولت اور ہر قسم کا عمدہ سامان راحت حاصل ہوتا ہے۔" [رگ وید اشٹک ۱۔ ادھیائے ۸۔ ورگ ۸۔ منتر ۴]

"اے انسانو! مذکورہ بالا طریق سے بنائی ہوئی سواریوں کے ذریعہ سے سمندر یا انترکش (خلا) کے اندر جن میں سے گذرنے کے لئے جہاز یا غبارہ کے سوائے کوئی ٹھیرنے بیٹھنے یا پکڑنے کا سہارا نہیں ہے اپنے کاروبار کے سرانجام کے لئے سفر کرو اور آگ اور پانی (اشوِن) کی قوت سے دولت و حشمت پیدا کرو۔ اس قسم کی سواریاں عمدہ اور اعلیٰ اصول پر بنائی ہوئیں تیز رفتار اور نہایت کارآمد ہوتی ہیں۔ اُن جہازوں میں سینکڑوں ارتر یعنی چپّو یا سمندر میں ٹھیرنے کے لئے آہنی لنگر اور زمین پر یا ہوا میں ٹھیرنے یا موڑنے کی کل اور پانی کی تھاہ لینے کا آلہ ہونا چاہیئے۔ یہ ارتر خشکی پر چلنے والی سواریوں اور نیز ہوا میں اُڑانے والے غباروں میں لگانے چاہئیں اور تینوں قسم کی سواریاں سینکڑوں کلوں اور جوڑوں سے نہایت عمدہ اور مضبوط بنانی چاہئیں اور اُن کے ذریعہ سے ہمیشہ پائدار رہنے والی دولت و حشمت حاصل کرنی چاہیئے۔" [رگ وید۔ اشٹک ۱۔ ادھیائے ۸۔ ورگ ۸۔ منتر ۵]

"جس ذریعہ سے سامان راحت حاصل ہو سکتا ہو۔ انسان کو ہمیشہ اُسی کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔

بھاپ کا بیان

آگ اور پانی کے ذریعہ سے جو سفید رنگ کی بھاپ (اشو) پیدا ہوتی ہے علم صنعت کے اُستاد (شلپ وِدیا وِد) اُس کے ذریعہ سے مذکورہ بالا سواریوں میں رفتار کی تیزی پیدا کرتے ہیں۔ اُن سے ہمیشہ بڑا بھاری سُکھ حاصل ہوتا ہے۔ یہ قوت آگ اور پانی کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے انسان کو اُن سے پورا پورا فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ اُن کی یہ طاقت جو سُکھ دینے والی اور قوت پیدا کرنے والی ہے۔ قابل استعمال ہے۔ اُس میں بڑی بڑی خوبیاں ہیں جن کا بیان کرنا اور دوسروں کو سکھانا انسان کا فرض ہے۔ اُس کے ذریعہ سے دوسروں کو فائدہ پہنچانا چاہیئے (یہاں لٹ (فعل حال) کی بجائے لنگ (مضارع) آیا ہے) آگ نہائت تیز حرکت پیدا کرنے والی اور سواریوں کو نہائت تیزی سے چلانے والی (پیدوا) ہے (نگھنٹو ادھیائے ۱۔ کھنڈ ۱۴ میں پیدو پتنگ (تیز رفتار) اور اشو (رِدو) کا مترادف آیا ہے) اس تیز حرکت پیدا کرنے والی حرارت کا علم آریہ یعنی اہل تجارت و حرفت (ویشیوں) اور اہل مقدرت لوگوں کو ضرور حاصل کرنا چاہیئے (اشٹا دھیائی میں لفظ آریہ کے معنی سوامی (مالک) اور ویش بتائے ہیں۔") [رگوید۔ اشٹک ۱۔ ادھیائے ۸۔ ورگ ۹۔ منتر ۱]۔

"خوش رفتار سواریوں میں فولاد کے برابر مضبوط چکروں یا پہیوں کے تین مجموعے رفتار میں تیزی پیدا کرنے کیلئے رکھنے چاہئیں جن میں تمام کلیں اور اوزار لگے رہیں۔ اسی طرح علم صنعت کے عالموں کو تین ستمبھ (مستول یا ستون) بنانے چاہئیں جن کے سہارے تمام سامان اور کلیں ٹھیک ٹھیک قائم رہ سکیں تمام عالم اور اہل صنعت جانتے ہیں کہ ان سواریوں سے امن۔ حفاظت۔ سکھ اور جملہ کاربرآری ہوتی ہے ان سواریوں کی رفتار کا مدار آگ اور پانی ہی پر ہے۔ اسکے بغیر یہ سواریاں نہیں بن سکتیں۔ (اُن کے ذریعہ سے وہ تیزی پیدا ہو سکتی ہے کہ) تین دن رات میں کہیں سے کہیں کالے کوسوں دُور پہنچا دیوے۔" [رگ وید۔ اشٹک ۱۔ ادھیائے ۳۔ ورگ ۴۔ منتر ۲]

اب یہ بیان کرتے ہیں کہ زمین سمندر اور انترکش (خلا) میں سفر کرنے کے لئے جو سواریاں بنائی جائیں وہ کس قسم کی ہونی چاہئیں؟۔

جہاز وغیرہ بنانے کا مصالحہ اور اندرونی تفصیل

"اُن کو لوہے۔ تانبے اور چاندی وغیرہ تین دھاتوں سے بنانا چاہئے اور وہ ایسی تیز رو ہونی چاہئیں جس طرح آتما اور من (دل) تیز پرواز ہیں۔ کلوں کے ذریعہ سے تحریک پاکر ہوا اور آگ ان سواریوں کو سریع الحرکت بنا دیتی ہیں۔" [رگ وید۔ اشٹک ۱۔ ادھیائے ۳۔ ورگ ۵۔ منتر ۷]

"جہاز کو بہت وسیع اور مستول لنگر اور کیل کانٹے سے درست بنا کر آگ کے گھوڑے کے ذریعہ سے بحر ذخار کے پار لے جانا چاہئے۔ مذکورہ بالا تینوں قسم کی سواریوں میں حرکت کی تیزی پیدا کرنیکے لئے اِندُ یعنی پانی اور بھاپ کو باقاعدہ استعمال کرنا چاہئے تاکہ وہ نہایت تیز رفتار ہو جائیں۔"

[رگ وید اشٹک ۱۔ ادھیائے ۳۔ ورگ ۳۴۔ منتر ۸]

"اِندُ (इन्दु) پانی کا مترادف ہے۔" [نگھنٹو۔ کھنڈ ۱۲]

"اِندُ (इन्दु) اُند (उन्द) مصدر سے اُ (उ:) علامت ایزاد کر کے اور پہلے حرف یعنی اُ (उ) کو اِ (इ) سے بدل کر بنتا ہے جو چیزوں کو مرطوب کرے اُسے اِندُو کہتے ہیں یعنی پانی اور چاند۔"

[اُن آدکوش پاد ا۔ سوتر ۱۲]

"اے انسانو! مذکورہ بالا تین قسم کی سواریوں میں دِل یا ہوا کی مانند تیز رفتار پیدا کرنے کے لئے کلوں اور اوزاروں کے ذریعہ سے حرکت پیدا کرو یعنی اُن میں پانی بھرو اور پھر حرارت کے ذریعہ سے بھاپ پیدا کرو جس سے نہایت تیزی اور سرعت پیدا ہو۔" [رگوید۔ اشٹک ۱۔ ادھیائے ۶۔ ورگ ۹۔ منتر ۴]

"سمندر زمین اور انترکش (خلا) کے سفر کو طے کرنے کے لئے مختلف قسم کی سواریاں بنانی چاہئیں۔ مثلاً بحری سفر کے لئے سمُدر (سمندروں) کو جہاز اور کشتیاں بنانی چاہئیں جس طرح صاحب عقل و دانش

سواریوں میں آگ اور پانی سے کام لیتے ہیں اُسی طرح ہم کو بھی کرنا چاہئے۔ انسان کو سمندر وغیرہ کے وار پار جانے کیلئے تدبیر و کوشش سے مذکورہ بالا قسم کی سواریاں بنانی چاہئیں۔"

[رگ وید۔ اشٹک ۱۔ ادھیائے ۳۔ ورگ ۳۴۔ منتر ۷]

"ہُتی میدھاوی یعنی صاحب عقل و فراست کا مترادف آیا ہے۔" [نگھنٹو۔ کھنڈ ۱۵]

"اے انسانو! جب آپو وسان یعنی جل پاتر (ظرف آب یا بائلر Boiler) کے نیچے لکڑی وغیرہ کی نہایت تیز آگ روشن کر کے حرکت کی تیزی پیدا کرنے والی استو یعنی بھاپ کلوں میں گردش پیدا کرتی ہے۔ تب کِرشن (معدنیاتِ ارضی سے بنا ہوا یا کھینچنے والا) بیان (غبارہ) نہایت تیزی سے روشن آکاش کے اندر اُڑتا ہے اور بڑی تیزی سے اوپر چڑھتا ہے۔"

[رگ وید۔ اشٹک ۲۔ ادھیائے ۳۔ ورگ ۲۳۔ منتر ۴۷]

"غبارہ میں ۱۲ چکر ہونے چاہئیں جن میں آرے لگے ہوئے ہوں اور جو تمام کلوں کو گھماویں اور اُن سب کے بیچ میں ایک چکر ہونا چاہئے جس سے اُن سب میں گردش پیدا ہو اور درمیانی اجزار کو قائم رکھنے کے لئے بیچ میں تین کلیں (پیندے) بنانی چاہئیں۔ اُن میں تین تین سو شنکو (دندانہ یا پیچ) ہونے چاہئیں اور چلنے والی اور ٹھیرنے والی ساٹھ کلیں ہونی چاہئیں۔ الغرض اُس میں مذکورہ بالا سب سامان رکھنا چاہئے۔ اس سامان کو کوئی کاریگر ہی جانتا ہے۔ سب کوئی اس کو نہیں سمجھ سکتے۔"

[رگوید۔ اشٹک ۲۔ ادھیائے ۳۔ ورگ ۲۴۔ منتر ۴۸]

اِس مضمون کے اور بہت سے منتر ویدوں میں موجود ہیں جن کو یہاں موقع نہ ہونے کی وجہ سے نہیں لکھتے۔

جہاز اور غبارہ وغیرہ کے علم کا بیان ختم ہوا

علم تار برقی کے اصول کا بیان

مندرجہ ذیل منتر میں علم تار برقی کے اصول کو بیان کیا ہے :۔

> بجلی کے گُن اور آلہ برقی کے فواید

"اے انسانو! اشون یعنی معدنیات ارضی اور حرارت سے بہت سے عالموں کے کام میں آنے والی نہایت اعلیٰ صفات سے پُر اور آگ کی خاصیت والی صاف دھاتوں سے پیدا ہونے والی بجلی کا شرارہ یا رَو پیدا کرنا چاہیئے اور اُس کو محکمہ جنگی کے کاروبار میں غیر موصل اشیائے کے ذریعہ سے (قابو میں کرکے) ہر قسم کے کام کے لئے استعمال کرنا چاہیئے اور تار کے یَنتر (آلہ برقی) کو بنانا چاہیئے۔ اس بجلی میں ضرب کرنے اور حرکت دینے کی صفت ہوتی ہے اور اُس سے بڑے بڑے عمدہ اور اعلیٰ کام نکلتے ہیں۔ یہ لڑنے والے دشمن کو شکست دینے اور اپنی فوج کے بہادروں کو فتح حاصل کرانے میں نہایت کارآمد ہے۔ فوج کے لوگوں کا سب کام اسی سے چلتا ہے۔ سورج کی طرح دور بیٹھے ہوئے لوگوں کو حالات کی اطلاع پہنچانے کے لئے اشون یعنی معدنیات ارضی اور بجلی کو ٹھیک ٹھیک استعمال میں لانا چاہیئے۔ اور تار ینتر (آلہ برقی) کے استعمال سے ہمیشہ فائدہ اُٹھانا چاہیئے"۔

[رگ وید۔ اشٹک ۱۔ ادھیاے ۵۔ ورگ ۲۱۔ منتر ۱۰]

علم تار برقی کے اصول کا مختصر بیان

ختم ہوا

علم طب کے اُصول کا مختصر بیان

مندرجہ ذیل منتر میں علم طب کے اُصول کو بیان کیا ہے -

استعمال دوا اور پرہیز

"اے شافیِ مُطلق پرمیشور! آپ کی نظرِ رحمت سے ہمارے لئے سوم وغیرہ تمام ادویات راحت اور شفا عطا کرنے والی اور مرض کی جڑ اُکھاڑنے والی ہوں - ہمیں اُنکا علم ہو - جل اور پران (آب و ہوا) ہمارے موافق ہوں اور پاپی یا خواہشات غصّہ، بیماری وغیرہ جو ہمارے دُشمن ہیں اور جن پاپیوں یا بیماریوں وغیرہ سے ہم نفرت کرتے ہیں اُن کے لئے بھی اشیاء مخالف اثر کرنے والی اور اُن کو دفع کرنے والی ہوں"۔ [یجُروید - ادھیائے ۶ - منتر ۲۲]

جو لوگ پرہیز رکھتے ہیں اُن کے لئے دوائیں موافق اثر دینے والی اور دُکھ مٹانے والی ہوتی ہیں مگر جو لوگ بدپرہیزی کرتے ہیں اُن کے لئے دوا دشمن کی طرح دُکھ بڑھانے والی ہوتی ہے -

اس طرح ویدوں میں بہت سے منتر ہیں جن میں علم طب کے اُصول بیان کئے گئے ہیں - چونکہ یہاں اُنکا موقع نہیں ہے اسلئے نہیں لکھتے - مگر جہاں جہاں ایسے منتر آئینگے اُن کی مفصل تشریح اُسی موقع پر تفسیر کے اندر کردی جائیگی +

علم طب کے اصول کا مختصر بیان

ختم ہُوا

پُنرجنم یعنی تناسخ کا بیان

مُندرجہ ذیل منتروں میں گذشتہ اور آیندہ کئی جنم ہونے کا بیان ہے۔

اگلے جنم میں انسانی جسم اور سکھ ملنے کے لئے التجا

"اے پُرانوں کے قائم رکھنے والے ایشور! ہم اگلے جسم میں ہمیشہ سکھ پاویں یعنی جب ہم پچھلے جسم کو چھوڑ کر اگلا آنے والا جسم اختیار کریں تو اُس جسم میں ہمیں پھر آنکھ اور پران ملیں (یہاں آنکھ اور پران تمثیلاً آئے ہیں۔ دراصل آنکھ سے تمام اندریاں اور پران سے تمام پران (انفاس) اور انتہ کرن بھی مراد ہیں۔) اے بھگون! ہمیں اگلے جنم میں تمام سامان راحت دیجیو ہم تمام جنموں میں سورج کی روشنی دیکھ سکیں اور اندر اور باہر آنے جانے والے پران سے بہرہ یاب ہوں۔ اے سب کو عزیز رکھنے والے پرمیشور! ہم آپ سے یہی التجا کرتے ہیں کہ آپ کی رحمت سے ہمیں تمام جنموں میں سکھ ہی حاصل ہو"۔

[رگ وید۔ اشٹک ۸۔ ادھیائے ۱۔ ورگ ۲۳۔ منتر ۶]

"اے بھگون! آپ کی عنایت سے ہمیں پران۔ اشیاء خوردنی اور قوت ہر جنم میں حاصل ہوں۔ زمین۔ سورج۔ انترکش (خلا بالائے زمین) اور سوم (نباتات)، ہمیں پھر اگلے جنم میں زندگی دینے والے اور جسم کی پرورش کرنے والے ہوں۔ اے قوت عطا کرنے والے پرمیشور! ہمیں اگلے جنم میں پھر دھرم کا راستہ دکھائیو ہمیں ہر جنم میں آپ کی رحمت سے ہمیشہ سکھ حاصل ہو یہی آپ سے التجا ہے"۔ [ایضاً منتر ۷]

"اے جگدیشور (مالک جہان)! مجھے اگلے جنم میں آپ کی عنایت سے علم وغیرہ نیک گنوں سے آراستہ مَن (دل) اور عمر نیک خیالات سے پُر اور پاک آتما آنکھ اور کان عطا ہوں۔ تمام دُنیا کو نُور یا بصارتِ چشم عطا کرنے والا پرمیشور جو مکر وغیرہ تمام عیبوں سے پاک اور جسم وغیرہ کا مُحافظ عین علم و راحتِ مطلق ہے۔ جنم جنم میں ہمیں پاپ کے کاموں سے بچائیو اور ہماری حفاظت کیجیو تاکہ ہم پاپ سے بچکر ہر جنم میں سُکھ پاویں"۔

[یجروید۔ ادھیائے ۴۔ منتر ۱۵]

"اے بھگون! مجھے ہر جنم میں تمام اندریاں (حواس)، اور پرانوں کو قائم رکھنے والی آتما قوت علم وغیرہ عمدہ سامان ایشور کی محبت اور جسم انسانی پاکر ہون وغیرہ کرنیکی عادت عطا ہو۔ اے مالکِ جہان! جیسے ہم پچھلے جنم میں زبردست یاد رکھنے والی قوتِ حافظہ عقل۔ عمدہ۔ سڈول جسم اور حواس رکھتے تھے۔ ہمارے اس دوسرے جنم میں بھی ویسی ہی عقل اور ہر فعل کو انجام دینے کی قوت عطا ہو تاکہ ہم کسی قسم کی تکلیف یا مصیبت میں گرفتار نہ ہوں"۔ [اتھروید۔ کانڈ ۷۔ انوواک ۱۔ ورگ ۶۔ منتر ۱]

جیوا اپنے اعمال کے مطابق مختلف جونوں میں پڑتا ہے

"جو جیو پچھلے جنم میں جس قسم کے دھرم کے کام کئے ہوتا ہے اُنہیں کے مطابق اگلے جنموں میں بہت سے اعلیٰ اعلیٰ جسم حاصل کرتا ہے اور اسی طرح جو پاپ کے کام کئے ہوتا ہے وہ اگلے جنم میں انسان کا جسم نہیں پاتا بلکہ حیوان وغیرہ کا جسم پاکر دُکھ بھوگتا ہے۔ پچھلے جنم کے کئے ہوئے پاپ اور پُن کے مطابق سزا یا جزا پانے والا جیو پچھلے جسم کو چھوڑ کر ہوا۔ پانی۔ نباتات وغیرہ اشیاء میں داخل ہو کر اپنے پاپ اور پُن کے مطابق کسی جُون میں پڑتا ہے۔ جو جیو ایشور کے کلام یعنی وید کو بخوبی جان اور سمجھ کر اُس پر عمل کرتا ہے وہ مثل سابق پھر عالموں کا جسم پا کر سکھ بھوگتا ہے اور اُس کے خلاف عمل کرنے سے ترِیگ یعنی حیوانات وغیرہ کا جسم پاکر دُکھ پاتا ہے" [اتھروید کانڈ ۵۔ انوواک ۱۔ ورگ ۱ منتر ۲]

" اس دُنیا میں پاپ اور پُن کا نتیجہ بھوگنے کے لئے دو راستے ہیں۔ ایک عارفوں یا عالموں کا اور دوسرا علم و معرفت سے مُعرا انسانوں کا (ان کو پتری یان اور دیویان بھی کہتے ہیں۔ ان میں سے پتری یان وہ

پتری یان اور دیویان کا بیان

ہے جس میں جیو ماں باپ سے جسم حاصل کر کے پاپ اور پُن کے عوض میں متواتر سُکھ دُکھ بھوگتا رہتا ہے یعنی بار بار جنم پاتا ہے اور دیویان وہ ہے جس میں موکش کے درجے کو حاصل کر کے مرنے اور پیدا ہونے کے جنجال یعنی دُنیوی بندھن سے آزاد ہو جاتا ہے۔ ان میں سے پہلے میں جیو اپنے کمائے ہوئے پُن کے پھل کو بھوگ کر پھر پیدا ہوتا ہے اور پھر مرتا ہے اور دوسرے راستہ پر چلنے سے دوبارہ پیدا نہیں ہوتا اور نہ مرتا ہے) میں نے یہ دو راستے سُنے ہیں۔ یہ تمام دُنیا انہیں دو راستوں پر چلی جا رہی ہے اور مُتواتر ان راستوں سے آتی اور جاتی ہے یعنی ہر وقت آواگون (آمد و رفت) جاری ہے۔ جب جیو پچھلے جسم کو چھوڑ کر ہوا۔ پانی اور نباتات وغیرہ میں سے گذرتا ہوا باپ یا ماں کے جسم میں داخل ہوتا اور دوبارہ جنم پاتا ہے تب وہ جیو جسم اختیار کرتا ہے"

[یجروید۔ ادھیائے ۱۹۔ منتر ۴۷]

اسی طرح نرکت کے مُصنف نے بھی بار بار جنم ہونے کی بابت لکھا ہے کہ

"میں مرا ہوں اور پھر پیدا ہوا ہوں اور پھر پیدا ہو کر پھر مرا ہوں۔ ہزاروں قسم کی جُون میں پڑ چکا ہوں قسم قسم کی غذائیں کھائیں اور مختلف پستانوں کا دودھ پیا۔ بہت سی مائیں دیکھیں اور بہت سے باپ اور دوستوں سے تعلق ہوا۔ اوندھے مُنھ بڑی تکلیف میں حمل کے اندر رہا"

[نرکت ادھیائے ۱۳۔ کھنڈ ۱۹]

پتنجلی مُنی جی اپنے یوگ شاستر میں اور ویاس جی اُس کی شرح میں دوبارہ جنم ہونے کی تصدیق کرتے ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ

مرنیکا عالمگیر خوف تناسخ کی تصدیق کرتا ہے

"تمام جانداروں کو پیدا ہونے کے وقت سے ہی برابر مرنیکا خوف لگا رہتا ہے جس سے اگلے اور پچھلے جنم کا ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ کیڑا بھی پیدا ہوتے ہی مرنے سے خوف کھاتا ہے عالموں کو بھی یہی خوف دامنگیر رہے۔ پس ثابت ہوتا ہے کہ جیو کبھی جسم پاتا ہے۔ اگر گذشتہ جنم میں مرنیکا تجربہ نہ ہوا ہوتا تو اُس کا کوئی اثر یا خیال نہیں رہنا چاہئیے تھا اور اثر یا خیال کے بغیر یادداشت بھی نہیں ہوتی پھر پچھلی یاد کے بغیر مرنے سے کیوں خوف لگتا ہے؟ اسلئے ہر جاندار میں خوف مرگ کے دیکھنے سے اگلے اور پچھلے جنموں کا ہونا ثابت ہے۔" [پاتنجل یوگ شاستر ادھیائے ۱۔ پاد ۲۔ سوتر ۹]

اسی طرح عالم و فاضل گوتم رشی نے نیائے درشن میں اور واتسیاین رشی نے اپنی شرح میں دوبارہ جنم ہونے کو مانا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ

"پہلے جسم کو چھوڑ کر دوسرا جسم اختیار کرنا پریت بھاؤ کہلاتا ہے۔ پریت بھاؤ سے ایک جسم کو چھوڑنے (پریت) کے بعد پھر دوسرا جنم پا کر جیو کا دوبارہ جسم میں آنا (بھاؤ) مُراد ہے۔"

[نیائے درشن ادھیائے ۱۔ آہنک ۱۔ سوتر ۱۹]

انسان کا کمزور حافظہ پچھلے جنم کی بات یاد نہیں کرسکتا

"تناسخ کی بابت بعض لوگ جو ایک ہی جنم مانتے ہیں یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اگر کوئی پچھلا جنم تھا تو اُس کی یاد کیوں نہیں رہتی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ گیان نیتر (چشم ہوش) کھول کر دیکھنا چاہئیے کہ اسی جسم میں پیدا ہونے کے وقت سے پانچ برس کی عمر تک جو سُکھ یا دُکھ ہوا ہے، اور جو جو کام حالت خواب یا بیداری میں کئے ہیں اُن کی یاد نہیں رہتی پھر پچھلے جنم کی بات یاد رہنے کا تو ذکر ہی کیا ہے؟

سوال۔ اگر ایشور پچھلے جنم میں کئے ہوئے پاپ اور پُن کے عوض اس جنم کے اندر سُکھ دُکھ دیتا ہے تو ہمیں اُن (اعمال) کا علم نہ ہونے سے ایشور نا منصف ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے ہماری درستی نہیں ہوتی۔

دُکھ سُکھ کے نشیب و فراز سے تناسخ ثابت ہے

جواب۔ علم دو قسم کا ہوتا ہے ایک پرتیکش (بدیہی) اور دوسرا انومانک (قیاسی) مثلاً ایک طبیب اور ایک علم طب سے ناواقف شخص کے جسم میں بخار پیدا ہوا اُن میں سے جو طبیب ہے وہ علت و معلول کی دلیل سے بذریعہ قیاس بخار کے باعث کو جان لیتا ہے مگر دوسرا ناواقف شخص اُس کو نہیں جان سکتا۔ لیکن وہ علم طب سے ناواقف شخص بھی بخار کے موجود ہونے سے اتنا ضرور جان لیتا ہے کہ میں نے کوئی بد پرہیزی کی ہے۔ کیونکہ وہ اس بات کو جانتا ہے کہ علت کے بغیر کوئی معلول نہیں ہوتا۔ اسلئے عادل و منصف ایشور پاپ اور پُن کے بغیر کسی کو دُکھ یا سُکھ نہیں دیتا دُنیا میں سُکھ اور دُکھ کے نشیب و فراز کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پچھلے جنم میں ضرور پاپ اور پُن کئے ہیں۔

اس مضمون کے متعلق ایک ہی جنم ماننے والوں کے اِسی قسم کے اَور بھی اعتراض ہوتے ہیں جن کا جواب[۱] ذرا غور کرنے سے بخوبی دے سکتے ہیں۔ عقلمندوں کے لئے اُتنا ہی کافی ہے۔ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اہلِ دانش ذرا سے اِشارہ سے بہت کچھ سمجھ جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں کتاب کے بڑھ جانے کا بھی خوف ہے۔ اسلئے زیادہ نہیں لکھتے۔

پُنرجنم یعنی تناسخ کا مضمون
ختم ہُوا

---

[۱] تناسخ کے متعلق چند اور اعتراضوں کا جواب سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش کے نویں باب میں دیا ہے۔ علاوہ ازیں پنڈت لیکھرام جی مرحوم نے ثبوت تناسخ کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی ہے جس میں اس مضمون پر مفصّل بحث کی گئی ہے۔ مترجم

بیاہ کا بیان

اب بیاہ کے مضمون پر لکھا جاتا ہے۔

"اے کماری (کنواری جوان لڑکی)! میں اولاد حاصل کرنیکی غرض سے تیرا ہاتھ پکڑتا ہوں یعنی تیرے ساتھ بیاہ کرتا ہوں اور تیرا بیاہ میرے ساتھ ہوتا ہے۔ اے عورت! تو مجھ اپنے خاوند کے ساتھ عمر بسر کر۔ ہم دونوں بڑھاپے تک باہم مل کر رہیں اور ہمیشہ آپس میں محبت اور سلوک کے ساتھ رہتے ہوئے دھرم اور آنند کو حاصل کریں۔ قادر مطلق۔ عادل و منصف۔ خالق جہاں و کارساز عالم پرمیشور نے سرانجام کارخانہ داری کے لئے تجھے میرے ساتھ منسوب کیا ہے۔ اس امر میں تمام عالم گواہ ہیں۔ اگر ہم اس عہد کو توڑینگے تو پرمیشور اور نیز عالموں کے سزاوار ہونگے"۔ [رگوید۔ اشٹک ۸۔ ادھیائے ۳۔ ورگ ۲۷۔ منتر ۱]

بیاہ کا مقصد

جس طریق سے مرد اور عورت کو بیاہ کے بعد باہم مل کر رہنا چاہیئے اُس کی نسبت ایشور ہدایت کرتا ہے کہ "اے زن و مرد! تم دونوں اِس دُنیا میں گرہ آشرم (خانہ داری) میں داخل ہو کر ہمیشہ سُکھ کے ساتھ رہو اور کبھی باہم نفاق نہ کرو اور سفر میں باہر جانے کے وقت یا اور کسی طرح کبھی باہم جدا نہ ہو اس طرح میری آشیرباد پاکر دھرم کی ترقی اور تمام دُنیا کی بھلائی کرتے ہوئے میری بھگتی (اطاعت) میں مشغول ہو کر سُکھ کے ساتھ عمر بسر کرو اور اپنے گھر میں بیٹوں اور پوتوں کے ساتھ خوش رہو اور ہر قسم کے آنند کو حاصل کرو اور ہمیشہ سچے دھرم پر قایم رہو"۔

اصول خانہ داری

[رگ وید۔ اشٹک ۸۔ ادھیائے ۳۔ ورگ ۲۸۔ منتر ۲]

اس سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ ایک عورت کا ایک ہی خاوند ہونا چاہیئے اور اسی طرح ایک مرد کو ایک ہی عورت سے بیاہ کرنا چاہیئے۔ یعنی مرد کو ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ اور نیز عورت کو ایک سے زیادہ مرد کے ساتھ بیاہ کرنے کی ممانعت ہے۔ اس میں یہ دلیل ہے کہ وید کے منتروں میں مرد اور عورت کا لفظ واحد میں آیا ہے۔ ویدوں میں بیاہ کے مضمون پر اس قسم کے بہت سے منتر ہیں۔

بیاہ کا مضمون ختم ہوا

کی इ اکثر محذوف ہوجاتی ہے مثلاً तरति । तराति । तरत् । तरात् तरिषति । तरिषाति ।
तरिषत् । तरिषात् । तारिषति । तारिषाति । तारिषत् तारिषात् । तरसि । तरासि
तरः । तराः तरिषसि । तिरषासि । तरिषः । तारिषसि । तारिषासि । तारिषः ।
तारिषाः । तरामि । [illegible]राम् । तारिषामि । तारिषाम् । तारिषामि । तारिषाम्

اسی طرح تمام مصدروں سے لیٹ (مستقبل) کی گردان سمجھنی چاہئے۔ [شرح]

"لیٹ (مستقبل) میں ضمیر متکلم کا स بھی اکثر محذوف ہوجاتا ہے"۔ [اشٹادھیائی ۳-۴-۹۷]

مثلاً करवाव । करवावः । करवाम् । करवामः ।

علامتوں کا بیان — "ویدوں کے اندر علامت तुमुन् کے معنی میں تمام مصدروں پر । से । असे । असेन् । कसे । कसेन् । अध्यै । अध्यैन् । कध्यै । कध्यैन् । शध्यै । शध्यैन् । तवै । तवेङ् । तवेन् ॥ یہ پندرہ علامتیں لگتی ہیں"۔ [اشٹادھیائی ۳-۴-۹]

"یہ قاعدہ ویدوں سے مخصوص ہے۔ ان سب علامتوں میں ए اور ऐ اُدیہ یعنی غیر متغیر ہیں اور سب کے آخر میں حرف न سُور کے لئے لگایا گیا ہے اور क اسلئے لگایا ہے کہ گُن اور ورِدھی نہ کی جاوے اور ङ کے لگانے سے بھی یہی مراد ہے اور श اسلئے لگایا گیا ہے کہ शित् کیا جاوے۔ مثلاً

(से) वक्षेरायः । (सेन्) तावामेषेस्यामाम् । (असे । असेन्) क्रत्वेदक्षायजीवसे । (कसे । कसेन्) श्रियसे । (अध्यै अध्यैन) कर्माण्युपचाराध्यै । (कध्यै) इन्द्राग्नी आहुवध्यै (कध्यैन्) श्रियध्यै । (शध्यै । शध्यैन्) (یہاں पिब ہونیکی وجہ سے शित् آیا ہے) पिबध्यै । सहमादयध्यै ।
(तवै) सोममिन्द्राय पातवै । (तवेङ्) दशमे मासि सूतवे । (तवेन्) स्वर् देवेषु गन्तवे ॥ [شرح]

"جب मक्ष् مصدر سے کوئی فعل اُپ پد (فعل ثانی) کے طور پر آوے تو تمام مصدروں پر علامت तुम् کے معنی میں ویدوں کے اندر कमुल اور णमुल یہ دو علامتیں لگینگی"۔

[اشٹادھیائی ۳-۴-۱۲]

"حرف ण برِدھی کے لئے آیا ہے اور क اسلئے لگایا گیا ہے کہ گُن اور برِدھی نہ کی جائے اور آخر میں حرف ल سُور کے لئے لگایا ہے۔ مثال अग्निं वै देवा विभाजं नाशक्नुवन् اس مثال میں विभाजं عام طور پر विभक्तुम् ہوتا ہے"۔ [شرح]

"ویدوں میں اگر ایشور اُپ پد (لفظ ثانی) ہو تو तुम् کے معنی میں مصدروں پر तोसुन् اور

علامتیں ایزاد کی جاتی ہیں"۔ [اشٹادھیائی ۳-۴-۱۳] مثلاً कसुन्

(तोसुन्) ईश्वरो मि चरितोः । (कसुन्) ईश्वरो विलिखः ॥

"कृत्य کے بھاؤ کرم میں خصوصاً अर्ह (لائق یا قابل) وغیرہ دو معنی ہوتے ہیں۔ جب وید میں कृत्य ہوں تو مصدر (ادرکُ) پر तवै । केन् । केन्य । त्वन् یہ چار علامتیں ایزاد ہوتی ہیں"۔
[اشٹادھیائی ۳-۴-۱۴]

مثالیں بترتیب (तवै)परिधातवै। (केन्)नावगाहे। (केन्य)दिदृक्षेण्यः।शुश्रुषेण्यः। (त्वन्)कर्त्वं

"شتر، ہرم اور آنگیٹ میں اگر کوئی ایسا بہوبریہی۔ پراتی پدک (لفظ بلا ایزادی علامت) آوے جیسے کم کارخانہ عہد کو توڑینگے تلاح دھا یعنی آخری حرف سے پہلا حرف محذوف ہوگیا ہو اور جس کے آخر میں अन ہو تو اسپر اور نیز ویدوں کے اندر ہمیشہ علامت ङीप لگتی ہے"۔ [اشٹادھیائی ۴-۱-۲۸]
جس طرح

गौ पंचदाम्नी । एक दा

"ویدوں کے اندر تانیث میں बहु وغیرہ پراتی پدکوں پر ہمیشہ علامت ङीप لگائی جاتی ہے"۔

[اشٹادھیائی ۴-۱-۴۶] مثلاً बह्वीषु हित्वा प्रपिबन् ।

"سپتمی سمرتھ پراتی پدک پر भव کے معنی اور نیز ویدوں میں علامت यत् لگائی جاتی ہے"۔

[ایضاً ۴-۴-۱۱۰]

"अम् اور व् وغیرہ علامتوں کا اپ داد یعنی قاعدہ معکوس ہے"۔ مثلاً सतिदर्भनेतेपिभवंति

मेध्याय च विद्युत्याय च नमः । [شرح]

اس سوتر سے لیکر اس پاد کے اخیر تک جس قدر ویدوں میں خاص علامتوں کے لگانے کے متعلق سوتر ہیں ان کو یہاں نہیں لکھتے۔ ان کی مثال جہاں جہاں منتروں میں آئیگی وہیں ان کو لکھدیا جاویگا۔

"ویدوں میں پرتھما وبھکتی حالت فاعلی کے سمرتھ (معنی رکھنے والے) پراتی پدکوں پر भूमा وغیرہ معنوں میں اکثر علامت पिनि ایزاد ہوتی ہے"۔ [اشٹادھیائی ۵-۲-۱۲۲]

مثلاً भूमादयः

بھوم (کثرت) نندا (مذمت)۔ پرشنسا (مدح) نتیہ یوگ (تعلق دوامی)۔ آتی شے (شدت) سمبندھ (تعلق یا اضافت) کے معنی میں اور نیز جہاں یہ کہا جاوے کہ اس میں یا اس کا ہے) اتنے معنوں میں علامت मतुप वغیرہ لگائی جاتی ہیں"۔ [اشٹادھیائی ۵-۲-۹۴]

ہ بہوبریہی کی تعریف کے لئے دیکھو صفحہ ۱۹۱ - نوٹ مترجم

"گیہ اولاد کا مترادف ہے" [نگھنٹو - ادھیائے ۳ - کھنڈ ۴]

گویا اپنی اولاد کو عمدہ تعلیم و تربیت دینا اور سچے دل سے اس کی بہبودی چاہنا سب کا فرض ہے۔ ان باتوں میں شردھا (اعتقاد) رکھنے اور علم کو حاصل کرنے سے وشنو پد یعنی موکش کا درجہ حاصل ہوتا ہے لفظ وشنو اور گیا کی نسبت غلط فہمی کی وجہ سے بہت کچھ اختلاف معنی واقع ہو گیا ہے چنانچہ مگدھ دیش (ملک بہار) میں سنگ تراشوں نے ایک پتھر پر انسان کے پاؤں کا نشان کندہ کر رکھا ہے جس کا نام خود غرض پیٹ کے بندوں نے وشنو پد رکھ چھوڑا ہے اور اسی مقام کو گیا کہتے ہیں۔ یہ سب لغو ہے کیونکہ وشنو پد موکش (نجات) کا نام ہے اور نیز پران (نفس)، گرہ (گھر)، اور پرجا (اولاد) کا مترادف بھی ہے۔ لوگوں کا خیال اس لفظ کی نسبت محض غلط ہے چنانچہ اس بارہ میں چند حوالے درج کئے جاتے ہیں۔

وشنو پد سے در اصل کیا مراد ہے؟

"وشنو" یعنی محیط کل پرمیشور نے اس تمام کائنات کو تین قسم کا بنایا ہے اور پرکرتی یعنی پرکرتی (مادہ کی حالت اولیں) اور پرمانو (ذرّوں) وغیرہ اور نیز اپنی قدرت سے اس تمام عالم کو اور اسکے اندر جس قدر موجودات ہے اُس تمام کو تین حالتوں یا درجوں میں قائم کیا ہے یعنی جس قدر کثیف یا ثقیل اور غیر روشن اُس تمام کو زمین پر قائم کیا ہے اور جس قدر ہلکا یا لطیف مثل ہوا اور ذرّے وغیرہ ہیں ... کے تیرتھ ہیں (خلا بالائے زمین) میں قائم ہیں اور جس قدر پرنور و روشن مثلاً سورج ... گیا اور جیو (ارواح) وغیرہ ہیں اُن سب کو پرنور آکاش یا روشنی میں جوڑ لے مگر تحصیل علم کی تکمیل کے بغیر گھر کو ایشور نے بنایا ہے۔ اُن میں جس قدر غیر ذی شعور ہیں۔

ذرات انترکش (خلا بالائے زمین) میں سے برہمچریہ آشرم کو پورا کرکے اور وید شاستر وغیرہ تمام علوم کو ... کا یہ کام قابل تحسین اور رشی کے واپس آتا ہے۔ اُس کو ودیا برت سنا تک کہتے ہیں دھرم نہایت اعلیٰ تیرتھ اس منتہ کر پاک آتما پاک باطن سچے دھرم پر چلنے والا افضل اجل ... تا ہے"

[... پار کر گئے ہیں۔ اور جس بان ...

"جو پرانایام (انضباط نفس[1]) اور ویدوں کے علم و معرفت وغیرہ تیرتھ وار ہر انسان کو اُس سے اُس تیرتھیہ پرمیشور کے لئے ہمارا نمسکار ہو۔ جو عالم تیرتھوں (ویدوں) نیک چلن اور بطریق بالا برہمچریہ کرنے والے رُدر یعنی اعلیٰ درجہ کے عالم ہے اور جس سے اعلیٰ حاصل ہے اور جو نیک نصیحت اور ہدایت کی تلوار سے شکوک کے سر کو قلم کر ... ار ... اُن کے لئے نمسکار ہو۔" [یجروید ادھیائے ۱۶ - منتر ۶۱]

[1] پرانایام سے مراد ہے جو یوگ کا چوتھا درجہ ہے۔ - مترجم

یاسک آچاریہ جی اسی منتر کی شرح اس طرح کرتے ہیں کہ

"جس قدر یہ کائنات موجود ہے۔ اُس تمام کو وشنو یعنی محیط کُل ایشور نے اپنی صنعتِ کاملہ سے بنایا ہے اور تین قسم کے عالم کو (جس کی تشریح اوپر کیگئی ہے) اُسی ایشور نے قائم کر رکھا ہے۔ وشنو پد یعنی مُوکش کو حاصل کرنے کے لئے جیوا اور پران زینہ ہیں جس طرح انسان کا سب سے عمدہ عضو پرکرتی سے بنا ہوا سر ہے اسی طرح ایشور کی قدرت جیوا اور پران کے طبقاتِ اعلیٰ میں قائم ہے چونکہ ایشور کی قدرت غیر متناہی ہے اسلئے وہ جیوا اور پران کے اندر بھی موجود ہے۔ اور چونکہ یہہ سب اُس ایشور کی قدرت سے قائم ہیں اسلئے ایشور کا نام وشنو پد ہے۔ یہہ تمام عالم مُحاط و محدود اُس محیطِ کُل پرمیشور کی ذات میں قائم ہے۔ انترکش (خلا بالائے زمین) میں جس قدر عالم ذرّوں کی حالت میں موجود ہے وہ آنکھ سے نظر نہیں آتا تمام موجودات ظاہری اُنہیں ذرّوں سے اتصال پاکر حالت محسوس میں آتی ہے اور تمام کائنات عالمِ شہود میں آکر (پرلے کے وقت) اُسی ایشور میں سما جاتی ہے۔" [نرکت ادھیائے ۱۲۔ کھنڈ ۱۸]

... ان کر برائے نام فرضی پنڈتوں نے جھوٹی کتھائیں بنا کر مشہور کردیں۔

... اسی طرح جو تیرتھ آریہ لوگوں کو وید کے منشاء کے مطابق ماننے چاہئیں۔ وہ بھی مروجہ تیرتھوں ... کو چھُڑا کر انسان کو سکھ حاصل کرا سکے۔ اُسی کو تیرتھ ماننا چاہئے۔ آجکل ... سے سراپا ... اور پانی) کا نام تیرتھ بتلایا ہے وہ وید کے منشاء ...

... ان کرتا ہے اُسے تیرتھ کہتے ہیں۔

... منڈک اُپ نشد، منڈک ۲ ... کے متعلق جملہ رفاہِ عام ... سے پار ...

تذ دیکیہ۔ اُپ نشد۔ منتر ۲۔

۵۲ دیکھو صفحہ ۹۲ ۵۳ دیکھو صفحہ ۶، ۵۴ دیکھو صفحہ ۱۲۲ ۵۵ ...

ویدوں کے اندر ...

اشٹادھیائی ۴-۱-۴۶]

سنہتی سمرتھ پراتی پدک پر ...

... اور ... وغیرہ علامتوں کا اپ واد یعنی قاعدہ معکوس ...

[شرح] [illegible] ।

... سوتر سے لیکر اس پاد کے اخیر تک جس قدر ... ویدوں ...

... کو یہاں نہیں لکھتے ... درست ہی ...

... سے الگ ہو کر ... جہاں منتروں ... کے سمر ...

... ویدوں میں پرتھما ...

... ہٹانا اور دھرم میں ...

... معنوں میں اکثر ...

کا دان کرنا۔ یگیہ یعنی ...

اسکے خلاف کرنا تپ ...

اور اسی کو تپ سمجھ او سچ) ...

... سنہتہ کی ... ور سیچ بو یز جہاں یہ کہا جاوے کہ اُس میں یا اُس کا ... علامت متپ وغیرہ لگائی جاتی ہیں۔" [اشٹادھیائی ۵-۲-۹۴]

... ہی کی تعریف کے لئے دیکھو صفحہ ۱۹۱۔ نوٹ مترجم

دھرم کے مخالف اور چور وغیرہ ہیں۔ اُن کو اُنکے جرم کے مطابق سزا دینا لازم ہے"۔ [چھاندوگیہ اُپنشد]

اس مقام پر وید وغیرہ سچے شاستروں کا نام تیرتھ آیا ہے۔ کیونکہ اُن کے پڑھنے پڑھانے اور اُن میں بتائے ہوئے دھرم پر عمل کرنے اور علم و معرفت حاصل کرنے سے انسان دُکھ کے سمندر سے پار ہو سکتا ہے۔ اُنہیں میں نہا کر انسان پاک و صاف ہو سکتے ہیں۔

"جو ودیارتھی (طالب علم) ایک ہی آچاریہ (اُستاد) سے تعلیم پاتے ہوں اور ایک ہی شاستر کو پڑھتے ہوں اُن کو سمان تیرتھ داسی یعنی ایک ہی تیرتھ (گُروکُل) میں رہنے والے باہم جماعت و ہم سبق کہتے ہیں"۔

[اشٹا دھیائی ادھیائے ۴۔ پاد ۴۔ سوتر ۱۰۸]

یہاں آچاریہ (اُستاد) اور شاستر (علمی کُتب) کا نام تیرتھ آیا ہے۔ ماں باپ اور اتیتھی (گھر آئے سادھو یا مہمان) کی خدمت و تواضع۔ نیک تربیت اور تحصیل علم کا نام بھی تیرتھ ہے۔ کیونکہ اُنکے ذریعہ سے انسان دُکھ کے سمندر سے پار ہوتے ہیں۔ ان تیرتھوں میں غوطہ لگا کر انسان کو پاکیزگی حاصل کرنی چاہیئے۔

"تین تیرتھوں میں نہا کر انسان پاک ہوتے ہیں۔

(۱) جو باقاعدہ پورا پورا علم حاصل کر لیتا ہے وہ اگرچہ برہمچریہ آشرم کو پورا نہ کرے تاہم علم کے تیرتھ میں نہانے سے پاک ہو کر ودیا شناتک کہلاتا ہے۔

(۲) جو برہمچریہ کو عمدہ اُصول اور قواعد کی پابندی کے ساتھ پورا کر لے مگر تحصیل علم کی تکمیل کے بغیر گھر واپس آجاوے اُس کو برت شناتک کہتے ہیں۔

(۳) جو عمدہ اُصول و قواعد کی پابندی سے برہمچریہ آشرم کو پورا کر کے اور وید شاستر وغیرہ تمام علوم کو مکمل طور پر حاصل کر کے واپس آتا ہے۔ اُس کو ودیا برت شناتک کہتے ہیں۔ وہ نہایت اعلیٰ تیرتھ میں نہا کر پاک آتما پاک باطن سچے دھرم پر چلنے والا افضل اجلّ اور فیض رسان عالم ہوتا ہے"۔

[پارسکر گرہیہ سوتر]

"جو پران (انضباط نفس[1]) اور ویدوں کے علم و معرفت وغیرہ تیرتھوں کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اُس تیرتھیہ پرمیشور کے لئے ہمارا نمسکار ہو۔ جو عالم تیرتھوں (ویدوں) کو پڑھنے والے اور راستی شعار نیک چلن اور بطریق بالا برہمچریہ کرنے والے رُدر یعنی اعلیٰ درجہ کے عالم ہیں۔ جن کو علم و معرفت میں دسترس حاصل ہے اور جو نیک نصیحت اور ہدایت کی تلوار سے شکوک کے سر کو قلم کرنے والے سچے واعظ ہیں۔ (اُن کے لئے نمسکار ہو)"۔ [یجروید ادھیائے ۱۶۔ منتر ۶۱]

[1] پرانایام سے مراد ہے جو یوگ کا چوتھا درجہ ہے۔ مترجم

براہمنوں میں پرمیشور کا نام اُپ نشد پُرش یعنی وہ پرمیشور جس کا علم اُپنشدوں سے حاصل ہوتا ہے یا جس کا اُن میں بیان ہے آیا ہے۔ ایشور کا نام تیرتھیہ اسلئے ہے کہ وہ دُکھ سے پار اُتارنے والے تیرتھوں یعنی اُپ وید، اُپ نشد وغیرہ شاستروں کا بھی آتما ہے اور اپنے بھگت (عابد) دھرماتماؤں کو فوراً پار اُتارنے والا ہے۔ اسلئے پرمیشور ہی پرم تیرتھ ہے۔ الغرض تیرتھ وہی ہیں جن کا اوپر بیان کیا گیا۔

سوال جَل تھل (تری و خشکی) وغیرہ تیرتھوں سے انسان پار ہو جاتے ہیں۔ پھر آپ انہیں تیرتھ کیوں نہیں مانتے؟

جواب جَل تھل ہرگز پار نہیں اُتار سکتے۔ کیونکہ اُن میں پار اُتارنے کی طاقت نہیں ہے۔ خود وہ شئے جسکے پار اُترنا ہے پار اُتارنے کا آلہ نہیں بن سکتی۔ جَل تھل وغیرہ میں سے انسان کشتی وغیرہ سواریوں یا ہاتھ پاؤں کے بل سے پار اُتر سکتا ہے۔ گویا جل تھل خود وہ شئے ہیں جن سے پار اُترنا ہے اور پار اُتارنے والی کشتی وغیرہ ہیں۔ اگر پاؤں سے نہ چلیں یا ہاتھ کا زور نہ لگائیں اور نہ کشتی وغیرہ میں بیٹھیں تو بالیقین انسان اُس میں ڈوب جائیں اور سخت تکلیف اُٹھائیں۔ اسلئے وید کے ماننے والے آریوں کے مت میں کاشی۔ پریاگ پُشکر اور گنگا۔ جمنا وغیرہ ندیوں یا ساگر (سمندر) وغیرہ کا نام تیرتھ نہیں ہے۔ بلکہ وید کے علم سے بے بہرہ پیٹ کے بندوں اور سمپردائی (فرقہ) والوں نے جن کا یہی روزگار ہے اور جو وید کے راستے سے خلاف چلنے والے کم علم کوتاہ اندیش ہیں اپنی دوکانداری کے لئے اپنی گھڑی ہوئی کتابوں میں اُنکا نام تیرتھ مشہور کیا ہے۔

گنگا یمنا سے کیا مراد ہے؟

سوال۔ دیکھو! ویدوں میں "اِمَم مے گنگے یمنے سرسوتی" الخ منتر کے اندر گنگا وغیرہ ندیوں کا ذکر ہے۔ پھر آپ کس طرح نہیں مانتے؟

جواب۔ ہم مانتے تو ہیں۔ اُن کا نام ندی ہے یعنی گنگا وغیرہ ندیاں ہیں اور ہم اُن کی نسبت اِسی قدر مانتے ہیں کہ اُن میں نہانے سے بدن کی صفائی ہو جاتی ہے۔ پس اُن سے اُتنا ہی فائدہ ہے۔ اُن میں پاپ کو مٹانے یا دُکھ سے پار اُتارنے کی طاقت نہیں ہے۔ کیونکہ تری و خشکی وغیرہ میں اس قسم کی طاقت ہونا ناممکن ہے۔ یہ طاقت تو مذکورہ بالا تیرتھوں ہی میں ہو سکتی ہے نہ کہ اَور کسی میں۔ اَور بھی سُنئے اِڑا[1]۔ پنگلا۔ سُشُمنا۔ کُورم[2] وغیرہ ناڑیوں کا نام بھی گنگا وغیرہ ہے۔ اُن کے اندر یوگ سمادھی (حالتِ مُراقبہ) میں پرمیشور کا دھیان لگایا جاتا ہے جس سے دُکھ مٹ کر مکتی حاصل ہو جاتی ہے۔ اِن اِڑا وغیرہ ناڑیوں میں دھارنا (یوگ کا چھٹا درجہ) حاصل کرنے کے لئے چت کو قائم کیا جاتا ہے۔ کیونکہ پرمیشور کا دھیان اُنہیں کے اندر لگ سکتا ہے۔ منتر کا اِشارہ اسی بات کی طرف ہے۔ کیونکہ اس مقام پر اوپر سے پرمیشور

[1] اِڑا ناڑی دھڑ کے دائیں پہلو اور ناک کے بائیں نتھنے میں ہوتی ہے اور پنگلا بائیں پہلو اور ناک کے دائیں نتھنے میں اور بیچ میں یہ دونوں ناڑیاں ملتی ہیں اُس ناڑی کو سُشُمنا کہتے ہیں۔ مترجم۔

[2] کُورم کی تشریح دیکھو پرانوں کی تفصیل میں صفحہ ۴۴ پر۔ مترجم

کا مضمون چلا آتا ہے۔ علاوہ ازیں ایک پریشسٹ[لے] کا حوالہ ہے جس کے الفاظ حسب ذیل ہیں :-

सितासिते यत्र संगथे तत्राप्लुतासो दिवमुत्पतन्ति ॥ ۸۲

بعض لوگ اس عبارت میں "ستا ستے" سے گنگا جمنا مُراد لیتے ہیں۔ اور لفظ "سنگتھے" سے گنگا اور جمنا کا سنگم یعنی پریاگ کا تیرتھ سمجھتے ہیں۔ جو ہرگز درست نہیں ہے۔ کیونکہ اُن میں نہانے سے مُنوّر بالذّات پرمیشور یا کُرہٗ آفتاب کو نہیں جاتے بلکہ وہاں نہا کر لوگ اپنے اپنے گھر چلے آتے ہیں۔ در اصل اس عبارت میں لفظ "ست" سے اِڑا اور "اَست" سے پنگلا اور جہاں یہ دونوں ناڑیاں ملتی ہیں اُسکا نام شُشمنا ناڑی ہے جس میں غوطہ لگا کر اعلےٰ درجہ کے یوگی منوّر بالذّات پرمیشور یا موکش کو پاتے ہیں اور علم و معرفت کے نور سے منوّر ہو جاتے ہیں۔ اسلئے اُنہیں سے مراد لینا ٹھیک ہے نہ کہ دریائے گنگا و جمنا سے چنانچہ اس بارہ میں ایک حوالہ درج کیا جاتا ہے۔

"ست سفید و روشن کو کہتے ہیں اور اَست اُسکا عکس ہے"۔ [نرُکت ادھیائے ۹۔ کھنڈ ۲]

"یہ دونوں روشن و غیر روشن یعنی سورج و زمین وغیرہ اشیا جہاں ایشور کی قُدرت میں باہم مِلتے ہیں وہاں غوطہ لگا کر یعنی اُن کے علم حقیقی کو حاصل کر کے انسان پرمیشور یا موکش کو پاتا ہے۔"

اسی طرح تنتر اور پُران وغیرہ کتابوں میں جو مُورتی پوجا اور نام رٹنے وغیرہ کا طریق لکھا ہے وہ بھی لغو ہے کیونکہ وید وغیرہ سچی کتابوں میں ایسا کرنے کی ہدایت نہیں ہے بلکہ اُسکی ممانعت کیگئی ہے چنانچہ لکھا ہے۔ کہ "جس مُحیطِ کُل غیر مولود اور غیر مجسّم پرمیشور کا نام لینا یا یاد کرنا یہی ہے کہ اُس کی اطاعت و فرمانبرداری اور راست گوئی وغیرہ نیکنامی دینے والے دھرم کی پابندی کی جاوے جو ہرنیہ گربھ یعنی سورج وغیرہ پُر نور و تجلّی اشیا کا مسبّب یا پیدا کرنے والا ہے جس سے سب انسانوں کو یہ پرارتھنا (استدعا) کرنی چاہئے کہ ہمیں دُکھ نہ دیجیو۔ جو کبھی کسی سے پیدا نہیں ہوا ہے اور نہ کسی علّت کا معلول ہے اور جو کبھی جسم اختیار نہیں کرتا۔ اُس پرمیشور کی پرتما (پرتِ نِدھ نائب یا رسول) اور پرتِ کرِتِ (تصویر) یا پرتِ مان (وزن) یا پرمان (ماپ تول) یا مورتی (بُت) وغیرہ ہرگز نہیں ہے"۔ [یجروید ادھیائے ۳۲ منتر ۳] چونکہ پرمیشور کی کوئی نظیر یا مثال نہیں ہے اور وہ شکل صورت یا جسم سے مُنزّہ ماپ تول کے احاطہ سے خارج

مورتی پوجا کی تردید اور ایشور کا نام لینے کی اصلی منشا

لے ویدوں کے متعلق پرشِشٹ (تتمہ) کے نام سے چند کتابیں بنی ہوئی ہیں جنمیں اُن باتوں کو بیان کیا گیا ہے۔ جن کا ذکر شروت سُوتروں میں رہ گیا تھا۔ اسی طرح ویدوں کے لئے اَنُوکرمنی (अनुक्रमणी) یعنی انڈکس یا ردیف وار فہرست بھی بنی ہوئی ہے جس میں ہر منتر کا پہلا لفظ اُس کا چھند۔ رشی اور دیوتا لکھا ہے یہ سب کتابیں وید کے اندر شامل نہیں بلکہ ویدوں کے پڑھنے والوں کی آسانی اور امداد کے لئے بعد میں بنائی گئی ہیں۔ مترجم

ٹلے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جہاں ست (اِڑا) اور اَست (پنگلا) ناڑیاں ملتی ہیں وہاں غوطہ لگانے یعنی دھیان کرنے سے دِوَ (منوّر بالذّات پرمیشور) کو پاتے ہیں یا کُرہٗ آفتاب کو جاتے ہیں۔ مترجم

غیر مجسم اور محیطِ کل ہے اسلئے اُس کی مُورتی نہیں ہوسکتی۔ اس حوالے سے مُورتی پوجا (بت پرستی) کی تردید ہوتی ہے "درگوہی (علیم کل) مَنیشی (شاہد کل) پربھو (سب سے افضل) سُوَیمبھو (قائم بالذات)۔ اَنادی (ازلی) پرمیشور اپنی قدیم مخلوقات کے لئے بذریعہ وید اور نیز سب کے دلوں میں حاضر و ناظر ہونیکی وجہ سے اعمال کے مطابق سامانِ راحت عطا کرتا ہے۔ وہ محیطِ کل قادرِ مطلق۔ اکایم (مُورتی یعنی شکل صورت یا جسم کی قید سے مُنزہ) بے جراحت ناڑی وغیرہ کے بندھن سے آزاد بے عیب اور پاپ سے مُبرّا ہے اُسی ایشور کو سب کا معبودِ حقیقی ماننا چاہیئے" [یجروید ادھیائے ۴۰۔ منتر ۸]

اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایشور جسم کی قید اور پیدا ہونے اور مرنے کے جنجال سے مبرا ہے۔ کوئی بھی اس سے مُورتی پوجا کو ثابت نہیں کرسکتا۔

سوال۔ ویدوں میں لفظ "پرتِما" ہے یا نہیں؟

جواب۔ ہے۔

سوال۔ پھر آپ اس کی تردید کیوں کرتے ہیں۔

جواب۔ لفظ "پرتِما" کے معنی مُورتی نہیں ہیں۔ بلکہ اس سے ماپ تول یا پیمانہ مراد ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں حوالے درج کئے جاتے ہیں۔ *(حاشیہ: لفظ پرتما پر بحث)*

"عالم جس طرح برس کی پرتما (شمار یا پیمانہ) کرتے ہیں اُسی طرح ہم بھی کریں۔ یعنی ایک سال میں جو تین سو ساٹھ (۳۶۰) راتیں ہوتی ہیں۔ انہیں سے سال کا پیمانہ ہوتا ہے۔ اسلئے انہیں کا نام پرتما ہے۔ ہر انسان کو اس طرح عمل کرنا چاہیئے کہ جس سے رات قوت افزا ہو اور صاحب دولت و حشمت اور دراز عمر اولاد پیدا ہو" [اتھروید کانڈ ۳۔ ورگ ۱۰۔ منتر ۳]

"دو گھڑی (۴۸ منٹ) کا ایک مہورت ہوتا ہے اور ایک سال میں دس ہزار آٹھ سو (۱۰۸۰۰) مہورت ہوتے ہیں۔ اُن کو پرتما کہتے ہیں" [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۰۔ پرپاٹھک ۳۔ براہمن ۲۔ کنڈکا ۲۰]

"جس کو ناتعلیم یافتہ یا ناپاک (انسان کی) زبان بیان نہیں کرسکتی۔ جس سے زبان کا فعل انجام پاتا ہے اے انسان! تو اس کو برہم جان اور جو یہ عالم ظاہری نظر آتا ہے وہ برہم نہیں ہے۔ عالم لوگ جس غیر مجسم۔ محیطِ کل۔ غیر مولود۔ منتظمِ کل ہستِ مطلق عینِ علم و عین راحت وغیرہ صفات سے موصوف پرمیشور کی اُپاسنا کرتے ہیں۔ تجھے بھی اُسی کی اُپاسنا کرنی چاہیئے نہ کہ کسی اَور کی"

[سام ویدی یہ تلوکار اُپنشد۔ کھنڈ ا۔ منتر ۴]

سوال۔ کیوں جی! منوسمرتی میں جہاں اس قسم کی باتیں لکھی ہیں کہ جو پرتما کو توڑے (اُس کو سزا دیجاوے)

دیوتاؤں کے پاس جانا چاہیئے اور اُن کی پوجا کرنی چاہیئے اور دیوتاؤں کو بُرا کہنا (واجب نہیں) دیوتاؤں کے سایہ کو کاٹ کر جانا منع ہے۔ پروکشنا (پیرکما یا طواف) کرنی چاہیئے۔ دیوتاؤں اور براہمن کے پاس (بیٹھنا چاہیئے) اور دیوتا گار (یعنی دیوتاؤں کے مندر کو توڑنے والوں کو سزا دینی چاہیئے) علاوہ ازیں دیوتا یتن یا دیوالہ (مندر) کا ذکر آتا ہے۔ وہاں آپ کیا کہینگے؟

جواب۔ اِن مقاموں پر لفظ پرتما سے رتکا (رتی)۔ ماش (ماشہ)۔ سیٹک (سیر) وغیرہ وزن کرنے کے بٹوں سے مُراد ہے۔ چنانچہ خود منوسمرتی میں لکھا ہے کہ:۔

"تولنے کے باٹ (یعنی پرتمان) تمام صحیح اور مقررہ نقش سے منقش ہونے چاہئیں" (منوسمرتی ادھیائے ۸ سلوک ۴۰۳)

منوسمرتی کے اس حوالے میں پرتما سے پرتمان کا مترادف ہونے کی وجہ سے وزن مراد ہیں۔ پس اس صورت میں فقرہ ہائے بالا سے یہ مُراد ہے کہ جو لوگ وزنوں کو کم و بیش کریں اُن کو سزا دینی چاہیئے۔ اور جس مقام پر دیو یعنی عالم پڑھتے پڑھاتے اور رہتے ہیں انہیں کو دیوتا یتن یا دیوالہ کہتے ہیں۔ لفظ دیو اور دیوتا باہم مترادف ہیں۔ اسی طرح دیوتاؤں کی پوجا سے عالموں کی عزت اور تعظیم کرنا مُراد ہے۔ کسی کو اُن کی بدگوئی نہیں کرنی چاہیئے اور نہ اُن کے سایہ کو کاٹ کر نکلنا چاہیئے (یعنی ادب سے دُور رہنا چاہیئے) اُن کی بُود و باش کی جگہ کو ہرگز مسمار نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ اُن کی خدمت میں حاضر رہ کر دھرم اور انصاف کی باتوں کو سیکھنا اور اُن کو دائیں ہاتھ تعظیم سے بٹھانا اور خود ادب سے اُن کے بائیں ہاتھ بیٹھنا چاہیئے۔ الغرض جہاں کہیں پرتما۔ دیو۔ دیوتا۔ اور دیوتا یتن وغیرہ الفاظ آویں۔ وہاں اُن سے یہی مُراد سمجھنی چاہیئے۔

کتاب کے زیادہ بڑھ جانے کے خوف سے ہم یہاں اس مضمون پر زیادہ نہیں لکھ سکتے۔ مختصر طور پر یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ مورتی پوجا۔ کنٹھی پہننا۔ تلک لگانا وغیرہ سب باتیں ممنوع ہیں۔

گرہ پیڑا کی تردید

اسی طرح کم عقل لوگ سورج وغیرہ گرہوں (اجرام) کی فرضی پیڑا (تکلیف) قرار دیکر اُس کی شانتی (دفعیہ) کے لئے "آکرشنین رجسا۔ आकृष्णेन रजसा" الخ منتر بتاتے ہیں۔ یہ بھی اُن کا وہم اور مغالطہ ہے۔ کیونکہ ان منتروں سے اس قسم کی کوئی بات نہیں نکلتی۔ چنانچہ ہم "آکرشنین رجسا۔ आकृष्णेन रजसा" الخ کا ترجمہ "کشش تابین اجسام" کے[۵۱] مضمون میں کر چکے ہیں اور "ایم دیوا اسپتنم[۵۲] इमं देवा असपत्नं" الخ کا ترجمہ "راجہ اور رعیت کے فرائض" کے مضمون میں کیا جا چکا ہے۔ اسکے

۵۱ یجروید۔ ادھیائے ۳۳۔ منتر ۴۳۔ مترجم

۵۲ یجروید ادھیائے ۹۔ منتر ۴۰۔ مترجم

علاوہ چند اور منتر پڑھا کرتے ہیں جن کو نیچے لکھا جاتا ہے۔

अग्निमूर्द्धा दिवः ककुत्पतिः पृथिव्या अयम्। अपाᳬ रेताᳬसि जिन्वति ॥ य० अ० ३। मं० १२॥

"اگنی (پرمیشور اور آگ) روشن وغیر روشن اجرام کی حفاظت کرنے والے ہیں اور سب سے افضل اور ککت (تمام سمات) میں محیط اور تمام موجودات کے محافظ ہیں (ککت در اصل کلکھ تھا" ویتو بھولم" سُوتر سے ت کی جگہ بجھ ہو گیا) خالق جہاں پرمیشور پران (نفس) میں یا آگ پانی میں قوت پیدا کرتی ہے۔ آگ بشکل برق و آفتاب کُل اشیاء کی حفاظت کرنیوالی اور قوت پیدا کرنے والی ہے" [یجروید ادھیائے ۳-منتر ۱۲]

उद्बुध्यस्वाग्ने प्रतिजागृहि त्वमिष्टापूर्त्ते सᳬ सृजेथामयंच। अस्मिन्त्सधस्थे अध्युत्तरस्मिन् विश्वे देवा यजमानश्च सीदत॥ य० अ० १५ मं० ५४॥

"اے اگنی (پرمیشور) ہمارے دلوں کو روشن کیجئے اور تمام جانداروں کو آفتاب علم طلوع کر کے جہالت کی تاریکی اور غفلت کے خواب سے بیدار کیجئے۔ اے بھگون! آپ اس جسم میں رہنے والے جیو کو دھرم-ارتھ (دولت) کام (مُراد) موکش (نجات) کا مکمل سامان عطا کیجئے۔ آپ ہی اس کو سُکھ دینے والے ہیں۔ آپ کی عنایت اور خود اس کی محنت سے انسان کی تمام مُرادیں بر آئیں۔ آپ کے فضل و کرم سے اس لوک (قالب) اور نیز پرلوک (دوسرے جنم) میں عالموں کی خدمت کے لئے تمام شائقین علم اور یجمان (یگیہ کرنے والے) ہمیشہ قائم رہیں تاکہ ہمارے درمیان ہر قسم کا علم رواج و ترقی پاوے" [یجروید ادھیائے ۱۵-منتر ۵۴]

اس منتر میں بھی "ویتو بھولم" سُوتر سے غائب کی جگہ حاضر کا صیغہ آیا ہے۔

बृहस्पते अतियदर्य्यो अर्हाद्युमद्विभाति क्रतुमज्जनेषु। यद्दीदयच्छवस ऋतप्रजात तदस्मासु द्रविणं धेहि चित्रम्॥ य० ॥ अ० ॥ २६ ॥ मं० ३ ॥

"اے وید، بزرگ کے مالک و محافظ خالق جہاں پرمیشور! تیرا علم و معرفت وید کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے تو یگیہ کرنے والے عالموں اور تمام دُنیاؤں میں جلوہ گر ہے تیرا فضل اور احسان و کرم بے پایان ہے تمام سچے کام تیری ہی ذات سے ظہور پاتے ہیں۔ تو قوت عطا کرنیوالا ہے جس علم وغیرہ بے بہا نعمت کو پاکر آریہ یعنی حاکم-راجہ یا اہل تجارت (ویشیہ) نیک لوگوں کے درمیان نام پاتے ہیں اُسکو اپنی عنایت سے ہمیں عطا کر"

[یجروید ادھیائے ۲۶-منتر ۳]

اس منتر میں ایشور سے علم و دولت وغیرہ کے لئے پرارتھنا (استدعا) کی گئی ہے۔

अन्नात्परिस्रुतोरसं ब्रह्मणा व्यपिवत्क्षत्रम्पयः सोमं प्रजापतिः ॥ ऋतेन सत्यमिन्द्रियं विपानꣳ शुक्रमन्धसः । इन्द्रस्ये न्द्रियमिदं पयोऽमृतंमधु ॥ यजु० अ० १९ मं० ७ ॥

جب رعیت کی حفاظت کرنیوالا کشتری (راجہ) وید کے جاننے والے براہمنوں کے ساتھ آب حیات کی تاثیر رکھنے والے سوم وغیرہ ادویات سے بنے ہوئے عقل خوشی دلیری استقلال اور قوت و حوصلہ وغیرہ نیک گنوں کو پیدا کرنے والے رس کو پیتا ہے تب وہ سبھا دھیکش (میر انجمن یا راجہ) وید کے علم کا ماہر ہو کر دھرم کے ساتھ فرائض سلطنت کو انجام دیتا ہے۔ اُس کا دل پاک علوم سے بہرہ مند اور قرار یافتہ ہوتا ہے وہ دھرم کی پابندی کے ساتھ فرائض سلطنت کو انجام دیتا ہے۔ قادرِ مطلق محیطِ کل اور سب کے دلوں میں موجود اور منتظمِ کل ایشور کی عنایت سے اُس کا دل پاک صاف غذا کے استعمال کرنیکا عادی۔ بہت جلد سُکھ پیدا کرنے والا اور تمام اشیاء کی معرفت حقیقی سے بہرہ مند موکش کی تدبیر میں کامل۔ راستی اور نیک عادات سے موصوف پُر علم و معرفت ہو کر کاروبار دنیوی میں کامیابی اور مقصد اعلیٰ یعنی نجات کے سُکھ کو حاصل کرتا ہے۔ پرمیشور حکم دیتا ہے کہ جو کشتری حفاظتِ رعایا کے کام پر مامور ہو اُس کو چاہیئے کہ بطور لائق بالا رعیت کی حفاظت کرے۔ اور سلطنت کو آب حیات کی تاثیر رکھنے والے اناج وغیرہ اشیائے خوردنی سے بھرپور رکھے تاکہ رعیت کو نہایت سُکھ پہنچے۔ کشتری کا یہی فرض ہے۔"

[یجروید۔ ادھیائے ۱۹۔ منتر ۷۵]

शन्नोदेवीरभीष्टय आपो भवंतु पीतये शंयोरभिस्रवंतुनः ॥ य० अ० ३६ । मं० १२ ॥

"دیوی یعنی تجلی و راحت بخشِ عالم آپہ आपः (محیطِ کل ایشور) ہمارے اوپر مہربان ہو اور ہم کو حسب دلخواہ سُکھ۔ کامل سامانِ راحت اور کلیان (بہبودی) عطا کرے۔ وہ محیطِ کل پرمیشور ہمارے اوپر سُکھ کی بارش کرے۔" [یجروید ادھیائے ۳۶۔ منتر ۱۲]

لفظ "آپ" "آپلرِ" आप्लृ بمعنی "سرایت کرنا" سے بنتا ہے۔ زبان سنسکرت میں لفظ "آپہ" ہمیشہ جمع مؤنث میں آتا ہے اور لفظ "دیوی" "دِوُ" दिवु مصدر سے بنتا ہے جسکے معنی کریڑا[1] وغیرہ ہیں۔ لفظ "آپہ" کی نسبت ایک حوالہ درج کیا جاتا ہے۔

"عالم لوگ آپہ کو برہم یعنی پرمیشور کا نام مانتے ہیں اور اُس پرمیشور میں تمام کرۂ زمین اور عالمِ محسوس میں آئی ہوئی کائنات فانی اور اُس کی علت کو قائم جانتے ہیں۔ اس موجودات کے درمیان تمام کائنات

[1] دیکھو صفحہ ۴۶ کتاب ہذا۔ مترجم

کو قائم رکھنے والا (پرمیشور) کون سا ہے؟ اے عالم! تو اُس کو بیان کر (یہ سوال ہے جسکا جواب آگے دیا جاتا ہے) وہ مالک جہاں جیو وغیرہ تمام موجودات اور سب کے دلوں میں موجود اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ تم اس بات کو جانو" [اتھرووید کانڈ ۱۰- ادھیائے ۴- ورگ ۲۲ منتر ۱۰]

कयानश्चित्र आभुवदूतीसदावृधः सखा । कयासचिष्टयावृता ॥ य० अ० २७ मं० ३९ ॥

"جو اُپاسنا کے ذریعہ سے اور نہایت نیک اعمال اور گنوں سے آراستہ اور اعلیٰ اوصاف سے پیراستہ سبھا کے اندر روشن یا جلوہ گر ہوتا ہے وہ عجیب و غریب غیر متناہی قدرت کا مالک عین راحت و قادر مطلق پرمیشور ہمارا سکھا ہو یعنی ہمارے اوپر نظرِ شفقت رکھے۔ وہ خالق جہان ہمیشہ اپنی عنایت سے ہماری مدد اور حفاظت کرے اور ہم اُس کو ہمیشہ سچی محبت اور عقیدت سے پوجیں" [یجروید۔ ادھیائے ۲۷۔ منتر ۳۹]

केतुं कृण्वन्न केतवे पेशोमर्य्या अपेशसे समुषद्भिर जायथाः ॥ य० अ० २९ मं० ३७ ॥

"اے انسانو! پرمیشور کے ملنے کی خواہش کرنے اور اُس کے حکم پر چلنے والے عالموں کی صحبت میں رہ کر اپنی جہالت کو دور کرنیکے لئے علم و معرفت اور افلاس و ادبار کو دفع کرنیکے لئے عالمگیر حکومت وغیرہ سامانِ راحت اور دولت و حشمت حاصل کرو۔ تم کو اسی طرح اُس خالق جہان ایشور کا علم حاصل ہوگا"
[یجروید۔ ادھیائے ۲۹۔ منتر ۳۷]

مُستند و غیر مُستند کتابوں کا مضمون ختم ہُوا

تحصیلِ علم کے استحقاق و عدمِ استحقاق پر بحث

سوال۔ وید وغیرہ شاستروں (علمی کُتب) کے پڑھنے کا سب کو حق ہے یا نہیں ؟

جواب۔ سب کو ہے۔ کیونکہ ایشور نے ویدوں کو کل نوعِ انسان کے فائدے اور سچے علوم کے ظہور و اشاعت کے لئے بنایا ہے۔ پرمیشور نے جو شے بنائی ہے وہ سب کے لئے بنائی ہے چنانچہ اِس بارہ میں حوالہ درج کیا جاتا ہے۔

ویدوں کے پڑھنے اور سُننے کا سب کو حق ہے

دیکھو پرمیشور ہر انسان کو ویدوں کے پڑھنے اور پڑھانے کی ہدایت کرتا ہے:۔

"جس طرح میں اس رِگ وغیرہ چاروں ویدوں کے فیض و بہبودی سے پُر کلام کو سب جنوں یعنی کل جیووں کی بہتری اور فائدے کے لئے تلقین کرتا ہوں اُسی طرح تمام عالم اُنہیں کل نوعِ انسان کو پڑھاویں۔ (اگر کوئی یہ کہے کہ منتر میں جَنے بھیہ سے دوِج یعنی پہلے تین ورن کے لوگ مُراد ہیں۔ کیونکہ وید پڑھنے اور پڑھانے کا حق اُنہیں کو ہے تو اس کا کہنا ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ منتر کے اگلے حصہ میں اسکے خلاف کہا ہے۔ چنانچہ اس سوال کا جواب کہ وید پڑھنے اور سُننے کا کس کس کو حق ہے اس طرح دیا ہے کہ) چاروں وید۔ براہمن۔ کشتری۔ ویشیہ۔ شودر اور شودر سے بھی پرے نیچ لوگوں اور سوائیہ یعنی عزیزوں۔ بیٹوں۔ نوکروں اور سب کو پڑھنے اور سُننے چاہئیں۔ جس طرح میں ایشور رعایت اور طرفداری کو چھوڑ کر سب کی بہبودی اور فائدے کی نظر سے عالموں کو اُن کے مرغوب خاطر علم وغیرہ عطا کرتا اور ہر قسم کا سامان دیکر اُن پر لُطف و احسان کرتا ہوں۔ اُسی طرح آپ سب عالموں کو سب کی بھلائی اور بہبودی مدنظر رکھ کر سب لوگوں کو کلام وید سُنانا چاہئے تاکہ ایسا کرنے سے میرے حکم کی تعمیل اور تمہاری دلی مرادیں اور سُکھ پانے کی خواہش پوری ہو۔ جس طرح مجھے اُس سے راحتِ مطلق حاصل ہے۔ اُسی طرح تم بھی اِس سے حسب دلخواہ راحت حاصل کرو۔ بالیقین میں تمہیں آشیرباد دیتا ہوں جس طرح مینے وید کا علم سب کے لئے عیاں و ظاہر کیا ہے اُسی طرح تم بھی سب کی بھلائی کرو اور کبھی اسکے خلاف نکرو۔ کیونکہ جس طرح میری نیت بلاطرفداری سب کی بہبودی اور فائدے کے لئے ہے اگر اُسی طرح تم بھی کروگے تو میں خوش ہونگا نہ کہ اُس کے خلاف کرنے سے۔"

[یجروید۔ ادھیائے ۲۶۔ منتر ۲]

اس منتر کا یہی ترجمہ ٹھیک ہے کیونکہ برہسپتے اَتِ یَدرَیہ" الخ منتر میں جو اس سے اگلا منتر ہے ایشور کا بیان ہے۔ علاوہ ازیں ورن اور آشرم کا مدار بھی صفات۔ اعمال اور چلن پر ہے۔ چنانچہ منوجی نے کہا ہے کہ۔

ورن اور آشرم کا دارومدار گُن کرم پر

"اگر شودر کامل علم اور نیک چلن وغیرہ براہمنوں کی صفات سے موصوف ہو تو وہ براہمن پن یعنی براہمن کے درجے کو حاصل کرتا ہے یعنی جس قدر براہمن کے حقوق ہیں وہ سب اُس کو حاصل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر براہمن بدچلن پاپ کرنیوالا بیعقل۔ جاہل۔ دوسروں کا دست نگر اور دوسروں کی خدمت وغیرہ کرنے سے شودروں کی صفت رکھتا ہو تو وہ شودرپن یعنی شودر کے درجے کو پاتا ہے اور یہی کیفیت اُن لوگوں کی سمجھنی چاہئیے جو کشتری اور ویشیہ کی اولاد ہوں"۔

[منوسمرتی۔ ادھیائے ۱۰، شلوک ۶۵]

گویا جو شخص جس ورن کی صفات و عادات سے موصوف ہو وہ اسی ورن کا مستحق ہوتا ہے چنانچہ یہی بات آپستمبھ کے سوتروں میں بھی کہی ہے۔

ورن اول بدل سکتا ہے۔

"سچے دھرم پر چلنے سے شودر درجہ بدرجہ ویشیہ کشتریہ اور براہمن کے ورن کو حاصل کرتا ہے یعنی اُن ورنوں کے تمام حقوق حاصل کرتا ہے اور اُس کا ورن بدل جاتا ہے۔ گویا شودر مذکورہ بالا ورنوں کی تمام باتوں عادات اور چلن کو حاصل کرتا ہے" [آپستمبھ سوتر پٹل ۵ سوتر ۱۰]

اُسی طرح پاپ کا چلن اختیار کرنے سے ہر ورن اپنے سے نیچے ورن میں گرجاتا ہے مثلاً براہمن اپنے سے نیچے یعنی کشتری۔ ویشیہ اور شودر کے ورن کو پاتا ہے اور اُس کی جاتی یا ورن حسب مذکور بدلجاتا ہے۔

[ایضاً سوتر ۱۱]

گویا کسی ورن کے دھرم پر چلنا ہی اُس ورن میں شامل ہونیکا اعلیٰ ذریعہ ہے اور ادھرم اختیار کرنے سے اپنے سے نیچے ورن کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ بس جب یہ کہا جاتا ہے کہ شودر کو نہیں پڑھانا چاہئیے اور نہ اُس کو سُنانا چاہئیے تو اس سے یہی منشاء ہے کہ شودر کو عقل اور ذہن نہیں ہوتا اور جب اُس میں علم سیکھنے اور یاد رکھنے اور سوچنے کی طاقت نہیں ہے تو اُس کو پڑھانا اور سُنانا بے نتیجہ اور فضول[1] ہے۔

تحصیل علم کے استحقاق و عدم استحقاق کی بحث ختم ہوئی

[1] بدُھ جی نے بھی فرمایا ہے کہ अभिष्यं मास्ति योरजन्तमाहुर्मूढ चेतसम् ॥ یعنی جو ایسے شخص کو پڑھاتا ہے جو پڑھ نہیں سکتا اُسے بیوقوف کہتے ہیں۔ مترجم

پڑھنے اور پڑھانے کا بیان

حروف کو اُن کے مخرج سے باقاعدہ ادا کرنا چاہیئے۔

جب تعلیم شروع کی جاوے تو شِکشا (علم قرأت) کے بموجب استھان (مخرج) پریتن (طریق تلفظ) اور سُور (لہجہ) کے علم کے لئے حروف کے ادا کرنے کا طریق سکھانا چاہیئے تاکہ حرکات اور حروف کے ادا کرنے میں غلطی نہ ہووے۔ مثلاً حرف "پ" کے ادا کرنے میں دونوں ہونٹوں کو ملانا چاہیئے۔ کیونکہ اس حرف کا مخرج دونوں ہونٹ اور طریق تلفظ اُن دونوں کو چھونا ہے۔ وقِس علیٰ ہذا۔

اس بارہ میں مہابھاشیہ کے مصنف مہامُنی پتنجلی جی فرماتے ہیں کہ

"جب تک حروف کو صحیح مخرج اور تلفظ کے صحیح طریق سے ادا نہ کیا جائے تب تک لفظ صاف اور سُریلا نہیں نکلتا۔ مثلاً اگر کوئی گانے والا شڑج (کھرج) وغیرہ سُروں کے الاپنے میں لفظ کو بیقاعدہ ادا کرے تو وہ اُس کی خطا ہے۔ اسی طرح ویدوں میں بھی صحیح طریقِ تلفظ کے ساتھ تمام حرکات اور حروف کو اپنے اپنے مخرج سے ادا کرنا چاہیئے۔ ورنہ غلط بولا ہوا لفظ ناگوار یا دلخراش اور بےمعنی ہوتا ہے۔ صحیح طریق سے ادا کرنے کے بجائے بیقاعدہ ادا کیا ہوا لفظ بولنے والے کے قصور کو ثابت کرتا ہے اور اُس کو یہی کہا جاتا ہے کہ تو نے غلط بولا۔ غلط بولا ہوا لفظ اپنے اصلی منشا و معنی کو ظاہر نہیں کرتا۔ مثلاً سکل۔ شکل۔ سکرت۔ شکرت۔ لفظ "سکل" کے معنی "مکمل" ہیں اور "شکل" کے

غلط تلفظ سے مطلب فوت ہو جاتا ہے

معنی "جزو" ہیں۔ علیٰ ہذا "سکرت" کے معنی "ایک مرتبہ" ہیں اور "شکرت" کے معنی "فضلہ" ہیں۔ پس اگر "س" کی بجائے "ش" اور "ش" کی بجائے "س" بولا جائے تو لفظ اپنے معنی کو ظاہر نہیں کر سکتا۔ بلکہ ایسا لفظ دلخراش و سینہ فگار ہوتا ہے جس منشا کو ظاہر کرنے کے لئے اُسے بولا جاتا ہے۔ وہ اُسے ادا نہیں کر سکتا۔ ایسا لفظ اپنے مالک یعنی بولنے والے یجمان کے مطلب کو فوت کر دیتا ہے۔ مثلاً لفظ "اِندر شترو" لہجہ کی خطا سے بالکل معکوس معنی پیدا کرتا ہے۔ اگر لفظ "اِندر شترو" میں "تت پُرش سماس"[1] لیا جاوے یعنی اُس کا یہ ترجمہ کیا جاوے

[1] "تت پُرش سماس" وہ اسم مرکب ہے جس میں پہلے لفظ سے دوسرے لفظ کی تعریف اور اُس کے معنی کی تعبیر ہوتی ہے۔ مثلاً گرام گت (گانوں کو گیا ہوا)۔ چور بھے (چور سے خوف) اِندر شترو (اِندر کا شترو) کوپ جل (کنوئیں کا پانی) وغیرہ۔ مترجم

کہ اِندر کا شترو (سورج کا دشمن یعنی بادل) تو دونوں کی آخری حرکت کو اُدات یعنی زور سے بولنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر شروع کی حرکت کو اُدات کیا جائیگا یعنی اُس پر زور دیا جائیگا تو "بہُو برہیی[۵۱] سماس" بن جائیگا۔ یہاں تُلیہ یوگیتا (تجنیس لفظی) کی صنعت سے ایک ہی لفظ کے دو مختلف معنی یعنی بادل اور سورج پیدا ہوتے ہیں۔ یعنی اگر لفظ ثانی کو مقدم رکھا جائے تو "تت پُرش سماس" ہوتا ہے اور اگر کسی لفظ غیر کو مقدم رکھا جائے تو "بہُو برہیی سماس" ہوتا ہے۔ اسلئے جس کو اس لفظ سے سُورج کا بیان کرنا مطلوب ہو تو اُس کو لفظ "اِندر شترو"، "کرم دھارَیہ سماس"[۵۲] کے لحاظ سے آخری حرکت کو اُدات کرکے یعنی اُس پر زور دیکر بولنا چاہیئے اور جس کی بادل سے مُراد ہے اُسے "بہُو برہیی سماس" کے قاعدے سے پہلی حرکت کو اُدات یعنی زور سے بولنا چاہیئے۔ اِسکے خلاف کرنے سے اِنسان کی خطا سمجھی جائیگی"۔ [مہابھاشیہ۔ ادھیائے ا۔ پاد ا۔ آہنک ا]

پس حرکات اور حروف کو باقاعدہ ادا کرنا واجب ہے۔

ہر علم کو بامعنی سمجھ کر پڑھنا لازم ہے

اسی طرح بولنے۔ سُننے۔ بیٹھنے چلنے۔ اُٹھنے۔ کھانے۔ پڑھنے۔ سوچنے اور معنی لگانے وغیرہ کی بابت بھی بخوبی تعلیم و تربیت دینی چاہیئے۔ اگر معنی کے علم کے ساتھ پڑھا جائیگا تو نہایت اعلےٰ نتیجہ حاصل ہوگا تاہم جو نہیں پڑھتا اُس سے صرف عبارت[۵۳] پڑھ لینے والا اچھا ہے۔ اور جو لفظ کے معنی اور ربط کے علم کے ساتھ پڑھتا ہے۔ وہ اُس سے برتر ہے۔ اور جو ویدوں کو پڑھ کر اور اُن کا پورا پورا علم حاصل کرکے نیک اوصاف اور اعمال کی پابندی کے ساتھ سب کی بھلائی میں مصروف ہوتا ہے وہ سب سے افضل ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں چند حوالے درج کیئے جاتے ہیں۔

مندرجہ ذیل منتر میں معنی کے علم کے بغیر پڑھنے کی ممانعت کی ہے۔

"جس لایزال اعلیٰ و اشرف اور آکاش کی مانند محیطِ کُل پرمیشور میں رگ وغیرہ چاروں وید قائم ہیں (منتر میں رِگ تمثیلاً آیا ہے۔ دراصل چاروں ویدوں سے مراد ہے) جس کی ذات سے تمام عالم

---

[۵۱] "بہُو برہیی سماس" وہ اسم مرکب ہے جس میں دونوں الفاظ صفت واقع ہوں اور دونوں ملکر ایک اور تیسری چیز کی تعریف کرتے ہوں اُس مرکب سے ایک ایسی غیر شے مفہوم ہوتی ہے جو مرکب کے الفاظ سے بالکل مختلف ہے۔ مثلاً پیتامبر کے لفظی معنی زرد کپڑا ہیں۔ مگر اس سے وہ شخص مراد ہے جو زرد کپڑے پہنے ہوتے ہو۔ گت پُتر (گم کردہ فرزند) سے وہ شخص مراد ہے کہ جس کا لڑکا گم ہو گیا ہو۔ اِندر شترو (آفتاب دُشمن) سے وہ جس کا دشمن سورج ہو یعنی بادل مُراد ہے۔ مترجم

[۵۲] "کرم دھارَیہ سماس" سے وہ مرکب مراد ہے جس میں پہلا لفظ صفت ہو اور دوسرا موصوف مگر بوجہ مرکب ہو جانے کے پہلے لفظ کی علامت گرگئی ہو۔ یہ مرکب تت پُرش کی ایک قسم ہے مثال کرشن سرپم (کالے سانپ) بجائے کرشنم سرپم۔ مترجم۔ [۵۳] دیکھو منوسمرتی ادھیایہ ۱۲ اشلوک ۱۰۳

عوام الناس۔ حواس اور سورج وغیرہ تمام اجرام قائم ہیں۔ اُس کو برہم جاننا چاہئے جو شخص اُس کو نہیں
جانتا ہے اور رفاہِ عام کے کام نہیں کرتا اور نہ ایشور کے حکم پر چلتا ہے وہ ویدوں کو پڑھ کر بھی کیا
کریگا ؟۔ اُس کو کبھی ویدوں کے معنی کا علم نہیں ہوتا یعنی اُس کو کچھ فائدہ نہیں ملتا۔ اور جو لوگ
اُس برہم کو جانتے ہیں وہی دھرم۔ ارتھ (دولت) کام (مراد) اور موکش (نجات) حاصل کرتے ہیں"

[رگ وید۔ منڈل ۱ سوکت ۱۶۴۔ منتر ۳۹]

اسلئے ویدوں کو بامعنی ہی پڑھنا چاہئے۔

بامعنی سمجھ کر پڑھنے کے فوائد

"جو شخص صرف وید کی عبارت ہی پڑھنا سیکھا ہے اور اُس کے معنی کو نہیں جانتا وہ پڑھا ہوا
ہونے کے باوجود بھی دھرم پر نہیں چلتا۔ وہ شخص ستھانو یعنی کندۂ ناتراش ہے۔ اُس کو غیر
ذی شعور کی مثال سمجھنا چاہئے۔ وہ محض بارکش ہے۔ جس طرح کوئی انسان یا جانور بوجھ سے
لدا ہو مگر اُس کو استعمال نہ کرسکتا ہو۔ بلکہ اُس گھی۔ مٹھائی۔ کستوری۔ کیسر وغیرہ اشیاء کو
جو اُس کی پیٹھ پر لدی ہیں۔ دوسرے صاحبِ نصیب کام میں لائیں۔ بعینہ وہی مثال اُس شخص کی
ہے جو معنی کے علم کے بغیر پڑھتا ہے اور جو معنی کو جاننے والا ویدوں کے لفظ معنی اور ربط کا علم حاصل
کر کے دھرم پر چلتا ہے۔ وہ وید میں بھرے ہوئے علم و معرفت کو حاصل کرکے پاپ سے آزاد ہو جاتا ہے
اور قبل از مرگ کامل سکھ اور سامان راحت کو نصیب ہوتا ہے اور جسم چھوڑنے کے بعد بھی تمام دکھوں
سے آزاد ہو کر موکش (نجات) یعنی پرمیشور کے قرب کو حاصل کرتا ہے۔ [نرکت ادھیائے ۱۔ کھنڈ ۱۸]

اسلئے ویدوں کو معنی کے علم کے ساتھ پڑھنا چاہئے اور اس میں لکھے ہوئے دھرم پر چلنا چاہئے۔

"جو شخص وید وغیرہ کو معنی کے علم کے بغیر پڑھتا ہے یعنی صرف عبارت پڑھنا سیکھتا ہے وہ ہرگز علم کے
نور سے منور نہیں ہوتا۔ اُس کی ایسی مثال ہے جیسے سوکھا ایندھن موجود ہو مگر آگ نہ ہو۔ یعنی جس طرح
آگ کے بغیر خشک لکڑی رکھ دینے سے آگ یا روشنی پیدا نہیں ہوسکتی۔ اسی طرح اُس کا پڑھنا بھی
بے سود ہے" [نرکت ادھیائے ۱۔ کھنڈ ۱۸]

"ایسے لوگ بھی ہیں جو لفظ کو سنتے ہوئے مطلب کو نہیں سمجھ سکتے اور بعض انسان لفظ کو سنتے ہوئے
بھی سننے سے معذور یعنی اُس کے معنی سمجھنے سے عاری ہیں۔ جس طرح ایسے لوگوں کو کہنے سننے سے
بھی کچھ علم نہیں ہوتا۔ وہی مثال معنی کو سمجھے بغیر پڑھنے والے کی ہے (منتر کے اس نصف حصہ میں
جاہل کی تعریف کی گئی۔ آگے عالم کی تعریف کرتے ہیں) جو شخص معنی کے علم کے ساتھ ویدوں کو
پڑھتا ہے۔ اُس کے سامنے علم اس طرح اپنے حسن و جمال کا لطف دکھاتا ہے۔ جس طرح وفادار

بیوی لباسِ حُسن افروز زیبِ تن کئے ہوئے خاوند کو اپنے جسم کی بہار دکھاتی ہے"

[رِگ وید۔ منڈل ۱۰۔ سوکت ۷۱۔ منتر ۴]

معنی کے علم کے ساتھ پڑھنے والے کو علم کی پوری کیفیت یعنی ایشور سے لیکر مٹی تک تمام اشیا کا کامل علم اور معرفت حاصل ہوتی ہے۔

"وہ جو شخص تمام جانداروں کے ساتھ محبت سے پیش آتا ہے اور تمام و کمال علم سے بہرہ مند ہو کر دھرم کی پابندی اور ایشور کی معرفت سے موکش کے ثمرہ کا مستحق ہو چکا ہے۔ اُس کو راحت رسانِ کامل اور خیر خواہِ کُل کہتے ہیں۔ ایسے عالم کو کوئی شخص کسی معاملہ میں نقصان نہیں پہنچاتا کیونکہ وہ ہر دلعزیز ہوتا ہے۔ اسی طرح معنی کے علم کے ساتھ پڑھے ہوئے شخص کو کوئی شخص خواہ کیسا ہی سخت جرح کے سوال جواب کرنے والا فتنہ انگیز سخت مخالف: نکتہ چین اور معترض حریف کیوں نہ ہو تنگ یا لاجواب نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اُس کی زبان سچے علم سے آراستہ۔ حاضر جواب اور نیک اوصاف سے پیراستہ ہوتی ہے (منتر کے اس نصف حصہ میں عالم کی تعریف کی گئی اب دوسرے حصہ میں جاہل کی تعریف کرتے ہیں) وہ جاہل جو ایسے لوگوں کی ہدایت پر چلتا ہے جو کرم (عمل) اُپاسنا (عبادت) کی پابندی نیک اطوار اور علم سے محروم دھرم اور ایشور کے علم و معرفت اور نیک تربیت سے معرّیٰ ہیں وہ تعلیم و تربیت سے محروم اور وہم و مغالطہ میں پڑا ہوا اس دُنیا میں مکر و فریب کی باتیں کرتا رہتا ہے۔ وہ اس جسم انسانی میں اپنی یا دوسرے کی کچھ بھلائی نہیں کر سکتا"

[رِگ وید۔ منڈل ۱۰۔ سوکت ۷۱۔ منتر ۵]

اسلئے معنی سمجھ کر پڑھنا نہایت عمدہ اور افضل ہے۔

تکمیل تعلیم وید کے لئے ضروری کتابیں

انسان کو ویدوں کے معنی کا علم حاصل کرنے کے لئے ویاکرن (علم صرف و نحو) یعنی اشٹادھیائی اور مہابھاشیہ پڑھنا چاہیئے۔ پھر نگھنٹو۔ نرکت۔ چھند اور جیوتش کو جو ویدوں کے انگ ہیں پڑھنا چاہیئے۔ بعد ازاں میمانسا۔ ویشیشک۔ نیائے۔ یوگ۔ سانکھیہ اور ویدانت ان چھ شاستروں کو جو وید کے اُپانگ کہلاتے ہیں پڑھنا چاہیئے۔ اُس کے بعد ایتریہ۔ شت پتھ۔ سام اور گوپتھ۔ براہمن کو پڑھ کر وید کے معنی پڑھنے چاہئیں۔ یا ایسی تفسیر کو پڑھ کر جسے ان تمام کتابوں کے پڑھے ہوئے عالم نے بنایا ہو ویدوں کے معنی کا علم حاصل کرنا چاہئے کیونکہ کہا ہے کہ جو انسان ویدوں کے معنی کو نہیں جانتا وہ اُس بزرگ و جلیل پرمیشور اور دھرم اور خزینہ علم کو نہیں جان سکتا۔ وجہ یہ ہے کہ وید تمام علوم کا مخزن ہیں۔ اُن کے

علم اور معرفت کے بغیر کسی کو سچا علم حاصل نہیں ہو سکتا۔ جس قدر سچا علم اور معرفت روئے زمین پر کسی کتاب یا کسی کے سینہ میں موجود ہے یا پہلے ہو چکا یا آئندہ ہو گا۔ وہ سب وید ہی سے نکلا ہے کیونکہ تمام علم و معرفت حقیقی کو ایشور نے ویدوں کے اندر بھر دیا ہے اور اُسی سے باقی سب جگہ سچائی کی روشنی پھیلی ہے۔ اس لئے ہر انسان کو ویدوں کے معنی کا علم حاصل کرنیکے لئے محنت و کوشش کرنی چاہیئے۔

پڑھنے اور پڑھانیکا بیان ختم ہوا

تفسیر ہذا کی ضرورت پر بحث

سوال - آپ کوئی نئی تفسیر لکھتے ہیں یا جو تفسیر قدیم آچاریہ لکھ چکے ہیں اُسی کو بیان کرتے ہیں؟ اگر پرانی تفسیر کو بیان کرتے ہیں تو بمصداق آنکہ پسے کو پیسنا فضول ہے۔ کوئی بھی اس کو نہیں مانیگا۔

یہ تفسیر قدیم رشیوں کی منشا کے مطابق ہے

جواب - قدیم آچاریوں کی کی ہوئی تفسیر کو ظاہر کیا جاتا ہے جو قدیم عالموں یعنی برہما سے لیکر یاگیہ ولکیہ۔ واتسیاین اور جیمنی تک رشیوں نے ایتریہ اور شتپتھ وغیرہ تفسیریں لکھی ہیں۔ نیز پانینی۔ پتنجلی اور یاسک وغیرہ مہرشی لوگ جو ویدوں کے مضامین کی تشریح ویدانگ کے نام سے کر چکے ہیں۔ نیز جیمنی وغیرہ رشیوں نے جو ویدوں کے اُپانگ یعنی چھ شاستر لکھے ہیں اور جو اُپ وید اور ویدوں کی شاکھائیں بنائی جا چکی ہیں اُنہیں سے انتخاب کر کے سچے معنی کو ظاہر کیا جاتا ہے۔ کوئی نئی بات بلا حوالے اپنی طرف سے نہیں لکھی جاتی۔

سوال - اِس سے کیا فائدہ ہوگا؟

مروجہ تفسیریں غلط ہیں۔

جواب - راون۔ اُدٹ۔ ساین۔ مہی دھر وغیرہ جس قدر ویدوں کے خلاف تفسیریں کر گئے ہیں اور نیز جو انگلستان و جرمنی کے رہنے والوں اور دیگر اہل یوروپ نے اُنہیں کے مطابق اپنے اپنے ملک کی زبان میں کچھ کچھ ترجمہ کیا ہے اور نیز جو بعض آریا ورت کے لوگوں نے اُنہیں سے ملتے جُلتے پراکرت (ہندی وغیرہ) زبانوں میں ترجمے کئے ہیں یا اب کرتے ہیں وہ سب غلطیوں سے پُر اور اصل سے دُور ہیں جب اِن تفسیروں کی غلطیاں دکھائی جائینگی تو سجّن (راستی پسند) لوگوں کے دلوں میں یہ بات بخوبی ذہن نشین ہو جائیگی اور سب اُن کو چھوڑ دینگے۔ چونکہ یہاں گنجایش نہیں ہے اسلئے اُن کی غلطیاں صرف بطور "مشتے نمونہ از خروارے" دکھائی جاتی ہیں۔

ساین آچاریہ کی غلطیاں

سائن آچاریہ نے ویدوں کے اعلیٰ مطالب کو نہ سمجھ کر یہ کہا ہے کہ "تمام وید صرف کریا کانڈ (اعمال یا رسوم) کو بیان کرتے ہیں"۔ یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اُن میں تمام علوم موجود ہیں چنانچہ ہم اِس بارہ میں مختصر طور پر پیشتر لکھ چکے ہیں جس سے اُس کا بیان غلط ثابت ہوتا ہے۔

ساین آچاریہ نے "اِندرم مترم" इन्द्रं मित्रम् الخ[^1] کا ترجمہ غلط کیا ہے۔ چنانچہ اُس نے اس منتر میں لفظ "اندر" کو موصوف بتایا ہے اور "متر" وغیرہ کو اُس کی صفت مانا ہے حالانکہ لفظ "اگنی" موصوف ہے اور "اندر"

[^1]: دیکھو رگوید منڈل ۱ سوکت ۱۶۴ منتر ۴۶ - مترجم

وغیرہ صفتوں کے ساتھ مل کر پھر اصلی شئے یعنی برہم کی صفت بنتا ہے اس طرح موصوف ہر صفت کے ساتھ بار بار لگایا جاتا ہے نہ کہ صفت مثلاً اگر ایک ہی موصوف کی ایک لاکھ صفتیں ہوں تو موصوف کو بار بار ہر صفت کے ساتھ لگایا جائیگا اگر صفت صرف ایک ہی بار لیجاویگی چنانچہ اس منتر میں پرمیشور نے لفظ "اگنی" کو دوبارہ کہا ہے تاکہ صفت موصوف کی تمیز ہو سکے۔ سائن آچاریہ اس بات کو نہیں سمجھا اور اسی وجہ سے غلطی کی۔ نِرُکت کے مصنف نے بھی لفظ "اگنی" کو صفت موصوف کے طریق پر بیان کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ

"اُسی "اگنی"، کو بزرگ جلیل آتما (پرمیشور) کہتے ہیں۔ اُسی ایک آتما (پرمیشور) کو دانشمند کئی ناموں سے پکارتے ہیں۔ مثلاً اِندر۔ مِتر۔ وَرُن وغیرہ" [نِرُکت ادھیائے ۷، کھنڈ ۱۸]

اسلئے "اگنی"، اُس واحد مُطلق واجب الوجود برہم کا نام ہے۔ پس جاننا چاہیئے کہ "اگنی" وغیرہ سب ایشور کے نام ہیں اسکے علاوہ (ساین آچاریہ نے ایک مقام پر لکھا ہے کہ)

"اسلئے پرمیشور ہی کو ان سب ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ مثلاً پُروہت راجہ ہی کی خیر مناتا ہے"، (پھر وہی لکھتا ہے کہ) "یا اس سے وہ آگ مراد ہے جو یگیہ کے متعلق پہلے حصہ میں بشکل آہونیہ وغیرہ رکھی جاتی ہے"۔ یہاں اجتماع ضدین ہے۔ کیونکہ اگر سب ناموں سے پرمیشور ہی پکارا جاتا ہے تو پھر اُسی مقام پر اس لفظ سے ہوم کرنیکا ذریعہ یعنی آہونیہ نام سے رکھی ہوئی مادی آگ کیوں مراد لی جاتی ہے ؟

ساین آچاریہ کی یہ بات محض غلطی پر مبنی ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ساین آچاریہ کی یہ مراد ہے کہ اگرچہ وہاں اِندر وغیرہ کو پکارتے ہیں مگر چونکہ اِندر وغیرہ کو پرمیشور ہی کا روپ مانا جاتا ہے۔ اسلئے اختلاف نہیں ہے۔ اس کا جواب ہم یہ دیتے ہیں کہ اگر اِندر وغیرہ ناموں سے پرمیشور ہی کو پکارا جاتا ہے تو پھر پرمیشور کو اِندر وغیرہ کے روپ میں ماننا واجب نہیں ہے۔ کیونکہ ایشور کو "اج ایک پات[1]"، یعنی غیر مولود کہا ہے اور "سپریگا چھکر مکایم[2]" الخ منتر میں پرمیشور کو پیدا ہونے اور شکل صورت یا جسم اختیار کرنے وغیرہ سے منزّہ بیان کیا ہے۔ اسلئے ساین آچاریہ کا بیان غلط ہے۔ الغرض ساین آچاریہ کی تفسیر میں اس قسم کی اور بہت سی غلطیاں ہیں۔ آگے جہاں جس منتر کی تفسیر کی جاویگی وہیں سائن کی تفسیر کی غلطیاں بھی دکھائی جائینگی۔

مہی دھر کی غلطیاں اسی طرح مہی دھر نے بھی ویدوں کے نام کو داغ لگانیوالی نہایت غلط وید دیپ نام تفسیر لکھی ہے اُس کی غلطیوں پر بھی یہاں ایک سرسری نظر ڈالی جاتی ہے۔

---

[1] رِگ وید۔ منڈل ۷۔ سوکت ۳۵۔ منتر ۱۳۔ مترجم

[2] یجُروید۔ ادھیائے ۴۰۔ منتر ۸۔ مترجم

गणानां त्वा गणपतिꣳ हवामहे प्रियाणां त्वा प्रियपतिꣳ हवामहे निधीनां त्वा निधिपतिꣳ हवामहे वसो मम। आहमजानि गर्भधमा त्वमजासि गर्भधम्॥ यजुः अ० २३ मं० १९॥

[یجروید - ادھیائے ۲۳ - منتر 19]

اس منتر کی تفسیر میں مہی دھر نے لکھا ہے کہ اس منتر میں لفظ "گن پتی" سے گھوڑا مراد لینی چاہئے چنانچہ اُس نے اس منتر کا ترجمہ اس طرح کیا ہے۔

ترجمہ مہی دھر "بیشی (زن یجمان) روبروئے جملہ مہمانانِ یگیہ در مکانِ یگیہ نزدِ اسپ اُفتادہ می گوید اے اسپ! من در رحم خود نطفۂ تو کز وحمل قرار مے یابد میگیرم۔ تو ہم آں نطفہ را در رحم من بیندازی"

صحیح ترجمہ "ہم تجھ گنوں (مجموعہ اشیاء یا مختلف انواع و اجناس معدود) کے پتی (محافظ و مالک پرمیشور) کو مدعو اور تسلیم کرتے ہیں۔ ہم تجھ تمام پریہ (دوستوں وغیرہ اعزا اور نیز موکش وغیرہ اشیاء مرغوب) کے پتی (مالک و محافظ) کو بلاتے اور تجھ ندھی (علم و دولت وغیرہ خزانوں) کے پتی (مالک و محافظ) کو پکارتے ہیں۔ اے وسو (محیطِ کل پرمیشور)! یہ تمام کاروبارِ عالم اور روئے زمین تیری قدرت میں اس طرح قائم ہے جیسے ماں کے پیٹ میں بچہ ہو۔ ایسی عنایت کر کہ ہم تجھ گربھدھ (پُشت و پناہ کُل) پرمیشور کو تمام و کمال جان سکیں۔ اے بھگون! تو علیم کل و خبیر مطلق ہے (لفظ گربھدھ کے دوبارہ آنے سے یہ مراد ہے) کہ ہم تجھ کو پرکرتی (مادہ کی حالتِ اولیں) اور پرمانو (ذرّوں) وغیرہ حاملانِ عالم کا بھی پُشت و پناہ مانتے ہیں۔ تیرے سوائے اور کوئی دوسرا پُشت و پناہ عالم نہیں ہے"

جس میں تمام عالم بسا ہوا ہے یا جو تمام عالم کے اندر سمایا ہوا ہے اُسے وسو کہتے ہیں اسلئے یہ پرمیشور کا نام ہوا دیکھو ایتریہ اور شت پتھ براہمن میں بھی لفظ "گنپتی" کا ترجمہ اِس طرح کیا ہے:۔

"گنانام تُوا गणानां त्वा॰ "الخ منتر میں برہمنسپتی یعنی ویدوں کے پتی (مالک و محافظ) پرمیشور کا بیان ہے کیونکہ برہم (پرمیشور) کو برہمنسپتی کہتے ہیں۔ اُسی برہم (ایشور یا وید) کے اُپدیش (ہدایت) کے ذریعہ سے سچی ہدایت کرنیوالا اور عالم طبیب اِس جیو یا یجمان (یگیہ کرنیوالے) کو ادویات سے تندرست کرتا ہے یجمان اپنی آتما سے طبیب کو چاہتا ہے۔ پرمیشور جو سب جگہ محیط و بسیط ہے اُس کو پرتھ کہتے ہیں پرکرتی اور آکاش وغیرہ بسیط اشیاء اُس کی قدرت سے قائم ہیں اسلئے اُس کو سپرتھ بھی کہتے ہیں۔ اسلئے یہ دونوں نام اُسی پرمیشور کے ہیں" [ایتریہ براہمن پنچکا ۱ - کنڈکا ۲۱]

"محافظِ مخلوقات پرمیشور کا نام جمدگنی ہے اور اُسی پرمیشور کو اشومیدھ کہتے ہیں (یہ ایک معنی ہوئے دوسرے معنی یہ ہیں کہ) کشتری بمنزلہ اشو (گھوڑا) ہے اور ویٹ یعنی رعیت بمنزلہ دیگر پشو (حیوانات)

ہے یعنی جس طرح گھوڑے کے مقابلہ میں بکری وغیرہ دیگر حیوانات کمزور ہوتے ہیں۔ اُسی طرح راجہ کی سبھا کے مقابلہ میں وِٹ یعنی رعیت کمزور ہوتی ہے۔ سلطنت کے نشان ہرنیہ یعنی سونا وغیرہ زر و دولت اور نور و جلال یا عدل و انصاف ہیں۔" [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۱۱۔ کنڈکا ۱۴ تا ۱۷]

یہاں راج اور پرجا (رعیت) کا مقابلہ النکار (استعارہ) میں کیا ہے۔ اس حوالے میں لفظ جمدگنی پرمیشور کا مترادف آیا ہے۔ اس کی نسبت نرکت کا حوالہ درج کیا جاتا ہے۔

"یہ سورج وغیرہ روشنی کرنے والے اجرام اسی پرمیشور کی قدرت سے روشن ہیں۔ اُس پرمیشور کے بنائے ہوئے سورج وغیرہ اجرام اور نیز اُس کے باندھے ہوئے قانون کو دیکھ کر اُن کے مسبب یعنی ایشور کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اُس پرمیشور کو جمدگنی کہتے ہیں۔" [نرکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۲۴]

اب جیو اور ایشور کے درمیان مالک اور مملوک کے تعلق کو بیان کرتے ہیں۔

"انسان صرف اپنی قوت سے سورگ لوک یعنی پرمیشور کو بآسانی نہیں جان سکتا۔ بلکہ ایشور ہی کے فضل و کرم سے جان سکتا ہے۔" [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۱۲۔ کنڈکا ۱]

ایشور کا نام اشو بھی ہے چنانچہ کہا ہے کہ

"ایشور ہی اشو ہے۔" [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۳۔ براہمن ۸۔ کنڈکا ۸]

چونکہ ایشور تمام کائنات میں سمایا ہوا اور سب جگہ حاضر و ناظر ہے اسلئے اُسے اشو کہتے ہیں۔

"سلطنت کو اشومیدھ کہتے ہیں۔ راجہ بذریعۂ انتظام سلطنت (دنیا میں) انصاف کا اُجالا کرتا ہے جس کا نیک ثمرہ کشتریوں اور حاکمان سلطنت کو ملتا ہے۔ راجہ محض رعیت کی راحت و بہبودی کے لئے اُس سے اپنے حکم یا قانون کی اطاعت کراتا ہے۔ اسلئے سلطنت ہی کا نام اشومیدھ ہے۔ سلطنت کی رونق زر و دولت سے ہے۔ اگر سلطنت زر و دولت سے مالا مال ہوگی تو سلطنت ہی کا عروج و استحکام متصور ہے نہ کہ رعایا کا۔ کیونکہ رعیت صرف اسی صورت میں عروج پا سکتی ہے جبکہ آزادی حاصل ہو۔ جہاں ایک مطلق العنان راجہ ہوتا ہے وہاں رعیت پر ظلم ہوتا ہے۔ اسلئے رعیت کے صلاح و مشورہ کو انتظام سلطنت میں دخل ہونا چاہیئے۔" [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۱۱۔ کنڈکا ۱۵ تا ۱۷]

"بغرض استحکام سلطنت عورتوں کو چاہیئے کہ اپنی اولاد کو علم و تربیت سے آراستہ کریں۔ اس نیک کام کو مقدم سمجھنا چاہیئے۔ عالموں کو اس امر کا انسداد کرنا چاہیئے۔ کہ اس بارہ میں تساہل یا غفلت نہ ہونے پاوے اور جو لوگ حکم عدولی کریں اُن کو تدارک کرنا چاہیئے۔ اس طرح تین بار موقع دینا چاہیئے تاکہ حفاظت سلطنت اسلوبی کے ساتھ عمل میں آسکے بالغرض روزمرہ تعلیم و تربیت کے ذریعہ سے روحانی اور جسمانی طاقتوں

کو بڑھانا چاہیئے۔

جو لوگ مذکورہ بالا گربھدھ یعنی مستظہر کل پرمیشور کو جانتے ہیں۔ اُن کے پران (نفس) اور اُن کی طاقت۔ ہمت۔ اور حوصلہ وغیرہ میں زوال نہیں آتا۔ ہر انسان کو یہ خواہش کرنی چاہیئے کہ میں اُس پرمیشور کی معرفت حاصل کروں۔

رعایا کو پشو کہتے ہیں۔ تمام کائنات ایشور کی قدرت سے پیدا ہوتی ہے۔ جو شخص رعایا کے اندر صاحب علم و معرفت ہوتا ہے وہ یہہ سمجھتا ہے کہ اس تمام کائنات کے اندر ایشور موجود یا حاظر و ناظر ہے"۔

[شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۲ کنڈکا ۴ و ۵] गणानांत्वा०

"گنانام توا" الخ منتر کا ترجمہ اختصار سے بیان کیا گیا۔ مہی دھر کا ترجمہ اس سے بالکل اُلٹا ہے۔

ता उभौ चतुरः पदः सम्प्रसारयाव स्वर्गे लोके प्रोर्णुवाथां वृषा वाजी रेतोधा रेतो दधातु ॥ य० अ० २३, मं० २०॥ [یجروید ادھیائے ۲۳۔ منتر ۲۰]

ترجمۂ مہی دھر "اسپ عضو خود در جسم زن مے انگند (ورشا اسپ رامیگویند) زن عضو اسپ را بدست خود کشیدہ در جسم خود داخل میکند"۔

صحیح ترجمہ "ہم دونوں (راجہ اور رعیت) دھرم۔ ارتھ (دولت) کام (مراد) موکش (نجات) ان چاروں کو ہمیشہ باہم مل کر ترقی دیویں تاکہ ہم سورگ (راحت اعلیٰ) اور دیکھنے اور بھوگنے کے لائق آنند کو پاویں اور تمام جانداروں کو سکھ دیویں جس راج میں حیوان سیرت جابروں اور ظالموں کو تعلیم و تادیب اور سزا وغیرہ سے درست کیا جاتا ہے وہی پُرامن و راحت ملک سورگ کہلاتا ہے۔ اسلئے راجہ اور رعیت دونو کو چاہیئے کہ اپنے سکھ کے لئے ورشا یعنی علم وغیرہ نیک گنوں کے عطا کرنے والے واجی (صاحب علم و معرفت انسانوں) کو امداد دیں اور اُن سے ہمیشہ علم اور قوت حاصل کریں۔ یہی "تا ابھو" ता उभौ० الخ" منتر کا منشا ہے"۔

[شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۲۔ کنڈکا ۵]

यकासकौ शकुन्तिकाहलगिति वञ्चति । आहन्ति गभे पसो निगल्गलीति धारका ॥ य० अ० २३, मं० २२॥ [یجروید۔ ادھیائے ۲۳۔ منتر ۲۲]

ترجمۂ مہی دھر "اَدھورْیو یعنی کارپردازان یگیہ زنان و دوشیزگان بانگشت ہائے خود شکل اندام نہانی ساختہ بطریق تمسخر میگویند کہ بوقت نعوذ کاشئے زنان آواز ہلہلا مے خیزد۔ وقتیکہ عضو مرد مثل گنجشک در اندام زن میرود زن آزاد در جسم خود فرو مے خورد و انزال میکند۔ دراں وقت آواز گلگلا مے خیزد۔ دوشیزگان بہ انگشت ہائے خود صورت عضو مردی نمایند و ادھوریو را میگویند کہ روئے زن حشفہ بامعنے تو مشابہت دارد"۔

مہی دھر یہ گوید کہ اندریں منتر لفظ "یُن" بمعنی تولید است و لفظ "ہنتی" بمعنی رفتار یا دخول دارد۔

صحیح ترجمہ "جس طرح باز کے سامنے کم جُثہ پرندوں کا کچھ زور نہیں چلتا اُسی طرح راجہ کے مقابلہ میں رعایا کمزور ہوتی ہے۔ راجہ بالیقین سلطنت کے قیام اور امن و امان کے التیام کے لئے ہمیشہ رعایا سے روپیہ لیتا ہے۔ رعایا کو گبھ (صاحب دولت) کہتے ہیں اور سلطنت کو پس (مُشت یا ہما) کہتے ہیں۔ کیونکہ سلطنت کی قوت کو رعایا محسوس کرتی ہے۔ حاکمانِ سلطنت رعایا کو ہر طرف سے تکلیف دیتے ہیں۔ جہاں سلطنت میں ایک ہی (مطلق العنان) راجہ ہوتا ہے۔ وہ رعیت کو فنا کر ڈالتا ہے۔ اسلئے ایک شخص کو ہرگز راجہ نہیں بنانا چاہیئے بلکہ رعایا کو چاہیئے کہ سبھا دھیکش (میر انجمن) کو جو سبھا کے تابع اور نیک چلن اور اوصاف حمیدہ سے بہرہ مند عالم ہو۔ اپنا راجہ سمجھیں"۔ [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۳۔ کنڈکا ۶]

مہی دھر نے اس صحیح تفسیر سے بالکل برعکس ناشائستہ ترجمہ کیا ہے جو قابلِ غور ہے۔

माता च ते पिता च तेऽग्रं वृक्षस्य रोहतः प्रतिलामीति ते पिता गभे मुष्टिमतंसयत् ॥ य० अ० २३, मं० २४ ॥

[یجروید ادھیائے ۲۳ منتر ۲۴]

ترجمہ مہی دھر "برہما (بزرگترین مہتم یگیہ) زنِ یجمان را میگوید۔ اے مہشی (زنِ یجمان)! چوں مادر و پدرِ تو بالائے درخت یعنی بر پلنگ چوبی کہ آں ہم از چوب درخت حاصل شدہ خفتند پدرِ تو مثالِ مُشت عضو خود را در جسمِ مادرت داخل کرد و ازاں پیدائشِ تو بظہور آمدہ۔ باز عضو خود را ایستادہ کردہ اشارہ میکند کہ من با تو خواہشِ مجامعت دارم۔ بریں زن یجمان ہم میگوید کہ تو ہم چنیں زائیدی"۔

صحیح ترجمہ "اے انسان! یہ زمین اور علم تیری ماں کی مثال ہے۔ کیونکہ زمین نباتات وغیرہ بیشمار اشیاء اور علم معرفت پیدا کرنے کی وجہ سے ماں کی مثال ناز کرنے والے ہیں اور یہ سورج یا عالم اور ایشور تیرے باپ کی مثال ہیں۔ کیونکہ یہ محنت و تدبیر کی عادت سکھانے اور تمام سکھوں کو دینے اور حفاظت و پرورش کرنے والے ہیں۔ اُنہیں کے ذریعہ سے جیو سورگ یعنی سُکھ کی حالت یا درجہ کو حاصل کرتا ہے۔ شری یعنی علم وغیرہ نیک اوصاف اور جواہرات وغیرہ عمدہ تحائف اور اقبال و حشمت سلطنت کے جزوِ اعظم ہیں۔ شری انسان کو زینت بخشتی ہے اور وہی سلطنت کا اعلےٰ زیور اور راحتِ عظیم کا باعث ہے۔ رعیت کو گبھ یعنی اقبال و دولت پیدا کرنے والی اور کاروبارِ سلطنت کو مشٹی (مُشت) کہتے ہیں یعنی جس طرح انسان مُٹھی میں روپیہ لے لیتا ہے۔ اسی طرح اگر ایک مطلق العنان راجہ ہو تو ظلم و تعصب سے اپنی راحت کے لئے رعیت کا تمام مال و دولت ضبط کر لیتا ہے۔ چونکہ ایسا راجہ رعیت کا ناک میں دم کر دیتا ہے اسلئے اس کو وِشنگھاتک (قاتلِ رعایا) کہتے ہیں"۔ [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۳۔ کنڈکا ۷]

مہی دھر کا ترجمہ اس ترجمہ سے بالکل خلاف ہے اسلئے اُسے کسی کو نہ ماننا چاہئیے۔

ऊर्ध्वमेनामुच्छ्रापय गिरौ भारं हरन्निव । अथास्यै मध्य मेधतां शीते वाते पुनन्निव ॥ य० अ० २३, मं० २६ ॥

[یجروید ادھیائے ۲۳- منتر ۲۶]

ترجمہ مہی دھر "اندامِ زن را اندست کشیدہ فراخ بکند تاکہ آں کُشادہ شود۔ بمثلِ آنکہ مرد کاشتکار در باد سر و غلہ انشاں را بالا گرفتہ مے جُنبا ند تاکہ دانہ از علف جُدا شود"

صحیح ترجمہ "اے انسان! تو اس سلطنت کے لئے اقبال و حشمت کو ترقی دے جب سلطنت کی حفاظت سبھا کے ذریعہ سے کی جاتی ہے تو سلطنت اس طرح عروج حاصل کرتی ہے جس طرح کوئی بھاری بوجھ کو اُٹھاکر پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جاوے۔ شری رعب سلطنت ہے سبھا کے انتظام سے قلمرو میں شری (اقبال و حشمت) کو عروج دیکر سلطنت کو بے نظیر بنانا چاہئیے۔ اس اصول پر عمل کرنے والا انسان دُنیا میں پُر اقبال و حشمت سلطنت کو ترقی کے اعلیٰ زینہ پر پُہنچاتا ہے شری سلطنت کا مرکز ہے۔ اسلئے مذکورہ بالا شری یعنی سامانِ خورونوش اور کارآمد قیمتی اشیاء کی کثرت عظیم الشان سلطنت کا نشان اور باعث استقامت ہے عمدہ سبھاؤں کے ذریعہ سے سلطنت میں اعلیٰ درجے کا سامانِ راحت پیدا کرنا چاہئیے۔ حفاظت سلطنت کو شیت کہتے ہیں۔ پس عمدہ سبھاؤں کے ذریعہ سے سلطنت کی حفاظت کرنی چاہئیے"

[شتپتھ براہمن کانڈ ۱۳- ادھیائے ۲- براہمن ۳- کنڈ کا ۱ تا ۷]

यदस्या अंहुभेद्याः कृधु स्थूलमुपातसत । मुष्काविदस्या एजतो गोशफे शकुलाविव ॥ य० अ० २३, म० २८ ॥

[یجروید- ادھیائے ۲۳- منتر ۲۸]

ترجمہ مہی دھر "چوں در اندامِ تنگ عضو خورد و فربہ داخل مے شود خُصیتان بر لبِ اندامِ نہانی مے لرزند بوجہ ضیق اندامِ نہانی و فربہی عضو خُصیتاں بیروں ہمی مانند بمثلِ آنکہ در نشانِ سُم گاو پُر از آب دو ماہیٔ سیمیں بیتاب و مضطرب باشند"

صحیح ترجمہ[۵] "جو راجہ جرم و خطا سے پاک رعیت کے تمام چھوٹے اور بڑے کاموں کو شرفِ توجہ بخشتا ہے۔ یعنی خود اُن پر نگرانی رکھتا ہے تو اُس کے راج میں چوہوں کی طرح نقصان کرنے والے چور یا سبھاسد (اراکین سبھا) اور خود غرض لوگ مثل ماہی بیتاب اس طرح ناچتے ہیں جس طرح گائے کے کُھر سے زمین میں گڑھا ہو کر پانی بھر جائے اور اُس میں دو مچھلیاں تڑپتی ہوں"

यद्देवासो ललामगुं प्रविष्टीमिनमाविषुः । सक्थ्नादेदिश्यते नारी सत्यस्याक्षिभुवो यथा ॥ य० अ० २३, मं २९ ॥

[یجروید- ادھیائے ۲۳- منتر ۲۹]

[۵] اس منتر کا ترجمہ سوامی جی نے وید بھاشیہ بھومکا میں نہیں کیا ہے۔ مگر ہم نے یجروید بھاشیہ سے لکھا ہے۔ مترجم

ترجمہ مہی دھر "چوں بازیچہ کناں دیوار کا ربردار این ہوم) للاگو یعنی عضو خود را در اندام زن داخل میکنند انزالِ منی در رحم زن مے شود۔ وقتیکہ شاں با عضو خود بازیچہ مے کنند یعنی آنرا در اندام زن داخل میکنند ہر دو ساقِ زن نمایاں می شوند۔ بوقتِ مجامعت جملہ اعضائے زن زیر اعضائے مرد پوشیدہ میشوند صرف ساقِ زن عریاں ہمی مانند از و شناخت میشود کہ ایں زن است۔ للام راحت رامے گویند و چیزے کز و راحت بدست آید۔ آں للامگو یعنی عضوِ مرد است یا کہ للام نیلو فر رامے گویند و چوں وقتِ دخولِ عضو ایستادہ با شاخ نیلو فر مشابہت دارد۔ زاں ہم آں را للامگو مے نامند۔

صحیح ترجمہ "عالم پر تیکش (علم الیقین وغیرہ) سے پیدا ہونے والے علم حقیقی کو حاصل کرکے قسم قسم کے اعلےٰ اوصاف بخشنے اور راحت پہنچانے والے علم کے سرور میں محو و مستغرق ہوتے ہیں اور رعیت کو بھی اُسی راحت سے بہرہ یاب کرتے ہیں جس طرح عورت اپنی ران کو ہمیشہ کپڑے سے چھپائے رکھتی ہے اُسی طرح عالموں کو چاہیئے کہ رعیت کو ہمیشہ امن و راحت کے دامن میں چھپائے رکھیں۔"

यद्धरिणो यवमत्ति न पुष्टं पशु मन्यते। शूद्रा यदर्यजारा न पोषाय धनायति॥
य० अ० २३, मं० ३०॥

[یجروید۔ ادھیائے ۲۳۔ منتر ۳۰]

ترجمہ مہی دھر "کشتا (مردیکہ پدرش کشتری و مادرش شودر بود) با زن خود میگوید کہ چوں زن شودر با مرد ویشیہ فعلِ شنیع بکند یا مردِ ویشیہ با زنِ شودر زنا کند شودر ازاں خوش و سرفراز نے شود و نمی پندارد کہ زنِ من با ویشہ مجامعت کردہ سرفراز شد بلکہ بخیالِ ایں امر کہ زنش فاحشہ گردید رنجیدہ میشود۔ زنِ فاحشہ کشتا را مے گوید چوں مردِ شودر با زنِ خاندانِ ویشیہ فعل قبیح بکند مردِ ویشیہ آنرا باعث سرفرازی خود نمے پندارد و نمے فہمد کہ زنِ من سرفراز شدہ بلکہ بخیال ایں امر کہ زنِ من با مرد رذیل یعنی شودر خراب شدہ آزردہ میشود۔"

صحیح ترجمہ "رعیت یو (اناج) ہے اور مطلق العنان راجہ ہرن کی طرح عمدہ عمدہ چیزوں کو چرنے والا ہوتا ہے۔ جس طرح ہرن کھیت کے اناج کو چر کر خوش ہوتا ہے۔ اسی طرح مطلق العنان راجہ ہمیشہ اپنے ہی سکھ کو چاہتا ہے۔ وہ اپنی راحت کے لئے اپنی رعیت کو کھاتا ہے جس طرح گوشت خوار موٹے تازے جانور کو دیکھ کر اُس کے گوشت کھانے کی خواہش کرتے ہیں اور اُس فربہ جانور کا زندہ رہنا نہیں چاہتے اسیطرح مطلق العنان راجہ اپنی راحت کو مقدم سمجھ کر ہمیشہ یہہ نیت رکھتا ہے کہ رعیت میں کوئی مجھ سے زیادہ نہ بڑھنے پائے اسلئے ایک مطلق العنان راجہ کے ماتحت رعیت سر سبز نہیں رہ سکتی اور نہ اُسکی کسی قسم کی حفاظت ہوتی ہے مثلاً اگر کسی شودر کی عورت بدکار ہو جاوے تو شودر خوش نہیں ہوتا۔ اسیطرح جب ایک مطلق العنان راجہ رعیت کی حفاظت نہیں کرتا تو رعیت پنپنے نہیں پاتی۔ اسی وجہ سے ویشیہ عورت کے بزدل بیٹے یا شودر کی جاہل اولاد کو کبھی

تخت نشین نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ وہ سلطنت نہیں کر سکتے۔" [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۳۔ کنڈکا ۸]
اس شتپتھ براہمن کی شرح سے مہی دھر کا ترجمہ بالکل برعکس ہے۔

उत्सक्थ्या अव गुदं धेहि समंजिं चारया वृषन्। यस्त्रीणां जीव भोजनः॥ यजु० अ० २३, मं० २१॥

[یجروید۔ ادھیائے ۲۳ منتر ۲۱]

ترجمہ مہی دھر و بیجان (مردیکہ در خانہ اش نگیہ زیعل آید) اسپ را خطاب میکند۔ اے اسپ نطفہ انداز! بر گون زنِ من کہ ساقہائے خود را افراختہ است نطفہ بینداز! دعضو خود در اندام او داخل کن۔ آں عضو کہ روح افزائے زنان است واز دخولش در اندامِ خویش زنان محظوظ می شوند در اندامش براں!"

صحیح ترجمہ "اے تمام مرادوں کے عطا کرنیوالے عالم (سبھا دھیکش (میر انجمن یا راجہ)! تو رعایا کے اندر علم معرفت۔ راحت۔ انصاف۔ اور روشنی کو ترقی دے۔ جو بدکار عورتیں حرامکاری کریں تو اُن کو سر نیچے اور پاؤں اوپر کر کے سزا دے یا قیدخانہ میں بھیج دے۔ عورتوں میں جو کوئی بدکار عورت ہوتی ہے تو اسکو مناسب سزا دیتا ہے۔ تُو جیو بھوجن یعنی لوگوں کو جان سے مار ڈالنے والے خونخوار ڈاکوؤں کو سزا دے۔"

مہی دھر کی تفسیر وید دیپ نامی کی اسی قدر تردید سے دانشمند لوگ تمام کی تردید سمجھ لینگے جب ہم منتروں کی تفسیر کرینگے اُس وقت اُن کے ساتھ مہی دھر کے ترجمہ کی اور غلطیاں بھی ظاہر کرینگے جبکہ ملک آریاورت کے باشندوں یعنی سائن و مہی دھر وغیرہ کی تفسیروں میں ایسی ایسی غلطیاں موجود ہیں تو ملک یوروپ کے باشندوں کی تفسیروں میں جنھوں نے اُنہیں کے مطابق اپنے اپنے ملک کی زبان میں ترجمہ کیا ہے جو گل کھلے ہونگے وہ بیان کے محتاج نہیں۔ جب سائن۔ مہی دھر وغیرہ کے ترجمے کی یہ کیفیت ہے تو اُس کی مدد سے جسقدر ترجمے اس ملک کی زبان یا یوروپ کی زبانوں میں ہوئے ہیں اُن کی غلطیوں کا کیا شمار ہو سکتا ہے اس بات کو راستی شعار لوگ بخوبی سوچ سکتے ہیں۔ آریہ لوگوں کو ایسے ترجموں کی مدد لینا بالکل مناسب نہیں ہے کیونکہ اُن پر بھروسہ کرنے سے ویدوں کے سچے مطالب مٹی میں مل جاتے ہیں۔ اور سچ کی جگہ جھوٹ کا رواج ہوتا ہے اسلئے اُن ترجموں کو ہرگز بھی صحیح نہ سمجھنا چاہئے بلکہ یہ یقین رکھنا چاہئے کہ وید سراپا علوم حقیقی سے پُر ہیں اور اُن میں جھوٹ کا نام و نشان بھی نہیں ہے جب چاروں ویدوں کی تفسیر مکمل ہو کر چھپ جائیگی اور اہل علم و دانش لوگوں کے زیر مطالعہ آئیگی تب عوام الناس اس بات کو خود بخود سمجھ جائینگے۔ اور سب پر یہ بات روشن ہو جائیگی کہ پرمیشور کے بنائے ہوئے ویدوں کے برابر کوئی دوسرا علم نہیں ہے۔

تفسیر ہذا کی ضرورت پر بحث ختم ہوئی +

(اور لفظ "چ" بمعنی اور کے آنے سے آتھروید) کا مطالعہ اور بڑے بڑے کاموں کے ثمرہ میں جو بھوگ یا سامانِ راحت اور صنعت و ہنر سے جو چیزیں حاصل ہوتی ہیں وہ سب پرمیشور کے سمرپن یا نذر ہوں تاکہ ہم اُسکے احسان فراموش نہ ہو جائیں۔ ہمارے اس عمل کے ثمرہ میں رحیم کامل پرمیشور ہمیں اعلیٰ درجہ کا سُکھ عطا کرے اور ہم سُکھ یعنی راحتِ اعلیٰ یعنی موکش کو حاصل کر سکیں۔ ہم اپنے آپ کو اُس پرمیشور ہی کی رعیت سمجھیں یعنی ہم اُس پرمیشور سے افضل یا اُسے چھوڑ کر کسی انسان بے بنیان کو اپنا راجہ نہ مانیں۔ ہم ہمیشہ سچ بولیں۔ اور پرمیشور کے حکم کی تعمیل میں پوری کوشش تدبیر و محنت کریں اور کبھی اُس کی نافرمانی نہ کریں بلکہ ہمیشہ اس طرح اُس کے حکم میں رہیں جیسے بیٹا باپ کے کہنے میں ہوتا ہے"۔ [یجروید۔ ادھیائے ۱۸۔ منتر ۲۹]

اِس منتر میں یگیہ سے محیطِ کُل پرمیشور مُراد ہے۔ کیونکہ شت پتھ براہمن میں یگیہ کے معنی وشنو لکھے ہیں اور وشنو کے معنی تمام دُنیا میں سرایت کرنے والا یا محیطِ کُل ایشور ہیں۔

مُندرجہ ذیل منتر میں یہ ہدایت ہے کہ جیو کو ہمیشہ پرمیشور ہی کی اُپاسنا (عبادت) کرنی چاہیئے۔

ایشور اُپاسنا

"ایشور کی اُپاسنا کرنے والے صاحبِ عقل و فہم انسان اور یوگی اپنے مَن (دل) کو علیمِ کُل پرمیشور میں لگاتے ہیں اور اپنی عقل کو اُسی کے (دھیان) میں قائم کرتے ہیں سو وہ پرمیشور اس تمام کائنات کو قائم رکھتا ہے اُسے تمام جیووں کے نیک و بد خیالات کا علم (برگیان) اور کُل مخلوقات کا حال معلوم ہے، وہ واحد مُطلق اور بے عدیل ہے۔ وہ سب جگہ محیط اور علیم کُل ہے۔ اُس سے افضل یا اشرف کوئی دوسرا نہیں ہے۔ اُس آفریدگار عالم تجلّی بخش کائنات کی ہر انسان کو خوب سُتتی (حمد و ثنا) کرنی چاہیئے کیونکہ ایسا ہی کرنے سے اُس پرمیشور کو پا سکتے ہیں"۔ [رگ وید۔ اشٹک ۴۔ ادھیائے ۴۔ ورگ ۲۴۔ منتر ۱]

"یوگ (ریاضت) کرتے ہوئے پہلے برہم وغیرہ کے سچے علم میں دل لگانا چاہیئے۔ جو ایسا کرتا ہے پرمیشور بنظرِ رحمت اُس کی عقل کو اپنی ذات میں قائم کرتا ہے جس سے وہ یوگی اُس نورِ مطلق اگنی (ایشور) کو بخوبی جان لیتا ہے۔ ایشور اُس کی آتما میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ روئے زمین پر عابد یوگی کا یہی نشان سمجھنا چاہیئے"

[یجروید۔ ادھیائے ۱۱۔ منتر ۱]

ہر انسان کو ایسی خواہش کرنی چاہیئے کہ

"ہم منور بالذات۔ مخزنِ راحت۔ سب کے اندر موجود اور منتظمِ کُل پرمیشور کے غیر متناہی جلال میں یوگ (ریاضت) اور انتہ کرن (باطن) کی صفائی سے موکش کا سُکھ حاصل کرنے کے لئے یوگ کے بل سے قائم ہوں"۔ [یجروید۔ ادھیائے ۱۱۔ منتر ۲]

"سچے دِل سے اُپاسنا (عبادت) کرنے والے یوگیوں کے دلوں میں یوگا بھیاس[ل] کرنے پر

جب کسی کو ذر

ل یوگ سے دھیان کرنا اور اپنے آتما کو پرمیشور کے ساتھ وصل کرنا مُراد ہے اور ابھیاس کے معنی (دیکھو حاشیہ صفحہ ۹)

سب کے اندر موجود اور منتظم کُل ایشور اپنی نظر رحمت سے جلوہ گر ہو کر بے پایاں نور اور اپنی پُرجلال ذات کا ظہور کرتا ہے۔ سچی بھگتی (عقیدت) سے عبادت کرنیوالے یوگیوں کو وہ رحیم کامل سب کے دلوں کا شاہد اور منتظم کل ایشور موکش عطا کر کے خوش و مسرور کرتا ہے۔" [یجروید۔ ادھیائے ۱۱ منتر ۳]

اُپاسنا (عبادت) کا طریق سکھانے والے اور اُس کے سیکھنے والے دونوں سے ایشور وعدہ کرتا ہے کہ وہ جب تم دونوں آتما کو قائم کر کے سچے دل سے عجز و نیاز کے ساتھ مجھ قدیم (سناتن) برہم کی اُپاسنا کرو گے۔ تب میں تم کو یہ آشیرباد دونگا کہ تم سچی کیرتی (ناموری) کو حاصل کرو جس طرح پورے پورے عالم (اپنے علم کے ذریعہ سے) دھرم کے راستے کو پا لیتے ہیں۔ اسی طرح جو اُپاسک (عابد) عین نجات (موکش سروپ) غیر فانی پرمیشور کی فرمانبردار بیٹے کی طرح خدمت کرتے ہیں وہ علم کے نور اور عبادت کے سرور سے بہرہ یاب ہوتے نیک اعمال کرتے اور پُرراحت جنم اور پُرآرام مقام پاتے اور اُن میں قائم ہوتے ہیں۔ عبادت کا طریق سکھانے والے اور اُس کے سیکھنے والے تم دونوں اس بات کو بخوبی سن اور سمجھ لو۔ کیونکہ اس طرح تم دونوں عبادت کرنے والوں کو میں (ایشور) اپنی رحمت سے حاصل ہونگا۔"

{یجروید۔ ادھیائے ۱۱ منتر ۵}

روشن دماغ عالم جن کے چہرے سے جلال برستا ہو اور دھیان لگانے والے یوگی متواتر یوگا بھیاس (ریاضت) اور اُپاسنا (عبادت) کے وقت ناڑیوں کو روکتے ہیں[1] یعنی اُنکے اندر پرماتما کا دھیان کرنے کے لئے ابھیاس (مشق) کرتے ہیں اور یوگ میں محنت کرتے ہیں۔ اس طرح کرنے سے وہ عالم یوگیوں کے درمیان سکھ سے قائم ہو کر راحتِ اعلیٰ (موکش) کو حاصل کرتے ہیں" {یجروید ادھیائے ۱۲ منتر ۶۷}

"اے یوگیو! تم یوگا بھیاس اور اُپاسنا سے پرماتما کا دھیان لگا کر آنند (مسرور) ہو اور ایشور کو پا کر موکش کے سکھ کو حاصل کرو اور عبادت سے تعلق رکھنے والے فعلوں اور پران یا ناڑی کو اُپاسنا کے کام میں لگاؤ اس طرح انتہ کرن (باطن) کو پاک صاف کر کے راحتِ اعلیٰ کے مخزن یعنی آتما میں بطریق اُپاسنا یوگا بھیاس کے ذریعہ سے وگیان (معرفتِ الٰہی) کے بیج کو بوؤ اور وید کے کلام اور اُس کے علم سے بہرہ ور ہو۔

(یوگی کہتا ہے کہ) پرمیشور کی عنایت سے مجھے بہت جلد (شرشٹی) یوگ کا پھل ملے اور پاک راحت حاصل ہو۔ بالتحقیق عبادت اور ریاضت سے طبیعت کی حالت (وِرتی) تمام کلفتوں کو دور یا فنا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۷) ریاضت یا مشق ہیں۔ اسلئے یوگا بھیاس سے ایشور کے پانے یا اُس کا قرب حاصل کرنیکی کوشش یا ریاضت مراد ہے۔ مترجم

[1] اس سے پرانا یام کرنا مراد ہے جس کا مفصل بیان آگے کیا جائیگا۔ مترجم

ویدکے سُوَروں پربحث

چونکہ ویدکے معنی کرنے میں سُوَربھی کارآمد ہوتے ہیں اسلئے اب اختصار سے اُن کا بیان کیا جاتا ہے۔

سُوَرکی قسمیں اور اُنکے اداکرنیکا طریق

سُوَر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اُدات وغیرہ۔ شڑج وغیرہ۔ پھر ان میں سے ہر ایک کی سات سات قسمیں ہیں۔ ان میں سے اُدات وغیرہ کی تعریف مہابھاشیہ کے مصنف پتنجلی مُنی کے مطابق نیچے لکھتے ہیں "جو خود بلا امداد غیر ظاہر یا ادا ہو سکیں اُن کو سُوَر کہتے ہیں"۔

آواز کو اونچا کرنے کے تین ذریعے ہیں۔ آیام۔ دارُنیہ۔ اَنُتا۔

آیام۔ اعضاء کے سُکیڑنے یا سمیٹنے کو کہتے ہیں۔

دارُنیہ۔ آواز کی کرختگی یا رُوکھے پن کو کہتے ہیں۔

اَنُتا۔ حلق کی تنگی کو کہتے ہیں۔

یہ تدبیریں لفظ کو بلند آواز سے بولنے کی ہیں اور اس طریق سے بولنے کو اُدات کہتے ہیں۔

آواز کو نیچا یا ہلکا کرنے کی تدبیریں یہ ہیں:۔ اَنْوَ وِسَرگ۔ ماردَو۔ اُرُتا۔

اَنْوَ وِسَرگ۔ اعضاء کے ڈھیلے چھوڑنے کو کہتے ہیں۔

ماردَو۔ سُرکی ملائمی۔ نرمی اور خوش الحانی کو کہتے ہیں۔

اُرُتا۔ حلق کے پھیلانے کو کہتے ہیں۔

یہ تدبیریں آواز کو ہلکا کرنے کی ہیں اور اس طریق سے بولنے کو اَنُدات کہتے ہیں۔

ہم لوگ تین قسم کے سُروں میں بولتے ہیں۔ یعنی کبھی اُدات۔ کبھی اَنُدات اور کبھی اِن دونوں کو ملاکر۔ اُس کی ایسی مثال ہے کہ جیسے سفید رنگ والی شے کو سفید اور سیاہ رنگ والی کو سیاہ کہتے ہیں۔ اور جس میں یہہ دونوں رنگ ہوں تو اُس کی ان دونوں سے مختلف ایک تیسری اصطلاح ہو جاتی ہے۔ یعنی چتلا یا آسمانی۔ اسی طرح یہاں بھی سمجھو کہ اُدات وہ ہے۔ جو اونچا ہو۔ اَنُدات وہ ہے جو نیچا ہو اور جس میں یہہ دونوں گُن پائے جائیں تو اُس کی تیسری اصطلاح سُوَرِت ہوتی ہے۔ یہی سُوَر تفصیل بعض (تر) کر دینے سے سات ہو جاتے ہیں۔ یعنی اُدات (اونچا)۔ اُدات تر (زیادہ اونچا)۔ اَنُدات (نیچا)۔ اَنُدات تر (زیادہ نیچا)۔ سُوَرِت (مُتوسط) سُوَرِت اُدات (متوسط مگر کچھ اونچا) ایک شُرتِ[۱]

۱ جب کسی کو دور سے باواز بلند پکاریں تو اُس وقت اُدات۔ اَنُدات اور سُوَرِت تینوں کا اس طرح (دیکھو صفحہ ۲۱۸)

[مہابھاشیہ - ادھیائے ۱ - پاد ۲ - " اُچ چُیرُ اُدات उच्चै रुदात्त " وغیرہ سوتروں کی شرح ہیں]

اسی طرح شڑج (کھرج) وغیرہ بھی سات ہیں :-

۱ " شڑج - رشبھ - گاندھار - مدھیم - پنچم - دھیوت - نشاد " [پنگل سوتر ادھیائے ۳ - سوتر ۶۴]

ان میں سے ہر ایک کی تعریف گاندھرو وید میں لکھی ہے ۳ - یہاں کتاب کی ضخامت بڑھ جانے کی وجہ سے نہیں لکھ سکتے -

وید کے سوروں کی بحث ختم ہوئی

(بقیہ حاشیہ متعلقہ صفحہ ۲۱۷) ایک تار بندھ جاتا ہے کہ تینوں ایک ہی سنائی دیتے ہیں یعنی اُن کے درمیان تمیز نہیں ہوتی - پس اسی کو ایک شرتی کہتے ہیں - دیکھو اشٹادھیائی ادھیائے ۱ - پاد ۲ - سوتر ۳۲ - مترجم

۲ یاگیہ ولکیہ شکشا میں لکھا ہے کہ

उच्चौ निषाद गान्धारौ नीचा वृषभ धैवतौ ।

शेषास्तु स्वरिता ज्ञेयाः षड्ज मध्यम पंचमाः ॥ ८ ॥ ८ ॥

نشاد اور گاندھار اُدات ہیں - رشبھ اور دھیوت - انُدات ہیں اور شڑج - مدھیم اور پنچم - سورت میں گائے جاتے ہیں - مترجم -

۳ دیکھو پنڈت تلسی رام سوامی کرت سام وید بھاشیہ کا اُپودگھات صفحہ ۸ - مترجم -

خاص خاص قواعد صرف ونحو متعلقہ وید

اب ہم صرف ونحو کے اُن قواعد کو درج کرتے ہیں جو عموماً چاروں ویدوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

ایک ہی لفظ کی دو اصطلاحیں

"ویدوں میں دو دو اصطلاحیں پائی جاتی ہیں مثلاً समुद्रभास ऋक्वतागणेन اس میں لفظ ऋक्वता کے اندر پد سنگیا (اصطلاح) کے ہونے سے च کی جگہ क ہوا ہے اور چونکہ اس کی भ سنگیا بھی ہے اسلئے क کی جگہ ग نہیں ہوا۔ صرف ऋक्वता رہا"
[مہابھاشیہ کی شرح۔ اشٹادھیائی ادھیائے ۱۔ پاد ۴۔ سوتر ۱۸ پر]

اس طرح ایک ہی لفظ میں भ اور پد دو اصطلاحیں مان کر کارروائی کرنا ویدوں سے خصوصیت رکھتا ہے اور کہیں ایسا نہیں ہوتا۔

معنی مقدم ہیں

"پراتی پدک یعنی علامات ازدیاد سے پیشتر کسی لفظ کے جو معنی ہو سکتے ہوں انکی پابندی کی جائیگی گویا وبھکتی[1] کی علامت کو مقدم نہیں سمجھا جائیگا۔ بلکہ جس وبھکتی کو مان کر قرین عقل معنی پیدا ہوں اُسی وبھکتی کو لیا جائیگا" [ایضاً سوتر ۵۶ پر]

پس اس کے بموجب معنی کو مقدم رکھا جائیگا نہ کہ وبھکتی کو۔

"معنی کے ظاہر کرنے کے لئے لفظ استعمال کیا جاتا ہے" [ایضاً سوتر ۴۴ پر]

یہ قاعدہ کلیہ الفاظ وید اور نیز دیگر الفاظ پر یکساں عائد ہے۔

ہم معنی الفاظ

"بہت سے الفاظ ہم معنی ہوتے ہیں مثلاً اِندر۔ شکر۔ پُرو ہُوت۔ پُرندر۔ کندو۔ کوشٹھ کسول (ان سب کے معنی "بجلی" ہیں) اور ایک ہی لفظ کے کئی معنی ہوتے ہیں۔ مثلاً اکش (بمعنی دھری چول۔ آنکھ۔ پہیہ۔ گاڑی۔ پاسہ۔ سانپ۔ روح۔ علم۔ وغیرہ)۔ پاد (پاؤں۔ کرن۔ جڑ۔ ایک چوتھائی۔ ستون وغیرہ) ماش (ماشہ۔ لوبیا۔ بیوقوف۔ دال وغیرہ)" [ایضاً۔ اشٹادھیائی ادھیائے ۱۔ پاد ۲۔ سوتر ۴۵ پر]

یہ قاعدہ بھی کلیہ ہے۔ مثلاً ویدوں میں اگنی وغیرہ الفاظ (ایشور۔ آگ۔ بجلی۔ علم حرارت وغیرہ) کئی معنی دیتے ہیں اور اسی طرح بہت سے الفاظ ہم معنی ہیں۔

---

[1] وبھکتی اُس علامت کو کہتے ہیں جو فاعل مفعول وغیرہ بنانے کے لئے اسم کے آخر میں لگائی جاویں۔ سنسکرت میں سات وبھکتیاں ہوتی ہیں۔ پرتھما[1] (فاعل)۔ دوتیا[2] (مفعول بہ) ترتیا[3] (مفعول معہ)۔ چترتھی[4] (مفعول لہ) پنچمی[5] (مفعول منہ) ششٹھی[6] (مضاف الیہ) سپتمی[7] (مفعول فیہ)۔ مترجم

"گتی اور اُپ سرگ مصدر سے پہلے آتے ہیں"۔ [اشٹادھیائی ادھیائے ۱۔ پاد ۴۔ سوتر ۸۰]

فعل اور اُپ سرگ میں فاصلہ ہوجانا۔

"ویدوں میں مصدر اور اُپ سرگ (حرفِ ربط ماقبل فعل) میں اکثر[1] فاصلہ بھی ہوجاتا ہے" [وارتک سوتر مذکور پر]

مثلاً आयातमुपनिष्कृतम् اس میں حرف उप فعل आयातम् سے پہلے آنا چاہئے تھا مگر پیچھے آیا उपप्रयोभिरागतम् اس میں حرف उप اور فعل आगतम् کے درمیان فاصلہ ہوگیا ہے۔ پس اس وارتک (قاعدہ تتمہ) کے بموجب اُپ سرگ اور کِریا آگے پیچھے دور فاصلے پر بھی آجاتی ہے۔

ششٹھی اور چترتھی کا بدل

"ویدوں میں ششٹھی (مضاف الیہ) اکثر چترتھی (مفعول لہٗ) کے معنی میں آجاتی ہے" [اشٹادھیائی ۲-۳-۶۲]

"ویدوں میں اکثر چترتھی وبھکتی (مفعول لہٗ) ششٹھی (مضاف الیہ) کے معنی بھی دیتا ہے"۔ [وارتک سوتر مذکور پر]

مثال: तस्ये या खवर्णपिबति तस्यै खर्वीनायतेतिघोरा: (اس کے لئے) چترتھی (مفعول لہٗ) ہے۔ مگر तस्याः (اُس کا) یعنی مضاف الیہ کے معنی دیتا ہے"۔ [شرح پتنجلی مُنی سوتر مذکور پر]

[مثال دوم[2] वनस्पतीनाम् اس میں दार्व्वाटस्ते वनस्पतीनाम् (نباتات کا) ششٹھی (مضاف الیہ) ہے۔ مگر वनस्पतिभ्य: (نباتات کے لئے) یعنی چترتھی (مفعول لہٗ) کے معنی دیتا ہے"]

اس قاعدہ سے چترتھی کے معنی میں ششٹھی اور ششٹھی کے معنی میں چترتھی دونوں ہوسکتی ہیں۔ مہابھاشیہ کے مصنف نے براہمنوں کی طرزِ عبارت کو ویدوں کی مانند خیال کرکے اُن کی مثال دی ہے، ورنہ براہمنوں اور ویدوں کے ایک ہونے کی صورت میں براہمنوں اور چھندوں (ویدوں) کیلئے جداگانہ[3] قواعد لکھنے فضول تھے

اَد مصدر کے لئے قاعدہ خاص

"ویدوں میں اکثر अद (کھانا) مصدر کی جگہ घस्लृ آدیش ہوجاتا ہے یعنی अद کا بدل کر घस्लृ بن جاتا ہے"۔ [اشٹادھیائی ۲-۴-۳۹] مثلاً घस्तां नूनम: । सग्धिश्चमे । अत्तामद्यम ध्यतामदउद्भतम् ।

---

[1] لفظ اکثر سے وِکلپ مراد ہے یعنی جو قاعدہ یہاں بیان کیا گیا ہے وہ اختیاری یا استثنائی ہے۔ لازمی یا کُلّی نہیں ہے۔ جہاں ہم نے کسی سوتر وغیرہ کے ترجمہ میں لفظ اکثر لکھا ہے۔ اس سے یہی مراد سمجھنی چاہئے۔ مترجم

[2] دیکھو ویدانگ پرکاش مصنفہ سوامی دیانند سرسوتی۔ حصہ کارکیہ۔ طبع اول صفحہ ۲۳۔ مترجم

[3] اس سوتر سے اوپر ایک سوتر آتا ہے جس میں براہمنوں کے لئے خاص قاعدہ بیان کیا ہے۔ اگر اس سوتر میں لفظ چھند سے براہمن مراد ہوتی۔ تو یہ کہنا کہ چھند میں ایسا ہوتا ہے فضول تھا کیونکہ پانِنی کے قاعدہ کے بموجب کسی کتاب کا حوالہ دینے کے بغیر بھی یہاں براہمن ہی سمجھا جاتا۔ کیونکہ اوپر سے براہمن کی انووِرتی چلی آتی ہے۔ مترجم

"ویدوں میں (अद् وغیرہ مصدروں میں) علامت शप् اکثر लुक् (غائب) ہوجاتی ہے"۔
[ایضاً ۲-۴-۷۳] مثلاً अहि: शयते ॥ वृत्रं हनति ॥ अद् وغیرہ مصدروں کے علاوہ بھو سُو وغیرہ
مصدروں میں بھی ایسا ہوجاتا ہے مثلاً त्राध्वं नो देवा عام سنسکرت میں त्राध्वं کی جگہ त्रायध्वं آتا ہے[1]
"ویدوں میں کثر علامت शप् علامت श्लु سے بدل جاتی ہے"۔ [اشٹادھیائی ۲-۴-۷۶]
مثلاً दाति प्रियाणि धाति प्रियाणि ان کے علاوہ اور جگہ بھی ایسا ہوجاتا ہے۔ مثلاً पूर्णां विवष्टि ॥
जनिमा विवक्ति وغیرہ"۔ [شرح]

فعل مستقبل کے لئے خاص قاعدے

"اگر लेट् (فعل مستقبل) پرے ہو تو اکثر مصدر پر علامت सिप् ایزاد کی جاتی ہے"۔
[اشٹادھیائی ۳-۱-۳۴]
"ویدوں میں مذکورہ بالا علامت सिप् اکثر णित् ہوجاتی ہے۔ یعنی اُس کو णित् سمجھ کر वृद्धि ایزاد
کیا جاتا ہے"۔ [وارتک سوتر بالا پر]
مثالیں सविता धर्मं साविषत् ॥ प्राण आयूंषि یہ قاعدہ लेट् (فعل مستقبل) سے مخصوص ہے۔

فعل امر کے لئے خاص قاعدے

"ویدوں میں हि پرے ہو تو श्ना کی بجائے शानच् اور शायच् یہ دو علامتیں
آجاتی ہیں"۔ [اشٹادھیائی ۳-۱-۸۴]
"ویدوں میں शायच् سب جگہ کہنا چاہئے"۔ [وارتک سوتر مذکور پر]
"سب جگہ سے یہ مُراد ہے کہ چاہے हि پرے ہو یا نہ ہو مثلاً महीः अस्कभायत् । यो अस्कभायत्
उद्ग्रभायत् । उन्मथायत् وغیرہ"۔ [پتنجلی مُنی کی شرح سوتر مذکور پر]
یہ قاعدہ فعل متعدّی کے लोट् (فعل امر) صیغہ واحد حاضر سے خصوصیت رکھتا ہے۔

ویدوں کے [illegible]

"ویدوں میں اکثر व्यत्यय ہوجاتا ہے"۔ [اشٹادھیائی ۳-۱-۸۵]
"व्यत्यय" تغیر وتبدل کو کہتے ہیں مثلاً भवति کی بجائے स्यात् ہوجانا وغیرہ۔
ویدوں میں حسب ذیل व्यत्यय یعنی تغیر وتبدل ہوتے ہیں:۔
(۱) सुप् व्यत्यय یعنی وبھکتی کا بدل جانا युक्ता माता सोदरि दक्षिणायाः مثال میں दक्षिणायाः
(دائیں طرف کا) ششٹھی (مضاف الیہ) ہے۔ دراصل سپتمی (مفعول فیہ) یعنی दक्षिणायाम्
(دائیں طرف میں) چاہئے تھا۔
(۲) तिङ् व्यत्यय یعنی فعل میں تغیر وتبدل ہوجانا مثلاً चषाल ये आश्वयुपापतक्षति اس میں

[1] دیکھو ویدانگ پرکاش حصّہ آکھیاتک صفحہ ۱۱۵۔ مترجم۔

तक्षति (کاٹتا ہے) واحد آیا ہے۔ دراصل तक्षन्ति (کاٹتے ہیں) جمع چاہیے تھا۔ کیونکہ اسکا فاعل
ये (جو لوگ) جمع میں ہے۔

(۳) वर्ण व्यत्यय یعنی حروف کا ادل بدل ہو جانا۔ مثلاً त्रिष्टुभौजः शुभितमुग्र اس مثال میں
शुभितम् دراصل शुधितम् تھا یعنی حرف ध کی بجائے भ ہو گیا۔

(۴) लिङ्ग व्यत्यय یعنی تذکیر و تانیث کا بدل۔ मधोस्तृप्ता इवासते اس مثال میں मधोः دراصل
मधुना ہو جانا چاہیے تھا۔ گویا تانیث کی بجائے تذکیر ہو گئی۔

(۵) पुरुष व्यत्यय یعنی ضمیر کا ادل بدل ہو جانا۔ مثلاً अधा स वीरैर्दशभि वियूयात् اسمیں
वियूयात् (وہ جدا ہووے) یعنی ضمیر واحد غائب کی جگہ वियूयाः (تو جدا ہو) یعنی ضمیر واحد حاضر آئی ہے۔

(۶) कालव्यत्यय یعنی زمانہ کا تغیر و تبدل مثلاً आग्नी न धास्यमानेनाश्व: सोमेन यक्ष्यमाणेन
اس مثال میں आधास्यमान (آئندہ رکھے جانے والی آگ) اور यक्ष्यमान (زمانہ آئندہ میں
یگیہ کی جانے والی) دراصل आधाता (زمانہ ماضی میں رکھی گئی) اور यष्टा (یگیہ کیا گیا) ہونا چاہیے تھا

(۷) आत्मनेपद व्यत्यय یعنی فعل میں تغیر کرکے لازمی بنا لینا۔ مثلاً ब्रह्मचारिणमिच्छते اس
مثال میں इच्छते فعل حال لازمی آیا ہے۔ دراصل فعل متعدی یعنی इच्छति (خواہش کرتا ہے) آنا چاہیے تھا

(۸) परस्मैपद व्यत्यय یعنی فعل کو بدل کر متعدی بنا لینا مثلاً। प्रतीपमन्यऊर्मिर्युध्यति। اس
مثال میں युध्यति فعل متعدی آیا ہے۔ دراصل لازمی یعنی युध्यते ہونا چاہیے تھا۔

(۹) स्वर व्यत्यय یعنی سُور کا تغیر و تبدل ہو جانا۔

(۱۰) कर्तृव्यत्यय یعنی فاعل کا تغیر و تبدل ہو جانا۔

(۱۱) यङ् व्यत्यय یعنی علامت यङ् کا (جس کے فعل پر ایزاد کرنے سے معمول، عادت یا بار بار واقع
ہونے کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں)۔ تغیر و تبدل ہو جانا۔

भवति کی جگہ स्यात् ہو جانے کی دو مثالیں आधाता اور यष्टा ہیں۔ جو فعل مستقبل ضمیر
واحد غائب میں آئے ہیں۔ گویا ان میں علامت तासि بدل کر स्य ہو گئی ہے۔" [شرح]

"ویدوں میں اگر اگلا لفظ कास हो تو चन् مصدر پر اکثر علامت क्विप् ایزاد کی جاتی ہے۔"
[اشٹادھیائی ۳-۲-۸۸]

"اس سوتر سے ویدوں میں اکثر علامت क्विप् ایزاد کی جاتی ہے مثلاً मातृहा। मातृघात: وغیرہ" [شرح]

क्विप् وغیرہ علامتیں

"ویدوں میں بھوت کال (فعل ماضی) کے اندر مصدر پر علامت लिट् ایزاد ہوتی ہے۔"

[اشٹادھیائی ۳-۲-۱۰۵]

"اس سُوتر سے ویدوں کے اندر ماضی مطلق میں علامت लिट् لگائی جاتی ہے مثلاً यह याथा दधि पीयाततान [شرح]

"ویدوں کے اندر مذکورہ بالا علامت लिट् کی جگہ اکثر علامت कानच् آجاتی ہے" [اشٹادھیائی ۳-۲-۱۰۶] अग्निं चिक्यानः। अहं सूर्यमुभयतो ददर्श اگرچہ اس سوتر میں اوپر کے سوتر ۱ छन्दसि लिट् ۱ میں کی انووِرتی ہو سکتی تھی یعنی اس کو دوبارہ لکھنے کے بغیر بھی लिट् مفہوم ہو سکتا تھا۔ تاہم دوسری مرتبہ लिट् کہنے سے یہ مراد ہے کہ علامت कानच् ایسے लिट् کی جگہ بھی آجاتی ہے جو غائب یا غیر محسوس معنی کو بیان کرے۔" [شرح]

"ویدوں میں مذکورہ بالا लिट् کی جگہ اکثر علامت क्वसु بھی آجاتی ہے" [اشٹادھیائی ۳-۲-۱۰۷]

"مثلاً पपिवान् । अग्निसवान ۔ اور نہیں بھی ہوتی مثلاً "अहं सूर्यं मुभयतो ददर्श" [شرح]

"ویدوں میں اُن مصدروں پر جن کے آخر میں علامت क्य لگی ہوئی ہو۔ اُس فعل کی عادت۔ خاصیت یا مہارت ظاہر کرنے کے لئے علامت उ ایزاد کی جاتی ہے"۔ [اشٹادھیائی ۳-۲-۱۷۰]

"مثلاً मित्रयुः। संस्वेदयुः। सुम्नयु اس پری بھاشا (قاعدہ عام) کے بموجب کہ غیر متعلق کے لینے سے تعلق رکھنے والے بھی لے لئے جاتے ہیں۔ اس مقام پر وہ مصدر بھی سمجھ لینے چاہئیں جن کے آخر میں علامت क्यस् اور क्यङ् क्यच् لگی ہوئی ہوں"۔ [شرح]

"ویدوں میں اکثر علامت कृत्य اور ल्युट् بھی لگ جاتے ہیں یعنی جہاں جہاں ان علامتوں کے ایزاد ہونے کا قاعدہ بتایا ہے۔ ان کے علاوہ اَور جگہ بھی ہو جاتے ہیں"۔ [اشٹادھیائی ۳-۳-۱۱۳]

" कृत् اور ल्युट् کہنا چاہئے تھا" [وارتک سوتر مذکور پر]

"یعنی اکثر कृत् بھی ہو جاتا ہے۔ पादाभ्यां ह्रियते पादहारकः اس قاعدے سے مصدر میں कृत् نام والی علامت کارک میں ویدوں اور نیز دوسری جگہوں پر بھی دیکھی جاتی ہے۔ گویا یہ قاعدہ کُلیہ الفاظِ وید اور نیز دیگر الفاظ کے لئے یکساں ہے"۔ [شرح]

"ویدوں میں جب गति یعنی حرکت یا رفتار کے معنی رکھنے والے مصدروں پر ईषत् یعنی کمی یا بیشی کے معنی رکھنے والا उपपद (زائد لفظ) لگایا جاوے تو اُس پر علامت युच् ایزاد کی جاوے"۔

[اشٹادھیائی ۳-۳-۱۲۹] ۔مثلاً सूपसदनोग्निः

"ویدوں میں حرکت یا رفتار وغیرہ معنی رکھنے والے مصدروں کے علاوہ دیگر مصدروں میں بھی صورت مذکور

میں علامت युच् دیکھی جاتی ہے"۔ [اشٹادھیائی ۳-۳-۱۳] مثلاً गाम् सुदोहनमाकृणोद्ब्रह्मणे

ویدوں میں ماضی سب زمانوں میں آتی ہے	"ویدوں کے اندر مصدروں پر لُنگ (ماضی قریب) لنگ۔ (ماضی بعید) اور لِٹ (ماضی مطلق) کی علامتیں اکثر تمام زمانوں کے لئے آجاتی ہیں"۔ [اشٹادھیائی ۳-۴-۶]

لُنگ کی مثال देवो देवेभ्योऽकरं नमः اس مثال میں अकरं (کیا ہے) ماضی قریب ہے مگر اس کے معنی سب زمانوں میں آسکتے ہیں۔ لنگ کی مثال अग्निमद्य होतारमवृणीतायं यजमानः۔ مثال میں अवृणीत (قبول کیا تھا) ماضی بعید ہے۔ مگر اس کے معنی دیگر زمانوں میں بھی آسکتے ہیں۔

لِٹ کی مثال अद्या ममार اس مثال میں ममार (مرا) ماضی مطلق ہے۔ مگر دیگر زمانوں میں بھی معنی ہو سکتے ہیں

ویدوں میں مستقبل اور مضارع کیلئے خاص قواعد	"وِدھی (امر) اور ہیتو۔ ہیتو مت (شرط جزا) وغیرہ جتنے معنوں میں لِنگ (مضارع) آتا ہے۔ اُنہیں معنوں میں مصدر سے ویدوں میں اکثر لیٹ (مستقبل) آتا ہے۔ یہ قاعدہ صرف ویدوں سے خصوصیت رکھتا ہے" [اشٹادھیائی ۳-۴-۷] مثلاً जीवाति शरदः शतम्

"ویدوں میں لیٹ (مستقبل)، اُپ سمواد (عہد یا اقرار) اور آشنکا (شک یا احتمال) کے موقعہ پر استعمال کیا جاتا ہے"۔ [اشٹادھیائی ۳-۴-۸] اُپ سمواد کی مثال अहमेव पशूनामीशै

آشنکا کی مثال नेज्जिह्मायन्तो नरकं पताम

"ویدوں میں لیٹ (مستقبل) پر अट् اور आट् دونوں علامتیں ایزاد کرنے سے یکساں اثر رہتا ہے جہاں अट् ہوتا ہے وہاں आट् نہیں ہوتا اور جہاں आट् ہوتا ہے وہاں अट् نہیں ہوتا"۔ [اشٹادھیائی ۳-۴-۹۴]

"لیٹ (مستقبل) میں جب حرف आ آئے تو اس کی جگہ ऐ ہوجاتا ہے"۔ [اشٹادھیائی ۳-۴-۹۵]

"اس سوتر سے ویدوں کے اندر آتمنے پد (فعل لازمی) میں لیٹ (مستقبل) کے ضمیر غائب اور حاضر تثنیہ میں جو حرف आ آتا ہے اس کی جگہ ऐ ہوجاتا ہے مثلاً मन्त्रयैते मंत्र यैथे [شرح]

جہاں اوپر کے سوتر میں आ کی جگہ ऐ ہونا بتایا گیا ہے۔ اُسے چھوڑ کر لیٹ (مستقبل) میں جہاں ए آوے اس کی جگہ بھی اکثر ऐ آجاتی ہے"۔ [اشٹادھیائی ۳-۴-۹۶] مثلاً अहमेव पशूनामीशै گویا ईशै اور ईशे دونوں صحیح ہیں۔

"پرسمئی پد (فعل متعدی) میں لیٹ (مستقبل) کے اندر جہاں इ آوے اس کا اکثر لوپ (حذف) ہوجاتا ہے"۔ [اشٹادھیائی ۳-۴-۹۷]

"یعنی لیٹ (مستقبل) میں तिप् ضمیر واحد غائب सिप् (ضمیر واحد حاضر) اور मिप् (ضمیر واحد متکلم)